معارف النحو

اردو شرح

هداية النحو

خصوصیات

- عبارت پر مکمل اعراب
- بعض اہم قیود کا بطورِ تمہید ذکر
- بامحاورہ سلیس و [illegible] انداز ترجمہ
- فنِ کتاب حل کرنے کا اہتمام
- ہر بحث کا خلاصہ اور سبق کی تلخیص
- بعض ضروری اقوال کا فوائد میں ذکر
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- بعض ابحاث کی تشریح و وضاحت
- آسان اصطلاحاتِ نحو

مؤلف

مولانا عبد الحئی استوری

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم [illegible] کراچی
امام وخطیب جامع مسجد [illegible] کراچی

مکتبہ عمر فاروق

معارف النحو

شرح اردو

هداية النحو

جدید ایڈیشن

خصوصیات

- عبارت پر مکمل اعراب
- عام فہم سلیس اور بین السطور ترجمہ
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تشریح
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- بعض ابحاث کی نقشوں کے ساتھ وضاحت
- بعض اہم باتوں کا خصوصیت سے ذکر
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- بعض ضروری باتوں کا فوائد میں ذکر
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- آسان اصطلاحات نحو

مؤلف

مولانا عبد الحی استوری

استاذ الحدیث جامعہ [illegible] کراچی
امام و خطیب جامع مسجد [illegible] کراچی
(03008950451- 03128733503)

مکتبہ عمر فاروق

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب

معارف النحو شرح ہدایۃ النحو

[illegible]

[illegible]

شاعت اول

جولائی 2022ء

تعداد

2100

طابع

القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر

مکتبہ معارف القرآن

[illegible]

Tel:021-36684906 Cell:0334-3432345

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن
[illegible] کراچی 021-35031545

دارالاشاعت [illegible]
اردو بازار کراچی 021-32631834

سعدی اسلامی کتب خانہ
[illegible] 0333-2305791

اسلامی کتب خانہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159

مکتبہ لدھیانوی
[illegible] کراچی 021-34130020

قدیمی کتب خانہ
آرام باغ کراچی 021-32212230

مکتبہ رشیدیہ،
[illegible] 081-2662263

کتب خانہ رشیدیہ،
[illegible]

مکتبہ اسلامیہ [illegible] فیصل آباد
041-2631204

مکتبہ رحمانیہ،
اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ سید احمد شہید،
[illegible]

مکتبہ علمیہ،
[illegible] 092-3630564

مکتبہ عمر فاروق
[illegible] پشاور

دارالاخلاص [illegible] پشاور

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں صحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جائے۔ جزاکم اللہ

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
خطبہ	9	مفعول ما لم یسم فاعلہ	66
مقدمہ	12	مبتداء اور خبر	68
علم نحو کی تعریف	12	مبتداء کی قسم ثانی	74
کلمہ کی تعریف	13	انّ اور اس کے اخوات کی خبر	76
مفرد میں ترتیبی احتمالات	15	کان اور اس کے اخوات کا اسم	78
اسم کی بحث	15	ما و لا المشبہتین بلیس کا اسم	80
فعل کی بحث	17	لائے نفی جنس کی خبر	81
حرف کی بحث	19	تمرینات	82
فصل الکلام	21	المقصد الثانی فی المنصوبات	84
پہلا باب اسم معرب	23	مفعول مطلق	84
اسم متمکن کی نو اقسام	27	مفعول بہ	87
اسم معرب کی اقسام		مفعول فیہ	97
منصرف، غیر منصرف، عدل	31	مفعول لہ	99
وصف	36	مفعول معہ	101
تانیث	37	تمرینات	103
معرفہ	40	حال	104
عجمہ	40	تمیز	107
جمع	42	مستثنیٰ	109
ترکیب	43	کان اور اس کے اخوات کی خبر	114
الف ونون زائدتان	44	انّ اور اس کے اخوات کا اسم	115
وزن فعل	45	لائے نفی جنس کا اسم	115
اسباب منع صرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ	47	ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر	118
تمرینات	48	تمرینات	122
المقصد الاول فی المرفوعات	51	المقصد الثالث فی المجرورات	123
فاعل	51	مضاف الیہ	123
تنازع فعلان	56	تمرینات	129

خاتمہ توابع	130	کلمہ کی دوسری قسم فعل فعل ماضی	220
نعت	131	فعل مضارع	221
عطف بالحروف	135	امر	235
تاکید	139	فعل مالم یسم فاعلہ	237
بدل	144	فعل متعدی	240
عطف بیان	146	افعال قلوب	242
تمرینات	149	افعال ناقصہ	245
دوسرا باب اسم مبنی کے بیان میں	150	افعال مقاربہ	249
مضمرات	153	افعال تعجب	252
اسمائے اشارات	158	افعال مدح وذم	254
اسمائے موصولات	160	تمرینات	256
اسمائے افعال	164	کلمہ کی تیسری قسم حروف، حروف جارہ	257
اسمائے اصوات	166	حروف مشبہ بالفعل	269
اسماء مرکبات	166	حروف عطف	275
اسماء کنایات	167	حروف تنبیہ	279
اسماء ظروف	172	حروف نداء	281
تمرینات	180	حروف ایجاب	281
خاتمہ	182	حروف زیادت	281
معرفہ اور نکرہ	183	حروف مصدر	284
اسماء عدد	183	حروف تحضیض	285
مذکر ومؤنث	190	حروف توقع	286
اسم مثنیٰ	192	حروف استفہام	288
اسم مجموع	195	حروف شرط	289
اسم مصدر	202	حروف ردع	292
اسم فاعل	203	تائے تانیث تنوین	293
اسم مفعول	205	حروف تاکید	297
صفت مشبہ	206	تمرینات	299
اسم تفضیل	212	تسہیل الاصطلاحات والامثلۃ	301

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

ہدایۃ النحو علم نحو کی بنیادی اور اہم کتاب ہے۔ اس کتاب کو اگر صحیح طرح سمجھ کر پڑھ لیا جائے تو علم نحو سے کافی حد تک آگاہی ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں ہے اور درجہ ثانیہ کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے، جن کی اکثریت عربی سے ناواقف ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس فن کو سمجھنے میں اکثر مشکل پیش آتی ہے۔

شرح وہی مفید ہے جو نہ زیادہ لمبی ہو، نہ بہت مختصر، بلکہ نفس کتاب کو حل کرنے میں معاون ثابت ہو۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بندۂ ناچیز نے اس شرح کو نہ بہت طویل کیا اور نہ ہی بہت مختصر **خیر الامور اوسطها**

چند سالوں سے بندۂ ناچیز کو جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر میں اس کتاب کی تدریس کا موقع ملا۔ تدریس کے دوران بندہ نے اس کتاب کی شرح لکھنی شروع کی جو کہ دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے ذریعہ نجات بنادے۔ آمین!

اس کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- عبارت پر مکمل اعراب
- عام فہم اور سلیس ترجمہ
- ہر بحث کا خلاصہ اور ہر سبق کی تحقیق
- ہر بحث کے بعد تمارین کا اضافہ
- بعض ابحاث کی نقشہ کے ساتھ وضاحت
- بعض اہم باتوں کا بطور تمہید ذکر
- نفس کتاب حل کرنے کا اہتمام
- بعض ضروری اور اہم باتوں کا فوائد میں ذکر
- اشعار کی مکمل وضاحت مع ترکیب
- آسان اصطلاحات نحو

اس کتاب کے قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ مطالعہ کے دوران اگر کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو بندہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جائے۔ بندہ آپ کا ممنون و مشکور ہوگا۔

مولوی عبدالحی استوری

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

استاذ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر

امام وخطیب جامع مسجد فاطمہ غازی ٹاؤن نمبر ۳

رابطہ: 0300-8950451

انتساب

بندہ اپنی اس ادنی کاوش کا انتساب کرتا ہے:

- اپنے والدین کے نام،

جن کی ان تھک محنتوں اور دعاؤں کی برکت سے بندہ علوم دینیہ سے وابستہ ہا اور

- اپنے مشفق اور مربی اساتذہ کے نام،

جن کی شب و روز محنت کی برکت سے بندہ نے درس نظامی کی تکمیل کی اور

- استاذ محترم حضرت مولانا یوسف کشمیری حفظہ اللہ مہتمم جامعہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ آدم جی نگر کراچی کے نام

جنہوں نے باپ سے زیادہ محبت اور شفقت سے پڑھایا۔ بندہ نے اکثر کتب ان ہی سے پڑھی ہیں۔ اللہ تعالی ان دونوں ہستیوں کو اپنی شایان شان جزا عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ ہم پر تا دیر تا قائم فرمائے۔ آمین!

کلمات تشکر

بندہ مشکور ہے:

- حضرت مولانا شفیق الرحمن گلگتی حفظہ اللہ مہتمم جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر کا،

جن کی حوصلہ افزائی سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور

- مولانا جہان یعقوب حفظہ اللہ استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کا، جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح فرمائی اور
- مولوی عثمان صفدر کا، جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ کے فرائض انجام دیے

اور بعض مقامات پر اہم مشورے بھی دیے اور

- درجہ ثانیہ کی کلاس کے ان طلبا کا،

جنہوں نے پڑھانے کے دوران اس کتاب کی شرح لکھنے پر مجبور کیا۔

مصنفِ کتاب کا تعارف

نام: محمد **کنیت:** ابوحیان **والد کا نام:** ابویوسف

ولادت: اندلس کے شہر غرناطہ میں شوال ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، پھر حفظ قرآن کے بعد علمِ قراءت وتجوید وحدیث میں مہارت کاملہ حاصل کی۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے نحو میں جمع الجوامع لکھی، وہ فرماتے ہیں: اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے وہ میں نے ابوحیان رحمہ اللہ کی تصانیف سے حاصل کیا۔ کتاب سیبویہ موصوف کو ازبر یاد تھی۔ ابوحیان رحمہ اللہ کے ہم زمان صلاح الدین صفوی رحمہ اللہ ابوحیان کے بارے میں فرماتے ہیں: كَانَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّحْوِ مصر، عراق، شام، حجاز، یمن وغیرہ کی طرف علمی سفر کیے، مزاج میں تیزی اور تفاخر تھا۔ اپنے اساتذہ سے مسائل نحو میں خوب مخالفت کرتے تھے، اپنی بیٹی نضار سے بہت محبت کرتے تھے سن ۷۳۰ھ میں جب اس کی وفات ہوئی تو ایک سال تک گوشہ نشین ہوگئے۔

اساتذہ: ابومحمد عبدالحق رحمہ اللہ سے فنِ تجوید سیکھا،

ابوجعفر غرناطی رحمہ اللہ اور حافظ ابوعلی حسین بن سبع العزیز رحمہ اللہ سے قراءت کی مشق کی۔

بقول عبدالحلیم رحمہ اللہ: ابوحیان کے علم حدیث میں ۴۵۰ اساتذہ کرام ہیں۔

علم فقہ علم الدین عراقی رحمہ اللہ سے حاصل کیا،

علم منطق وعلم کلام ابوجعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے،

علم نحو ابوالحسن ابوجعفر بن زبیر ابوجعفر لبلی رحمہ اللہ اور ابن صائغ رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔

تلامذہ: ابن عقیل رحمہ اللہ اور ابن ہشام رحمہ اللہ جیسے ممتاز علماکو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

تصانیف: تقریباً پچاس کتب عربی وفارسی زبان میں تالیف فرمائی، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

(۱) **البحر المحیط** قرآن مجید کی مبسوط تفسیر ہے (۲) شرح تسہیل

(۳) **منهج السالك شرح ألفية ابن مالك** (۴) **هداية النحو**

وفات: تاریخ وفات میں اختلاف ہے ایک قول ۷۴۳ھ کا اور دوسرا قول ۷۴۵ھ کا ہے۔

تعارف مؤلف

نام : عبدالحق استوری بن مولانا محمد ایاز۔ پیدائش: 1974ء

آبائی علاقہ: گلگت بلتستان، ضلع استور، گاؤں ڈوئیاں۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں "ڈوئیاں" سے کیا، تین سال دارالعلوم استور میں قرآن مجید اور درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، پھر 1986ء میں کراچی آکر درجہ ثانیہ تک مدرسہ مدینۃ العلوم نارتھ ناظم آباد میں پڑھا، 1991ء میں درجہ ثالثہ کے لئے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی میں داخلہ لیا، اسی سال پوری کلاس محمد علی سوسائٹی میں واقع جامعہ امام ابوحنیفہ، مکہ مسجد منتقل ہوئی، درجہ رابعہ سے سابعہ تک تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ 1996ء میں دورۂ حدیث کے لئے ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا رخ کیا۔

تدریس: درس نظامی سے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ امام ابوحنیفہ، مکہ مسجد سے کیا تقریباً چار سال اسی جامعہ میں درجہ خامسہ تک کی کتب پڑھانے کی سعادت حاصل رہی، بعد ازاں جامعہ صدیقیہ ناتھا خان گوٹھ شاہ فیصل کالونی میں تقریباً سات سال تک تدریسی مصروفیت رہی، اس کے بعد ملیر کے علاقے شاد باغ میں واقع جامعہ انوار العلوم میں چار سال سے تاحال تدریسی مصروفیت جاری ہے۔ فللّٰہ الحمد علی ذلک۔

امامت وخطابت:

جامع مسجد الغنی، اون ہومز گلشن اقبال 1995ء
جامع مسجد الکبیر ڈیفنس فیز 6 خیابان ہلال 1999ء تا 2001ء
جامع مسجد مدنی، گوشت مارکیٹ ملیر 2001ء تا 2007ء
جامع مسجد فاطمہ غازی ٹاؤن ملیر 2007ء سے تاحال

تصنیفی خدمات:

1۔ معارف النحو، اردو شرح ہدایۃ النحو (مطبوع)
2۔ معارف التوحید (مطبوع)
3۔ معارف الحواشی شرح اصول الشاشی (مطبوع)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ

تمام تعریفیں خاص ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے اور رحمت نازل ہو اس کے رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے آل اور اس کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر۔

وضاحت: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اصل میں جملہ فعلیہ حَمِدْتُ اللّٰہَ حَمْدًا تھا۔ اب یہاں فعل کو مع فاعل حذف کر دیا اور حمدًا کو اس کے قائم مقام کر کے جملہ اسمیہ بنا دیا، چناں چہ حمد پر الف لام داخل کیا اور لفظ اللہ پر لام جارہ داخل کیا۔ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ جملہ اسمیہ دوام ثبوت پر دلالت کرتا ہے جو کہ مقام حمد میں مقصود ہے، جب کہ جملہ فعلیہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔

اَلْحَمْدُ: میں الف لام استغراقی ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔

رَبّ: یہ اصل میں مصدر ہے اور معنی ہے پرورش کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً حدِ کمال تک پہنچانا۔

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ: کے معنی ہوں گے وہ تمام جہانوں کا مالک ہے اس کی ملکیت اور ربوبیت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

اَلْعَالَمِیْنَ: یہ عالم کی جمع ہے بمعنی مَا یُعْلَمُ بِہِ الشَّیْءُ (وہ چیز جس سے دوسری چیز جانی جائے)

وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ: ای خیر العاقبۃ ثابت للمتقین (اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے نہ کہ گناہ گاروں کے لیے)

اَلْمُتَّقِیْنَ: یہ جمع ہے مُتَّقِی کی، جو کہ باب افتعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ لغت میں مُتَّقِی بمعنی پرہیزگار ہے اور اصطلاحِ شرع میں متقی وہ شخص کہلاتا ہے جو اپنے نفس کو ان کاموں سے بچائے رکھے جن کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ:

اَلصَّلٰوۃُ: کے لغوی معنی دعا ہے اور اصطلاحی معنی میں کچھ تفصیل ہے:

صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت ہے۔
اس کی نسبت جب ملائکہ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد استغفار ہے اور
اس کی نسبت جب انسانوں کی طرف کی جائے تو اس سے مراد تسبیح ہے اور
صلوٰۃ بمعنی عبادتِ مخصوصہ بھی آتا ہے یعنی نماز

رَسُوْلِہٖ: رسول بروزن فعول ہے۔ لغت میں بمعنی مُرْسَل ہے یعنی بھیجا ہوا اور فعول بمعنی مفعول ہے۔

اصطلاحِ شرع: میں اس کی تعریف یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لیے بھیجا ہو اور ان کے ساتھ کتاب ہو جو ان پر نازل ہوئی ہو۔

مُحَمَّدٍ: یہ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے، بمعنی بہت تعریف کیا ہوا، مصدر تَحْمِیْد ہے۔ یہ ہمارے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہے۔

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین: آل کے معنی مراد کے بارے میں پانچ اقوال ہیں:

(۱) بمعنی اتباع (۲) بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہیں (۳) صرف بنی ہاشم،

(۴) ازواج اور بنات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور ان کی اولاد مراد ہیں، (۵) اہل بیت مراد ہیں۔

آل کا لفظ باعتبار معنی جمع اور باعتبار لفظ مفرد ہے جیسے **آل موسیٰ و آل ھارون**

واصحابہ: **اصحاب** جمع **صحب** کی ہے اور **صحب** جمع **صاحب** کی ہے۔

صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی

اجمعین: یہ **آل** اور **اصحاب** کی تاکید لفظی ہے۔

اَمّا بعد: **اَمّا** کی دو قسمیں ہیں: (۱) استینافیہ (۲) تفصیلیہ

اما استینافیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی اجمال نہیں ہوتا جیسا کہ کتابوں کے شروع میں آتا ہے جیسے **أما بعد فھذہ** یہ استینافیہ ہوگا اس لیے کہ اس سے قبل کوئی اجمال موجود نہیں۔

اما تفصیلیہ: سے مراد یہ ہے کہ اس سے پہلے کلام نے کسی چیز کو اجمالاً ذکر کیا ہو اور اما سے اس کی تفصیل مراد ہو جیسے **جاءنی القوم اما زید فاکرمتہ واما عمرو فاھنتہ** (میرے پاس قوم آئی پس اگر زید آیا تو میں اس کا اکرام کروں گا اور بہر حال عمرو آیا تو میں اس کی توہین کروں گا) یہ اما تفصیلیہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اما کے جواب میں فاء کا آنا ضروری ہے اور یہاں متن میں اما استینافیہ ہے۔

اَمّا کی اصل سے متعلق نحویوں کے چند اقوال

(۱) خلیل نحوی کے نزدیک **اَمّا** اصل میں **مہما تھا، ھاء** کو تخفیف کے لیے ہمزہ سے تبدیل کر دیا، پس یہ **مَأما** ہوا، پھر ہمزہ چونکہ صدر کلام چاہتا ہے اس لیے کلام کے ابتداء میں لے آئے تو اب **اَمما** ہوا، پھر میم کا میم میں ادغام کر دیا تو **اَمّا** ہوا۔

(۲) سیبویہ نحوی کے نزدیک **اَمّا** اپنے اصل پر ہے، کیونکہ یہ حرف ہے اور حرف میں تغیر و حذف نہیں ہو سکتا۔

(۳) بعض نحویوں کے نزدیک **اَمّا** اصل میں **اِن ما** تھا اور اس کے بعد **ما** زائدہ ہے تو نون کا میم میں ادغام کر دیا تو **اِمّا** ہو گیا، پھر ہمزہ کے کسرے کو فتحہ سے تبدیل کر دیا تو **اَمّا** بن گیا، کیونکہ **اِمّا** تب ہوتا جب اس کے بعد دوسرا **اِمّا** یا **اَو** ہوتا ہے۔

اَمّا بعد کی اصل: **مہما یکن من شیء بعد البسملۃ والحمدلۃ والصلوۃ** ہے۔ پس **اَمّا** کو **مہما** کے قائم مقام کیا اور پھر فعل شرط **یکن من شیء** کو حذف کر دیا، کیونکہ **اَمّا** حرف شرط پر دلالت کرتا ہے۔

بعد کی باعتبار ترکیب تین حالتیں

بعد کی تین حالتیں ہیں: دو حالتوں میں معرب ہوگا اور ایک حالت میں مبنی ہوگا۔

پہلی حالت: بعد مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جاءنی زید قبل عمرو و بعد بکر

دوسری حالت: بعد مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ نسیاً منسیاً ہو (بالکل ذہن و دماغ میں نہ ہو) جیسے رب بعد کان خیرًا من قبل۔ ان دونوں حالتوں میں بعد معرب ہوگا۔

تیسری حالت: بعد مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی نیت و ارادہ میں ہو، جیسے لله الامر من قبل ومن بعد اس حالت میں بعد مبنی ہوگا۔

هذا مختصر مضبوط في النحو جمعت فيه مهمات النحو على ترتيب الكافية مبوبا و مفصلا بعبارة

یہ ایک مختصر کتاب ہے جو کہ نحو میں لکھی گئی ہے جس میں میں نے نحو کے اہم مسائل کو کافیہ کی ترتیب پر باب وار اور فصل وار صاف ستھری اور

واضحة مع إيراد الأمثلة في جميع مسائلها من غير تعرض للأدلة والعلل لئلا يشوش ذهن المبتدي عن

آسان عبارت کے ساتھ جمع کیا ہے اور تمام مسائل میں ان کی مثالیں بھی ذکر کی ہیں مگر ان کے دلائل اور علتوں کو ذکر نہیں کیا تاکہ مبتدی

فهم المسائل و سميته بهداية النحو رجاء أن يهدي الله تعالى به الطالبين و رتبته على مقدمة و ثلاثة أقسام

کا ذہن مسائل کے سمجھنے میں تشویش و پریشانی میں مبتلا نہ ہو اور میں نے اس کا نام ہدایۃ النحو رکھا ہے، اس امید سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ طلبہ کو ہدایت دیں اور اس کو میں نے ایک مقدمہ، تین اقسام

و خاتمة بتوفيق الملك العزيز العلام

اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے اس بادشاہ کی توفیق سے جو غالب اور بہت زیادہ علم والا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے اپنی کتاب کی کچھ خصوصیات ذکر فرما رہے ہیں۔

خصوصیات:

۱) یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جو نحو میں تحریر کیا گیا ہے۔ یہ اتنا لمبا نہیں کہ پڑھنے والوں کو تھکا دے۔

۲) اس کتاب میں نحو کی اہم باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۳) اس کتاب میں کافیہ کی ترتیب پر مباحث کو ابواب اور فصول میں ذکر کیا گیا ہے۔

۴) اس کتاب کی عبارت بالکل آسان اور واضح ہے۔

۵) تمام مسائل کے ساتھ ان کی مثالیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔

۶) دلائل اور علل کو ذکر نہیں کیا تاکہ مبتدی طالب علم کا ذہن تشویش اور پریشانی میں مبتلا نہ ہو۔

وسميته بهداية النحو ... الخ: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کتاب کی وجہ تسمیہ ذکر فرما رہے ہیں۔ اس کتاب کا نام میں نے ہدایۃ النحو رکھا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی فرمائیں۔

ورتبته: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ کتاب کی ترتیب کو ذکر فرما رہے ہیں۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو مرتب کیا ہے، ایک مقدمہ، تین اقسام اور ایک خاتمہ پر۔ یہی اس کتاب کا خلاصہ ہے۔

بتوفيق الملك العزيز العلام مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت سے اس عظیم کارنامے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر رہے ہیں، تاکہ اس کام میں اخلاص پیدا ہو۔

المقدّمة

المقدمة في المبادئ التي يجب تقديمها لتوقف المسائل عليها وفيها ثلاثة فصول فصل: النحو علم

مقدمہ ان ابتدائی مسائل کے بیان پر مشتمل ہے جن کو پہلے بیان کرنا ضروری ہوتا ہے، اس لیے کہ بعد کے مسائل ان پر موقوف ہوتے

بأصول تعرف بها أحوال أواخر الكلم الثلاث من حيث الإعراب والبناء وكيفية تركيب بعضها مع

ہیں۔ اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل علم نحو کی تعریف یہ ہے کہ علم نحو چند اصول و قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے

آخری حروف کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں کہ وہ معرب ہیں یا مبنی اور ان کلمات کی ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب کی کیفیت معلوم

بعض والغرض منه: صيانة اللسان عن الخطأ اللفظي في كلام العرب وموضوعه: الكلمة والكلام.

ہوتی ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ زبان کو کلام عرب میں لفظی خطا سے بچایا جائے اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مقدمہ کو ابتداء میں ذکر کرنے کی وجہ بتا رہے ہیں کہ مقدمہ کو شروع میں اس لیے ذکر کیا جاتا ہے کہ مقدمہ ان مبادیات میں سے ہے جن کا مقدم کرنا ضروری ہے کیونکہ مسائل اس مقدمہ پر موقوف ہوتے ہیں۔ مقدمہ لازم سے اسم فاعل ہے بمعنی ذات متقدمہ (وہ ذات جو آگے ہونے والی ہو)۔

وفیها ثلاثة فصول: اس مقدمہ میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: نحو کی تعریف، غرض وغایت اور موضوع کا بیان

دوسری فصل: کلمہ کی بحث

تیسری فصل: کلام کی بحث

پہلی فصل
نحو کی تعریف، غرض وغایت اور موضوع کا بیان

علم نحو کا لغوی معنی: نحو کے لغوی معنی قصد وارادہ کرنا۔

اصطلاحی تعریف: علم نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں کے آخر کے حالات معلوم کیے جائیں معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے اور ان میں سے بعض کلموں کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

غرض وغایت: کلام عرب میں زبان کو لفظی غلطی سے بچانا ہے۔

موضوع: اس علم کا کلمہ اور کلام ہے۔

دوسری فصل کلمہ کی بحث

فصل: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد وهي منحصرة في ثلاثة أقسام: اسم وفعل وحرف، لأنها إما أن لا

فصل: کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو، اور وہ تین قسموں پر منحصر ہے: اسم، فعل اور حرف، اس لیے کہ وہ (کلمہ) یا تو دلالت

تدل على معنى في نفسها وهو الحرف، أو تدل على معنى في نفسها واقترن معناها بأحد الأزمنة الثلاثة

نہیں کرے گا اپنے معنی پر بذات خود اور وہ حرف ہے، یا وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کے معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملے ہوئے ہوں گے تو وہ فعل ہے

وهو الفعل، أو تدل على معنى في نفسها ولم يقترن معناها به وهو الاسم

اور یا وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا اور اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہوگا اور وہ اسم ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مذکورہ عبارت میں دو باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: کلمہ کی تعریف

دوسری بات: کلمہ کی اقسام ثلاثہ اور ان کی وجہ حصر

پہلی بات کلمہ کی تعریف

کلمہ: وہ لفظ ہے جس کو معنی مفرد کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

فوائد وقیود: ہر تعریف میں ایک جنس اور چند فصلیں ہوا کرتی ہیں، پس کلمہ کی تعریف میں:

لفظ بمنزلہ جنس ہے، اس میں تمام الفاظ داخل ہو گئے مہملات، غیر مہملات، مرکبات، غیر مرکبات۔

وضع لمعنی یہ پہلی فصل ہے اس سے الفاظ مہملات سب خارج ہو گئے۔

مفرد: یہ دوسری فصل ہے اس سے سارے مرکبات خارج ہو گئے۔

کلمہ کی تعریف میں تین ابحاث

پہلی بحث: الكلمة کے الف لام سے متعلق

دوسری بحث: الكلمة لفظ میں دو اشکالات اور ان کے جوابات

تیسری بحث: مفرد میں ترکیبی احتمالات سے متعلق

پہلی بحث: الكلمة میں الف لام کی کونسی قسم ہے؟

اس بات کو سمجھنے سے پہلے الف لام کی اقسام کا جاننا ضروری ہے، لہٰذا پہلے الف لام کی اقسام ذکر کی جاتی ہیں۔

الف لام کی اقسام: الف لام کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: اسمی اور حرفی۔

الف لام اسمی: وہ ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور یہ الذی اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے الضارب اور المضروب

الف لام حرفی: وہ ہوتا ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول کے علاوہ کسی اور اسم پر داخل ہو۔

پھر الف لام حرفی کی دو قسمیں ہیں: (۱) الف لام زائدہ (۲) الف لام غیر زائدہ۔

الف لام زائدہ: وہ ہوتا ہے جس کو گرانے سے معنی میں فرق نہیں آتا ہے۔

الف لام غیر زائدہ: وہ ہوتا ہے جو کلام میں زائد نہ ہو، بلکہ اس کے نہ ہونے سے معنی میں تبدیلی واقع ہو۔

الف لام غیر زائدہ کی چار اقسام ہیں: (۱) الف لام جنسی (۲) الف لام استغراقی
(۳) الف لام عہد خارجی (۴) الف لام عہد ذہنی

ان چاروں میں وجہ حصر: الف لام کے مدخول سے ماہیت مراد ہوگی یا افراد، اگر ماہیت مراد ہو تو یہ الف لام جنسی ہوگا۔ جیسے الرجل خیر من المرأۃ (جنس مرد عورت سے بہتر ہے) اور اگر افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو تمام افراد مراد ہوں گے یا بعض افراد، اگر تمام افراد مراد ہوں تو الف لام استغراقی کہلائے گا، جیسے ان الانسان لفی خسر (بے شک سارے انسان خسارے میں ہیں) اگر الف لام کے مدخول سے بعض افراد مراد ہوں تو دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو یہ بعض افراد خارج میں متعین ہوں گے یا نہیں، اگر خارج میں متعین ہوں تو یہ الف لام عہد خارجی کہلائے گا جیسے فعصی فرعون الرسول (پس فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس میں الرسول میں الف لام عہد خارجی ہے اور اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام ہیں اور اگر بعض افراد متعین نہ ہوں اسے الف لام عہد ذہنی کہتے ہیں جیسے واخاف ان یاکلہ الذئب (اور مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے گا) یہاں الذئب میں الف لام عہد ذہنی ہے، کیونکہ خارج میں کوئی بھیڑیا متعین نہیں ہے۔

الکلمة میں الف لام کی کونسی قسم ہے: الکلمہ میں الف لام جنسی ہے یا عہد خارجی ہے، اور معہود نحوی کلمہ ہے۔

دوسری بحث: اس بحث میں الکلمة لفظ سے متعلق دو اشکالات اور ان کے جوابات ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ الکلمة لفظ میں الکلمة مبتدا ہے اور لفظ اس کی خبر ہے۔ یہاں مبتدا اور خبر کے درمیان تذکیر و تانیث میں مطابقت نہیں ہے، الکلمة مؤنث ہے اور لفظ مذکر ہے؟

جواب: مبتداء اور خبر کے درمیان مطابقت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ خبر مشتق ہو جب کہ یہاں لفظ مشتق نہیں ہے، اس لیے مطابقت ضروری نہیں ہے۔

دوسرا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ الکلمة میں جو تاء ہے وہ وحدت کی ہے اور الف لام جنس کا ہے جب کہ وحدت اور جنس میں تضاد ہوتا ہے یہاں اجتماع کیسے ممکن ہوا؟

جواب: وحدت کی تین قسمیں ہیں: (۱) وحدت شخصی (۲) وحدت نوعی (۳) وحدت جنسی تینوں اقسام میں صرف وحدت شخصی اور الف لام جنسی جمع نہیں ہو سکتے ہیں، کیونکہ ان میں تضاد ہے۔ یہاں وحدت نوعی یا وحدت جنسی مراد ہے، لہٰذا یہ اشکال وارد نہیں ہوتا ہے۔

تیسری بحث مفرد میں ترکیبی احتمالات

مفرد میں ترکیب کے اعتبار سے تین احتمال موجود ہیں، (۱) مرفوع (۲) مجرور (۳) منصوب

(۱) مفرد مرفوع والی صورت: اس وقت یہ لفظ کی صفت ثانیہ ہوگی اور معنی یہ ہوگا کہ کلمہ ایسا لفظ مفرد ہے جسے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۲) مفرد مجرور والی صورت: یہاں مفرد مجرور اس بنا پر ہوگا کہ اسے معنی کی صفت قرار دیا جائے معنی چونکہ لام جارہ کی وجہ سے مجرور اور موصوف ہے تو جو اعراب موصوف کا ہوتا ہے وہی اعراب صفت کا بھی ہوتا ہے، لہٰذا مفرد بھی مجرور ہوگا اس صورت میں معنی یہ ہوگا کلمہ ایسا لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو ایسے معنی کے لیے جو مفرد ہو۔

(۳) مفرد منصوب والی صورت: اس وقت یہ وضع کی ضمیر سے حال واقع ہوگا اور معنی ہوگا کلمہ وہ لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو کسی معنی کے لیے اس حال میں کہ وہ لفظ مفرد ہے۔

دوسری بات کلمہ کی اقسام ثلاثہ کی وجہ حصر

وجہ حصر: کلمہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے گا یا نہیں، اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہ کرے بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہو تو وہ حرف ہوگا اور اگر وہ اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا معنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا ہوگا یا نہیں اگر ملا ہوا ہو تو وہ فعل ہے اور اگر ملا ہوا نہ ہو تو وہ اسم ہے۔

الْاِسْمُ

فحد الاسم كلمة تدل على معنى في نفسها غير مقترن بأحد الأزمنة الثلاثة أعني الماضي والحال

چنانچہ اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے اور وہ معنی تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو

والاستقبال كرجل وعلم وعلامته صحة الإخبار عنه وبه نحو زيد قائم والإضافة نحو غلام زيد

جیسے رجل اور علم اور اس کی علامات یہ ہیں کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو جیسے زید قائم اور مضاف ہونا جیسے غلام زید

ودخول لام التعريف عليه كالرجل والجر والتنوين كبزيد والتثنية والجمع والنعت والتصغير والنداء

اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرجل اور جر اور تنوین کا داخل ہونا جیسے بزید اور تثنیہ ہونا اور جمع ہونا اور صفت ہونا اور تصغیر ہونا اور ندا ہونا

فإن كل هذه خواص الاسم ومعنى الإخبار عنه أن يكون محكوما عليه فاعلا أو مفعولا أو مبتدأ وبمعنى

پس یہ سارے اسم کے خواص میں ہیں اور اخبار عنہ کے معنی ہیں کہ وہ محکوم علیہ ہو کیونکہ وہ فاعل ہوگا یا مفعول یا مبتدا اور اس کا نام اسم اس

سمي به لسموه على قسيميه لا لكونه وسما على المعنى
لیے رکھا گیا ہے کہ وہ پہلی دونوں قسموں سے بلند ہوتا ہے اور اس وجہ سے نام نہیں رکھا گیا کہ وہ معنی کے لیے علامت ہوتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں اس عبارت میں اسم کے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات : اسم کی تعریف

دوسری بات: اسم کی علامات

تیسری بات: اخبار عنہ کا مطلب

چوتھی بات : اسم کی وجہ تسمیہ

پہلی بات اسم کی تعریف

اسم: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت خود کرے اور تین زمانوں یعنی ماضی حال اور مستقبل میں سے کسی زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو، جیسے رجل اور علم

دوسری بات اسم کی علامات

پہلی علامت : یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو (یعنی وہ مخبر عنہ بن سکے) جیسے زید قائم، اس میں زید کے بارے میں قیام کی خبر دی گئی ہے اس لیے زید مخبر عنہ ہے۔

دوسری علامت: مضاف ہونا جیسے غلام زید

تیسری علامت: لام تعریف کا داخل ہونا۔ جیسے الرجل اس میں الف، لام تعریف کا ہے۔

چوتھی علامت : جر اور تنوین کا داخل ہونا۔ جیسے بزید

پانچویں علامت: تثنیہ ہونا۔ جیسے رجلان

چھٹی علامت : جمع ہونا۔ جیسے رجال

ساتویں علامت: صفت ہونا۔ جیسے رجل عالم اس میں رجل موصوف اور عالم صفت ہے۔

آٹھویں علامت: مصغر ہونا۔ جیسے رجل سے رجیل

نویں علامت : منادی ہونا۔ جیسے یا زید یہ سارے اسم کے خواص ہیں۔

تیسری بات اخبار عنہ کا مطلب

اخبار عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔ پس جس کے بارے میں خبر دی جاتی ہے وہ مسند الیہ ہوتا ہے نہ کہ فاعل۔ پس اس اعتبار سے اخبار عنہ کا معنی فاعل اور نائب فاعل کو شامل نہیں ہوتا کیونکہ فاعل اور نائب فاعل کے

بارے میں وجہ نہیں دی جاتی ہے لہٰذا مصنف رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کردی کہ اخبار عنہ سے مراد محکوم علیہ ہونا ہے یعنی اس پر حکم لگایا گیا ہو پس اس اعتبار سے اخبار عنہ فاعل اور نائب فاعل دونوں کو شامل ہوگا کیونکہ فاعل پر بھی حکم لگایا جاتا ہے اور نائب فاعل پر بھی۔

چوتھی بات اسم کی وجہ تسمیہ

اسم کی وجہ تسمیہ (یعنی اسم کو اسم کیوں کہتے ہیں) اس بارے میں نحویوں کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ بصریین کے نزدیک اسم اصل میں سِمْوٌ تھا (سین کے کسرہ کے ساتھ) بمعنی بلند ہونا اسم چونکہ اپنے دونوں قسیموں سے بلند ہوتا ہے اور فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں، پس واؤ کو حذف کردیا اور سین کو ساکن کردیا اور ابتدا میں ہمزہ وصلی مکسورہ لے آئے تو اسم ہوگیا۔

کوفیین کے نزدیک اسم اصل میں وَسْمٌ تھا بمعنی علامت، چونکہ اسم بھی اپنے معنی پر علامت ہوتا ہے اس لیے اس کو اسم کہتے ہیں، پس واؤ مکسورہ کو ہمزہ سے بدلا تو اسم ہوگیا۔

مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے اس لیے اس کو ترجیح دی اور اس کو پہلے ذکر کردیا۔

الفعل

وحدّ الفعل كلمة تدل على معنى في نفسها دلالة مقترنة بزمان ذلك المعنى كضرب يضرب اضرب

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر ایسی دلالت کرے جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو جیسے ضرب یضرب اضرب

وعلامته أن يصح الإخبار به لا عنه ودخول قد والسين وسوف والجزم عليه والتصريف إلى الماضي والمضارع وكونه أمرا أو نهيا واتصال الضمائر البارزة المرفوعة به نحو ضربت وتاء التأنيث الساكنة نحو ضربت ونون التأكيد فإن كل هذه من خواص الفعل ومعنى الإخبار به أن يكون محكوما به ويسمى فعلا باسم أصله وهو المصدر لأن المصدر هو فعل الفاعل حقيقة

اور فعل کی علامت یہ ہے کہ اس کی خبر دینا صحیح ہو نہ کہ اس سے خبر دینا اور اس پر قد، سین، سوف اور جزم داخل ہو اور ماضی، مضارع کی طرف اس کی گردان کا ہونا اور امر و نہی کا ہونا اور ضمیر بارزہ مرفوع کا اس کے ساتھ متصل ہونا جیسے ضربت اور تاء تانیث ساکنہ کا اس کے آخر میں ہونا جیسے ضربت اور نون تاکید کے دونوں نون یعنی ثقیلہ و خفیفہ کا داخل ہونا اور خبر دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ محکوم بہ ہو اور اس کا نام فعل رکھا گیا ہے اس کے اصل کے نام سے اور وہ مصدر ہے اس لیے کہ مصدر حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے فعل سے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات فعل کی تعریف

دوسری بات فعل کی علامات

تیسری بات خبر بہ کا مطلب

چوتھی بات : فعل کی وجہ تسمیہ

پہلی بات فعل کی تعریف

فعل: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے نیز وہ بات جو اس معنی کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ جیسے ضرب میں زمانہ ماضی اور یضرب میں زمانہ استقبال اور اضرب میں زمانہ حال پایا جاتا ہے۔

دوسری بات فعل کی علامات

پہلی علامت: فعل کا مخبر بہ ہونا صحیح ہو (یعنی مسند اور محکوم بہ ہونا صحیح ہو) اور اس کا مخبر عنہ ہونا صحیح نہ ہو (یعنی مسند الیہ اور محکوم علیہ ہونا درست نہ ہو) اس کے ذریعے خبر دینا صحیح ہو نہ کہ اس کے بارے میں خبر دینا۔

دوسری علامت: حرف قد کا داخل ہونا۔ جیسے قد ضرب

تیسری علامت: حرف سین کا داخل ہونا۔ جیسے سیضرب

چوتھی علامت: حرف سوف کا داخل ہونا۔ جیسے سوف یضرب

پانچویں علامت: حرف جزم کا داخل ہونا۔ جیسے لم یضرب

چھٹی علامت: فعل ماضی اور مضارع کی گردان کا ہونا۔ جیسے ضرب ماضی اور یضرب مضارع

ساتویں علامت: امر ہونا۔ جیسے اضرب

آٹھویں علامت: نہی ہونا۔ جیسے لاتضرب

نویں علامت: ضمیر بارز مرفوع کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضربت

دسویں علامت: تاء تانیث ساکنہ کا ملا ہوا ہونا۔ جیسے ضربت

گیارہویں علامت: نون تاکید کا ہونا خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو۔ جیسے [illegible]

یہ ساری علامات فعل کے خواص میں سے ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کی مراد علامات سے خواص ہیں۔ کیونکہ علامت وہ ہوتی ہے جو کبھی جدا نہ ہو، جب کہ نون تاکید فعل ماضی میں نہیں آتا ہے، اسی طرح تاء تانیث ساکنہ مضارع میں نہیں آتی ہے، اسی لیے مصنف رحمہ اللہ نے علامات سے مراد خواص لیا ہے اب کوئی اشکال وارد نہ ہوگا۔

تیسری بات اخباریہ کا مطلب

خبریہ کا مطلب ہے اس کے ذریعے سے خبر دینا یہ معنی فعل پر تو صادق آتا ہے لیکن امر و نہی جو کہ انشاء کے قبیل سے ہیں، ان پر صادق نہیں آتا کیونکہ ان کے ذریعے سے خبر نہیں دی جاتی۔ پس مصنف نے وضاحت فرما دی کہ اخباریہ سے مراد محکوم بہ ہے یعنی جس کے ساتھ سے حکم لگایا گیا ہو۔ جس کے اعتبار سے اخباریہ کا معنی امر اور نہی پر بھی صادق آئے گا کیونکہ امر اور نہی کے ذریعے سے بھی حکم لگایا جاتا ہے۔

چوتھی بات فعل کی وجہ تسمیہ

اس کو سمجھنے سے پہلے تمہید کے طور پر دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

پہلی بات: یہ ہے کہ فعل مصدر سے نکلتا ہے اس لیے مصدر اصل ہو۔

دوسری بات: یہ ہے کہ عربی میں مصدر مثلاً ضرب کو فعل یعنی کام کہتے ہیں کیونکہ مصدر فاعل کا فعل یعنی کام ہے۔

جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اس بات کو سمجھیں کہ نحویوں نے فعل کو اصل یعنی مصدر کا نام (فعل) دیا اس کو کہتے ہیں

تسمية الشيء باسم اصله

الحَرْف

وحدّ الحرف كلمة لا تدلّ على معنى في نفسها بل تدلّ على معنى في غيرها نحو مِن فإنّ معناها

حرف وہ کلمہ ہے جو بذات خود اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو اس کے غیر میں پایا جاتا ہے جیسے مِن اس لیے کہ

الابتداء وهي لا تدلّ عليه إلا بعد ذكر ما منه الابتداء كالبصرة والكوفة مثلا تقول سرت من البصرة إلى

اس کے معنی ابتداء کے ہیں اور وہ ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا جب تک اس بات کا ذکر نہ ہو جس سے ابتداء کی جاتی ہے جیسے

الكوفة وعلامته أن لا يصحّ الإخبار عنه ولا به وأن لا يقبل علامات الأسماء ولا علامات الأفعال

بصرہ و کوفہ جیسے تم کہو میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ دونوں بننا صحیح نہ ہو اور یہ کہ وہ

وللحرف في كلام العرب فوائد كالربط بين اسمين نحو زيد في الدار أو فعلين نحو أريد أن تضرب

اسماء اور افعال میں سے کسی کی علامت کو بھی قبول نہ کرے۔ اور حرف کے کلام عرب میں بہت سارے فائدے ہیں جیسے دو اسموں کے درمیان ربط دینا جیسے زَيدٌ في الدار یا دو فعلوں کے درمیان ربط دینا جیسے أريد أن تضرب

أو اسم وفعل كضربت بالخشبة أو جملتين نحو إن جاءني زيد أكرمته وغير ذلك من الفوائد التي

یا ایک اسم اور ایک فعل کو ربط دینا جیسے ضربت بالخشبة یا دو جملوں کے درمیان ربط دینا جیسے إن جاءني زيد أكرمته ان کے علاوہ بہت

تعرفها في القسم الثالث إن شاء الله تعالى ويسمّى حرفا لوقوعه في الكلام حرفا أي طرفا إذ ليس

سارے فائدے ہیں جنہیں آپ قسم ثالث میں جانیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حرف کو حرف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلام کے ایک طرف

مقصودا بالذات مثل المسند والمسند إليه

میں واقع ہوتا ہے اس لیے کہ وہ مسند اور مسند الیہ کی طرح مقصود بالذات نہیں ہوتا۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے حرف سے متعلق چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات حرف کی تعریف

دوسری بات: حرف کی علامات

تیسری بات: حرف کے فوائد

چوتھی بات: حرف کی وجہ تسمیہ

پہلی بات حرف کی تعریف

حرف: وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت نہیں کرتا بلکہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے۔

مثال: مِن کا معنی ابتداء ہے اور یہ مِن ابتداء کے معنی پر دلالت نہیں کرتا ہے جب تک اس کے ساتھ اس چیز کا ذکر نہ کیا جائے جس سے ابتداء کی جاتی ہے، جیسے البصرة، الکوفة مثلاً آپ کہو گے: سرت من البصرة الی الکوفة (میں نے بصرہ سے کوفہ تک کی سیر کی) اب یہاں جب تک بصرہ کا ذکر نہیں کیا تب تک مِن ابتداء کے معنی نہ دیتا۔

دوسری بات حرف کی علامات

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ اور مخبر بہ ہونا صحیح نہ ہو، یعنی نہ اس سے خبر دینا بھی صحیح نہ ہو اور اس کے ذریعے سے خبر دینا بھی صحیح نہ ہو، یہ نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ وہ اسم اور فعل کی علامت میں سے کسی علامت کو قبول نہیں کرتا۔

تیسری بات حرف کے فوائد و قیود

ولِلحرف فی کلام العرب فوائد مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ایک شبہ کا ازالہ کر کے حرف کے فوائد و قیود ذکر فرما رہے ہیں۔ شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب حرف نہ مسند الیہ ہوتا ہے اور نہ مسند اور نہ وہ علامات اسم اور فعل کو قبول کرتا ہے تو پھر کلام میں اس کا فائدہ کیا رہا۔ مصنف رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ حرف کے کلام عرب میں بہت سے فوائد ہیں۔

حرف کے چند فوائد

۱) دو اسموں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے زید فی الدار

۲) اسی طرح دو فعلوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اُرید ان تضرب یہاں حرف اَن نے دونوں فعلوں کو جوڑا۔

۳) ایک اسم اور فعل کو بھی جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے ضربت بالخشبة (میں نے لکڑی سے مارا) یہاں ضربتُ فعل اور الخشبة اسم کو حرف باء نے جوڑا ہے۔

۴) دو جملوں کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے اِن جاءنی زید اکرمتہ اس میں جاءنی زید ایک جملہ ہے اور اکرمتہ دوسرا جملہ ہے اس کو جوڑ حرف اِن نے دیا ہے۔

فائدہ: حروف کے مزید فوائد آپ قسم ثالث بحث حروف میں ان شاء اللہ تعالیٰ جانیں گے۔

چوتھی بات حرف کی وجہ تسمیہ

حرف کا نام حرف اس لیے رکھا گیا کہ وہ کلام میں ایک طرف ہو کر واقع ہوتا ہے۔ طرف کلام میں واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ وسط کلام میں واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ ابتداء اور انتہاء میں واقع ہوتا ہے۔ طرف کلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقصود بالذات نہیں ہوتا، جس طرح اسم مسند الیہ اور فعل مسند ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حرف اسم اور فعل کے مقابلے میں مقصود سے ایک طرف ہوتا ہے۔ یعنی اسم اور فعل ایک طرف ہوگئے اور حرف ایک طرف ہوگئے۔

تیسری فصل کلام کی بحث

فصل: الكلام لفظ تضمن كلمتين بالإسناد والإسناد نسبة إحدى الكلمتين إلى الأخرى بحيث تفيد

کلام وہ لفظ ہے جو دو کلمات سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کلمہ کی طرف کرنا

المخاطب فائدة تامة يصح السكوت عليها نحو زيد قائم و قام زيد ويسمى جملة فعلم أن الكلام

ہے اس طور پر کہ وہ فائدہ دے مخاطب کو پورا پورا فائدہ اور اس پر خاموشی صحیح ہو جیسے زید قائم اور قام زید، اور اس کو جملہ بھی کہا جاتا ہے پس

لا يحصل إلا من اسمين نحو زيد قائم ويسمى جملة اسمية أو فعل و اسم نحو قام زيد ويسمى جملة

معلوم ہوا کہ کلام حاصل نہیں ہوتا ہے مگر دو اسموں سے جیسے زید قائم اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے یا ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوتا ہے جیسے قام زید اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے اس لیے

فعلية إذ لا يوجد المسند والمسند إليه معا في غيرهما فلا بد للكلام منهما فإن قيل قد ينتقض بالنداء نحو

کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں (یعنی جملہ اسمیہ و فعلیہ) کے علاوہ کہیں اور ایک ساتھ نہیں پائے جاتے اور کلام کے لیے ان دونوں (مسند اور مسند الیہ) کا پایا جانا ضروری ہے پس اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حرف ندا کے

يا زيد قلنا حرف النداء قائم مقام أدعو و أطلب وهو الفعل فلا نقض عليه

ساتھ یہ قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے یا زید تو ہم کہیں گے کہ حرف ندا قائم مقام ادعو یا اطلب فعل کے ہے اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

وضاحت: علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے مصنف رحمہ اللہ علیہ کلمہ اور اس کی اقسام کو ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے کلام کو ذکر فرما رہے ہیں۔ کلام سے متعلق مصنف رحمہ اللہ نے اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں

پہلی بات: کلام کی تعریف

دوسری بات: اسناد کی تعریف

تیسری بات: کلام کیسے حاصل ہوگا

چوتھی بات: ایک اعتراض اور اس کا جواب

پہلی بات کلام کی تعریف

کلام: وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو اسناد کے ساتھ یعنی ایک کلمے کی نسبت دوسرے کلمے کی طرف ہو

دوسری بات اسناد کی تعریف

اسناد کہتے ہیں دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی نسبت کرنا دوسرے کی طرف اس طور پر کہ مخاطب کو اس سے فائدہ تامہ حاصل ہو اور اس پر خاموشی صحیح ہو۔

مثال: زید قائم اور قام زید ان میں سے پہلے جملہ میں ایک کلمہ قائم کی نسبت دوسرے کلمہ زید کی طرف ہو رہی ہے اور دوسرے جملہ میں پہلے کلمہ قام کی نسبت دوسرے کلمہ زید کی طرف ہو رہی ہے اور مخاطب کو فائدہ تامہ بھی حاصل ہو رہا ہے اور کلام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔

تیسری بات کلام کیسے حاصل ہوگا

کلام دو کلموں کو یا دو سے زیادہ کلموں کو ملانے سے حاصل ہوتا ہے۔ بعض اوقات دو اسموں سے کلام حاصل ہوگا۔ جیسے زید قائم اور اس کو جملہ اسمیہ کا نام دیا جاتا ہے یا ایک فعل اور ایک اسم کو ملانے سے حاصل ہوگا۔ جیسے قام زید اور اس کو جملہ فعلیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مسند اور مسند الیہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ کہیں بھی اکٹھے نہیں پائے جاتے یعنی مسند اور مسند الیہ کے اکٹھے پائے جانے کی دو ہی صورتیں ہیں یا جملہ اسمیہ میں یا جملہ فعلیہ میں۔ اور کلام کے لیے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔

چوتھی بات ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: یہ وارد ہوتا ہے کہ ماقبل میں یہ بات فرمائی گئی تھی کہ کلام صرف دو اسموں یا ایک اسم اور فعل سے بنتا ہے ان کے علاوہ کلام نہیں بنتا۔ پس یا زید یہ کلام ہے جب کہ اس میں یا حرف ندا ہے اور زید اسم ہے تو معلوم ہوا کہ کلام ایک حرف اور ایک اسم سے بھی بنتا ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یا زید جیسی ترکیب سے اعتراض کرنا کہ کلام ایک حرف اور اسم سے بھی بنتا ہے، درست نہیں ہے اس لیے کہ یا زید میں یا حرف ندا بمعنی ادعو یا اطلب فعل کے ہے پس کلام ایک فعل اور اسم سے حاصل ہوا نہ کہ ایک حرف اور اسم سے۔ لہٰذا اب کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔

وإذا فرغنا من المقدمة نشرع في الأقسام الثلاثة والله الموفق والمعين

اور جب ہم مقدمہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو ہم تینوں قسموں کو بیان کرنا شروع کرتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر توفیق دینے والا ہے اور مدد کرنے والا ہے۔

القسم الأول في الاسم

القسم الأول في الاسم وقد مر تعريفه وهو ينقسم إلى معرب ومبني، فنذكر أحكامه في بابين وخاتمة

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کتاب کی اقسام ثلاثہ میں سے پہلی قسم اسم کو بیان فرما رہے ہیں۔ اسم کی تعریف پیچھے گزر چکی ہے۔ اسم کی دو قسمیں ہیں: معرب اور مبنی۔ جن کو ہم دو ابواب اور ایک خاتمہ میں بیان کریں گے۔

پہلا باب: اسم معرب کی بحث

الباب الأول في الاسم المعرب وفيه مقدمة وثلاثة مقاصد وخاتمة اما المقدمة ففيها فصول

باب اول اسم معرب کے بیان میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے بہرحال مقدمہ تو اس میں چند فصلیں ہیں

وضاحت: باب اول میں ایک مقدمہ ہوگا، تین مقاصد ہوں گے اور ایک خاتمہ ہوگا۔ مقدمہ میں چار فصلیں ہوں گی

پہلی فصل :	اسم معرب کا بیان
دوسری فصل:	اسم معرب کا حکم اور اعراب کا بیان
تیسری فصل:	اسم معرب کے اعراب کے اعتبار سے اقسام
چوتھی فصل :	اسم معرب کی دو قسموں منصرف اور غیر منصرف سے متعلق

پہلی فصل اسم معرب کا بیان

فصل في تعريف الاسم المعرب وهو كل اسم ركب مع غيره ولا يشبه مبني الأصل أعني الحرف

پہلی فصل اسم معرب کی تعریف میں ہے۔ اسم معرب: وہ اسم ہے جسے اپنے غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو

والأمر الحاضر والماضي نحو زيد في قام زيد لا زيد وحده لعدم التركيب ولا هؤلاء في قام

یعنی حرف، امر حاضر اور ماضی کے ساتھ، جیسے زید قام زید میں نہ کہ صرف زید اکیلا کیونکہ وہاں ترکیب نہیں پائی گئی ہے اور نہ ہؤلاء قام

هؤلاء لوجود الشبه (أي بالحرف) ويسمى متمكنا

ہؤلاء میں حرف کے ساتھ مشابہت پائے جانے کی وجہ سے اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ نے تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات	اسم معرب کی تعریف
دوسری بات:	مبنی الاصل کی تعداد
تیسری بات:	اسم معرب کی دو شرطیں

پہلی بات اسم معرب کی تعریف

اسم معرب: ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔

دوسری بات مبنی الاصل کی تعداد

مبنی الاصل تین ہیں: (۱) امر حاضر (۲) فعل ماضی (۳) جملہ حروف

تیسری بات اسم معرب کی شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم معرب وہ اسم کہلائے گا جو ترکیب میں واقع ہو۔ پس جو اسم ترکیب میں واقع نہ ہو بلکہ اکیلا ہو تو وہ معرب نہیں ہوگا۔ جیسے زیدٌ یہ جب تک ترکیب میں واقع نہ ہو تو مبنی ہوگا، جب کہ **قام زید** میں زید معرب ہوگا اس لیے کہ ترکیب میں واقع ہے

دوسری شرط: اسم معرب کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔ پس **قام ھؤلاء** باوجود ترکیب میں واقع ہونے کے معرب نہیں ہوگا، اس لیے کہ **ھؤلاء** مبنی الاصل میں سے حروف کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جس طرح حروف دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔

ویسمّی متمکناً اور اسم معرب کو اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔ متمکن اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی جگہ دینے والا۔ چونکہ یہ بھی تینوں اعراب اور تنوین کو قبول کرتا ہے، اور جگہ دیتا ہے اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں۔

دوسری فصل اسم معرب کا حکم اور اعراب کا بیان

فصل حکمه أن یختلف آخره باختلاف العوامل اختلافاً لفظاً نحو جاءني زیدٌ ورأیت زیداً ومررت بزیدٍ

اور معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عاملوں کے مختلف ہونے سے بدلتا ہے یہ بدلنا لفظوں میں ہوگا جیسے جاءني زیدٌ ورأیت زیداً ومررت بزیدٍ

او تقدیراً نحو جاءني موسی ورأیت موسی ومررت بموسی الإعراب ما به یختلف آخر المعرب

یا یہ بدلنا تقدیری ہوگا جیسے جاءني موسی ورأیت موسی ومررت بموسی اعراب وہ ہے جس کے ساتھ معرب کا آخر بدل

کالضمة والفتحة والکسرة والواو والیاء والألف وإعراب الاسم علی ثلاثة أنواع رفع، نصب، جر

جائے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، الف اور یا اور واؤ اور اسم کے اعراب تین قسم پر ہیں رفع، نصب، جر

والعامل ما به رفع ونصب وجر ومحل الإعراب من الاسم هو الحرف الآخر نحو قام زید فقام عامل وزید

اور عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع، نصب اور جر آئے۔ اور اعراب کا محل اسم میں آخری حرف ہے جیسے قام زید، قام عامل اور زید معرب ہے

معرب والضمة إعراب والدال محل الإعراب واعلم أنه لا یعرب في کلام العرب إلا الاسم المتمکن

اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے اور جان لو کہ کلام عرب میں کوئی معرب نہیں ہے سوائے اسم متمکن کے

وَالفِعلُ المُضارِعُ وَسَيَجِيءُ حُكمُهُ فِي القِسمِ الثَّانِي إِن شَاءَ اللهُ تَعَالَى۔

اور فعل مضارع کے اعراب کا حکم قسم ثانی میں ان شاء اللہ آئے گا۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ نے اس فصل میں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم معرب کا حکم

دوسری بات: اعراب کی تعریف

تیسری بات: اسم کے اعراب

چوتھی بات: اسم کے عامل کی تعریف

پانچویں بات: محل اعراب کی تعیین

پہلی بات معرب کا حکم

اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر بدلتا ہے عاملوں کے بدلنے سے۔ آخر کا یہ بدلنا خواہ لفظاً ہو، جیسے جاءنی زید ورأیت زیدا ومررت بزید خواہ تقدیراً ہو جیسے جاءنی موسی ورأیت موسی ومررت بموسی

فائدہ: یہاں ایک بات سمجھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ جمہور نحاۃ کے نزدیک معرب کی تعریف یہ ہے ما اختلف آخرہ باختلاف العوامل جب کہ صاحب کافیہ شیخ ابن حاجب رحمہ اللہ نے معرب کی تعریف یہ کی ہے المعرب المرکب الذی لم یشبہ مبنی الاصل اور ما اختلف آخرہ باختلاف العوامل کو معرب کا حکم قرار دیا ہے۔ پس صاحب ہدایۃ النحو نے بھی شیخ ابن حاجب رحمہ اللہ کی اتباع کی ہے۔

دوسری بات اعراب کی تعریف

اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلتا ہے۔ جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ انہیں اعراب بالحرکت کہا جاتا ہے اور واو، الف اور یا انہیں اعراب بالحروف کہا جاتا ہے۔

تیسری بات اسم معرب کے اعراب

اسم معرب کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جر۔ رفع فاعل کے لیے، نصب مفعول کے لیے اور جر مضاف الیہ کے لیے۔

چوتھی بات عامل کی تعریف

یہاں عامل سے مراد معرب اسم کا عامل ہے۔ پس عامل وہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ رفع یا نصب یا جر آئے۔

پانچویں بات محل اعراب کی تعیین

محل اعراب اسم کا آخری حرف ہوتا ہے۔

پانچوں باتوں پر مشتمل مثال: قام زید میں قام عامل ہے اور زید معرب ہے اور اس پر ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

واعلم: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ معرب کی قسمیں بیان فرما رہے ہیں۔ کلام عرب میں صرف دو چیزیں معرب ہیں: اسماء میں سے اسم متمکن اور افعال میں سے فعل مضارع اور فعل مضارع کا حکم قسم ثانی کی بحث میں ان شاء اللہ آئے گا۔

تیسری فصل — اسم معرب کے اعراب کے اعتبار سے اقسام

فصل في أصناف إعراب الاسم وهي تسعة أصناف: الأول: أن يكون الرفع بالضمة والنصب بالفتحة
تیسری فصل اسم کے اعراب کی قسموں کے بیان میں ہے اور وہ نو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ کے اور جر کسرہ
والجر بالكسرة ويختص بالمفرد المنصرف الصحيح وهو عند النحاة ما لا يكون في آخره حرف علة
کے ساتھ ہو اور یہ خاص ہے مفرد منصرف صحیح کے ساتھ اور وہ نحویوں کے نزدیک وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو، جیسے زید اور یہ
كزيد وبالجاري مجرى الصحيح وهو ما يكون في آخره واو أو ياء ما قبلها ساكن كدلو وظبي وبالجمع
خاص ہے جاری مجری صحیح یعنی قائم مقام صحیح کے ساتھ اور وہ یہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں واو یا یاء ہو ما قبل ساکن ہو جیسے دلو و ظبي
المكسر المنصرف كرجال تقول: جاءني زيد ودلو وظبي ورجال ورأيت زيدا ودلوا وظبيا ورجالا
اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ خاص ہے جیسے رجال آپ کہتے ہیں جاءني زيد ودلو وظبي ورجال ورأيت زيدا ودلوا وظبيا ورجالا
ومررت بزيد ودلو وظبي ورجال الثاني: أن يكون الرفع بالضمة والنصب والجر بالكسرة ويختص
ومررت بزيد ودلو وظبي ورجال دوسری قسم اعراب کی یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب جمع
بالجمع المؤنث السالم تقول: هن مسلمات ورأيت مسلمات ومررت بمسلمات الثالث: أن يكون
مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے جیسے تو کہے هن مسلمات ورأيت مسلمات ومررت بمسلمات اور تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ

الرفع بالضمة والنصب والجر بالفتحة ويختص بغير المنصرف كعمر

تقول: جاءني عمر ورأيت عمر ومررت بعمر

کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ ہو اور یہ اعراب خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ جیسے: جاءني عمر ورأيت عمر ومررت بعمر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں اسم کے اعراب کی قسموں کو ذکر فرما رہے ہیں اور اسم کے اعراب کی نو قسمیں ہیں۔ نحو میر میں اسم متمکن کی سولہ اقسام کا ذکر ہے اور یہاں اسم کے اعراب کے اعتبار سے نو قسموں کا ذکر ہے، اس لیے کہ اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔ ان پر اعراب نو قسم کے آتے ہیں۔ بعض اسموں پر ایک طرح کا اعراب آتا

ہے۔ یہاں اعراب کے اعتبار سے نو اقسام کا ذکر ہے۔

اسم متمکن کی باعتبار اعراب نو قسموں کا ذکر

پہلی قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ، حالت نصب فتحہ کے ساتھ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ اور یہ اعراب تین طرح کے اسموں پر آتے ہیں۔

مفرد منصرف صحیح: یعنی یہ اعراب اس اسم پر آئے گا جو مفرد ہو تثنیہ جمع نہ ہو، منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو اور وہ اسم صحیح بھی ہو۔ نحویوں کے ہاں صحیح وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زید

مثالیں: جاءني زيد و رأيت زيدا و مررت بزيد

جاری مجری صحیح: یعنی مذکورہ اعراب اس اسم پر بھی آتا ہے جو صحیح کے قائم مقام ہو اور صحیح کے قائم مقام وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں واو یا یاء ماقبل ساکن ہو۔ جیسے دلو و ظبي

مثالیں: جاءني دلو و ظبي و رأيت دلوا و ظبيا و مررت بدلو و ظبي

جمع مکسر منصرف: یہ اعراب جمع مکسر منصرف پر بھی آتا ہے۔ یعنی وہ اسم جو جمع مکسر ہو سالم نہ ہو۔ جمع مکسر وہ اسم کہلاتا ہے جس کی واحد کی بناء سالم نہ رہے اور وہ منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو۔ جیسے رجال

مثالیں: جاءني رجال و رأيت رجالا و مررت برجال

دوسری قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو۔ اعراب کی یہ قسم صرف جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے مسلمات

مثالیں: هن مسلمات و رأيت مسلمات و مررت بمسلمات

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب و جر فتحہ کے ساتھ۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ۔ جیسے عمر

مثالیں: جاءني عمر و رأيت عمر و مررت بعمر

الرابع أن يكون الرفع بالواو والنصب بالألف والجر بالياء ويختص بالأسماء الستة مكبرة موحدة

اور چوتھی قسم یہ ہے کہ رفع واو کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اور یہ قسم خاص ہے اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ درانحالیکہ وہ واحد کے صیغے ہوں

مضافة إلى غير ياء المتكلم وهي أخوك وأبوك وحموك وهنوك وفوك وذو مال تقول جاءني

درانحالیکہ مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ دوسری ضمیر کی طرف اور وہ یہ ہیں اخوک ابوک حموک ھنوک فوک ذومال جیسے تو کہے جاءنی

أخوك ورأيت أخاك ومررت بأخيك وكذا البواقي الخامس: أن يكون الرفع بالألف والنصب والجر بالياء

أخوك ورأيت أخاك ومررت بأخيك کاپی پر ہی ترجمہ کر لیجیے!! پانچویں قسم یہ ہے کہ رفع الف کے ساتھ، نصب و جر

المفتوح ما قبلها ويختص بالمثنى وكلا مضافا إلى مضمر واثنان واثنتان تقول جاءني الرجلان

یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یہ خاص ہے مثنیٰ کے ساتھ اور کلا کے ساتھ جب کہ وہ ضمیر کی طرف مضاف ہو

اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ جیسے تو کہے جاءني الرجلان

كلاهما واثنان ورأيت الرجلين كليهما واثنين ومررت بالرجلين كليهما واثنين

كلاهما واثنان ورأيت الرجلين كليهما واثنين ومررت بالرجلين كليهما واثنين

وضاحت **چوتھی قسم:** اعراب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ حالت رفع واؤ کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ۔ اس کو اعراب بالحرف کہا جاتا ہے۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ۔

اسمائے ستہ مکبرہ چھ ہیں۔ اخوک، ابوک، حموک، ہنوک، فوک، ذومال

یہ اعراب اسمائے ستہ مکبرہ کے لیے اس وقت ہوں گے، جب ان میں چار شرطیں پائی جائیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مضاف ہوں۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسماء مفرد ہوں۔

چوتھی شرط: یہ ہے کہ وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور کی طرف مضاف ہوں۔

مثالیں: جاءني أخوك ورأيت أخاك ومررت بأخيك باقی پانچ اسماء کو اسی پر قیاس کر لیں۔

پانچویں قسم: حالت رفع الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے مثنیٰ کے ساتھ اور کلا کے ساتھ جب کہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف ہو اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ۔

مثالیں: جاءني الرجلان كلاهما واثنان ورأيت الرجلين كليهما واثنين

ومررت بالرجلين كليهما واثنين

فائدہ: جاننا چاہیے کہ مثنیٰ کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقی (۲) صوری (۳) معنوی۔

مثنیٰ حقیقی: یعنی وہ جو لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے مثنیٰ ہو۔ جیسے رجلان

مثنیٰ صوری: یعنی وہ مثنیٰ کی صورت پر ہو اور اس کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو۔ جیسے اثنان اور اثنتان یہ الفاظ معروف ہیں اس لیے کہ مثنیٰ وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور نون آئے اور ان کا مفرد اثن اور اثنة نہیں آتا ہے۔ ان کی ظاہری صورت چونکہ تثنیہ جیسی ہے اور ان کے معنی تثنیہ جیسے ہیں، لہٰذا ان کو مثنیٰ صوری کہتے ہیں۔

مثنیٰ معنوی: جو باعتبار معنی کے مثنیٰ ہوں۔ جیسے کلا اور کلتا یہ باعتبار لفظ مفرد ہیں، کیونکہ لفظ کل کا ان کے

اس سے مفرد ہونا ثابت نہیں ہے لیکن باعتبار معنی یہ مثنی ہیں اس لئے ان کو مثنی معنوی کہتے ہیں۔

السادس أن يكون الرفع بالواو المضموم ما قبلها والنصب والجر بالياء المكسور ما قبلها ويختص

اور چھٹی قسم یہ ہے کہ رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ ہو اور نصب اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہو اور یہ اعراب

بالجمع المذكر السالم نحو مسلمون وأولو وعشرون مع أخواتها تقول: جاءني مسلمون وعشرون و

جمع مذکر سالم جیسے مسلمون اور اولو اور عشرون اور ان کے اخوات کے ساتھ خاص ہیں جیسے تو کہے جاءني مسلمون وعشرون و

أولو مال ورأيت مسلمين وعشرين وأولي مال ومررت بمسلمين وعشرين وأولي مال واعلم أن نون

اولو مال ورأيت مسلمين وعشرين وأولي مال ومررت بمسلمين وعشرين وأولي مال اور جان لو کہ تثنیہ کا نون

التثنية مكسورة أبدا ونون الجمع السالم مفتوحة أبدا وكلاهما تسقطان عند الإضافة تقول: جاءني

ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں جیسے تو کہے گا جاءني

غلاما زيد ومسلمو مصر السابع أن يكون الرفع بتقدير الضمة والنصب بتقدير الفتحة والجر بتقدير

غلاما زيد ومسلمو مصر اور ساتویں قسم اعراب کی حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت

الكسرة ويختص بالمقصور وهو ما في آخره ألف مقصورة كعصا وبالمضاف إلى ياء المتكلم غير

جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہو یہ اعراب اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور (اسم مقصور) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو

جیسے عصا اور یہ خاص ہے اس اسم کے ساتھ

الجمع المذكر السالم كغلامي تقول جاءني عصا وغلامي ورأيت عصا وغلامي ومررت بعصا وغلامي

جو غیر جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے غلامي تو کہے جاءني عصا وغلامي ورأيت عصا وغلامي ومررت بعصا وغلامي

وضاحت **چھٹی قسم:** اعراب اسم کی چھٹی قسم یہ ہے کہ حالت رفع میں واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مکسور کے ساتھ اور آخر میں نون مفتوح کے ساتھ۔ یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ اور أولو کے ساتھ اور عشرون سے تسعون کی دہائیوں کے ساتھ۔

مثالیں حالت رفع کی مثال: جاءني مسلمون وعشرون وأولو مال

حالت نصب کی مثال: رأيت مسلمين وعشرين وأولي مال

حالت جر کی مثال: مررت بمسلمين وعشرين وأولي مال

فائدہ: جمع کی تین قسمیں ہیں۔ اس لیے مثالیں بھی جمع کی تینوں قسموں کی دی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) جمع حقیقی (۲) جمع معنوی (۳) جمع صوری

جمع حقیقی: وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے اس کو جمع بنایا ہو، جیسے رجال، مسلمون

جمع معنوی: وہ ہے جو حقیقت کے اعتبار سے جمع نہ ہو، بلکہ معنی کے اعتبار سے جمع ہو، جیسے أولو یہ ذو کی جمع من

غیر لفظیہ ہے۔

جمع صوری: وہ ہے کہ جو نہ حقیقۃً جمع ہو نہ معنیً جمع ہو بلکہ جمع ہو جیسے عشرون سے تسعون یہ حقیقتاً بھی جمع نہیں ہے، اس لیے کہ جمع حقیقی وہ ہے جس کے مفرد میں کچھ تصرف کر کے جمع بنایا گیا ہو، جب کہ عشرون وغیرہ کا مفرد ہی نہیں ہے، اور یہ جمع معنوی بھی نہیں ہے، اس لیے کہ جمع معنوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ افراد غیر معینہ پر دلالت کرے اور عشرون سے تسعون تک یہ افراد معین پر دلالت کرتے ہیں۔

واعلم: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ یہ فرما رہے ہیں کہ نون تثنیہ ہمیشہ یعنی تینوں حالتوں میں رفع، نصب، جر میں مکسور ہوتا ہے اور نون جمع تینوں حالتوں میں مفتوح ہوتا ہے۔ اور نون تثنیہ اور جمع دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں۔ جیسے آپ کہیں جاءني غلاما زيد و مسلمو مصر

ساتویں قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ اعراب کی یہ قسم خاص ہے اسم مقصور کے ساتھ اور اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے عصا اور یہ اعراب خاص ہے اس اسم کے ساتھ جو غیر جمع مذکر سالم ہو اور مضاف ہو یائے متکلم کی طرف۔ جیسے غلامي

مثالیں۔ حالت رفع میں جاءني عصا و غلامي حالت نصب میں رأيت عصا و غلامي

حالت جر میں مررت بعصا و غلامي

الثامن أن يكون الرفع بتقدير الضمة والنصب بالفتحة والجر بتقدير الكسرة ويختص بالمنقوص وهو

آٹھویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ، جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہو اور یہ اعراب خاص ہے اسم

ما في آخره ياء ما قبلها مكسور كالقاضي تقول جاءني القاضي ورأيت القاضيَ ومررت بالقاضي التاسع

منقوص کے ساتھ اور (اسم منقوص) وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسورہ ہو۔

جیسے القاضي آپ کہتے جاءني القاضي و رأيت القاضيَ و مررت بالقاضي اور نویں قسم یہ ہے کہ

أن يكون الرفع بتقدير الواو والنصب والجر بالياء لفظا ويختص بالجمع المذكر السالم مضافا إلى ياء

رفع واؤ تقدیری کے ساتھ اور نصب و جر یاء لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جب کہ وہ یائے متکلم کی

المتكلم تقول جاءني مسلميّ تقديره مسلموي اجتمعت الواو والياء والأولى منهما ساكنة فقلبت

طرف مضاف ہو، جیسے تو کہے جاءني مسلميّ، مسلميّ کی اصل مسلموي تھی واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان دونوں میں سے پہلا

الواو ياء وأدغمت في الياء وأبدلت الضمة بالكسرة مناسبة للياء

ساکن تھا پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کو یاء میں مدغم کر دیا گیا اور میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے

فصار مسلميّ تقول جاءني مسلميّ ورأيت مسلميّ ومررت بمسلميّ

بمسلمي جیسے تو کہے جاءني مسلمي ورأيت مسلمي ومررت بمسلمي

وضاحت **آٹھویں قسم:** حالت رفع ضمہ کے تقدیری ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جر کسرہ تقدیری کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے اسم منقوص کے ساتھ۔ اسم منقوص وہ ہے جس کے آخر میں یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہو جیسے القاضي

مثالیں حالت رفع میں جاءني القاضي، حالت نصب میں رأيت القاضي، حالت جر میں مررت بالقاضي

نویں قسم: حالت رفع تقدیری واو کے ساتھ اور حالت نصب، جر یاء لفظی کے ساتھ اور یہ اعراب خاص ہے جمع مذکر سالم کے ساتھ، جب کہ وہ مضاف ہو یائے متکلم کی طرف۔ جیسے جاءني مسلمي

مسلمي کی تقدیری عبارت اور اس کی تعلیل: مسلمي کی تقدیری عبارت مسلمون تھی، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا مسلموي ہو گیا، پھر واو اور یاء اکٹھے جمع ہوئے، ان دونوں میں سے پہلا ساکن ہے، پس ہم نے واو کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیا تو مسلمي ہو گیا اب یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مسلمي ہو گیا۔

مثالیں حالت رفع میں جاءني مسلمي، حالت نصب میں رأيت مسلمي، حالت جر میں مررت بمسلمي

چوتھی فصل اسم معرب کی دو قسمیں منصرف اور غیر منصرف سے متعلق

فصل: الاسم المعرب على نوعين منصرف وهو ما ليس فيه سببان أو واحد منها يقوم مقامهما من

اسم معرب دو قسم پر ہے ان میں سے ایک منصرف ہے اور منصرف وہ ہے کہ جس میں نو اسباب میں سے دو سبب نہ ہوں یا ایک سبب جو دو کے

الأسباب التسعة كزيد ويسمى الاسم المتمكن وحكمه أن يدخله الحركات الثلاث مع التنوين

قائم مقام ہو نہ پایا جائے جیسے زید اور اسے اسم متمکن کا نام دیا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین سمیت تینوں حرکات داخل ہوتی

تقول: جاءني زيد ورأيت زيدا ومررت بزيد وغير منصرف وهو ما فيه سببان أو واحد منها يقوم مقامهما

ہیں تو کہے گا جاءني زيد ورأيت زيدا ومررت بزيد اور دوسری قسم غیر منصرف ہے اور غیر منصرف وہ ہے جس میں نو اسباب میں سے

دو سبب پائے جائیں یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو اسباب کے

والأسباب التسعة هي العدل والوصف والتأنيث والمعرفة والعجمة والجمع والتركيب والألف

وہ نو اسباب یہ ہیں عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، الف

والنون الزائدتان ووزن الفعل وحكمه أن لا يدخله الكسرة والتنوين ويكون في موضع الجر مفتوحا أبدا

الف نون زائدتان، وزن فعل اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے اور جر کی حالت میں مفتوح رہتا ہے

تقول: جاءني أحمد ورأيت أحمد ومررت بأحمد

جیسے تو کہے گا جاءني أحمد ورأيت أحمد ومررت بأحمد

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم معرب کی اقسام

دوسری بات: منصرف اور غیر منصرف کی تعریفات

تیسری بات: ان میں سے ہر ایک کا حکم بمع مثال کے۔

چوتھی بات: اسباب منع صرف کو اجمالاً ذکر کرنے کے بعد آگے ان کی تفصیل ذکر کی ہے۔

پہلی بات — اسم معرب کی اقسام

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں (۱) منصرف۔ اس کا دوسرا نام اسم متمکن بھی ہے۔ (۲) غیر منصرف۔

دوسری اور تیسری بات — منصرف اور غیر منصرف میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال

منصرف کی تعریف: منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو، نہ پایا جائے۔

اسم منصرف کا حکم: یہ ہے کہ تنوین سمیت تینوں حرکتیں اس پر آ سکتی ہوں۔

مثالیں: حالت رفع میں جاءنی زید، حالت نصب میں رأیت زیدًا، حالت جر میں مررت بزید

اسم غیر منصرف کی تعریف: غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو، پایا جائے۔

اسم غیر منصرف کا حکم: اسم غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ داخل نہیں ہوتے ہیں اور حالت نصب و جر میں فتحہ آئے گا۔

مثالیں: حالت رفع میں جاءنی احمد، حالت نصب میں رأیت احمد، حالت جر میں مررت باحمد

چوتھی بات — اسباب منع صرف

اسباب منع صرف کی کل تعداد نو ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ
(۶) جمع (۷) ترکیب (۸) الف و نون زائدتان (۹) وزن فعل

العدل

العدل: وهو تغيير اللفظ من صيغته الأصلية إلى صيغة أخرى تحقيقا، وتقديرا، ولا يجتمع مع وزن الفعل

عدل وہ ہے کہ لفظ کا اپنے اصلی صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف تبدیل ہونا ہے خواہ تحقیقاً ہو یا تقدیراً اور عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع

أصلا ويجتمع مع العَلَمية كعُمَر وزُفَر ومع الوصف كثُلاث ومَثْلث وأُخَر وجُمَع

کبھی ہوتا ہے وہ علمیت کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جمع ہوتا ہے جیسے ثلاث، مثلث، اخر، جمع

عبارت سمجھنے سے پہلے چند مفید باتیں ملاحظہ فرمائیں

چند مفید باتیں

سوال: عدل کو دیگر اسباب منع صرف پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: اس لیے کہ یہ بغیر شرط کے منع صرف میں مؤثر ہے۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے صرف عدل کی تعریف بیان کی ہے، دیگر اسباب منع صرف کی تعریف ذکر نہیں کی ہے؟

جواب: چونکہ عدل کی تعریف غیر معروف ہے اور دیگر اسباب منع صرف کی تعریف عام طور پر معروف ہے، اس لیے صرف عدل کی تعریف ذکر کی ہے یا مصنف نے عدل کی تعریف اس لیے ذکر کی ہے کہ چونکہ مصنف نے عدل کی جو تعریف کی ہے وہ متقدمین کی تعریف کے خلاف ہے۔

عدل کا لغوی معنی: لغت میں عدل کئی معنوں کے لیے آتا ہے:

عدل کے ایک معنی مائل ہونا ہے جب کہ اس کا صلہ الی ہو۔
جیسے فلان عدل الیه ای مال الیه (فلاں اس کی طرف مائل ہوا) اور
اعراض کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ عن ہو۔
جیسے فلان عدل عنه ای اعرض عنه (فلاں نے اس سے اعراض کیا) اور
بمعنی صرف کے بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ فی ہو۔ جیسے فلان عدل فیه ای صرف فیه اور
یہ بعد کے معنی میں بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ من ہو۔
جیسے عدل الجمال من البعیر ای بعد الجمال من البعیر (خوبصورتی اونٹ سے دور ہوئی) اور
برابری کے معنی بھی آتا ہے جب کہ اس کا صلہ بین ہو۔
جیسے عدل الامیر بین کذا وکذا (امیر نے اس کے اور اس کے درمیان برابری کی)
چند مفید باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے اسباب منع صرف میں سے عدل کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس میں اجمالی طور پر پانچ باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات: عدل کی تعریف
دوسری بات: عدل کی اقسام
تیسری بات: عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ
چوتھی بات: عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں
پانچویں بات: عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی بات   عدل کی اصطلاحی تعریف

اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے کی طرف تبدیل ہونا خواہ تبدیلی تحقیقی ہو یا تقدیری۔

فائدہ: عدل کا معنی نکلنا ہے جس سے نکلے وہ معدول عنہ ہے اور جو نکلے وہ معدول ہے اور نکلنا یہ عدل ہے

دوسری بات   عدل کی اقسام

عدل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدل تحقیقی (۲) عدل تقدیری

عدل تحقیقی کی تعریف: عدل تحقیقی وہ ہے کہ جس کے اصل سے معدول ہونے پر لفظ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی کوئی دلیل موجود ہو، یعنی اگر عرب اس کو غیر منصرف نہ بھی پڑھتے پھر بھی اس میں عدل تسلیم کرنا پڑتا۔

مثال: ثلاث اور مثلث ان میں سے ہر ایک کے معنی تین تین کے ہیں۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے معنی صرف تین ہوتے، اس لیے کہ لفظ میں تکرار نہیں ہے، لیکن چونکہ قاعدہ ہے کہ معنی کا تکرار الفاظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثلاثۃ ثلاثۃ تھے اور ان سے ثلاث اور مثلث بنائے گئے ہیں، خواہ ہم ان کو منصرف پڑھیں یا غیر منصرف۔

عدل تقدیری کی تعریف: عدل تقدیری وہ ہے کہ جس کے معدول ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو، سوائے اس کے کہ اس کو کلام عرب میں منصرف پڑھا گیا ہے۔

مثال: عمر اور زفر کہ یہ عرب میں غیر منصرف مستعمل ہیں اور ان میں سوائے علمیت کے دوسرا اسباب منع صرف کا نہیں ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ صرف ایک سبب سے غیر منصرف نہیں بنتا، پس چونکہ عرب میں عمر اور زفر غیر منصرف مستعمل ہوتے ہیں تو ہم نے ان میں ایک سبب عدل کو فرض کر لیا اور عمر کو عامر سے اور زفر کو زافر سے معدول قرار دیا۔

تیسری بات   عدل کا وزن فعل کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ

عدل وزن فعل کے ساتھ جمع ہو کر غیر منصرف کا سبب نہیں بنتا۔ اس لیے کہ عدل کے چھ اوزان ہیں اور ان اوزان میں سے کوئی بھی وزن وزن فعل پر نہیں آیا کرتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔

اوزانِ عدل: عدل کے چھ اوزان یہ ہیں: (۱) فعال جیسے ثلاث (۲) مفعل جیسے مثلث

(۳) فعل جیسے عمر اور جمع (۴) فعل جیسے امس (۵) فعل جیسے سحر (۶) فعال جیسے قطام

چوتھی بات   عدل کا علمیت کے ساتھ جمع ہونے کی دو مثالیں

عدل منع صرف کے سبب ہونے کے وقت علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

مثال: عمر اور زفر یہ دونوں عدل تقدیری اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

پانچویں بات — عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چار مثالیں

پہلی اور دوسری مثال: جیسے ثلاث اور مثلث ان میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جا رہے ہیں ایک عدل اور دوسرا وصف۔ یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے، اس لیے کہ عربی میں ثلاث کے معنی تین تین ہیں، اسی طرح مثلث کے معنی بھی تین تین ہیں۔ اب یہاں معنی میں تکرار ہے اور قاعدہ ہے معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اصل میں یہ ثلاثۃ ثلاثۃ تھے ان سے معدول کرکے ثلاث اور مثلث بنائے گئے ہیں یہ عدل تحقیقی کی مثال ہے۔

تیسری مثال: اخر ہے۔ اس میں ایک سبب عدل تحقیقی ہے اور دوسرا سبب وصف ہے۔

اخر میں عدل تحقیقی اس طرح ہے کہ اخر جمع ہے اخریٰ کی اور اخریٰ مؤنث ہے آخر کی، اور آخر یہ افعل اسم تفضیل کے وزن پر ہے اور اسم تفضیل کا استعمال تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے:

(۱) الف لام کے ساتھ (۲) مِن کے ساتھ (۳) اضافت کے ساتھ

یہاں اس کا استعمال ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نہیں تھا تو ہم نے فرض کر لیا کہ یہ الآخر یا آخر من سے معدول ہو کر آیا ہے لہذا یہ عدل تحقیقی کا وصف کے ساتھ جمع ہونے کی مثال ہے۔

چوتھی مثال: عدل تحقیقی وصف کے ساتھ جمع ہونے کی چوتھی مثال جُمع ہے۔ اس میں دو سبب پائے جا رہے ہیں: عدل اور وصف۔ عدل اس طرح ہے کہ جُمع جمع ہے جمعاء کی اور جمعاء مؤنث ہے، اس کی مذکر اجمع اسم تفضیل ہے، جو کہ افعل کے وزن پر ہے اور فعلاء کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ یہ یا تو صفتی ہوگی یا اسمی ہوگی۔ اگر فعلاء صفتی ہو تو اس کی جمع فُعل آتی ہے، جیسے حمراء کی جمع حُمر آتی ہے اور اگر فعلاء اسمی ہو تو اس کی جمع فعالی اور فعلاوات آتی ہے جیسے صحراء کی جمع صحاری اور صحراوات آتی ہے۔ پس اس قاعدہ کے تحت جمعاء کی جمع یا تو جُمع آنی چاہیے تھی بروزن فُعل یا جماعی اور جمعاوات آنی چاہیے تھی، حالانکہ اس کی جمع ان اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ جمع اگر صفتی ہے تو یہ فُعل سے معدول ہے اور اگر اسمی ہے تو جماعی یا جمعاوات سے معدول ہے۔ پس جُمع میں وصف اور عدل تحقیقی کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوا۔

تحقیقا او تقدیرا کے ترکیبی احتمالات

یہ دونوں یا تو فعل محذوف کے لیے مفعول مطلق ہیں، اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: حقق تحقیقا و قدر تقدیرا یا یہ مضاف الیہ ہیں اور مضاف محذوف ہے، اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: بعدل تحقیق او بعدل تقدیر مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا اور مضاف کا اعراب مضاف الیہ کو دے دیا یا یہ صفت ہے موصوف محذوف کی، اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی: محققا تحقیقا و مقدرا تقدیرا اس صورت میں

مصدر بمعنی اسم مفعول ہوگا، پس ہے کہ مصدر بغیر تاویل کے صفت نہیں ہو سکتا کیونکہ ان دونوں کی اصل وضع وصفیت کے لیے ہے۔

اَلْوَصْفُ

اما الوصف فلا یجتمع الوصف مع العلمیة أصلاً وشرطه أن یکون وصفاً في أصل الوضع فأسود وأرقم

پس وصف علمیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو پس اسود اور ارقم

غیر منصرف وإن صارا اسمین للحیة لأصالتهما في الوصفیة وأربع في مررت بنسوة أربع منصرف

غیر منصرف ہیں اگرچہ وہ سانپوں کے نام ہو چکے ہیں اَربع منصرف ہے جو بنسوۃ اربع میں واقع ہے

مع أنه صفة ووزن الفعل لعدم الأصالة في الوصفیة

باوجود یہ کہ یہ وصف اور وزن فعل ہے، بوجہ وصفیت میں اصلی نہ ہونے کے۔

وضاحت: اس میں بنیادی طور پر مصنف رحمہ اللہ نے تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

دوسری بات: وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

تیسری بات: وصف اصلی کی دو مثالیں اور وصف عارضی کی ایک مثال

وصف کے لغوی معنی: تعریف کرنا۔

وصف کی اصطلاحی تعریف: کون الاسم دالا علی ذات مبهمة مأخوذة مع بعض صفاتها (اسم کا کسی ایسی ذات مبہم پر دلالت کرنا کہ جس میں کسی صفت کا لحاظ رکھا گیا ہو)

مثال: جیسے احمر اسم ہے ذات مبہم پر دلالت کر رہا ہے اور اس میں صفت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے جیسے سرخی والا۔

پہلی بات وصف کا علمیت کے ساتھ جمع نہ ہونے کا ذکر

وصف علمیت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا خواہ وصف وضعی ہو یا عارضی ہو اس لیے کہ علم میں تعیین ہوتا ہے اور وصف میں ابہام ہوتا ہے پس تعیین و ابہام میں منافات ہونے کی وجہ سے یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط

وصف کا منع صرف کے سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وہ وصف ہو یعنی واضع نے اس کو معنی وصفی کے لیے وضع کیا ہو، اگرچہ بعد میں وہ کسی چیز کے نام مقرر ہو گئے ہوں اور اگر اصل وضع میں وصفیت کا معنی نہ ہو تو عارضی ہو، پر اس میں وصفیت کے معنی پائے جانے سے وہ صفت غیر منصرف کا سبب نہیں بنے گی، کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو۔

تیسری بات   وصف اصلی کی دو مثالیں

أسود اور أرقم یہ شرط وجودی پر تفریع ہے۔ أسود (سیاہ رنگ کا سانپ) اور أرقم (چت کبرا سانپ) یہ دونوں اسم غیر منصرف ہیں۔ ان میں دو سبب پائے جا رہے ہیں، ایک علمیت اور دوسرا وصف۔ ان دونوں میں وصف اصلی ہے عارضی نہیں، اس لیے کہ یہ دونوں اصل وضع میں معنی وصفیت پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ اصل وضع میں أسود ہر کالی چیز اور أرقم ہر چت کبری چیز کے لیے وضع کیے گئے ہیں، بعد میں یہ دونوں سانپوں کے نام رکھ دیے گئے، پس جب یہ اصل وضع میں وصف ہیں تو اس کی رعایت کرتے ہوئے منع صرف کا سبب قرار دیا۔

وصف عارضی کی مثال: أربع یہ شرط عدمی پر تفریع ہے یہ جب ترکیب میں واقع ہو۔ جیسے مررت بنسوة أربع پس أربع میں دو سبب یعنی وصف اور وزن فعل کے پائے جانے کے باوجود یہ منصرف ہے، اس لیے کہ اربع میں معنی صفیت عارضی طور پر ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے پیدا ہوگئی، مگر اصل وضع میں اربع کا لفظ ایک عدد معین کے لیے وضع کیا گیا ہے، جو کہ پانچ اور تین کے درمیان کا عدد ہے، اس میں صفیت کا معنی نہیں کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے، لہٰذا أربع میں باوجود دو سبب پائے جانے کے اسے منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ وصف کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ تھی کہ وہ وصف اصلی ہو عارضی نہ ہو لیکن یہ شرط یہاں فوت ہو رہی ہے۔

یہ شرط عدمی پر تفریع ہے مررت بنسوة أربع پس مثال میں أربع میں اسباب منع صرف میں سے ایک سبب وصف کا پایا جا رہا ہے، دوسرا سبب وزن فعل کا اس لیے کہ وہ اکرم کے وزن پر ہے جو اوزان فعل میں سے ہے چاہیے تو یہ تھا کہ دو سبب پائے جانے کی وجہ سے یہ غیر منصرف ہوتا لیکن چونکہ اس میں وصف اصلی نہیں ہے بلکہ عارضی ہے، لہٰذا منصرف ہے

لعدم الأصالة في الوصفية: اس عبارت سے مصنف رحمہ اللہ اربع کے منصرف ہونے کی دلیل دے رہے ہیں دلیل یہ ہے کہ اربع میں صفیت کا معنی عارضی طور پر ترکیب میں وصف واقع ہونے کی وجہ سے آگیا، مگر اس کی اصل وضع ایک عدد معین کے لیے ہے جو پانچ اور تین کے درمیان کا ہے، اور اس میں معنی وصفی نہیں ہے کیونکہ وہ ذات معینہ کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن استعمال میں اس کو صفیت عارض ہوگئی ہے اس لیے کہ أربع میں وصف ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے آگیا ہے، ورنہ اگر اربع کو ترکیب مذکورہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو اس میں معنی وصفی نہیں رہے گا۔

اَلتَّأنِيْثُ

أما التأنيث بالتاء فشرطه أن يكون علما كطلحة وكذلك المعنوي إن كان ثلاثيا ساكن الوسط غير

تانیث بالتاء میں اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے طلحہ اور اسی طرح معنوی ہے پھر معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہے تو اس کا

عجمي يجوز صرفه وتركه لأجل الخفة مع وجود السببين كهند ولا يجب منعه كزينب وسقر وماه

منصرف پڑھنا اور غیر منصرف پڑھنا دونوں جائز ہے بوجہ خفت پائے جانے کے اور دو سبب پائے جانے کے۔ جیسے ہند

اور اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی نہیں ہے تو اس کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے جیسے زینب وسقر

وجوز والتأنيث بالألف المقصورة كحبلى والممدودة كحمراء ممتنع صرفهما البتة لأن الألف قائم

وجہ جواز۔ اور تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جیسے حبلی حاملہ عورت اور الف ممدودہ کے ساتھ جیسے حمراء سرخ عورت ان

مقام السببين التأنيث ولزومه

دونوں کا منصرف ہونا بالکل ممتنع ہے اس لیے کہ الف قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک تانیث اور دوسرا لزوم تانیث

عبارت سمجھنے سے پہلے چند مفید باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

چند مفید باتیں

تانیث کی اقسام: تانیث کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بالالف (۲) تانیث بالتاء

تانیث بالالف کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث بالالف المقصورة جیسے حبلی

(۲) تانیث بالألف الممدودة جیسے حمراء

تانیث بالتاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) تانیث لفظی (۲) تانیث معنوی

تانیث لفظی: سے مراد وہ تاء تانیث ہے جو اسموں کے آخر میں ہوتی ہے اور وقف کی حالت میں ہاء بن جاتی ہے۔ جیسے صحفة اور فاطمة

تانیث معنوی: سے مراد وہ تاء ہے جو مقدر ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو۔ جیسے زینب وغیرہ

مفید باتیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بنیادی طور پر چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

دوسری بات: تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تیسری بات: تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا منصرف اور غیر منصرف دونوں پڑھنا جائز ہے

چوتھی بات: تانیث بالألف المقصورہ اور تانیث بالالف الممدودة کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

پہلی بات تانیث بالتاء لفظی اور تانیث معنوی کا منع صرف بننے کے لیے شرط

تانیث لفظی اور تانیث معنوی کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے علمیت شرط ہے۔

تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: تانیث بالتاء لفظی کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ تاء تانیث محل زوال میں ہوتی ہے وہ یہ مذکر اور مونث کے درمیان فرق کرنے کے لیے لائی جاتی ہے لہٰذا ہم نے اس میں علمیت کی شرط لگا دی تاکہ یہ تغیر وتبدل سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ علمیت کلمہ کو تغیر وتبدل سے محفوظ بنا دیتا

ہے۔

تانیث معنوی کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت جس طرح تانیث لفظی کے لیے شرط ہے، اسی طرح تانیث معنوی کے لیے بھی شرط ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تانیث لفظی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا وجوبی سبب بنے گا جب کہ تانیث معنوی میں علمیت پائے جانے کی وجہ سے وہ منع صرف کا جوازاً سبب بنے گا۔

دوسری بات تانیث معنوی کا منع صرف کے لیے وجوبی طور پر سبب بننے کی تین شرائط

تانیث معنوی کو غیر منصرف کا واجب سبب بننے کے لیے علمیت کے علاوہ تین شرائط اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں

پہلی شرط: وہ ثلاثی نہ ہو۔ جیسے زینب

دوسری شرط: اگر ثلاثی ہو تو ساکن الاوسط نہ ہو بلکہ متحرک الاوسط ہو جیسے سقر

تیسری شرط: اگر متحرک الاوسط نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ عجمہ ہو۔ جیسے ماہ و جور یہ دو شہروں کے نام ہیں۔

تیسری بات تانیث معنوی میں مذکورہ شرائط ثلاثہ نہ پائی جائیں تو اس کا حکم

تانیث معنوی میں اگر مذکورہ تین شرائط نہ پائی جائیں اس طور پر کہ وہ ثلاثی ہو، ساکن الاوسط ہو اور غیر عجمہ ہو تو اسے منصرف پڑھنا بھی جائز ہے اور غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

یجوز صرفه وترکه لأجل الخفة منصرف پڑھنے کی وجہ: تانیث معنوی جب ثلاثی ہو، ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور غیر عجمہ ہو یعنی عربی ہو تو وہ کلمہ اس کلمہ کے مقابلے میں خفیف و ہلکا ہو جاتا ہے جو رباعی ہو یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو یا عجمی ہو جبکہ یہ خفت غیر منصرف کے دو سببوں میں جن میں ثقل پائے جانے کی وجہ سے کسرہ اور تنوین نہیں آ سکتے ہیں۔ ایک سبب کے معارض و مقابل ہونے کی وجہ سے اس سبب کا ثقل ختم ہو گیا تو وہ سبب کالمعدوم ہو گیا۔ اب صرف ایک سبب باقی رہ گیا اور ایک سبب سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا اسے منصرف پڑھنا جائز ہوگا۔

ووجود السببین غیر منصرف پڑھنے کی وجہ: تانیث معنوی اگر ثلاثی ہو یعنی ثلاثی ساکن الاوسط ہو اور عربی ہو تو اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔ مصنف رحمہ اللہ اس کی وجہ بتا رہے ہیں کہ اس میں دو سبب علمیت اور تانیث معنوی پائے جا رہے ہیں۔ اس لیے اسے غیر منصرف پڑھنا بھی جائز ہے۔

چوتھی بات تانیث بالألف المقصورة اور تانیث بالألف الممدودة کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ

تانیث بالألف المقصورة اور تانیث بالألف الممدودة لازمی طور پر غیر منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ اس میں ایک سبب قائم مقام دو سبب کے ہے اس میں ایک سبب تانیث اور دوسرا سبب لزوم تانیث ہے یعنی تانیث ان سے

جمع نہیں ہو سکتی لہذا یہ ایک سبب دو اسباب کے قائم مقام ہے۔

اَلْمَعْرِفَةُ

المعرفة: ولا يعتبر في منع الصرف بها الا العلمية وتجتمع مع غير الوصف

اور بہرحال معرفہ پس نہیں معتبر ہے منع صرف میں اس سے مگر علمیت اور معرفہ وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے چوتھا سبب معرفہ ہے۔ اس میں بنیادی طور پر دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی بات: اسباب منع صرف کے لیے سبب بننے کے لیے سات قسموں میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے۔

دوسری بات: معرفہ اسباب منع صرف میں سے وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے

پہلی بات **اسباب منع صرف کا سبب بننے کے لیے معرفہ کی سات قسموں میں سے صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے۔**

معرفہ منع صرف کا سبب بننے کے لیے معرفہ کی سات اقسام میں صرف علمیت کا اعتبار کیا گیا ہے، باقی چھ اقسام کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا ہے؟

وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے مضمرات، اشارات اور موصولات یہ مبنی ہیں، لہذا یہ معرفہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے ہیں اور معرف باللام اور اضافت یہ غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں تو یہ غیر منصرف کا سبب کیسے بن سکتے ہیں اور منادیٰ کو نحویوں نے معرف باللام میں داخل کیا ہے، لہذا مصنف نے معرفہ کے لیے علمیت کا اعتبار کیا ہے۔

دوسری بات **معرفہ وصف کے علاوہ باقی تمام اسباب منع صرف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔**

معرفہ کا وصف کے ساتھ جمع نہ ہونے کی وجہ: معرفہ وصف کے ساتھ اس لیے جمع نہیں ہو سکتا ہے کہ معرفہ معین ذات پر دلالت کرتا ہے جبکہ وصف ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور ان دونوں میں تضاد ہے لہذا یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

اَلْعُجْمَةُ

اما العجمة فشرطها أن تكون علما في العجمية وزائدة على ثلاثة أحرف كإبراهيم أو ثلاثيا متحرك

بہرحال عجمہ تو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمیت میں علم ہو اور تین حرفوں سے زائد ہو جیسے ابراہیم یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو

الوسط كشتر فلجام منصرف لعدم العلمية ونوح منصرف لسكون الاوسط

جیسے شتر پس لجام منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے اور نوح بھی ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے پانچواں سبب عجمہ ہے اس میں مصنف نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں

دوسری بات: دو احترازی مثالیں

فائدہ عجمہ کا لغوی معنی: گونگا ہونا، تتلا۔ اصطلاحی معنی: غیر عربی کا ہونا لفظاً یا اسماً

پہلی بات — عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں

پہلی شرط: یہ ہے کہ عجمہ علم ہو خواہ حقیقتاً علم ہو یا حکماً علم ہو۔

عجمہ کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: عجمہ کے لیے علمیت کی شرط لگائی گئی ہے تاکہ یہ زوال سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ عرب والے جب کسی کلمے کو غیر علم پاتے ہیں تو وہ اس کے ثقل کو ختم کرنے کے لیے اس میں رد و بدل کر دیتے ہیں، پس جب علمیت کی شرط لگا دی تو وہ اسم رد و بدل سے محفوظ ہو جائے گا۔

علم حقیقتاً کی مثال: ابراہیم یہ علم حقیقی کی مثال ہے۔

علم حکماً کی مثال: قالون یہ عجمی زبان میں اسم جنس تھا ہر عمدہ چیز پر اس کا اطلاق ہوتا تھا، پس عربی زبان میں اسم جنس میں تصرف سے پہلے یہ علم بن گیا یعنی ایک قاری کا نام رکھا گیا، لہٰذا اس کو علم حکمی کہا جاتا ہے کیونکہ اسم جنس تصرف سے پہلے علم بن گیا۔

دوسری شرط: اس شرط کی دو شقیں ہیں: (۱) وہ تین حرفی سے زائد ہو۔ جیسے ابراہیم یہ تین حرفی سے زائد ہے۔
(۲) ثلاثی ہو لیکن متحرک الاوسط ہو، جیسے شتر یہ تین حرفی ہے لیکن درمیان والا حرف متحرک ہے۔ پس ابراہیم اور شتر شرائط پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے۔

دوسری بات — دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: لجام یہ پہلی شرط فوت ہونے کی وجہ سے منصرف ہے، کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔

دوسری مثال: نوح یہ بھی منصرف ہے اس لیے کہ اس میں دوسری شرط فوت ہو رہی ہے، کیونکہ یہ ثلاثی ساکن الاوسط ہے۔

فائدہ: ملائکہ کے تمام نام غیر منصرف ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی تمام نام غیر منصرف ہیں سوائے ان سات ناموں کے:
(۱) محمد ﷺ (۲) شعیب علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) ہود علیہ السلام
(۵) صالح علیہ السلام (۶) لوط علیہ السلام (۷) شیث علیہ السلام

ان میں سے تین نام عربی ہیں: محمد ﷺ، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام۔
باقی چار نام عجمی ہیں: نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، شیث علیہ السلام۔

گر ہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبرے — تا کدام ست اے برادر نزد کوفے منصرف
صالح و ہود و محمد ﷺ با شعیب و نوح و لوط — منصرف داں و گر باقی ہمہ لامنصرف

اَلْجَمْعُ

أما الجمع فشرطه أن يكون على صيغة منتهى الجموع وهو أن يكون بعد ألف الجمع حرفان كمساجد

بہرحال جمع پس شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور وہ یہ ہے کہ الف جمع منتہی الجموع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مساجد

أو حرف مشدد مثل دواب أو ثلاثة أحرف أوسطها ساكن غير قابل للهاء كمصابيح فصياقلة وفرازنة

یا الف جمع کے بعد حرف مشدد ہو جیسے دواب یا ایسے تین حرف ہوں کہ ان میں درمیان والا حرف ساکن ہو اس حال میں کہ وہ ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مصابیح پس صیاقلۃ اور فرازنۃ

منصرف بقبولهما الهاء، وهو أيضا قائم مقام السببين الجمع ولزومه

منصرف ہیں ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے اور وہ بھی قائم مقام ہے دو سببوں کے ایک ان میں سے جمع ہے اور دوسرا لزوم جمع ہے اور

امتناع أن يجمع مرة أخرى جمع التكسير فكأنه جمع مرتين

دوسری مرتبہ جمع تکسیر لانا ممتنع ہے پس گویا کہ یہ جمع دو مرتبہ لائی گئی ہے۔

عبارت سمجھنے سے پہلے ایک فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ: جمع کا لغوی معنی: اکٹھا کرنا اصطلاحی معنی: کسی اسم کا تین یا زائد افراد پر دلالت کرنا۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے چھٹا سبب جمع ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بنیادی طور پر دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

دوسری بات: جمع کا دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

پہلی بات جمع کا غیر منصرف کے لیے سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور منتہی الجموع کے تین وزن ہیں۔

1) الف جمع کے بعد دو حرف ہوں۔ جیسے مساجد بروزن مفاعل

2) الف جمع کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے دواب بروزن فعالّ

3) الف جمع کے بعد تین حرف ہوں درمیان والا حرف ساکن ہو جیسے مصابیح بروزن مفاعیل

دوسری شرط: یہ ہے کہ جمع میں تاء کو قبول نہ کرتا ہو جو حالت وقف میں ہاء بن جائے۔ یہ شرط اس لیے لگائی تاکہ جمع کی بعض مفردات کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے۔

مثالیں: صیاقلة اور فرازنة منصرف ہوں گے، کیونکہ یہ اس تاء کو قبول کرتے ہیں، جو حالت وقف میں ھاء بن جاتی ہے جس کی وجہ سے ان کی مشابہت طواعیة اور کراھیة کے ساتھ ہو جاتی ہے اور وہ دونوں مفرد ہیں، اس لیے ان میں جمعیت ضعیف ہو جاتی ہے لہذا مفرد کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے یہ منصرف ہوں گے۔

دوسری بات   جمع کا دو سببوں کے قائم مقام ہونے کی وجہ

جمع منتہی الجموع اکیلا دو سببوں کے قائم مقام ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک سبب جمعیت پایا جاتا ہے اور دوسرا سبب لزوم جمعیت کہ اس کے بعد دوسری جمع مکسر نہیں بنائی جا سکتی ہے تو گویا اس میں دو سبب پائے گئے ایک جمع ہونا اور دوسرا لزوم کا ہونا پس یہ ایک سبب قائم مقام دو سبب کے ہونے کی وجہ سے غیر منصرف کا سبب بنے گا۔

فائدہ (۱): جمع منتہی الجموع کی وجہ تسمیہ: اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ منتہی الجموع کا معنی ہے جموع کے انتہاء کو پہنچنے کی جگہ۔ اس جمع کے بعد چونکہ جمع تکسیر نہیں بنائی جا سکتی ہے، پس یہ جموع کی آخری جمع ہے اور اس کو جمع اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ (۲): دوسری شرط میں جو قید لگائی ہے کہ اس جمع کے آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو حالت وقف میں ھاء بن جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جمع کا التباس بعض مفردات کے ساتھ نہ ہو جائے جن کے آخر میں ھاء ہوتی ہے جس کی وجہ سے جمع کی جمعیت میں خلل واقع ہو جائے گا اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گا جیسے صیاقلة اور فرازنة کا التباس طواعیة (بمعنی سرکشی) اور کراھیة (بمعنی کراہت) کے ساتھ اور یہ دونوں مفرد ہیں۔

التركيب

فالتركيب شرطه أن يكون علمًا بلا إضافة ولا إسناد كبعلبك فعبدالله منصرف ومعديكرب غير منصرف وشاب قرناها مبني

بہرحال ترکیب پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو بغیر اضافت کے اور بغیر اسناد کے جیسے بعلبک پس عبداللہ منصرف ہے اور معدیکرب غیر منصرف ہے اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

عبارت سمجھنے سے پہلے دو فائدے ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ (۱): ترکیب کا لغوی معنی جوڑنا، ملانا۔ **اصطلاحی معنی:** یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کلموں کو ایک بنا دیا جائے کہ کوئی حرف اس کا جزء نہ ہو۔ یہ تعریف ترکیب کی ہے جو منع صرف کا سبب بنتی ہے مطلق ترکیب کی نہیں۔

فائدہ (۲): ترکیب کی چھ قسمیں ہیں (۱) ترکیب اضافی جیسے غلام زید (۲) ترکیب اسنادی جیسے زید قائم

(۳) ترکیب توصیفی جیسے رجل عالم (۴) ترکیب صوتی جیسے سیبویہ

(۵) ترکیب عددی جیسے خمسة عشر (۶) ترکیب امتزاجی جیسے بعلبک

ان چھ ترکیبوں میں سے منع صرف میں صرف ترکیب امتزاجی کا اعتبار کیا گیا ہے۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے ساتواں سبب ترکیب ہے۔ اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات: ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط

دوسری بات: ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی

پہلی بات ترکیب کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ ترکیب کے لیے علمیت کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ ترکیب ایک عارضی چیز ہے، کیونکہ اصل ہر کلمہ میں یہ ہے کہ وہ الگ الگ استعمال ہو کسی عارض کی وجہ سے اس کو جوڑا جاتا ہے۔ پس ترکیب ایک عارضی چیز ہونے کی وجہ سے کمزور تھی علمیت کی شرط لگا کر اسے مضبوط بنا دیا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ ترکیب اضافی بھی نہ ہو اور ترکیب اسنادی بھی نہ ہو کیونکہ اضافت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے، اور مرکب اسنادی مبنی ہوتا ہے اور مبنی غیر منصرف نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ غیر منصرف معرب کی قسم ہے۔

دوسری بات ایک مثال اتفاقی اور دو مثالیں احترازی

اتفاقی مثال: **بعلبک** ہے اس میں ترکیب کی دونوں شرطیں پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ پہلی علمیت بھی پائی جا رہی ہے یہ ایک شہر کا نام ہے دوسری شرط ترکیب اضافی اور ترکیب اسنادی کا نہ ہونا ہے چنانچہ اس میں نہ ترکیب اضافی ہے اور نہ اسنادی۔

دو احترازی مثالیں

پہلی مثال: **عبد اللہ** یہ منصرف ہے اس میں پہلی شرط علمیت پائی جا رہی ہے دوسری شرط ترکیب اضافی نہ ہونے کی فوت ہونے کی وجہ سے غیر منصرف نہ ہو گا۔

دوسری مثال: **شاب قرناها** یہ مبنی ہے اس میں پہلی شرط پائی جا رہی ہے یہ ایک عورت کا نام ہے مگر دوسری شرط ترکیب اسنادی کا نہ ہونا فوت ہو رہی ہے لہٰذا یہ منصرف ہے نہ ہی غیر منصرف بلکہ مبنی ہے۔

شاب قرناها کا معنی: وہ عورت جس کی دونوں مینڈھیاں سفید ہو گئی ہوں

الألف والنون الزائدتان

فالألف والنون الزائدتان إن كانتا في اسم فشرطه أن يكون الاسم علما كعمران وعثمان فسعدان اسم

الف اور نون زائدتان اگر اسم میں ہوں تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم علم ہو جیسے **عمران** اور **عثمان**، پس **سعدان**، جو ایک بوٹی کا

نبت منصرف لعدم العلمية وإن كانتا في صفة فشرطه أن لا يكون مؤنثه على فعلانة كسكران فندمان

نام ہے منصرف ہے علمیت نہ ہونے کی وجہ سے اور اگر یہ صفت میں ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث کے فعلانۃ وزن پر نہ ہو

منصرف لوجود ندمانة

جیسے سکران میں، ندمان منصرف ہے ندمانۃ کے موجود ہونے کی وجہ سے۔

وضاحت: اسباب منع صرف میں سے آٹھواں سبب الف ونون زائدتان ہے۔

اس میں مصنف رحمہ اللہ نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

دوسری بات الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط

پہلی بات الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط

الف ونون زائدتان اگر اسم کے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف بننے کے لیے علمیت کی شرط ہے۔

الف ونون زائدتان منع صرف کا سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط لگانے کی وجہ: علمیت کی شرط اس لیے لگا دی کہ الف و نون آخر میں ہوتے ہیں اور علم کا آخر تغیر وتبدل کا محل ہوتا ہے پس علمیت کی شرط لگا دی تاکہ الف ونون محل تغیر وتبدل میں محفوظ رہیں۔ جیسے عمران اور عثمان

احترازی مثال سعدان اس میں علمیت نہ پائے جانے کی وجہ سے منصرف ہوگا، کیونکہ یہ ایک قسم کی گھاس کا نام ہے، کسی کا علم نہیں

دوسری بات **الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط**

یہ ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آتی ہو۔

اتفاقی مثال سکران غیر منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث سکرانۃ نہیں ہے بلکہ اس کی مؤنث سکریٰ ہے۔

احترازی مثال ندمان یہ منصرف ہے اس لیے کہ اس کی مؤنث ندمانۃ ہے جو کہ فعلانۃ کے وزن پر ہے۔

وزنُ الفعل

وأما وزن الفعل فشرطه أن يختص بالفعل ولا يوجد في الاسم إلا منقولا عن الفعل كشمر وضرب وإن

اور جو وزن فعل ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مختص ہو فعل کے ساتھ اور فعل سے منقول ہوئے بغیر اسم میں نہ پایا جائے جیسے شمر اور ضرب

لم يختص به فيجب أن يكون في أوله إحدى حروف المضارعة ولا يدخله الهاء

اور اگر فعل کے ساتھ مختص نہ ہو تو پھر اس کے شروع میں حروف مضارعہ میں سے کسی حرف کا ہونا واجب ہے اور اس کے آخر میں

كأحمد ويشكر وتغلب ونرجس فيعمل منصرف لقبوله التاء كقولهم ناقة يعملة

ہاء داخل نہ ہو جیسے أحمد اور یشکر اور تغلب اور نرجس اور یعمل منصرف ہے کیونکہ وہ تاء کو قبول کرتا ہے جیسا کہ عربوں کا قول ہے ناقۃ یعملۃ

وضاحت: باب منع صرف کا نواں سبب وزن فعل ہے۔

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط

وزن فعل کا غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہو، اسموں میں نہ پایا جائے۔ اگر اسموں میں پایا جائے تو فعل سے منقول ہو کر آیا ہو۔

پہلی مثال: شمّر یہ باب تفعیل کا صیغہ ہے (بمعنی دامن سمیٹنا) یہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے پھر اس کو اسم کی طرف منتقل کیا گیا اور ایک تیز رفتار گھوڑے کا نام بن گیا اب یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

دوسری مثال: ضرب ہے جو کہ فعل مجہول ہے یہ وزن بھی فعل کے ساتھ مختص ہے اب اگر کسی کا نام ضرب رکھ دیا جائے تو تو یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اگر وزن فعل کے ساتھ مختص نہ ہو، بلکہ اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارعہ یعنی حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور اس کے آخر میں ایسی تاء تانیث نہ ہو، جو حالت وقف میں ہاء بن جائے۔

مثال: احمد اور یشکر اور تغلب اور نرجس ان کے شروع میں حروف مضارع بھی ہے اور آخر میں تاء بھی نہیں جو حالت وقف میں ہاء بن جائے۔ پس یہ علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے

شرط ثانی کی احترازی مثال: پس یعمل منصرف ہے اگرچہ اس میں دو سبب وزن فعل اور وصف پائے جا رہے ہیں اس کے باوجود منصرف ہے کیونکہ یہ تاء تانیث کو قبول کرتا ہے چنانچہ ناقۃ یعملۃ کہتے ہیں لہٰذا یہ منصرف ہے۔

واعلم أن كل ما شرط فيه العلمية وهو: المؤنث بالتاء والمعنوي والعجمة والتركيب والاسم الذي فيه

اور جان لو کہ ہر وہ اسم غیر منصرف جس میں علمیت شرط ہے یعنی جن اسباب میں علمیت شرط ہے وہ یہ ہیں مؤنث بالتاء، معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں

الألف والنون الزائدتان أو ما يشترط فيه ذلك ولكن اجتمع مع سبب واحد فقط وهو العلم المعدول

الف نون زائدتان ہوں یا وہ اسم غیر منصرف کہ اس میں علمیت شرط نہیں ہے بلکہ ایک سبب کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے اور وہ علم معدول

ووزن الفعل، إذا نكّر صرف أما في القسم الأول فلبقائه بلا سبب وأما في القسم الثاني فلبقائه على

اور وزن فعل ہے جب ان کو نکرہ کیا جائے تو منصرف ہو جائیں گے پس پہلی قسم میں تو اس لیے کہ اسم بغیر سبب کے باقی رہ جاتا ہے اور

سبب واحد تقول: جاءني طلحة وطلحة آخر وقام عمر وعمر آخر وضرب أحمد وأحمد آخر

دوسری قسم میں ایک سبب باقی رہ جانے کی وجہ سے جیسے تو کہے جاءنی طلحۃ وطلحۃ آخر (آیا طلحہ میرے پاس اور ایک دوسرا طلحہ) وقام عمر وعمر آخر (کھڑا ہوا عمر اور ایک دوسرا عمر) وضرب احمد واحمد آخر (مارا احمد نے اور ایک دوسرے احمد نے)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ باب منع صرف بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اس چیز کو ذکر فرما رہے ہیں

جس کے زائل ہونے سے اسباب منع صرف کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ منصرف بن جاتے ہیں۔ اب یہاں سے اسی قاعدہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔

اسباب منع صرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ

اسباب منع صرف کے نو اسباب میں سے چار سبب ایسے ہیں جن کے ساتھ علمیت جمع ہو کر ایک مستقل سبب بھی بن رہی ہے اور پھر دوسرے سبب کے لیے شرط ہو کر منع صرف میں مؤثر ہوتی ہے اور وہ چار سبب یہ ہیں:

(۱) تانیث لفظی و معنوی (۲) عجمہ (۳) ترکیب (۴) الف و نون زائدتان

اور دو سبب ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ علمیت جمع ہو کر ایک مستقل سبب بن رہا ہے، لیکن ان کے سبب بننے کے لیے علمیت کی شرط نہیں ہے اور وہ دو سبب یہ ہیں: (۱) عدل (۲) وزن فعل۔

ان چھ اسباب کو جن میں سے چار میں علمیت شرط ہے اور دو میں شرط نہیں ہے، بلکہ ان کے ساتھ علمیت محض جمع ہوتی ہے جب نکرہ بنایا جائے تو یہ منصرف ہو جائیں گے۔

جن چھ اسباب میں علمیت بطور شرط جمع ہو رہی تھی ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں سے پہلے چار اسباب جن میں علمیت شرط ہے جب ان کو نکرہ بنایا جائے تو ان سے علمیت ختم ہو جاتی ہے جب علمیت ختم ہو گئی تو وہ سبب بھی ختم ہو گیا "اذا فات الشرط فات المشروط" کے قاعدہ کے تحت، پس ان چاروں قسموں میں ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اسی کو مصنف نے فبقی علیٰ سبب سے ذکر کیا ہے کہ ایک سبب ہے، لیکن وہ غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے بمنزلہ معدوم کے ہے بلکہ ایک سبب بھی باقی نہیں رہے گا اور یہ منصرف بن جائیں گے۔

اور جن دو اسباب میں علمیت بطور شرط کے نہیں ہے بلکہ محض جمع ہو رہی ہے ان کو نکرہ بنانے سے منصرف ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان میں ایک سبب مؤثر باقی رہ جاتی ہے اور ایک سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف نہیں ہوتا ہے۔

غیر منصرف کو منصرف بنانے کی مثالیں: وہ اسباب جن کے ساتھ علمیت شرط کے جمع ہو رہی ہے، ان میں سے حرف تانیث لفظی کی مثال ذکر کی ہے بقیہ تین کو ان پر قیاس کیا جائے

تانیث لفظی کو منصرف بنانے کی مثال: جاء طلحۃ یہ غیر منصرف ہے اس میں ایک سبب تاء تانیث اور دوسرا سبب علمیت ہے اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے جاءنی طلحۃ آخر اس میں آخر یہ طلحۃ کی صفت ہے، جب آخر صفت نکرہ ہے تو موصوف بھی نکرہ ہوگا طلحۃ نکرہ ہو گیا تو یہ بھی منصرف ہو جائے گا۔

عدل کو منصرف بنانے کی مثال: قام عمر یہ غیر منصرف ہے اس میں دو سبب پائے جا رہے ہیں ایک سبب علمیت ہے اور دوسرا سبب عدل اس کو نکرہ بنایا جائے تو یوں پڑھیں گے قام عمر آخر اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں علمیت والا سبب ختم ہو گیا صرف ایک سبب عدل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہوگا۔

وزن فعل کو منصرف بنانے کی مثال: ضرب احمد یہ غیر منصرف ہے۔ اس میں دو سبب پائے جا رہے ہیں: ایک علمیت اور دوسرا سبب وزن فعل ہے اگر اس کو نکرہ بنائیں تو اس کو یوں پڑھیں گے ضرب احمدٌ آخر اب جب اس کو نکرہ بنایا گیا تو اس میں سے علمیت والا سبب ختم ہو گیا صرف ایک سبب وزن فعل باقی رہ گیا اور ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ منصرف ہوگا۔

وكلّ ما لا ينصرف اذا اضيف أو دخله اللام فدخله الكسرة نحو مررت بأحمدكم وبالأحمد
اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس کے آخر میں کسرہ آ جائے گا جیسے مررت بأحمدکم و بالأحمد

غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ: غیر منصرف کی اضافت جب کسی دوسرے اسم کی طرف ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ پڑھی جائے گی۔ جیسے مررت بأحمدکم اسی طرح مررت بالأحمد میں الف لام داخل ہونے کی وجہ سے کسرہ پڑھی جائے گی اور یہ منصرف ہوں گے

اشکال: اسباب منع صرف پر اضافت اور الف لام کے داخل ہونے سے اس پر کسرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب: سبب یہ ہے کہ غیر منصرف پر کسرہ کا نہ آنا فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے اب جب اس پر الف لام یا اضافت آ جائے جو کہ اسم کے خواص میں سے ہے تو اس پر غیر منصرف کی مشابہت فعل سے کم اور اسم سے زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس پر کسرہ بھی آئے گا اور یہ منصرف بھی پڑھے جائیں گے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: علم نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، موضوع اور فوائد ذکر کریں؟ نیز ہدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف لکھیں؟

سوال نمبر ۲: کلمہ کی تعریف اور کلمہ کی تقسیم مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳: اسم کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز اسم کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۴: اسم کی علامات مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۵: فعل کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز فعل کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: فعل کی علامات ذکر کریں نیز ہر علامت کے ساتھ مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۷: حرف کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز حرف کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۸: حرف کے فوائد مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۹: کلام کی تعریف کریں اور مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۰: کلام کن چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اور اس پر خاموشی اختیار کرنا کب درست ہے مثالوں سے

واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۱: جملہ کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم معرب کی تعریف اور مثال لکھئے؟ نیز مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں؟

سوال نمبر ۱۳: اسم متمکن کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟ نیز اسم متمکن کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: اعراب محل اعراب اور عامل کی تعریف کرکے ہر ایک کی مثال سے وضاحت کریں؟ نیز اعراب حرفی اور حرکتی کیا ہوتا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۵: اسم کے اعراب کی اقسام مع امثلہ وضاحت سے لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: جاری مجرٰی صحیح کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مفرد منصرف صحیح، جاری مجرٰی صحیح اور جمع مکسر کے اعراب مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: جمع مؤنث سالم کے اعراب ذکر کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: غیر منصرف کے اعراب ذکر کریں اور مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۰: اسمائے ستہ مکبرہ کون کون سے ہیں؟ نیز اسمائے ستہ مکبرہ کے اعراب ذکر کرنے کے بعد ان کے اعراب کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۱: مثنّٰی کے اعراب مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: جمع مذکر سالم کے اعراب مثال کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: نون تثنیہ اور نون جمع مذکر سالم کب گرتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۴: اسم منقوص کی تعریف کریں اس کے اعراب ذکر کرنے کے بعد اس کی مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۵: جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو اس کا اعراب کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۶: اسم منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کریں؟ نیز اسباب منع صرف بھی مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۷: عدل کی تعریف اور اقسام مع امثلہ ذکر کرنے کے بعد عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط لکھیں؟ نیز عدل اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ نہیں ہوتا واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۸: وصف کی تعریف اور مثال ذکر کرنے کے بعد وصف کے غیر منصرف ہونے کی شرط بھی ذکر کریں؟ نیز وصف اصلی و وصف عارضی کی تعریف کریں اور وصف اصلی کے اشتراط کا سبب بیان کریں؟

سوال نمبر ۲۹: تانیث کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟ نیز تانیث کے غیر منصرف ہونے کی شرط مع مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۰: تانیث معنوی جب علم ہو اور ساکن الاوسط ہو تو کیا اسے منصرف پڑھنا جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۱: تانیث مقصورہ اور تانیث الف ممدودہ میں غیر منصرف بننے کا سبب کیا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۲: معرفہ کی تعریف ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ تانیث میں غیر منصرف ہونے کا سبب کیا ہے؟ نیز علمیت کے علاوہ معرفہ کی باقی اقسام غیر منصرف کا سبب کیوں نہیں بن سکتے؟ نیز وصف کے ساتھ معرفہ جمع نہ ہو سکنے کی وجہ کیا ہے؟

سوال نمبر ۳۳: عجمہ کا منع صرف کا سبب بننے کے لیے کون سی شرائط ہیں یہ بھی بتائیں کہ ابراہیم، جاموس منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ نیز علما في العجمية کا کیا مطلب ہے؟

سوال نمبر ۳۴: جمع کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

سوال نمبر ۳۵: ترکیب کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں؟ اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ قیود اتفاقی اور احترازی مثال کی وضاحت کریں؟ نیز ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لیے علمیت اور بلا اضافۃ ولا اسناد ہونے کی شرطیں کیوں لگائی ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۶: الف ونون اگر اسم کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط بیان کریں اور اتفاقی مثال اور احترازی مثال بھی تحریر کریں؟ نیز الف ونون اگر صفت کے آخر میں زائد ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کی شرط بیان کریں اور اتفاقی مثال اور احترازی مثال تفصیل سے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۷: وزن فعل کا منع صرف کا سبب بننے کی شرائط تحریر کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۸: اسباب منع صرف کا منصرف بنانے کا قاعدہ تفصیل سے بیان کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز غیر منصرف کو منصرف بنانے کا قاعدہ مع امثلہ تحریر کریں؟

المقصد الأول في المرفوعات

الأسماء المرفوعات ثمانية أقسام: الفاعل والمفعول الذي لم يسم فاعله والمبتدأ والخبر وخبر إنّ وأخواتها واسم كان وأخواتها واسم ما ولا المشبهتين بليس وخبر لا التي لنفي الجنس

مقصد اول مرفوعات کی بحث میں ہے۔ اسم مرفوعات کی آٹھ قسمیں ہیں۔ فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ، مبتدا اور خبر اور اِنّ اور اس کے اخوات کی خبر اور کان اور اس کے اخوات کا اسم اور ما و لا المشبہتین بلیس کا اسم اور لائے نفی جنس کی خبر

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے مقاصد ثلاثہ کو بیان فرما رہے ہیں۔ مقصد اول مرفوعات کی بحث میں اور مقصد ثانی منصوبات کی بحث میں اور مقصد ثالث مجرورات کی بحث میں۔

سوال: یہ ہوتا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ مصنف نے مرفوعات کو اس لیے مقدم کیا ہے کہ مرفوعات پر رفع ہوتا ہے اور رفع قوی اور مضبوط ہوتا ہے بنسبت نصب اور جر کے لہٰذا مرفوعات رفع پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قوی ہوئے پس ان کو مقدم کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوعات فاعل اور مبتدا پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ مسند الیہ ہوتے ہیں اور مسند الیہ کلام میں عمدہ ہوتا ہے جب کہ منصوبات اور مجرورات کلام میں فضلہ ہوتے ہیں اس لیے مرفوعات کو مقدم کیا۔

اسم مرفوع کی تعریف: اسم مرفوع وہ اسم ہے جو علامت فاعل پر مشتمل ہو علامت فاعل تین چیزیں ہیں۔

(۱) ضمہ (۲) واو (۳) الف

ضمہ کی مثال: جاءنی زید واو کی مثال جاءنی مسلمون الف کی مثال جاءنی الزیدان

مرفوعات کی پہلی قسم فاعل

فصل: الفاعل كل اسم قبله فعل أو صفة أسند إليه على معنى أنه قام به لا وقع عليه نحو قام زيد وزيد ضارب أبوه عمروا وما ضرب زيد عمروا

فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت (یعنی شبہ فعل ہو) یا فعل یا شبہ فعل جس کی اس اسم کی طرف نسبت کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس اسم پر واقع ہو جیسے قام زید (زید کھڑا ہے) اور زید

ضارب أبوه عمروا وما ضرب زيد عمروا

ضارب ابوہ عمروا (زید، مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کا) اور ما ضرب زید عمروا (نہیں مارا زید نے عمرو کو)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں بنیادی طور پر چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: فاعل کی تعریف

دوسری بات: فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لازم کا حکم

تیسری بات: وہ مقام جہاں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے اور
وہ مقام جہاں فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

چوتھی بات: قرینہ موجود ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات فاعل کی تعریف

فاعل: ہر وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی نسبت اس اسم کی طرف کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو۔

فوائد و قیود: اس تعریف میں کل اسم جنس ہے اس میں سارے اسماء داخل ہو گئے۔ قدم علیہ الفعل او شبہه فصل اول ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جو فعل یا شبہ فعل سے مقدم ہوں۔ جیسے قام زید

واسند الیہ یہ دوسری فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل کا اسناد نہ ہو۔ جیسے ضرب زید عمروا میں عمرو فاعل نہیں ہے اس لیے کہ اس میں ضرب کی اسناد عمرو کی طرف نہیں ہے۔

علی جہۃ قیامہ بہ: یہ تیسری فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گئے جن کے ساتھ فعل یا شبہ فعل قائم نہ ہو بلکہ ان پر واقع ہو جیسے ضرب زید سے پہلے جو فعل ہے وہ اس اسم پر واقع ہے اس کے ساتھ قائم نہیں ہے کیونکہ زید نائب فاعل ہے ضرب فعل کے لیے

مثالیں پہلی مثال: فعل کی ہے جیسے قام زید اس مثال میں قام فعل ہے اور زید اس کا اسم اور فاعل ہے اور اس فعل کی اسناد اسی کی طرف ہو رہی ہے اس طور پر کہ فعل زید کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے۔

دوسری مثال: شبہ فعل کی ہے۔ جیسے زید ضارب ابوہ عمروا اس مثال میں ضارب شبہ فعل ہے اس کی نسبت ابوہ کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ ضارب والا فعل اس کے ساتھ قائم ہے اس پر واقع نہیں ہے

تیسری مثال: فعل منفی متعدی کی ذکر کی جاتی ہے کیونکہ جس طرح فعل مثبت کی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے اسی طرح فعل منفی کی بھی نسبت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے ما ضرب زید عمروا میں ما ضرب فعل منفی کی نسبت زید کی طرف ہو رہی ہے اس طرح کہ وہ فعل منفی زید کے ساتھ قائم ہے نہ کہ اس پر واقع ہے۔

وكل فعل لا بد له من فاعل مرفوع مظهر كذهب زيد أو مضمر بارز كضربت زيدا او مستتر كزيد ذهب

اور ہر فعل کے لیے فاعل کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ فاعل مرفوع مظہر ہو جیسے ذهب زید یا وہ مضمر بارز ہو جیسے ضربت زیدا یا وہ مستتر ہو جیسے زید ذهب

وإن كان الفعل متعديا كان له مفعول به أيضا نحو ضرب زيد عمروا وإن كان الفاعل مظهرا وحد الفعل

اور اگر فعل متعدی ہو تو اس فعل کے لیے مفعول کا ہونا بھی ضروری ہے اسی طرح جیسے ضرب زید عمروا اور اگر فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل

بدا نحو: ضرب زيد وضرب الزيدان وضرب الزيدون وإن كان مضمرا وحد الفعل للواحد نحو زيد

ہمیشہ مفرد لایا جائے گا جیسے ضرب زید و ضرب الزیدان و ضرب الزیدون اور اگر مضمر ہو تو واحد کے لیے واحد جیسے زید ضرب

ضرب ويثنى للمثنى نحو: الزيدان ضربا ويجمع للجمع نحو: الزيدون ضربوا وإن كان الفاعل مؤنث

اور تثنیہ کے لیے تثنیہ جیسے الزیدان ضربا اور جمع کے لیے جمع لایا جائے گا جیسے الزیدون ضربوا اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو اور وہ یہ ہے

حقيقي وهو ما بإزائه ذكر من الحيوان أنث الفعل أبدا إن لم تفصل بين الفعل والفاعل نحو قامت هند وإن

کہ اس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو تو فعل اس صورت میں ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا بشرطیکہ تو فصل نہ کرے فعل اور فاعل کے درمیان جیسے

فصلت فلك الخيار في التذكير والتأنيث نحو ضرب اليوم هند وإن شئت قلت ضربت اليوم هند

قامت ہند اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو تجھے اختیار ہے فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں جیسے تو کہے ضرب

وكذلك في المؤنث غير الحقيقي نحو طلع الشمس وإن شئت قلت طلعت الشمس هذا إذا كان

الیوم ہند اور اگر تو چاہے تو کہے ضربت الیوم ہند اور اسی طرح (جس فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار ہے) مؤنث غیر حقیقی میں جیسے طلع الشمس اور اگر تو چاہے تو کہے طلعت الشمس یہ اس وقت ہوگا جب

الفعل مسندا إلى المظهر وإن كان مسندا إلى المضمر أنث أبدا نحو الشمس طلعت وجمع التكسير

فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور اگر فعل مسند ہو ضمیر کی طرف تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے الشمس طلعت اور جمع مکسر مؤنث غیر

كالمؤنث غير الحقيقي، تقول قام الرجال وإن شئت قلت قامت الرجال

حقیقی کی طرح ہے تو کہے قام الرجال اور اگر تو چاہے تو کہے قامت الرجال

دوسری بات فاعل کی مختلف صورتیں اور ان کی مناسبت سے فعل لانے کا حکم

فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی مضمر کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی مستتر کی شکل میں ہوتا ہے۔

فاعل مظہر: جس میں فاعل ظاہر ہو جیسے ذھب زید (زید گیا) اس میں زید فاعل اسم ظاہر ہے۔

فاعل مضمر بارز: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہو اور وہ ضمیر ظاہر ہو۔ جیسے ضربت زیدا (میں نے زید کو مارا) اس مثال میں ضربتُ میں ت ضمیر فاعل ہے جو کہ بارز ہے۔

فاعل مستتر: جس میں فاعل ضمیر کی شکل میں ہے اور وہ ضمیر پوشیدہ ہو نظر نہ آ رہی ہو۔ جیسے زید ذھب اس مثال میں ذھب فعل ہے اور ھو ضمیر اس کا فاعل ہے جو کہ پوشیدہ ہے اس کو ضمیر مستتر کہتے ہیں۔

فعل متعدی کے لیے مفعول بہ ضروری ہے: اگر فعل لازمی نہ ہو بلکہ متعدی ہو تو اس کے لیے مفعول بہ کا ہونا ضروری و لازمی ہے، کیونکہ فعل متعدی مفعول بہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ضرب زید عمروا (زید نے عمر کو مارا) اس مثال میں عمروا مفعول بہ ہے ضرب فعل کے لیے۔

فاعل کی مناسبت سے فعل لانے کا قاعدہ

۱)...... فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا فاعل خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع۔

مثالیں: ضرب زید، ضرب الزیدان، ضرب الزیدون

ان تینوں مثالوں میں فاعل اسم ظاہر ہونے کی وجہ سے فعل کو مفرد لایا گیا۔

فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل کو مفرد لانے کی وجہ: فعل کو تثنیہ اور جمع اس لیے لایا جاتا ہے تاکہ وہ فاعل کی حالت بتائے کہ یہ تثنیہ ہے یا جمع ہے جب فاعل اسم ظاہر ہو تو اس کی حالت تثنیہ اور جمع کی اس سے خود ظاہر ہو گی فعل کو تثنیہ اور جمع لانے کی ضرورت نہیں۔

۲) فاعل جب اسم ضمیر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لایا جائے گا پس اگر فاعل ضمیر واحد ہو تو فعل بھی واحد لایا جائے گا اور فاعل ضمیر تثنیہ ہو تو فعل بھی تثنیہ لایا جائے گا اور فاعل ضمیر اگر جمع ہو تو فعل بھی جمع لایا جائے گا۔

مثالیں: زید ضرب، الزیدان ضربا، الزیدون ضربوا

ان مثالوں میں فعل فاعل ضمیر کے مطابق ہے۔

مؤنث کی اقسام: ۱) مؤنث حقیقی ۲) مؤنث غیر حقیقی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو۔ جیسے امرأۃ کے مقابلے میں رجل اور ناقۃ (اونٹنی) کے مقابلے میں جمل (اونٹ)

مؤنث غیر حقیقی کی تعریف: مؤنث غیر حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے نخلۃ کے مقابلے میں نخل یا اس کے مقابلے میں بالکل مذکر نہ ہو۔ جیسے عین (چشمہ)

۳) **فاعل مؤنث حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل جب مؤنث حقیقی ہو اور فاعل اور فعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے قامت ہند اس میں ہند مؤنث حقیقی ہے لہٰذا قامت فعل مؤنث ہی لائیں گے۔ اور اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا بھی جائز ہے اور مذکر لانا بھی جائز ہے جیسے ضربت الیوم ہند اور ضرب الیوم ہند یہ دونوں صورتیں جائز ہیں

۴) **فاعل مؤنث غیر حقیقی کی صورت میں فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل اگر مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار حاصل ہے۔ جیسے طلع الشمس کہنا بھی جائز ہے اور طلعت الشمس کہنا بھی جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب فعل مسند ہو اسم ظاہر کی طرف اور جب فعل مسند ہو ضمیر کی طرف تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے الشمس طلعت۔ یوں الشمس طلع کہنا درست نہ ہوگا۔

۵) **فاعل جب جمع مکسر ہو تو فعل لانے کا قاعدہ:** فاعل جب جمع مکسر ہو تو اس کے مطابق فعل لانے

میں یہ مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے لہذا جمع مکسر فعل کو مؤنث یا مذکر لانے کا اختیار حاصل ہوگا:

خواہ جمع مکسر مذکر کی ہو جیسے رجال　　یا مؤنث ذوی العقول ہو جیسے حمام
یا غیر ذوی العقول ہو جیسے ایام وغیرہ　　ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔
جیسے قام الرجال کہنا بھی جائز ہے اور قامت الرجال کہنا بھی جائز ہے۔

ویجب تقدیم الفاعل علی المفعول اذا کانا مقصورین وخفت اللبس نحو ضرب موسی عیسی

اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے جب وہ دونوں اسم مقصور ہوں اور تو ان دونوں میں التباس کا خوف کرے جیسے ضرب موسی عیسی

ویجوز تقدیم المفعول علی الفاعل ان لم تخف اللبس نحو اکل الکمثری یحیی وضرب عمرًا زید

اور مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے جب تو ان دونوں میں التباس کا خوف محسوس نہ کرے

جیسے اکل الکمثری یحیی اور ضرب عمرًا زید

تیسری بات　وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے

اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور (یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو) ہوں تو اس صورت میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ فاعل اور مفعول دونوں میں التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ معلوم نہیں ہوگا کہ فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے؟ اس صورت میں جو پہلے ہے اسے فاعل کہا جائے گا۔

مثال: ضرب موسی عیسی اس صورت میں موسی فاعل اور عیسی مفعول ہوگا۔

وہ مقام جہاں پر فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے: اگر فاعل اور مفعول کے درمیان التباس کا خوف نہ ہو اس طور پر کہ فاعل متعین ہو تو فاعل کو مفعول سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

پہلی مثال: اکل الکمثری یحیی (یحیی نے امرود کھایا) اس صورت میں الکمثری مفعول ہے اور یحیی فاعل، مفعول کو فاعل پر مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں میں التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔ وہ اس طرح کہ یحیی سے مراد فاعل بننے کی صلاحیت موجود ہے اور الکمثری میں مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ الکمثری ایک پھل ہے جسے کھایا جاتا ہے اب یہاں الکمثری کے مفعول ہونے پر قرینہ معنوی ہے اس لیے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

دوسری مثال: ضرب عمرًا زید اس مثال میں عمرًا مفعول ہے اسے مقدم کیا گیا ہے اور یہ جائز ہے اس لیے کہ قرینہ لفظی موجود ہے اور وہ ہے اعراب چونکہ عمرًا پر نصب ہے اور زید پر رفع ہے لہذا عمرًا کو زید پر مقدم کرنے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں رہتا ہے اس لیے عمرًا جو کہ مفعول ہے اس کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

ويجوز حذف الفعل حيث كانت قرينة نحو زيد في جواب من قال: من ضرب؟ وكذا حذف الفاعل

اور جائز ہے فعل کا حذف کرنا جہاں قرینہ موجود ہو جیسے زید کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے من ضرب؟ (کس نے مارا) اسی طرح فعل

والفعل معا كنعم في جواب من قال: أقام زيد؟ وقد يحذف الفاعل ويقام المفعول مقامه إذا كان الفعل

اور فاعل دونوں کو حذف کرنا جائز ہے جیسے نعم کہنا اس آدمی کے جواب میں جو کہے اقام زید؟ (کیا زید کھڑا ہے؟)

اور کبھی فاعل حذف کیا جاتا ہے اور مفعول کو اس کا قائم مقام بنایا جاتا ہے

مجهولا نحو ضرب زيد وهو القسم الثاني من المرفوعات.

جب فعل مجہول ہو جیسے ضرب زید اور یہ مرفوعات کی قسم ثانی ہے۔

چوتھی بات قرینہ ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے

فعل کے حذف ہونے پر اگر قرینہ موجود ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے زید کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ من ضرب؟ (کس نے مارا) اب یہاں زید کہنا چونکہ سوال کے جواب میں واقع ہے، اس لیے یہ قرینہ فعل کے حذف ہونے پر دلالت کر رہا ہے جو کہ اصل میں ضرب زید ہے۔

اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے

جس طرح قرینہ ہو تو صرف فعل کا حذف کرنا جائز ہے، اسی طرح قرینہ ہو تو فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے نعم کہنا اس شخص کے جواب میں جو کہے کہ اقام زید؟ (کیا زید کھڑا ہے؟) اصل میں عبارت یوں تھی: نعم قام زید۔ اب فعل اور فاعل دونوں کو حذف کر کے صرف نعم ذکر کر دیا یہاں نعم کا سوال کے جواب میں واقع ہونا اس بات پر قرینہ ہے کہ یہاں فعل اور فاعل دونوں ہیں جنہیں تخفیف کے لیے حذف کیا گیا ہے۔

کبھی فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے

جب فعل متعدی ہو تو فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے۔ جیسے ضرب زید (مارا گیا زید) اس میں فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے اور اس کو مفعول ما لم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل مرفوعات کی قسم ثانی میں آئے گی۔

بَحثُ تَنَازُعِ الفِعلَین

فصل إذا تنازع الفعلان في اسم ظاهر بعدهما أي: أراد كلّ واحد من الفعلين أن يعمل في ذلك الاسم

دوسری فصل: جب کلام میں دو فعل نزاع (اختلاف) کریں اسم ظاہر میں جو ان دونوں کے بعد واقع کیا گیا ہو یعنی مذکورہ دونوں فعلوں میں سے ہر ایک اسم ظاہر پر عمل کرنے کا ارادہ کرے۔

وضاحت: اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے چند اصطلاحات اور ان کے متعلق بات ذکر کیے جاتے ہیں، تاکہ بحث

سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلا اشکال: یہ ہوتا ہے کہ تنازع الفعلان سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ تنازع صرف دو فعلوں کے مابین ہوسکتا ہے جب کہ دو شبہ فعل (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) کے مابین بھی ہوسکتا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل اس کی فرع لہٰذا جب اصل کو ذکر کردیا گیا تو فرع کا حکم اس سے سمجھ جائے گا۔

دوسرا اشکال: یہ ہے کہ وہ دونوں فعل ایک اسم ظاہر میں تنازع کررہے ہوں، ضمیر میں تنازع کیوں نہیں کرسکتے؟

جواب: یہ ہے کہ تنازع ضمیر میں اس لیے نہیں کرسکتے ہیں کہ ضمیر یا تو متصل ہوگی یا منفصل اگر ضمیر متصل ہے تو وہ اسی فعل کا معمول ہوتی ہے جس کے ساتھ متصل ہوتی ہے اور اگر منفصل ہے تو اس میں تنازع تو ہوسکتا ہے مگر اس کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں جو کوفیوں اور بصریوں نے ذکر کیا ہے لہٰذا وہ اس بحث سے خارج ہے۔

تیسرا اشکال: عبارت ہے کہ تنازع الفعلان (جب دو فعل جھگڑا کریں) تو اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ تنازع یعنی جھگڑا کرنا تو ذوروح چیزوں میں ہوسکتا ہے نہ کہ غیر ذوروح چیزوں میں، پس دو فعلوں میں جھگڑا کیسے ممکن ہو؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں تنازع اس معنی میں نہیں ہے جو ذی روح میں پایا جاتا ہے بلکہ یہاں تنازع کا یہ مطلب ہے کہ وہ دو فعل ایک اسم ظاہر پر عمل کا تقاضا کرتے ہوں اور اس کی طرف متوجہ ہوں۔

بحث کا خلاصہ

تنازع الفعلان کی بحث چھ باتوں پر مشتمل ہے۔

پہلی بات: تنازع الفعلان کی اقسام

دوسری بات: تنازع الفعلان کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز میں امام فراء نحوی کا جمہور نحویوں سے اختلاف۔

تیسری بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تنازع الفعلان کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو۔

چوتھی بات: بصریین کے مسلک کے اعتبار سے تنازع الفعلان کی پانچ صورتیں

پانچویں بات: کوفیین کے مسلک کے اعتبار سے تنازع الفعلان کی چار صورتیں۔

چھٹی بات: کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں اور دو مفعول میں تنازع کریں تو فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنے کی وجہ۔

[فهذا إنّما يكون على أربعة أقسام الأوّل: أن يتنازعا في الفاعلية فقط نحو: ضربني وأكرمني زيد للثاني: أي

اور یہ (تنازع) چار قسموں پر ہے: اس لیے کہ دونوں فعل آپس میں صرف فاعل کا تقاضا کریں جیسے ضربنی وأکرمنی زید، دوسری قسم یہ ہے کہ

يتنازعا في المفعولية فقط نحو: ضربتُ وأكرمتُ زيدًا، الثالث: أن يتنازعا في الفاعلية والمفعولية ويقتضي

دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں جیسے ضربت وأکرمت زیدا، تیسری قسم یہ ہے کہ دونوں فعل فاعلیت اور مفعولیت کا تقاضا کریں اور پہلا

الأوّل الفاعل والثاني المفعول نحو: ضربني وأكرمتُ زيدًا، الرابع عكسه نحو: ضربتُ وأكرمني زيدٌ

فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا مفعول کا جیسے ضربنی وأکرمت زیدا، چوتھی قسم اس کا عکس ہے (یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) جیسے ضربت وأکرمنی زید

پہلی بات تنازع الفعلان کی اقسام

تنازع الفعلان کی کل چار قسمیں بنتی ہیں۔

پہلی قسم: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں جیسے ضربنی وأکرمنی زید

دوسری قسم: دونوں فعل جب مفعول کا تقاضا کریں۔ جیسے ضربت وأکرمت زیدا

تیسری قسم: فعل اول فاعل کا اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے۔ جیسے ضربني وأكرمت زيدًا

چوتھی قسم: فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔ جیسے ضربت وأکرمني زید

واعلم أنّ في جميع هذه الأقسام يجوز إعمال الفعل الأوّل وإعمال الفعل الثاني خلافًا للفراء في الصورة

اور جان لو کہ بیشک ان تمام صورتوں میں فعل اول اور فعل ثانی میں سے ہر ایک کو عمل دینا جائز ہے پہلی اور تیسری صورت میں امام فراء رحمہ اللہ کا

الأولى والثالثة أن يعمل الثاني ودليله لزوم أحد الأمرين، حذف الفاعل

اختلاف ہے (وہ کہتے ہیں کہ) فعل ثانی کو عمل دیا جائے گا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ (پہلی اور تیسری صورت میں) فاعل کا حذف

أو الإضمار قبل الذكر وكلاهما محظوران وهذا في الجواز

کیا جائے گا یا پھر اضمار قبل الذکر ہے اور یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں اور فراء کا یہ اختلاف جواز میں ہے۔

دوسری بات تنازع الفعلان کی بعض صورتوں میں جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں امام فراء رحمہ اللہ کا جمہور نحویوں سے اختلاف

چنانچہ جمہور نحات تنازع الفعلان کی مذکورہ چاروں قسموں میں کسی بھی فعل کو عمل دینا جائز کہتے ہیں چاہے فعل اول کو دیں چاہے فعل ثانی کو اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اتفاق ہے سوائے امام فراء رحمہ اللہ کے۔ وہ پہلی اور تیسری قسم میں اختلاف کرتے ہیں اور فعل ثانی کو عمل دینے کو ناجائز کہتے ہیں۔

امام فراء رحمہ اللہ کی دلیل: وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ پہلی اور تیسری صورت میں اگر عمل فعل ثانی کو دے دیا گیا تو فعل اول جو کہ فاعل کا تقاضا کر رہا ہے یا تو اس کے لیے فاعل محذوف مانیں گے یا ضمیر مانیں گے اگر فاعل کو محذوف مانیں گے تو

عدہ چیز کا محذوف ماننا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں۔ اور اگر ضمیر لائیں گے تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا تو یہ صورت بھی جائز نہیں ہے

وأما الاختيار ففيه خلاف البصريين والكوفيين فهم يختارون إعمال الفعل الثاني اعتبار القرب

اور بہرحال جہاں تک فضیلت کا تعلق ہے تو اس میں بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے پس (بصری) فعل ثانی کو عمل دینے کا اختیار کرتے

والمجاورة والكوفيون يختارون إعمال الفعل الأول مراعاةً للتقدم والاستحقاق

ہیں قرب وجوار (پڑوس) کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی فعل اول کو عمل دینے کا اختیار کرتے ہیں تقدم اور استحقاق کی رعایت کرتے ہوئے۔

تیسری بات: بصریین اور کوفیین کا اختلاف کہ تنازع الفعلان کی صورت میں فعل اول کو عمل دینا افضل ہے یا فعل ثانی کو

بصریین اور کوفیین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں فعلوں میں سے کسی کو بھی عمل دینا جائز ہے، البتہ اختلاف افضلیت اور غیر افضلیت میں ہے چنانچہ بصریین حضرات کہتے ہیں کہ فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ ہے اور کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

بصریین کی دلیل: بصریین حضرات فعل ثانی کو عمل دینا پسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ دیتے ہیں کہ الحق للمقرب ثم للبعيد (حق قریب والے کا ہوتا ہے پھر دور والے کا)، چنانچہ اسم ظاہر فعل ثانی کے قریب ہے اس لیے عمل فعل ثانی کو دینا بہتر ہے۔

کوفیین کی دلیل: کوفیین حضرات فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ قرار دیتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ الحق للسابق لا للاحق (حق پہلے آنے والے کا ہوتا ہے نہ کہ بعد والے کا) چنانچہ فعل اول پہلے ہے تو حق بھی اسی کا ہے لہذا فعل اول کو عمل دینا پسندیدہ ہے۔

چند اہم فائدے

مذہب بصریین: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب راجح ہے، اس لیے ان کے مذہب کو پہلے ذکر فرما رہے ہیں۔ بصریین کے مذہب کو تفصیل سے ذکر کرنے سے پہلے تین فائدے ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) فائدہ جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کا طریقہ: جس فعل کو عمل نہیں دیا گیا ہو اسے عمل دینے کے تین طریقے ہیں: **(۱) حذف** **(۲) ذکر** **(۳) ضمیر**

حذف: یعنی معمول کا محذوف مانا جائے۔

ضمیر: یعنی معمول کو ضمیر کی شکل میں لایا جائے۔

ذکر: یعنی معمول کو لفظوں میں ذکر کیا جائے۔

بصریین: بصریین کے مذہب کے مطابق اگر ہم فعل ثانی کو عمل دیتے ہیں تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) فعل اول فاعل کا تقاضا کرے گا (۲) یا فعل اول مفعول کا تقاضا کرے گا۔

فعل اول فاعل کا تقاضا کرے: جب فعل اول فاعل کا تقاضا کرے تو اس صورت میں فعل ثانی کو عمل دینے کے بعد فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے ہوں گے۔

پہلا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف مانیں گے اس صورت میں عمدہ کو محذوف بنانا لازم آئے گا جو کہ صحیح نہیں ہے (عمدہ سے مراد فاعل یا مبتدا ہے)

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ ہم فعل اول کے فاعل کو ذکر کریں تو اس صورت میں اسم ظاہر کا تکرار لازم آئے گا، پس یہ صورت بھی درست نہیں۔

تیسرا طریقہ: یہ ہے کہ اس کا فاعل ضمیر لایا جائے تو اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا، کیونکہ اسم ظاہر جو کہ ضمیر کا مرجع ہے وہ بعد میں ہے۔

بصریین فرماتے ہیں کہ فعل اول کو عمل دینے کا تیسرا طریقہ اپنائیں گے اور اس کے لیے ضمیر فاعل لائیں گے۔ اب اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اضمار قبل الذکر عمدہ میں بشرط تفسیر جائز ہے یعنی اس شرط پر ضمیر لانا جائز ہے کہ مرجع بعد میں ذکر کیا جائے۔

مثال: قل هو الله احد میں هو ضمیر کا مرجع لفظ الله ہے جو کہ ضمیر کے بعد واقع ہے۔

(۲) فائدہ: ضمیر اور اسم ظاہر میں چند چیزوں میں مطابقت ضروری ہے

(۱) افراد میں (۲) تثنیہ میں (۳) جمع میں (۴) تذکیر میں (۵) تانیث میں

(۳) فائدہ: مثالوں میں کہیں زید کا لفظ ہے کہیں زیدان کا لفظ ہے اور کہیں زیدین کا لفظ ہے اور کہیں زیدین کا لفظ ہے۔ اس سلسلے میں اس بات کو سمجھیں کہ زید کی جمع زیدون آتی ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہے۔ پس زید اگر فاعل بن رہا ہو اور مفرد ہو تو زید پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو زیدان اور جمع ہو تو زیدون پڑھا جائے گا اور اگر زید مفعول بن رہا ہو تو زیدا پڑھا جائے گا اور اگر تثنیہ ہو تو زیدین اور اگر جمع ہو تو زیدین پڑھا جائے گا۔

فإن أعملت الثاني فانظر إن كان الفعل الأول يقتضي الفاعل أضمرته في الأول كما تقول في المتوافقين

پس اگر تو فعل ثانی کو عمل دے تو دیکھ کہ اگر فعل اول فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو تو اسے ضمیر فاعل دے دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں (یعنی

ضربني وأكرمني زيد، ضرباني وأكرمني الزيدان، ضربوني وأكرمني الزيدون، وفي المتخالفين:

جب دونوں فاعل کا تقاضا کریں) ضربني وأكرمني زيد، ضرباني وأكرمني الزيدان، ضربوني وأكرمني الزيدون اور متخالفین میں (یعنی جب فعل اول فاعل کا تقاضا کرے تو فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے)

ضربني وأكرمت زيدا، وضرباني وأكرمت الزيدين، وضربوني وأكرمت الزيدين، وإن كان الفعل الأول

جیسے تو کہے گا ضربني وأكرمت زيدًا وضرباني وأكرمت الزيدين وضربوني وأكرمت الزيدين اور اگر فعل دوم مفعول کا تقاضا

يقتضي المفعول ولم يكن الفعلان من أفعال القلوب حذفت المفعول من الفعل الأول كما تقول في

کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو فعل اول سے مفعول کو حذف کر دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں (یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کرتے ہوں اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں)

المتوافقين. ضربت وأكرمت زيدًا وضربت وأكرمت الزيدين وضربت وأكرمت الزيدين وفي

ضربت وأكرمت زيدًا وضربت وأكرمت الزيدين وضربت وأكرمت الزيدين اور متخالفین میں (یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہو اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں) جیسے

المتخالفين. ضربت وأكرمني زيد وضربت وأكرمني الزيدان وضربت وأكرمني الزيدون وإن كان

ضربت وأكرمني زيد وضربت وأكرمني الزيدان وضربت وأكرمني الزيدون اور اگر دونوں فعل

الفعلان من أفعال القلوب يجب إظهار المفعول الأول كما تقول حسبني منطلقًا وحسبت زيدًا منطلقًا

افعال قلوب میں سے ہوں تو فعل اول کے لیے مفعول کا ظاہر کرنا واجب ہے جیسے تو کہے گا حسبني منطلقًا وحسبت زيدًا منطلقًا اس

لا يجوز حذف المفعول من أفعال القلوب وإضمار المفعول قبل الذكر هذا هو مذهب البصريين

لیے کہ افعال قلوب سے مفعول کا حذف کرنا جائز نہیں اور نہ اضمار قبل الذکر جائز ہے اور یہی بصریین کا مذہب ہے۔

چوتھی بات بصریین کے مسلک کے اعتبار سے تنازع الفعلان کی پانچ صورتیں

پہلی صورت: دونوں فعل جب فاعل کا تقاضا کریں۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربني وأكرمني زيد اس مثال میں ضربني میں فاعل ضمیر هو مستتر ہے جو کہ زید مفرد کے مطابق ہے۔

تثنیہ کی مثال: ضرباني وأكرمني الزيدان اس مثال میں ضرباني میں فاعل الف ضمیر تثنیہ ہے اس لیے کہ اسم ظاہر تثنیہ ہے یعنی الزيدان

جمع کی مثال: ضربوني وأكرمني الزيدون اس مثال میں ضربوني میں فاعل واو ضمیر جمع کی ہے جو کہ الزيدون اسم ظاہر کے موافق ہے۔

دوسری صورت: فعل اول فاعل کا تقاضا کرے اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربني وأكرمت زيدًا اس مثال میں ضربني میں ضمیر هو فاعل مستتر ہے جو زید کی طرف راجع ہے۔

تثنیہ کی مثال: ضرباني واكرمت الزيدين اس مثال میں ضرباني میں فاعل الف تثنیہ ہے جو الزیدین کی طرف راجع ہے۔

جمع کی مثال: ضربوني واكرمت الزيدين اس مثال میں ضربوني میں فاعل واو ضمیر جمع ہے جو الزیدین کی طرف راجع ہے۔

تیسری صورت: دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے کسی نہ ہوں اس صورت میں بصریین حضرات فرماتے ہیں کہ اسم ظاہر کو فعل ثانی کا مفعول بنائیں گے اور فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے کیونکہ ذکر کرنے میں مفعول کا تکرار لازم آئے گا جو کہ غیر مناسب ہے اور ضمیر لانے میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ عمدہ میں جائز ہے نہ کہ فضلہ میں لہٰذا فعل اول کا مفعول محذوف مانیں گے جو کہ فضلہ میں جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربت واكرمت زيدا

تثنیہ کی مثال: ضربت واكرمت الزيدين

جمع کی مثال: ضربت واكرمت الزيدين

تینوں مثالوں میں فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

چوتھی صورت: فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربت واكرمني زيد

تثنیہ کی مثال: ضربت واكرمني الزيدان

جمع کی مثال: ضربت واكرمني الزيدون

ان تینوں مثالوں میں بھی فعل اول کا مفعول محذوف ہوگا۔

پانچویں صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں جو کہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہوں اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہیں تو بصریین کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو فعل ثانی کا مفعول بنایا جائے گا اور فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہوگا، کیونکہ فعل اول کو عمل دینے کے تین طریقے تھے حذف، اظہار اور ضمیر۔

اب یہاں پر حذف کریں گے تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ فعل قلوب کا ایک مفعول مذکور اور ایک مفعول محذوف ہوگا جو کہ درست نہیں یا تو دونوں مذکور ہوں یا دونوں محذوف ہوں۔ اگر ضمیر لاتے ہیں تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ فضلہ (یعنی مفعول) میں اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے لہٰذا فعل اول کا مفعول ذکر کرنا واجب ہے۔

مثال: حسبني منطلقا وحسبت زيدا منطلقا اس مثال میں بصریین کے مذہب کے مطابق منطلقا جو کہ مفعول

ثانی سے فعل ثانی حسبت کا مفعول اول مفعول قرار دیں گے اور فعل اول کا مفعول بھی ذکر کرنا لازم ہے لہذا اب مثال اس طرح ہوگی حسبني منطلقا وحسبت زيدا منطلقا

وإن أعملت الفعل الأول على مذهب الكوفيين فإن كان الفعل الثاني يقتضي الفاعل أضمرت

بہر حال اگر تو نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا پس تو دیکھ اگر فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو فاعل کی ضمیر

الفاعل في الفعل الثاني كما تقول في المتوافقين ضربني وأكرمني زيد وضربني وأكرماني الزيدان

فعل ثانی کو دے جیسے تو کہے گا متوافقین میں ضربني وأكرمني زيد وضربني وأكرماني الزيدان

وضربني وأكرموني الزيدون وفي المتخالفين ضربت وأكرمني زيدا وضربت وأكرماني الزيدين

وضربني وأكرموني الزيدون اور متخالفین (یعنی فعل اول مفعول کا اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے) میں تو کہے ضربت وأكرمني زيدا وضربت وأكرماني الزيدين

وضربت وأكرموني الزيدين وإن كان الفعل الثاني يقتضي المفعول ولم يكن الفعلان من أفعال القلوب

وضربت وأكرموني الزيدين اور اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور وہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں

جاز فيه وجهان: حذف المفعول والإضمار والثاني هو المختار ليكون الملفوظ مطابقا للمراد

تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں (۱) مفعول کا حذف کرنا اور (۲) ضمیر لانا اور دوسری صورت زیادہ پسندیدہ ہے تاکہ ملفوظ مراد کے مطابق ہو جائے

أما الحذف فكما تقول في المتوافقين ضربت وأكرمت زيدا وضربت وأكرمت الزيدين وضربت

بہر حال حذف کی صورت متوافقین والی صورت (یعنی دونوں فعل مفعول کا تقاضا کریں) میں تو جیسے کہ ضربت وأكرمت زيدا وضربت

وأكرمت الزيدين وفي المتخالفين: ضربني وأكرمت زيد وضربني وأكرمت الزيدان وضربني

وأكرمت الزيدين و ضربت وأكرمت الزيدين اور متخالفین میں (یعنی فعل اول فاعل اور فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے) جیسے ضربني وأكرمت زيد وضربني وأكرمت الزيدان وضربني

وأكرمت الزيدون وأما الإضمار فكما تقول في المتوافقين ضربت وأكرمته زيدا وضربت وأكرمتهما

وأكرمت الزيدون اور بہر حال ضمیر لانے کی صورت میں تو کہے گا متوافقین والی صورت میں ضربت وأكرمته زيدا وضربت وأكرمتهما

الزيدين وضربت وأكرمتهم الزيدين وفي المتخالفين: ضربني وأكرمته زيد وضربني وأكرمتهما

الزيدين وضربت وأكرمتهم الزيدين اور متخالفین والی صورت میں تو کہے ضربني وأكرمته زيد وضربني وأكرمتهما

الزيدان وضربني وأكرمتهم الزيدون وإذا كان الفعلان من أفعال القلوب فلا بد من إظهار المفعول

الزيدان وضربني وأكرمتهم الزيدون اور بہر حال جب دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو مفعول کا (لفظوں میں) ظاہر کرنا ضروری

كما تقول حسبني وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا

ہے جیسے کہ حسبني وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا

پانچویں بات: کوفیین کے مذہب کے مطابق تنازع افعال کی صورتیں

پہلی صورت: دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں۔ کوفیین کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل فاعل کا تقاضا کریں تو عمل فعل اول کو دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے ضمیر نہیں دیں گے، کیونکہ فعل ثانی کا فاعل اگر ہم ضمیر ذکر کرتے ہیں تو فاعل کا تکرار لازم آئے گا اور اگر حذف کرتے ہیں تو عمدہ کا حذف آئے گا پس یہ دونوں صورتیں جائز نہیں لہٰذا ضمیر دیں گے اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا، لیکن یہاں اضمار قبل الذکر لفظاً لازم آئے گا نہ کہ رتبۃً اور اضمار قبل الذکر وہاں ناجائز ہے، جہاں لفظاً اور رتبۃً ہو، چنانچہ یہاں صرف لفظاً اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے جو کہ جائز ہے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربني وأكرمني زيد

تثنیہ کی مثال: ضربني وأكرماني الزيدان

جمع کی مثال: ضربني وأكرموني الزيدون

ان مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنایا اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر لائی گئی ہے پہلی مثال أكرمني میں ضمیر هو مستتر فاعل ہے اور دوسری مثال أكرماني میں الف اور تیسری مثال أكرموني میں واو فاعل علامت جمع کا لایا گیا ہے۔

دوسری صورت: فعل اول مفعول اور فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرے۔

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربت وأكرمني زيدًا

تثنیہ کی مثال: ضربت وأكرماني الزيدين

جمع کی مثال: ضربت وأكرمني الزيدين

تینوں مثالوں میں اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنادیا جو کہ مفعول کا تقاضا کر رہا ہے اور فعل ثانی کے لیے اسم ظاہر کے موافق ضمیر دیا۔

تیسری صورت: اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہو تو اس صورت میں کوفیین کے نزدیک دو وجہیں جائز ہیں پہلی وجہ فعل اول کو عمل دینے کے بعد فعل ثانی کے مفعول حذف کرنا بھی جائز ہے اور دوسری وجہ ضمیر لانا بھی بہتر ہے تاکہ ملفوظ مقصود متکلم کے موافق ہو جائے۔

دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہیں

حذف کی مثالیں **مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں**

مفرد کی مثال: ضربت و اکرمت زیدا

تثنیہ کی مثال: ضربت و اکرمت زیدین

جمع کی مثال: ضربت و اکرمت زیدین

فعل ثانی اسم ظاہر کو اپنا مفعول اور فعل اول اسے اپنا فاعل بنانا چاہتا ہو

مفرد، تثنیہ، جمع کے اعتبار سے مثالیں

مفرد کی مثال: ضربنی و اکرمتہ زید

تثنیہ کی مثال: ضربنی و اکرمتھما الزیدان

جمع کی مثال: ضربنی و اکرمتھم الزیدون

چوتھی صورت: اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں (جو کہ دو مفعولوں کے متقاضی ہوتے ہیں) اور وہ دونوں فعل اسم ظاہر کو اپنا مفعول بنانا چاہتے ہوں تو اس صورت میں کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا جائے گا اور فعل ثانی کے لیے مفعول کا ظاہر کرنا لازمی ہوگا فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں اور اس کے لیے ضمیر لانا بھی جائز نہیں۔

مثال: حسبنی و حسبتھما منطلقین الزیدان منطلقا اس مثال میں دونوں فعلوں نے پہلے زیدان میں جھگڑا کیا، فعل اول نے فاعل اور فعل ثانی نے مفعول کو تقاضا کیا، پس کوفیوں کے مذہب کے مطابق فعل اول کو عمل دیا اور فعل ثانی کے لیے ھما ضمیر لائے، پس حسبتھما ہوا۔ اس کے بعد دونوں فعلوں نے منطلقا مفعول میں جھگڑا کیا، پس ہم نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق منطلقا کو فعل اول کا مفعول بنا دیا۔ پس منطلقا حسبنی کا مفعول ثانی ہوا، اب فعل ثانی کا دوسرا مفعول منطلقین دونوں میں ذکر کرنا لازم ہے۔

وذلك لأن حسبني وحسبتهما تنازعا في منطلقا، وأعملت الأول وهو حسبني وأظهرت المفعول في

یہ اس لیے کہ فعل حسبنی اور حسبتھما دونوں نے منطلقا میں تنازع کیا کہ وہ ان کا مفعول واقع ہو اور تو نے فعل اول کو عمل دیا وہ

الثاني، فإن حذفت منطلقين وقلت حسبني وحسبتهما الزيدان منطلقا يلزم الاقتصار على أحد المفعولين

ہے حسبنی اور فعل ثانی کے لیے مفعول کا ظاہر کر دیا، اگر تو نے کلام سے منطلقا کو حذف کر دیا اور کہا حسبنی وحسبتھما الزیدان

في أفعال القلوب وهو غير جائز وإن أضمرت فلا يخلو من أن تضمر مفردا وتقول حسبني وحسبتهما

منطلقا تو افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے، اگر تو ضمیر لائے تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو ضمیر مفرد کی لائے گا اور تو کہے گا جیسے حسبني وحسبتهما

إياه الزيدان منطلقا وجب لأنه لا يكون المفعول الثاني مطابقا للمفعول الأول وهو هما في قولك

إياه الزيدان منطلقا اس صورت میں مفعول ثانی مفعول اول کے مطابق نہ ہوگا اور وہ ہے هما جو کہ تیرے قول

حسبتهما ولا يجوز ذلك أو أن تضمر مثنى فتقول: حسبني وحسبتهما إياهما الزيدان منطلقا وحينئذ

حسبتهما میں ہے اور یہ صورت جائز نہیں اور اگر تو ضمیر تثنیہ کی لائے تو تو کہے گا حسبني وحسبتهما إياهما الزيدان منطلقا تو اس

يلزم عود الضمير المثنى إلى اللفظ المفرد وهو منطلقا الذي وقع فيه التنازع وهذا أيضا لا يجوز وإذ لم

صورت میں تثنیہ کی ضمیر کا اس لفظ مفرد مرجع کی طرف لوٹنا لازم آئے گا جو کہ منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہے یہ صورت بھی

يجز الحذف والإضمار كما عرفت وجب الإظهار

جائز نہیں پس جب مفعول کو حذف کرنا اور ضمیر لانا دونوں ناجائز ہے تو اس کا اظہار کرنا واجب ہوگا۔

چھٹی بات: کوفیوں کے مذہب کے مطابق اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں اور وہ مفعول میں تنازع کریں تو فعل ثانی کے مفعول کو ظاہر کرنے کی وجہ

فعل ثانی کے مفعول کو ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر فعل ثانی کے مفعول ثانی کو حذف کیا جائے تو افعال قلوب کا ایک مفعول پر اکتفا کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے، اور اگر فعل ثانی کا دوسرے مفعول کو ضمیر کی صورت میں لائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: یا ضمیر مفرد کی لائے گا یا تثنیہ کی۔ پس اگر ضمیر مفرد کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں کے درمیان مطابقت نہ ہوگی، کیونکہ مفعول اول کی ضمیر تثنیہ کی ہے اور مفعول ثانی کی مفرد کی ہوگی۔ جیسے حسبني وحسبتهما إياه الزيدان منطلقا کہ اس میں حسبتهما میں مفعول تثنیہ کی ضمیر ہے اور إياه میں مفعول مفرد کی ضمیر ہے اور یہ صورت جائز نہیں اور اگر مفعول ضمیر تثنیہ کی لائی تو اس صورت میں فعل ثانی کے دونوں مفعولوں میں مطابقت تو ہو جائے گی، جیسے حسبتهما إياهما لیکن اس صورت میں خرابی یہ لازم آئے گی کہ ضمیر اور مرجع کے درمیان مطابقت باقی نہ رہے گی، اس لیے کہ إياهما ضمیر تثنیہ کی ہے اور اس کا مرجع منطلقا ہے، جو کہ مفرد ہے، لہذا یہ صورت بھی جائز نہیں۔ پس جب فعل ثانی کے مفعول کو حذف کرنا بھی جائز نہیں ہو اور ضمیر لانا بھی جائز نہیں ہو تو ایک ہی صورت باقی رہ گئی، وہ یہ کہ اس کے مفعول کو لفظوں میں ظاہر کیا جائے۔

مرفوعات کی دوسری قسم مفعولُ ما لَم یُسم فاعله

فصل: مفعول ما لم يسم فاعله وهو كل مفعول حذف فاعله وأقيم المفعول مقامه نحو: ضُرِبَ زيدٌ

مفعول ما لم يسم فاعله وہ مفعول ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اس کو (یعنی مفعول) اس فاعل کے قائم مقام بنا دیا گیا ہو جیسے ضُرِبَ زیدٌ

وحكمه في توحيد فعله وتثنيته وجمعه وتذكيره وتأنيثه على قياس ما عرفت في الفاعل

اور اس کا حکم اس کے فعل کو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں فاعل کے فعل کی مانند ہے

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مرفوعات کی پہلی قسم فاعل کو بیان فرمانے کے بعد یہاں سے دوسری قسم مفعول مالم یسم فاعلہ کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں تین باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات:	مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف
دوسری بات:	مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم
تیسری بات:	حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

پہلی بات مفعولُ مالم یُسَمَّ فاعلُہ کی تعریف

مفعول مالم یسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے کہ جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہو۔

مثال: ضُرِبَ زیدٌ (زید مارا گیا) اب اس مثال میں ضُرِبَ فعل مجہول کا فاعل حذف کر دیا گیا ہے جو کہ عمرو ہے اور زیدٌ کو جو کہ مفعول ہے اسے نائب فاعل بنا کر فاعل کو حذف کر دیا گیا۔ اصل عبارت یوں ہوگی ضَرَبَ عمروٌ زیدًا۔

دوسری بات مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم

مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے فعل کو مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث لانے میں بعینہٖ وہی تفصیل ہے جو فاعل کی بحث میں گزر چکی ہے۔

تیسری بات حکم کے اعتبار سے چند صورتیں

1) مفعول مالم یسم فاعلہ اگر اسم ظاہر ہے تو اس کا فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا۔

مفرد جیسے ضُرِبَ زیدٌ تثنیہ: جیسے ضُرِبَ الزیدان جمع: جیسے ضُرِبَ الزیدون

2) مفعول مالم یسم فاعلہ اگر مضمر ہے تو فعل کو اس کی ضمیر کے موافق لایا جائے گا ضمیر اگر مفرد ہو تو فعل کو مفرد اور اگر تثنیہ ہو تو فعل کو بھی تثنیہ اور اگر ضمیر جمع ہو تو فعل بھی جمع کا لایا جائے گا۔

ضمیر مفرد کی مثال: زیدٌ ضُرِبَ ضمیر تثنیہ کی مثال: الزیدان ضُرِبا ضمیر جمع کی مثال: الزیدون ضُرِبوا

3) مفعول مالم یسم فاعلہ اگر مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو مؤنث لایا جائے گا خواہ اسم ہو یا ضمیر بشرطیکہ بیچ میں فاصلہ نہ ہو۔

مثال: ضُرِبَتْ هندٌ، هندٌ ضُرِبَتْ پہلی مثال اسم ظاہر کی ہے دوسری مثال اسم مضمر کی ہے۔ دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لایا گیا ہے۔ اگر فعل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو فعل کو مؤنث اور مذکر لانے میں اختیار ہے۔

مثال: ضُرِبَتِ الیومَ هندٌ، ضُرِبَ الیومَ هندٌ پہلی مثال میں فعل کو مؤنث اور دوسری مثال میں مذکر لایا گیا ہے۔

4) مفعول مالم یسم فاعلہ اگر مؤنث غیر حقیقی ہو اور اسم ظاہر ہو تو بھی فعل کو مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے خواہ متصل ہو یا فاصلہ ہو۔

مثال: کُوِّرَ الشمسُ اور کُوِّرَتِ الشمسُ پڑھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح فاصلہ کے ساتھ یوں پڑھنا جائز ہے

مثال: کور الیوم الشمس اور کورت الیوم الشمس

۵) مفعول ما لم یسم فاعلہ اگر مؤنث غیر حقیقی ضمیر ہے تو فعل کو مؤنث لائیں گے۔

مثال: إذا الشمس کورت

مرفوعات کی تیسری اور چوتھی قسم مبتدا اور خبر

فصل المبتدأ والخبر هما اسمان مجردان عن العوامل اللفظية أحدهما مسند إليه ويسمى المبتدأ

مبتدا اور خبر وہ دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں۔ ایک ان میں سے مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کا نام دیا جاتا ہے

والثاني مسند به ويسمى الخبر نحو زيد قائم

اور دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے زید قائم

وضاحت: مصنف علیہ الرحمہ مرفوعات کی دوسری قسم مفعول ما لم یسم فاعلہ سے فارغ ہونے کے بعد اب اس فصل میں مرفوعات کی تیسری قسم مبتدا اور چوتھی قسم خبر کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں مبتدا اور خبر سے متعلق بنیادی طور پر سات باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مبتدا اور خبر کی تعریف

دوسری بات: مبتدا اور خبر کے عامل سے متعلق

تیسری بات: مبتدا میں اصل معرفہ اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدا بنایا جا سکتا ہے۔

چوتھی بات: مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے ایک قاعدہ

پانچویں بات: خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر

چھٹی بات: خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد (ضمیر کا ہونا) ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے

ساتویں بات: مبتدا کی قسم ثانی سے متعلق

پہلی بات مبتدا اور خبر کی تعریف

مبتدا اور خبر وہ دو ایسے اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتدا کہتے ہیں اور ان میں سے دوسرا مسند بہ ہوتا ہے جسے خبر کہتے ہیں۔

فوائد وقیود: هما اسمان جنس ہے، مجردان عن العوامل اللفظية پہلی فصل ہے، اس سے وہ اسم خارج ہو گئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہوتے ہیں۔ جیسے إن وکان وغیرہ کا اسم اور خبر۔

أحدهما مسند إليه یہ فصل ثانی ہے اس سے خبر اور مبتدا کی قسم ثانی خارج ہو گئے۔

المسند به: یہ فصل ثالث ہے، اس سے مبتدا خارج ہو گیا۔

دوسری بات — مبتدا اور خبر کے عامل سے متعلق

والعامل فيهما معنوي وهو الابتداء

(ان دونوں میں عامل معنوی ہے اور وہ ابتدا ہے)

اقوال: مبتدا اور خبر کے عامل کے حوالے سے تین قول ہیں۔

پہلا قول: مبتدا اور خبر کے عامل کے حوالے سے پہلا قول یہ ہے کہ ان دونوں کا عامل معنوی ہے، مبتدا کا عامل بھی ابتدا ہے اور خبر کا عامل بھی ابتدا ہے جو کہ معنوی ہے، یہی مذہب بصریوں کا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ بصریین کا مذہب پسندیدہ ہے، اس لیے صرف ان کے مذہب کو کتاب میں ذکر کیا ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ مبتدا کا عامل ابتدا اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔

تیسرا قول: یہ ہے کہ مبتدا کا عامل خبر ہے اور خبر کا عامل مبتدا ہے۔

وأصل المبتدأ أن يكون معرفة وأصل الخبر أن يكون نكرة والنكرة إذا وصفت جاز أن تقع مبتدأ نحو

مبتدا میں اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو اور نکرہ جب اس کی صفت لائی جائے تو اس کا مبتدا بننا درست ہے جیسے

قوله تعالى: ولعبد مؤمن خير من مشرك وكذا إذا تخصصت بوجه آخر نحو: أرجل في الدار أم امرأة؟

ولعبد مؤمن خير من مشرك اور اسی طرح اس میں جب کسی اور وجہ سے تخصیص کی جائے جیسے أرجل في الدار أم امرأة؟

وما أحد خير منك وشر أهرّ ذا ناب وفي الدار رجل وسلام عليك

وما أحد خير منك، وشر أهرّ ذا ناب، وفي الدار رجل، وسلام عليك

تیسری بات — مبتدا میں اصل معرفہ اور خبر میں اصل نکرہ ہوتا ہے، مگر چھ جگہوں میں نکرہ میں تخصیص کرنے کے بعد مبتدا بنایا جا سکتا ہے۔

پہلی جگہ: نکرہ کی جب صفت لائی جائے تو اس میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے، لہذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

مثال: ولعبد مؤمن خير من مشرك (مومن غلام بہتر ہے مشرک سے) اس مثال میں عبد نکرہ ہے، اس کا اطلاق ہر غلام پر ہوتا ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ اب جب عبد نکرہ کی صفت مؤمن لائی گئی تو نکرہ میں تخصیص پیدا ہو گئی، یعنی ہر غلام نہیں بلکہ مومن غلام مراد ہے، پس اس تخصیص کی وجہ سے نکرہ کا مبتدا بننا جائز ہے۔

دوسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہو جو ام متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ہمزہ استفہام ام متصلہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو احد الامرین (دو باتوں میں سے ایک) تعیین کے لیے آتا ہے۔

مثال: أرجل في الدار أم امرأة؟ (گھر میں مرد ہے یا عورت) اس مثال میں تخصیص متکلم کے علم کی وجہ سے کی

ہے، کیونکہ متکلم کے ذہن میں پہلے سے یہ بات متعین تھی کہ گھر میں مرد یا عورت میں سے کوئی نہ کوئی ہے، البتہ اس بات کی تعیین چاہتا ہے کہ مرد و عورت میں سے کون ہے۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ جب نکرہ تحت النفی واقع ہو تو اس میں عموم آ جاتا ہے، اس عموم کی وجہ سے وہ نکرہ تمام افراد کو شامل ہو جاتا ہے اور جملہ افراد میں تعدد نہیں ہوتا ہے بلکہ جملہ افراد منزلہ فرد واحد کے ہوتے ہیں۔ پس نکرہ نفی کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے کلام میں عموم پیدا ہوا اور عموم کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی۔

مثال: ما احد خیر منک (اور کوئی ایک بھی تجھ سے بہتر نہیں ہے) اس مثال میں احد نکرہ ہے جس میں ما حرف نفی کے واقع ہونے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو گئی لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی صفت جب مقدرہ ہو تو اس صفت کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

مثال: شر اھر ذا ناب (شر نے بھونکوایا کتے کو) اس مثال میں شر نکرہ ہے اس سے مراد ہر شر ہے، خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو لیکن اس کے اوپر جو تنوین ہے وہ تعظیم والی ہے، پس تنوین تعظیم سے معلوم ہوا کہ وہ شر بڑا ہے نہ کہ چھوٹا۔ اس کی تقدیری عبارت یہ ہو گی شر عظیم لا حقیر اھر ذا ناب (بڑے شر نے کتے کو بھونکوایا ہے نہ کہ چھوٹے شر نے) پس اس تخصیص کی وجہ سے اسے مبتدا بنانا جائز ہے۔

پانچویں جگہ: یہ ہے کہ مبتدا پر مقدم کرنے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ التقدیم ما حقہ التاخیر یفید الحصر والتخصیص (جس کا حق بعد کا ہے اسے مقدم کرنے کی وجہ سے حصر اور تخصیص پیدا ہو جاتی ہے)

مثال: فی الدار رجل (گھر میں آدمی ہے) اس مثال میں رجل نکرہ ہے لیکن فی الدار جو کہ خبر ہے اور ظرف ہے اس کے مقدم کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہو گئی یعنی گھر میں مرد ہی ہے لہٰذا رجل جو کہ نکرہ تھا اسے مبتدا بنانا درست ہو گا۔

چھٹی جگہ: یہ ہے کہ نکرہ کی متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے کلام میں تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔

مثال: سلام علیک (سلام ہو تیرے اوپر) اس مثال میں لفظ سلام نکرہ ہے جو عام ہے سب سلاموں کا شامل ہے، لیکن یہ جملہ اسمیہ ہے جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے اور جملہ فعلیہ کی عبارت یوں ہے سلمت سلاما علیک اور جملہ فعلیہ میں سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہے لہٰذا جملہ اسمیہ جو کہ جملہ فعلیہ سے معدول ہو کر آیا ہے سلام علیک اس میں بھی سلام کی نسبت متکلم کی طرف ہو گی تب ہر سلام مراد نہ ہو گا بلکہ وہ سلام مراد ہو گا جو متکلم کی طرف سے ہے۔ پس اس تخصیص کی وجہ سے سلام نکرہ کو مبتدا بنانا جائز ہے۔

وإن كان أحد الاسمين معرفةً والآخر نكرةً فاجعل المعرفة مبتدأ والنكرة خبرًا كما مر، وإن كانا معرفتين

اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو پھر معرفہ کو مبتدا اور نکرہ کو خبر بنانا ضروری ہوگا جیسا کہ پہلے گزرا، اور اگر دونوں معرفہ ہوں

فاجعل أيهما شئت مبتدأ والآخر خبرًا نحو الله إلهنا وآدم أبونا ومحمد ﷺ نبينا

تو ان میں سے جسے چاہے مبتدا بنائیں اور جسے چاہے خبر بنائیں جیسے الله إلهنا وآدم أبونا ومحمد ﷺ نبينا

چوتھی بات مبتدا اور خبر کے لیے معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے قاعدہ

پہلا قاعدہ: دو اسموں میں سے ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتدا بنایا جائے گا اور جو نکرہ ہے اسے خبر بنایا جائے گا کیونکہ مبتدا میں اصل معرفہ ہونا ہے اور خبر میں اصل نکرہ ہونا ہے۔

مثال: زید قائم اس مثال میں زید معرفہ ہے جسے مبتدا بنایا گیا ہے، اور قائم نکرہ ہے جسے خبر بنایا گیا ہے۔

دوسرا قاعدہ: اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو ان دونوں میں سے جسے چاہیں مبتدا بنالیں، البتہ جسے مبتدا بنانا ہو اسے مقدم کیا جائے۔

مثالیں: الله إلهنا وآدم أبونا ومحمد ﷺ نبينا ان تینوں مثالوں میں پہلے اسم یعنی اللہ، آدم، محمد ﷺ علم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں اور دوسرے اسم یعنی إله، أبو، نبي یہ تینوں اسماء ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہیں۔ پس الله إلهنا اور إلهنا الله، آدم أبونا اور أبونا آدم، محمد ﷺ نبينا اور نبينا محمد ﷺ پڑھا جا سکتا ہے۔

وقد يكون الخبر جملة اسمية نحو زيد أبوه قائم أو فعلية نحو زيد قام أبوه أو شرطية نحو زيد إن جاءني فأكرمه أو ظرفية نحو زيد خلفك وعمرو في الدار

اور کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زید أبوه قائم، اور فعلیہ جیسے زید قام أبوه، اور کبھی شرطیہ ہوتی ہے جیسے زید إن جاءني فأكرمه اور کبھی ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زید خلفك وعمرو في الدار

پانچویں بات خبر کا جملہ اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ اور ظرفیہ ہونے کا ذکر

خبر جب جملہ اسمیہ ہو: جیسے زید أبوه قائم اس مثال میں أبوه قائم جملہ اسمیہ خبر واقع ہو رہی ہے، اس طور پر کہ أبوه مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا اور قائم اس کی خبر ہے مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر زید مبتدا کی خبر واقع ہوگی۔

خبر جب جملہ فعلیہ ہو: جیسے زید قام أبوه اس مثال میں زید مبتدا ہے اور قام فعل ہے، أبوه مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل بنے گا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی زید مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ شرطیہ ہو: جیسے زید إن جاءني فأكرمه اس مثال میں زید مبتدا ہے، إن جاءني شرط اور فأكرمه جزا ہے، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ہوگی زید مبتدا کے لیے۔

خبر جب جملہ ظرفیہ ہو: جیسے زید خلفك وعمرو في الدار پہلی مثال میں زید مبتدا ہے اور خلفك

محذوف مضاف ہے۔ مقدر ظرف سے متعلق ہوا۔ استقر فعل ہے، استقر فعل اپنے فاعل سے اور معمول سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوگی زید مبتدا کی۔

والظرف متعلق بجملة عند الأكثر وهي استقر تقول زيد في الدار تقديره زيد استقر في الدار

ظرف جملہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اکثر کے نزدیک اور وہ جملہ استقر ہے۔

مثلاً آپ کہیں گے زید فی الدار اس کی تقدیر یہ ہے زید استقر فی الدار

خبر جب ظرف ہو تو اس کا متعلق جملہ فعلیہ ہوگا

وضاحت: ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف لغو (۲) ظرف مستقر

ظرف لغو: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود ہو تو اسے ظرف لغو کہتے ہیں۔

ظرف مستقر: ظرف کا متعلق اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو اسے ظرف مستقر کہتے ہیں۔

ظرف مستقر کے متعلق کے بارے میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف ہے، چنانچہ بصری حضرات اس کا متعلق فعل کو قرار دیتے ہیں جب کہ کوفی حضرات اسم مقدر مانتے ہیں۔

بصریوں کی دلیل: یہ ہے کہ ظرف میں عامل متعلق ہوتا ہے اور فعل عمل کرنے میں اصل ہوتا ہے، اس لیے اس کا متعلق فعل ہوگا

کوفیوں کی دلیل: یہ ہے کہ خبر میں اصل مفرد ہونا ہے اور اسموں میں اصل مفرد ہونا، لہٰذا اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔

مصنف رحمہ اللہ کے ہاں چونکہ بصریوں کا مذہب پسندیدہ تھا اس لیے اس کو عند الاکثر کہہ کر ذکر کیا ہے۔ بصریوں کے نزدیک اگر کسی فعل خاص کے مقدر کرنے پر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو افعال عامہ میں سے کوئی فعل مقدر مانیں گے۔

افعال عامہ چار ہیں: (۱) کون (۲) ثبوت (۳) وجود (۴) حصول

ولا بد من ضمير في الجملة يعود إلى المبتدأ كالهاء فيما مر

اور جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے، جیسے مذکورہ مثال میں ہا ہے۔

چھٹی بات: خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد (ضمیر کا ہونا) ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے

خبر جملہ ہو تو عائد کی چھ صورتیں

خبر جب جملہ ہو تو اس میں ایک عائد ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ اس عائد کی چھ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: عائد جب ضمیر ہو۔ جیسے زید ابوہ قائم اس مثال میں ہ ضمیر مبتدا کی طرف راجع ہے۔

دوسری صورت: عائد جب الف لام ہو۔ جیسے نعم الرجل زید اس مثال میں نعم فعل، الرجل فاعل ہے، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہے اور زید مبتدا مؤخر کے ہے۔ اس میں مبتدا کے ساتھ خبر کو مربوط بنا دینے والا الرجل کا الف لام ہے۔

تیسری صورت: عائد جب اسم ظاہر کا اسم ضمیر کی جگہ ہونا ہو۔ جیسے الحاقة ما الحاقة یہاں الحاقة اسم ظاہر ضمیر کی جگہ آ گیا ہے اصل عبارت یوں تھی الحاقة ما هي

چوتھی صورت: عائد جب خبر مفسر ہو۔ جیسے قل هو الله أحد یہاں یہ جملہ اسمیہ خبر ہے مبتدا هو کی تفسیر کر رہا ہے کہ هو سے مراد اللہ ہے تو بس اس کا تفسیر ہونا ہی عائد ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ربط دینے کی ضرورت نہیں۔

پانچویں صورت: عائد جب اسم اشارہ ہو۔ جیسے ولباس التقوى ذلك خير اس میں ذلک اسم اشارہ عائد ہے۔

چھٹی صورت: عائد جب خبر مبتدا کے عین ہوتا ہے۔ جیسے وأفضل ما قلته أنا والنبيون من قبلي قول لا إله إلا الله

یہ سب صورتیں عائد کی ہیں۔ مگر چونکہ زیادہ تر ربط میں ضمیر ہی کا استعمال ہوتا ہے اور ضمیر عائد بھی ہے اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ضمیر کو ذکر کیا اور باقی روابط کا ذکر نہیں کیا۔

ويجوز حذفه عند وجود قرينة نحو السمن منوان بدرهم والبر الكر بستين درهما

اور جائز ہے ضمیر کا حذف کرنا قرینہ موجود ہونے کی صورت میں جیسے السمن منوان بدرهم اور البر الكر بستين درهما

قرینہ موجود ہو تو ضمیر کا حذف کرنا جائز ہے

وضاحت: پہلے یہ بات گزری تھی کہ خبر اگر جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ اب یہاں سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما رہے ہیں کہ خبر کے مبتدا کے ساتھ ربط پر اگر کوئی قرینہ ہو تو ضمیر کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔ اس پر دو مثالیں دی ہیں۔

پہلی مثال: السمن منوان بدرهم (دو سیر گھی ایک درہم کے بدلے میں ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی: السمن منوان منه بدرهم (دو سیر گھی اس گھی کے ایک درہم ہے) یہاں منه کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ قرینہ موجود تھا۔ وہ اس طرح کہ جب بیچنے والا کسی چیز کا نام لے کر آگے اس کا ثمن بیان کرتا ہے تو یقیناً ثمن بھی اسی کا بتلا رہا ہوتا ہے، جس کا اس نے ذکر کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا۔

دوسری مثال: البر الكر بستين درهما (گندم کا ایک کُر ساٹھ درہم کے عوض ہے) اس میں اصل عبارت یوں تھی: البر الكر منه بستين درهما اس مثال میں بھی قرینہ کی وجہ سے منه کی ضمیر کو حذف کر دیا اس طرح سے کہ بیچنے والا پہلے البر الكر کو ذکر کر کے پھر بستين کا ذکر کر رہا ہے۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ ساٹھ درہم اسی گندم کے ہیں جس کا بھی ذکر کیا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا، لہٰذا ضمیر منه کو حذف کر دیا۔

کبھی خبر کو مبتدا پر مقدم کیا جاتا ہے

وقد يتقدم الخبر على المبتدأ إن كان ظرفاً نحو في الدار زيد

اور کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوتی ہے جیسے فی الدار زید

وضاحت: مبتدا اور خبر میں اصل تو یہ ہے کہ مبتدا مقدم اور خبر مؤخر ہوتی ہے لیکن کبھی خبر کو مبتدا پر مقدم کیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ چنانچہ مبتدا اگر نکرہ ہو تو خبر مبتدا پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسے فی الدار رجل

ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا جائز ہے

ويجوز للمبتدأ الواحد أخبار كثيرة نحو زيد فاضل عالم عاقل

اور جائز ہے ایک مبتدا کے لیے بہت ساری خبریں لانا جیسے زید فاضل عالم عاقل

وضاحت: ایک مبتدا کی کئی خبریں لانا بھی جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مبتدا ذات ہے اور خبر صفت و حال پس ایک ذات کی کئی صفات و احوال ہو سکتے ہیں جیسے زید فاضل عالم عاقل لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ان صفات میں آپس میں تضاد نہ ہو۔ پس یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ زید عالم جاہل کیونکہ عالم اور جاہل میں تضاد ہے۔

دو فائدے: ۱) ایک خبر سے زائد کا ہونا بعض اوقات واجب اور بعض اوقات جائز ہوتا ہے جہاں دوسری خبر کے بغیر معنی پورا نہ ہوتا ہو وہاں دوسری خبر کا لانا واجب ہوتا ہے جیسے الخل حلو حامض (سرکہ کھٹا میٹھا ہے)

۲) مبتدا متعدد ہوں اور خبر واحد ہو یہ بھی جائز ہے۔ جیسے زید و عمرو رجلان

ساتویں بات مبتدا کی قسم ثانی

واعلم أن لهم قسماً آخر من المبتدأ ليس بمسند إليه وهو صفة وقعت بعد حرف النفي

اور جان لو نحویوں کے ہاں مبتدا کی ایک اور قسم بھی ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی ہے اور وہ صفت واقع ہوتی ہے جو حرف نفی کے بعد ہوتا ہے

نحو ما قائم زيد أو بعد حرف الاستفهام نحو أقائم زيد؟ وشرطه أن ترفع تلك الصفة اسماً ظاهراً بعدها

جیسے ما قائم زید یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو۔ جیسے أقائم زید اس شرط کے ساتھ کہ وہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے

نحو ما قائم الزيدان وأقائم الزيدان؟ بخلاف ما قائمان الزيدان؟

جیسے ما قائم الزیدان اور أقائم الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان؟ کے

مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں فرق

مبتدا کی قسم اول اور قسم ثانی میں دو طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق: یہ ہے کہ مبتدا کی قسم اول مسند الیہ ہوتی ہے اور مبتدا کی قسم ثانی مسند ہوتی ہے۔

دوسرا فرق: یہ ہے کہ مبتدا کے لیے خبر کا ہونا ضروری ہے لیکن مبتدا کی قسم ثانی کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کا جو فاعل ہوگا وہ قائم مقام خبر کے ہوگا۔

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف: وہ صیغہ جو حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے۔

مبتدا کی قسم ثانی کی تعریف میں دو شرطیں ہیں

پہلی شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ صفت حرف استفہام یا حرف نفی کے بعد واقع ہو

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع دے۔

پہلی شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ صیغہ صفت یا قائم مقام صفت بغیر سہارے کے عمل نہیں کرتا، پس یہ صیغہ حرف استفہام، حرف نفی پر ٹیک لگا کر عمل کرے گا اس لیے یہ شرط لگادی۔

دوسری شرط لگانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر وہ صیغہ اسم ظاہر کو رفع نہ دے، بلکہ ضمیر مستتر کو رفع دے تو یہ مبتدا نہیں بن سکتا، کیونکہ پھر یہ جملہ بن جائے گا اور جملہ مبتدا نہیں بن سکتا۔ اسم ظاہر سے مراد وہ ہے جو ضمیر مستتر کے مقابلے میں واقع ہو۔

مبتدا کی قسم ثانی کی شرائط کے مطابق مثالیں

صیغہ صفت بھی مفرد اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے ما قائم زید یہ صیغہ صفت حرف نفی کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے۔ اقائم زید یہ صیغہ صفت حرف استفہام کے بعد واقع ہونے کی مثال ہے۔ ان دونوں مثالوں میں صیغہ صفت جو کہ قائم مفرد ہے اور مبتدا ہے اور زید اسم ظاہر ہے اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے اور صیغہ صفت جو کہ قائم ہے وہ اسم ظاہر جو کہ زید ہے اسے رفع دے رہا ہے لہٰذا دونوں شرطیں پائے جانے کی وجہ سے ما قائم اور اقائم کا مبتدا بننا درست ہوگا۔

احترازی مثالیں: مذکورہ دونوں شرطیں جہاں نہ پائی جائیں وہاں صیغہ صفت مبتدا نہیں بنے گا۔

صیغہ صفت مفرد اور اسم ظاہر مفرد، تثنیہ، جمع کی تین صورتیں

پہلی صورت: صیغہ صفت مفرد ہو اور اسم ظاہر بھی مفرد ہو۔ جیسے ما قائم زید اور أقائم زید؟

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں، صیغہ صفت کو مبتدا بنایا جائے اور اگر صیغہ صفت میں واقع ہونے والی ضمیر مستتر کا لحاظ کیا جائے تو خبر بنایا جائے گا۔

دوسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد اسم ظاہر کے مطابق نہ ہو۔ جیسے ما قائم الزیدان اور ما قائم الزیدون

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا مبتدا کی قسم ثانی ہونا واجب ہے

تیسری صورت: صیغہ صفت اپنے مابعد والے اسم ظاہر کے مطابق ہو تثنیہ اور جمع ہونے میں۔

جیسے ما قائمان الزیدان اور ما قائمون الزیدون

اس صورت کا حکم: یہ ہے کہ صیغہ صفت کا خبر ہونا واجب ہے اور مابعد والا اسم مبتدا ہوگا۔

اس صورت میں صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا، اس لیے کہ اگر اسم ظاہر کو رفع دیتا تو صیغہ صفت واحد لایا جاتا۔

مرفوعات کی پانچویں قسم خبر إنّ وأخواتها (حروف مشبہ بالفعل)

فصل: خبر إنّ وأخواتها وهي إنّ وأنّ وكأنّ ولكنّ وليت ولعلّ فهذه الحروف تدخل على المبتدإ والخبر

خبر إنّ اور اس کے اخوات اور وہ إنّ، أنّ، کأنّ، لکنّ، لیت اور لعلّ ہیں یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں

تنصب المبتدأ ويسمّى اسم إنّ وترفع الخبر ويسمّى خبر إنّ هو المسند بعد دخولها نحو

مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کا نام اسم إنّ رکھا گیا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور اس کا نام خبر إنّ رکھا جاتا ہے

خبر إنّ وہ مسند ہے جو مسند ہو إنّ کے داخل ہونے کے بعد جیسے

إنّ زيدا قائم وحكمه في كونه مفردا أو جملة أو معرفة أو نكرة كحكم خبر المبتدأ ولا يجوز تقديم

إنّ زیدا قائم اور إنّ کی خبر کا حکم مفرد اور جملہ اور معرفہ اور نکرہ ہونے میں مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے اور ان کی خبروں کو ان کے اسم پر

أخبارها على أسمائها إلا إذا كان ظرفا نحو إنّ في الدار زيدا لمجال التوسع في الظروف

مقدم کرنا جائز نہیں ہے مگر جب خبر ظرف ہو جیسے إنّ في الدار زیدا اس لیے کہ ظروف میں گنجائش ہوتی ہے

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی پانچویں قسم إنّ اور اس کے اخوات (حروف مشبہ بالفعل) کو بیان فرما رہے ہیں۔ یہاں چار باتیں ہیں:

پہلی بات:	حروف مشبہ بالفعل کا عمل
دوسری بات:	خبر إنّ کی تعریف اور مثال
تیسری بات:	خبر إنّ کا حکم
چوتھی بات:	إنّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ: ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظاً بھی ہے اور معنًی بھی ہے تو اس وجہ سے ان کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔

لفظاً مشابہت: ان حروف کی فعل کے ساتھ لفظاً مشابہت اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں اس طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں ان حروف میں سے إنّ، أنّ، لیت ثلاثی اور کأنّ، لکنّ، لعلّ رباعی ہیں۔

معنًی مشابہت: ان حروف کی فعل کے ساتھ مناسبت معنوی بھی ہے وہ اس طرح ہے کہ:

و أنّ تحقیق کے معنی میں ہے اور کأنّ تشبیہ کے معنی میں ہے لکنّ استدراک کے معنی میں ہے

لیت تمنی کے معنی میں ہے اور لعلّ ترجی کے معنی میں ہے۔

پہلی بات حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور اس کو ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں اس کو ان کی خبر کہتے ہیں۔

مثال: إنّ زیدًا قائمٌ اس میں قائمٌ انّ کی خبر ہے اور زیدًا اس کا اسم ہے۔

دوسری بات خبر انّ کی تعریف اور مثال

انّ کی خبر وہ ہے جو مسند ہو انّ کے داخل ہونے کے بعد۔

مثال: إنّ زیدًا قائمٌ انّ کے داخل ہونے سے پہلے زیدٌ قائمٌ تھا، جس میں زیدٌ مبتدا اور قائمٌ خبر اور یہ دونوں مرفوع تھے لیکن انّ کے داخل ہونے کے بعد زیدًا منصوب ہوا اور قائمٌ مرفوع ہوا اب قائمٌ انّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے انّ کے داخل ہونے سے پہلے مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع تھا اب انّ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

تیسری بات خبر انّ کا حکم

یہ ہے کہ اس کی خبر مفرد و جملہ ہوتے ہیں، پھر جملہ ہونے کی صورت میں اسمیہ، فعلیہ، شرطیہ، ظرفیہ ہوتے ہیں، اسی طرح معرفہ و نکرہ ہوتے ہیں، اسی طرح مثبت یا منفی ہونے میں مبتدا کی خبر کی طرح ہے، اسی طرح قرینہ کی وجہ سے عامل کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے۔

مبتدا کی خبر اور انّ کی خبر میں فرق

ولا یجوز تقدیم اخبارھا ... الخ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے مبتدا کی خبر اور انّ کی خبر میں فرق بیان فرما رہے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے لیکن انّ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

عدم جواز کی وجہ: انّ اور اس کے اخوات کی خبر کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف مشبہ بالفعل عمل میں ضعیف ہیں اور عامل ضعیف اسی وقت عمل کر سکتا ہے جب اس کے معمول میں ترتیب ہو۔ جب ترتیب بدل جائے یعنی خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو اس وقت اپنے ضعف کی وجہ سے یہ عمل نہیں کریں گے۔ لہٰذا انّ قائمٌ زیدًا کہنا درست نہیں ہے۔

چوتھی بات انّ کی خبر اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت

الا اذا کان ظرفا ... الخ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے وہ صورت ذکر فرما رہے ہیں کہ جہاں انّ کی خبر کو اس کے اسم

پر مقدم کرنا جائز ہے، چنانچہ جب ان کی خبر ظرف ہو تو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

جواز کی وجہ: یہ ہے کہ ظرف میں ایسی وسعت ہے جو غیر ظرف میں نہیں کیونکہ ظرف کلام میں کثرت سے واقع ہوتا ہے تو نحویوں کے ہاں ظرف بمنزلہ محرم کے ہے۔ محرم وہاں ہوتا ہے جہاں غیر محرم داخل نہیں ہو سکتے۔

پھر اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم معرفہ ہو اور خبر ظرف ہو تو خبر کا اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

مثال: إن في الدار زيدا اور إن لك اسمهم ان مثالوں میں ان کی خبر ظرف ہے لہٰذا ان کی خبر کو ان کے اسم پر مقدم کیا گیا جو کہ جائز ہے۔

اور اگر حروف مشبہ بالفعل کا اسم نکرہ ہو تو اس وقت ان کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہے۔

مثال: إن من البيان لسحرا اس میں ان کا اسم نکرہ ہے لہٰذا اس کی خبر کو مقدم کرنا واجب ہوگا۔

مرفوعات کی چھٹی قسم کان اور اس کے اخوات کا اسم

فصل اسم كان وأخواتها وهي صار وأصبح وأمسى وأضحى وظل وبات وراح وآض وعاد وغدا

کان اور اس کے اخوات کا اسم اور وہ یہ ہیں صار و اصبح و امسی و اضحی و ظل و بات و راح و آض و عاد و غدا

وما زال وما برح وما فتئ وما انفك وما دام وليس هذه الأفعال تدخل على المبتدإ والخبر فترفع

و ما زال و ما برح و ما فتئ و ما انفک و ما دام و لیس یہ افعال بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتدا کو رفع دیتے ہیں

المبتدأ ويسمى اسم كان وتنصب الخبر ويسمى خبر كان فاسم كان هو المسند إليه بعد دخولها نحو

اور اس کا نام دیا جاتا ہے کان کا اسم اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس کا نام دیا جاتا ہے کان کی خبر پس اسم کان وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان افعال ناقصہ کے داخل ہونے کے بعد جیسے

كان زيد قائما ويجوز في الكل تقديم أخبارها على أسمائها نحو كان قائما زيد وعلى نفس الأفعال أيضا

کان زید قائما جائز ہے سب میں ان کی خبروں کا مقدم کرنا ان کے اسموں پر جیسے کان قائما زید اور خود ان افعال پر بھی خبر کا مقدم کرنا جائز ہے

في التسعة الأول نحو قائما كان زيد ولا يجوز ذلك فيما أوله ما فلا يقال

پہلے نو افعال میں جیسے قائما کان زید اور جن افعال کے شروع میں ما ہے ان میں خبر کو ان پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے پس نہیں کہا جائے گا

قائما ما زال زيد وفي ليس خلاف وباقي الكلام في هذه الأفعال يجيء في القسم الثاني إن شاء الله تعالى

قائما ما زال زید اور لیس میں اختلاف ہے اور ان افعال کے بارے میں باقی بحث ان شاء اللہ قسم ثانی میں آئے گی۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے مرفوعات کی چھٹی قسم کان اور اس کے اخوات (یعنی افعال ناقصہ) کے اسم کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعداد

دوسری بات: افعال ناقصہ کا عمل

تیسری بات: افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

چوتھی بات: افعال ناقصہ کی خبر کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی بات افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کی تعداد سترہ ہے اور وہ یہ ہیں: كَانَ، صَارَ، أَصْبَحَ،
أَمْسَى، أَضْحَى، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ،
آضَ، عَادَ، غَدَا، مَازَالَ، مَابَرِحَ،
مَافَتِئَ، مَاانْفَكَّ، مَادَامَ، لَيْسَ

دوسری بات افعال ناقصہ کا عمل

یہ ہے کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مبتدا کو ان افعال کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

کان کے اسم کی تعریف: کان کا اسم وہ ہے جو مسند الیہ ہو ان افعال کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے کان زید قائما

تیسری بات افعال ناقصہ کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے

تمام نحویوں کے نزدیک افعال ناقصہ کی خبروں کا ان کے اسموں پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے کان قائما زید

چوتھی بات افعال ناقصہ کی خبر کو خود افعال ناقصہ پر مقدم کرنے کی صورت میں جواز اور عدم جواز کی چند صورتیں

پہلی صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو صرف ان افعال ناقصہ پر مقدم کرنا جائز ہے جن کے شروع میں ما نہیں آتا ہے۔ وہ گیارہ افعال ہیں اور وہ یہ ہیں: کان، صار، أصبح، أمسى، أضحى، ظل، بات، راح، آض، عاد، غدا

مثال: قائما کان زید

نوٹ: کتاب میں نو کا عدد ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ یہ ٹھیک کیا گیا ہے۔

دوسری صورت: افعال ناقصہ کی خبر کو ان افعال ناقصہ پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جن کے شروع میں لفظ ما آتا ہے وہ پانچ افعال ہیں اور وہ یہ ہیں: مازال، مابرح، مافتئ، ماانفك، مادام

عدم جواز کی وجہ: یہ ہے کہ ما مصدریہ ہو یا نافیہ، یہ صدارت کلام کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر خبروں کو ان پر مقدم کر دیا جائے تو ان کی صدارت فوت ہو جائے گی، لہذا قائما مازال زید کہنا جائز نہیں ہے۔

تیسری صورت: یہ لیس سے متعلق ہے۔ لیس پر اس کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے،

ما مشبہ بہ لیس کے ہیں ان کا حکم بھی افعال ناقصہ کی مانند ہے جن کے شروع میں ما آتا ہے۔ یعنی لیس کی خبر کو لیس پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

کچھ بصری حضرات کہتے ہیں لیس کی خبر کو لیس پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ لیس کا عمل فعلیت کی وجہ سے ہے نہ کہ معنی منفی کی وجہ سے اور فعل کے منصوب معمول کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔

مرفوعات کی ساتویں قسم ما و لا المشبہتین بلیس کا اسم

فصل اسم ما ولا المشبهتين بليس وهو المسند إليه بعد دخولهما نحو ما زيد قائما

ما و لا المشبہتین بلیس کا اسم اور وہ اسم ہے جو مسند الیہ ہو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائما (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے)

ولا رجل افضل منك ويختص لا بالنكرات ويعم ما بالمعرفة والنكرة

ولا رجل افضل منک (تجھ سے کوئی بھی افضل نہیں ہے) اور لا مختص ہے نکرہ کے ساتھ اور ما نکرہ اور معرفہ دونوں کو عام ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ مرفوعات کی ساتویں قسم ما و لا المشبہتین بلیس کا اسم بیان فرما رہے ہیں۔

اس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم ما و لا المشبہتین بلیس کی تعریف

دوسری بات: ما و لا المشبہتین بلیس کا عمل

تیسری بات: ما اور لا المشبہتین بلیس میں فرق

فائدہ وجہ تسمیہ: ما اور لا کی لیس کے ساتھ مشابہت دو طرح کی ہے:

پہلی یہ کہ جس طرح لیس نفی کے واسطے آتا ہے، اسی طرح ما اور لا بھی نفی کے لیے آتے ہیں اور

دوسری یہ کہ جس طرح لیس مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے اسی طرح ما اور لا بھی داخل ہوتے ہیں۔

پہلی بات — اسم ما و لا المشبہتین بلیس کی تعریف

اسم ما و لا المشبہتین بلیس وہ ہے جو مسند الیہ ہو ما و لا کے داخل ہونے کے بعد

دوسری بات — ما و لا المشبہتین بلیس کا عمل

عمل یہ ہے کہ ما و لا لیس کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

مثال: ما زید قائما اس میں ما مشبہ بلیس ہے۔ زید اس کا اسم ہے۔ قائما اس کی خبر ہے۔ لا رجل افضل منک اس میں لا مشبہ بلیس ہے۔ رجل اس کا اسم ہے جو کہ مرفوع اور افضل منک اس کی خبر ہے۔

تیسری بات — ما و لا المشبہتین بلیس میں فرق

ما و لا المشبہتین بلیس میں درحقیقت تین طرح کا فرق ہے۔

پہلا فرق: لا صرف نکرہ کے ساتھ خاص ہے، جب کہ ما معرفہ و نکرہ دونوں کے لیے عام ہے۔

دوسرا فرق: ما نفی حال کے لیے آتا ہے، جب کہ لا مطلق نفی کے لیے آتا ہے۔

تیسرا فرق: ما کی خبر میں با کا داخل ہونا جائز ہے اور لا کی خبر پر باء کا داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

مرفوعات کی آٹھویں قسم لائے نفی جنس کی خبر

فصل خبر لا لنفي الجنس وهو المسند بعد دخولها نحو لا رجل قائم

لائے نفی جنس کی خبر وہ ہے کہ جو مسند ہو اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے لا رجل قائم

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے مرفوعات کی آٹھویں قسم لائے نفی جنس کی خبر کو بیان فرما رہے ہیں۔

اس میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات لائے نفی جنس کی خبر تعریف

دوسری بات لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

تیسری بات ایک اشکال

پہلی بات لائے نفی جنس کی خبر تعریف

لائے نفی جنس کی خبر اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوا کرتی ہے۔ جیسے لا رجل قائم

دوسری بات لائے نفی جنس کا عمل اور مثال

لائے نفی جنس اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے لا رجل قائم

تیسری بات ایک اشکال

اشکال یہ ہوتا ہے کہ یہ مثال ممثل لہ کے مطابق نہیں۔ ممثل لہ یہ تھا کہ لا جنس کی نفی کرتا ہے اور آپ نے جو مثال دی ہے اس میں جنس کی نفی نہیں، بلکہ قیام کی نفی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ یہاں نفی کے بعد مضاف محذوف ہے لنفي صفة الجنس کہ لا جنس کی صفت کی نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ذات جنس کی نفی کے لیے۔

تمارین

سوال نمبر۱: مرفوعات کتنے ہیں؟ کون سے ہیں؟ ہر ایک کی مثال بیان کریں؟ نیز مصنف رحمہ اللہ نے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا؟

سوال نمبر۲: مرفوعات مرفوع کی جمع ہے یا مرفوعۃ تحریر کریں؟! اگر مرفوعات مرفوع کی جمع ہے تو مرفوع مذکر ہے، اور مذکر کی جمع سالم تو واؤ نون کے ساتھ آتی ہے یہاں الف تاء کے ساتھ کیسے آگئی؟

سوال نمبر۳: فاعل کی تعریف اور اقسام مع امثلہ ذکر کرنے کے بعد مرفوعات میں سے فاعل کو مقدم کیوں کیا؟ تحریر کریں۔

سوال نمبر۴: فعل کا فاعل کے ساتھ کب مفرد لانے کی گنجائش ہے؟ فعل فاعل کے موافق کب ہوگا جب کہ فاعل تثنیہ یا جمع ہو مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۵: فعل کو کب مؤنث اور کب مذکر لایا جائے گا؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر۶: مفعول کو فاعل پر کب مقدم کرنا جائز ہے؟ نیز اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں تو مفعول کا فاعل پر مقدم کرنا کیسا ہے؟ وجہ بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر۷: کیا فعل کا حذف کرنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کب جائز ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر۸: مفعول فاعل کے قائم مقام کب ہوتا ہے اور اسے کیا نام دیا جاتا ہے؟ مثال کے ساتھ ذکر کریں۔

سوال نمبر۹: نائب فاعل سے فعل کو مفرد، تثنیہ، اور جمع لانے کا کیا حکم ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۰: تنازع الفعلان سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۱۱: تنازع الفعلان کی کتنی صورتیں بنتی ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۲: تنازع الفعلان کی صورت میں اس کا حکم کیا ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۳: تنازع الفعلان کی صورت میں کونسے فعل کو عمل دیا جائے گا؟ جس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف بھی ذکر کریں۔ اختلاف کی صورت میں کتنی صورتیں بنتی ہیں؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر۱۴: تنازع الفعلان کی صورت میں عمل دینے کے اعتبار سے مصنف کا پسندیدہ مسلک کونسا ہے؟

سوال نمبر۱۵: مبتدا اور خبر کی تعریف کریں اور دونوں کی مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۶: عوامل لفظیہ سے کیا مراد ہے؟ ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۷: مبتدا اور خبر میں سے اصل کون ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۱۸: نکرہ کو مبتدا بنانا کب جائز ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۱۹: خبر کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: خبر میں کونسی ضمیر ہے جو مبتدا کی طرف ہوتی ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۱: ضمیر عائد کا حذف کرنا کب جائز ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۲: خبر کا مبتدا پر مقدم کرنا کب جائز ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۳: کیا ایسا مبتدا بھی ہے جو مسند الیہ نہ ہو؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۴: کیا ایک مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں یا نہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۵: ان اور اس کے اخوات کو ذکر کریں اور اس کے اخوات کا کیا عمل ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۶: کیا خبر ان اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۷: افعال ناقصہ کتنے ہیں؟ ذکر کریں اور ان کا عمل بھی ذکر کریں، نیز مثالیں بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر ۲۸: خبر لا نفی الجنس اور لا المشبہ بلیس میں کیا فرق ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

سوال نمبر ۲۹: کیا خبر کان اور اس کے اخوات کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے؟ مثال سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۳۰: وہ کونسے افعال ناقصہ ہیں جن پر ان کی خبر کا مقدم کرنا جائز ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

المقصد الثاني في المنصوبات

المقصد الثاني في المنصوبات: الأسماء المنصوبة وهي اثنا عشر قسمًا المفعول المطلق والمفعول

مقصد ثانی منصوبات کے بارے میں: وہ اسماء جو منصوب ہوتے ہیں ان کی بارہ قسمیں ہیں مفعول مطلق مفعول بہ

به والمفعول فيه والمفعول له والمفعول معه والحال والتمييز والمستثنى واسم إنّ وأخواتها وخبر

مفعول فیہ مفعول لہ، مفعول معہ، حال، تمیز، مستثنیٰ اور إنّ اور اس کے اخوات کا اسم،

كان وأخواتها والمنصوب بلا التي لنفي الجنس وخبر ما ولا المشبهتين بليس

کان اور اس کے اخوات کی خبر اور وہ لا جو نفی جنس کے لیے ہے اس کا منصوب اور ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مرفوعات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے منصوبات کو ذکر فرما رہے ہیں، منصوبات کی بارہ قسمیں ہیں۔

فائدہ: منصوب وہ اسم ہوتا ہے جو علامت نصب پر مشتمل ہو اور علامات منصوب چار چیزیں ہیں۔

(۱) فتحہ جیسے رأیت زیدًا
(۲) کسرہ جیسے رأیت مسلمات
(۳) الف جیسے رأیت اباک
(۴) یاء جیسے رأیت مسلمین

منصوبات کی بارہ اقسام ہیں

(۱) مفعول مطلق
(۲) مفعول بہ
(۳) مفعول فیہ
(۴) مفعول لہ
(۵) مفعول معہ
(۶) حال
(۷) تمیز
(۸) مستثنیٰ
(۹) إن اور اس کے اخوات کا اسم
(۱۰) کان اور اس کے اخوات کی خبر
(۱۱) لائے نفی جنس کا اسم
(۱۲) ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر

منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق

فصل المفعول المطلق وهو مصدر بمعنى فعلٍ مذكورٍ قبله ويذكر للتأكيد كضربت ضربًا

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو ایسے فعل کے ہم معنیٰ ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے اور مفعول مطلق کبھی تاکید کے لیے آتا ہے جیسے

أو لبيان النوع نحو جلست جلسة القاري ولبيان العدد نحو جلست جلسة أو جلستين أو جلسات

ضربت ضربًا یا نوع بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے جلست جلسة القاری یا گنتی بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے

ويكون من غير لفظ الفعل المذكور نحو قعدت جلوسًا ونبت نباتًا وقد يحذف فعله لقيام قرينة جوازًا

جیسے جلست جلسة و جلستین و جلسات اور کبھی مفعول مطلق فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوتا ہے جیسے قعدت جلوسًا اور نبت

كقولك لقادم خير مقدم أي قدمت قدومًا ووجوبًا سماعًا نحو سقيًا وشكرًا وحمدًا ورعيًا

بیان اور کبھی مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے جوازاً حذف کیا جاتا ہے، جیسے تیرا قول اس شخص سے جو سفر سے آنے والا ہو جیسے خیر مقدم یعنی قدمت قدوما خیر مقدم اور مفعول مطلق کے فعل کو وجوبی سماعی حذف کیا جاتا ہے

ی سقاک اللہ سقیا و شکرتک شکرا و حمدتک حمدا و رعاک اللہ رعیا

جیسے سقیا اور شکرا اور حمدا اور رعیا یعنی سقاک اللہ سقیا و شکرتک شکرا و حمدتک حمدا و رعاک اللہ رعیا

عبارت سمجھنے سے پہلے ایک فائدہ ملاحظہ فرمالیں۔

فائدہ مفعول مطلق کی وجہ تسمیہ: مفعول مطلق کو مفعول مطلق اس لیے کہتے ہیں کہ دیگر مفاعیل کسی نہ کسی قید کے ساتھ مقید ہیں، جب کہ مفعول مطلق کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے، اس لیے اس کو مفعول مطلق کہا جاتا ہے۔ اس کو دیگر مفاعیل پر مقدم کرنے کی وجہ بھی یہی ہے۔

فائدہ ملاحظہ فرمانے کے بعد اب عبارت سمجھیں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے منصوبات کی پہلی قسم مفعول مطلق کو بیان فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات مفعول مطلق کی تعریف
دوسری بات: مفعول مطلق کی تین اقسام
تیسری بات: کبھی مفعول مطلق اپنے فعل کے مغایر اور مختلف ہوتا ہے
چوتھی بات: مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے

پہلی بات مفعول مطلق کی تعریف

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو، خواہ وہ حقیقتاً مذکور ہو، جیسے ضربت ضربا خواہ وہ فعل حکماً مذکور ہو، جیسے فضرب الرقاب یہ اصل میں تھا فاضربوا ضرب الرقاب اس میں فاضربوا محذوف ہے، اور یہ محذوف حکماً مذکور ہوتا ہے یا مصدر سے پہلے فعل نہ ہو بلکہ ایسا اسم ہو جو فعل کے معنی پر مشتمل ہے۔ جیسے زید ضارب ضربا اس میں ضربا مفعول مطلق ہے اور ضارب اسم فاعل ہے جو مصدر سے پہلے ہے اور فعل کے معنی میں ہے۔

فوائد وقیود: اس میں لفظ مصدر جنس ہے بمعنی فعل مذکور یہ فصل اول ہے اس سے ضربه تأديبا نکل گیا کیونکہ وہ فعل مذکور کے معنی میں نہیں ہے۔ قبلہ یہ فصل ثانی ہے اس سے الضرب وقع على زيد خارج ہو گیا، کیونکہ اس میں الضرب اگرچہ مصدر ہے لیکن اس سے پہلے فعل نہیں ہے۔

دوسری بات مفعول مطلق کی اقسام

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں (۱) مفعول مطلق تاکیدی (۲) مفعول مطلق نوعی
(۳) مفعول مطلق عددی

مفعول مطلق تاکیدی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی تاکید کے لیے ہو۔ جیسے ضربت ضربا اس مثال میں ضربا مفعول مطلق ہے جو کہ ضربت فعل کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے۔

مفعول مطلق نوعی: جہاں مفعول مطلق فعل مذکور کی نوعیت بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جلست جلسة القاری (میں بیٹھا ہوں قاری کے بیٹھنے کی طرح) اس مثال میں جلسة القاری مفعول مطلق ہے جو کہ بیان نوع کے لیے ہے اور اس طرح ہے کہ جلسة فعلة کے وزن پر ہو اور فعلة کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ الفعلة للهيئة یعنی ہر وہ کلمہ جو فعلة کے وزن پر ہو کسی ہیئت اور نوعیت پر دلالت کرتا ہے جیسے جلسة کا معنی ہے خاص نوعیت کا بیٹھنا۔

مفعول مطلق عددی: جب مفعول مطلق فعل مذکور کا عدد بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہو۔ جیسے جلست جلسة (بیٹھا ہوں میں ایک مرتبہ بیٹھنا) اور عددی پہچان کبھی وزن سے ہوگی جیسے کہ فعلة کے وزن پر ہو تو کسی کام کے ایک مرتبہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فعلة کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ الفعلة للمرة یعنی فعلة کا وزن کسی کام کے ایک مرتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور عددی پہچان کبھی صیغہ تثنیہ و جمع سے ہوگی۔

جیسے جلست جلستين اور جلست جلسات یعنی میں بیٹھا ہوں دو مرتبہ اور میں بیٹھا ہوں کئی مرتبہ۔

تیسری بات کبھی مفعول مطلق اپنے فعل مذکور سے مغایر اور مختلف ہوتا ہے

یہ مغایرت دو طرح سے ہوتی ہے (۱) باعتبار مادہ (۲) باعتبار باب

مغایرت باعتبار مادہ: جیسے قعدت جلوسا اس مثال میں مفعول مطلق کے حروف اصلیہ اور ہیں اور فعل کے حروف اصلیہ اور ہیں۔

مغایرت باعتبار باب: جیسے انبت نباتا اس مثال میں انبت کا باب افعال ہے اور نباتا کا باب نصر ینصر ہے تو یہاں مغایرت باعتبار باب ہے۔

چوتھی بات مفعول مطلق کے فعل کو بھی کبھی قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے۔

قرینہ دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) قرینہ حالیہ (۲) قرینہ مقالیہ۔

قرینہ حالیہ: جیسے اس شخص کو جو سفر سے واپس آئے آپ کہیں خیر مقدم (آپ کا آنا مبارک ہو) یہ اصل میں قدمت قدوما خیر مقدم تھا۔ اس مثال میں مخاطب کے سفر سے آنے کی حالت قرینہ بن رہی ہے تو قدمت فعل کو

حذف کیا گیا پھر قدوما کو حذف کیا گیا اور اس کی صفت خیر مقدم کو اس کے قائم مقام کیا گیا۔

قرینہ مقالیہ: جیسے کسی شخص نے پوچھا کیف ضربت (کس کیفیت سے تو نے مارا) اس کے جواب میں آپ کہیں کہ ضربا شدیدا اب یہاں فعل محذوف ہے دراصل عبارت یوں تھی ضربت ضربا شدیدا فعل حذف ہونے پر سائل کا سوال قرینہ ہے، اسے قرینہ مقالیہ کہتے ہیں۔

مفعول مطلق کے فعل کا سماعا حذف کرنا واجب ہے

جیسے سقیا اور شکرا اور حمدا اور رعیا یہ مصدر عربوں سے ایسے ہی سنے گئے ہیں ان میں کوئی قاعدہ نہیں ہے اس لئے ان کے فعل کو حذف کرنا واجب ہوگا ان کی اصل عبارت یہ تھی سقیا اصل میں سقاک اللہ سقیا، شکرا اصل میں تھا شکرتک شکرا، حمدا اصل میں تھا حمدتک حمدا، رعیا اصل میں تھا رعاک اللہ رعیا

منصوبات کی دوسری قسم مفعول بہ

فصل: المفعول به وهو اسم ما وقع عليه فعل الفاعل كضرب زيد عمرا وقد يتقدم على الفاعل كضرب

مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمرا اور کبھی کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضرب

عمرا زيد وقد يحذف فعله لقيام قرينة جوازا كقولك زيدا في جواب من قال من اضرب؟ ووجوبا في اربعة

عمرا زید اور کبھی مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازا حذف کیا جاتا ہے جیسے زیدا کہنا اس آدمی کے جواب میں جو یہ کہے من اضرب؟ (میں کس کو ماروں) اور چار جگہوں میں وجوبا مفعول بہ کا فعل حذف کیا جاتا ہے)

مواضع الاول سماعي نحو امرأ ونفسه وانتهوا خيرا لكم واهلا وسهلا والبواقي قياسية الثاني التحذير

ان میں سے پہلی جگہ سماعی ہے جیسے امرأ ونفسه وانتهوا خیرا لکم اور اهلا وسهلا اور باقی قیاسی ہیں دوسری جگہ تحذیر ہے

وهو معمول بتقدير اتق تحذيرا مما بعده نحو اياك والاسد اصله اتقك والاسد او ذكر المحذر منه

اور وہ معمول ہے اتق مقدر کرنے کے ساتھ ڈرانے کے لئے اس چیز سے جو اس کے بعد ہے جیسے ایاک والاسد اس کی اصل اتقک والاسد تھی (یعنی بچا تو اپنے آپ کو اور شیر کو اپنے آپ سے)

مكررا نحو الطريق الطريق

یا ذکر کیا جائے الطریق الطریق کو تکرار کے ساتھ جیسے کہنا (یعنی راستہ راستہ)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے منصوبات کی دوسری قسم مفعول بہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں کل چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مفعول بہ کی تعریف

دوسری بات: مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازا حذف کرنے کا ذکر

تیسری بات: چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات مفعول بہ کی تعریف

مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے ضرب زید عمرا (زید نے عمرو کو مارا)

فوائد قیود: ھو اسم ما وقع علیہ فعل الفاعل یہ فصل اول ہے اس سے مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ خارج ہو گئے اس لیے کہ ان پر فاعل کا فعل واقع نہیں ہوتا ہے۔

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے

کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل عمل میں قوی ہوتا ہے لہٰذا مفعول مقدم ہو یا مؤخر دونوں صورتوں میں فعل عمل کرتا ہے۔

مثال: ضرب عمرا زید اس مثال میں عمرا مفعول بہ ہے جو زید فاعل پر مقدم ہے اور یہ صورت جائز ہے فعل عمل میں قوی ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو مقدم کرنے کی صورت میں بھی عمل کرے گا۔

دوسری بات مفعول بہ کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے جوازاً حذف کرنے کا ذکر

جب قرینہ موجود ہو تو مفعول بہ کے فعل ناصب کو جوازاً حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے زیدا کہنا اس آدمی کے سوال کے جواب میں جس نے کہا من اضرب؟ (میں کس کو ماروں) اس عبارت میں پورا جواب تو یہ ہونا چاہیے اضرب زیدا یعنی زید کو مار، لیکن زیدا کہنے سے بات سمجھ میں آتی ہے اس لیے کہ من اضرب؟ کے جواب میں ہے۔

تیسری بات چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے

پہلا مقام سماعی: جن چار مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے، ان میں سے پہلا مقام سماعی ہے۔ سماعی کا مطلب ہے کہ اس فعل کے حذف کرنے پر کوئی قاعدہ نہ ہو، بلکہ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا ہو۔

سماعی کی پہلی مثال: امرأ ونفسہ اس کی اصل عبارت یوں تھی اترک امرأ ونفسہ (چھوڑ دے تو آدمی اور اس کی ذات کو) اس مثال میں امرأ مفعول بہ ہے اس کے فعل اترک کو اہل عرب وجوباً حذف کرتے ہیں پس ہم بھی ان کی اتباع میں فعل کو بغیر قاعدہ و قانون کے حذف کر دیتے ہیں۔

سماعی کی دوسری مثال: انتھوا خیرا لکم اس کی اصل عبارت یوں تھی انتھوا عن التثلیث واقصدوا خیرا لکم (اس عقیدہ تثلیث سے بچو اور اپنے لیے بہتری کا قصد کرو) اس مثال میں خیرا مفعول بہ ہے جس کا فعل ناصب اقصدوا محذوف ہے خیرا انتھوا فعل کا مفعول بہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ بچو تم بہتری سے حالانکہ مقصود تو تثلیث کے عقیدے سے روکنا ہے لہٰذا یہ درست نہیں۔

سماعی کی تیسری مثال: اھلا وسھلا یہ اصل میں تھا اتیت اھلا ووطئت سھلا (تو اپنے اہل میں آیا ہے اور تو

سے زمرہ میں کوئی ضد نہ ہو) اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال ان کلمات سے کرتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں اور أتيت اور وطئت فعلوں کو حذف کرتے ہیں۔ پس ہم نے بھی ان سے سن کر حذف کر دیا بغیر کسی قاعدہ وقانون کے۔

دوسرا مقام قیاسی: جن مقامات میں مفعول بہ کے فعل ناصب کو وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے ان میں سے دوسرا مقام تحذیر ہے۔

تحذیر کے لغوی معنی: کسی چیز سے ڈرانا۔

نحویوں کی اصطلاح میں: تحذیر وہ اسم ہے جو اتق فعل مقدر کا مفعول ہو جس سے اس کے مابعد کو ڈرایا جائے۔

فائدہ: تحذیر کی بحث سے پہلے تین باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) محذِّر: ڈرانے والا (۲) محذَّر: جس کو ڈرایا جائے (۳) محذَّر منہ: جس چیز سے ڈرایا جائے۔

تحذیر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ اسم جو فعل اتق یا اس کے مانند جیسے احذر یا باعد وغیرہ کا مفعول ہو اور اس کو مابعد سے ڈرایا گیا ہو۔

مثال: ایاک والاسد اس کی اصل اتقک والاسد تھی۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچو! بچا آپ کو شیر سے اور شیر کو بچا آپ سے۔ پھر تنگی مقام اور قلت فرصت کی وجہ سے اتق فعل کو حذف کیا گیا۔

مثال کی وضاحت: اتقک میں ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول متصل ہوئے ہیں لیکن چونکہ ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا تعلق فعل کے ساتھ جب کہ وہ دونوں بھی واحد کے لیے ہوں تو افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے پس ضربتنی ناجائز ہے، یعنی ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول کا مصداق ایک ہو تو یہ افعال قلوب کے علاوہ ناجائز ہے۔ اسی صورت میں لفظ نفس کو مفعول بہ کی ضمیر کی طرف مضاف کر کے لایا جاتا ہے۔ جیسے نفسک اب عبارت یوں ہوگی۔ اتق نفسک والاسد جب تنگی مقام کی وجہ سے اتق فعل کو حذف کیا گیا تو نفسک والاسد رہ گیا۔ اب لفظ نفس لانے کی ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ وہ تو ضمیر مرفوع اور ضمیر منصوب کے درمیان فصل کرنے کے لیے لایا گیا تھا۔ اب ک والاسد رہ گیا کہ ضمیر بغیر فعل کے متصل نہیں رہ سکتی تو ک ضمیر منصوب متصل کو ضمیر منصوب منفصل سے بدل دیا تو ایاک والاسد ہوگیا۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ بچو تو آپ نفس کو شیر سے اور شیر کو اپنے نفس سے۔ اس مثال میں ایاک محذر ہے اور الاسد محذر منہ ہے۔

دوسری قسم: جس میں محذر منہ کو مکرر ذکر کیا جائے اور اس کو ڈرایا جائے۔ جیسے الطریق الطریق یہ اصل میں اتق الطریق تھا (بچو تو راستے سے) اس صورت میں محذر مخاطب محذوف ہے اور الطریق مفعول بہ محذر منہ ہے جس کو مکرر ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تنگی مقام کی وجہ سے اتق فعل کو حذف کیا گیا اور الطریق محذر منہ کو مکرر لایا گیا جیسے الطریق الطریق کہہ دیا۔

الثالث ما اضمر عامله على شريطة التفسير وهو كل اسم بعده فعل او شبهه يشتغل ذلك الفعل عن

تیسرا (مقام) ما اضمر عاملہ (یعنی وہ منصوب جس کے عامل کو پوشیدہ کیا گیا ہو) اس شرط پر کہ اس کی تفسیر کی گئی ہو اور ما اضمر عاملہ وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ یہ فعل یا شبہ فعل

ذلك الاسم بضميره او متعلقه بحيث لو سلط عليه هو او مناسبه لنصبه نحو زيدا ضربته فان زيدا منصوب

اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگر اس فعل یا اس کے مناسب کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے جیسے زیدا ضربتہ (زید مارا میں نے اس کو) پس بیشک زیدا

بفعل محذوف ومضمر وهو ضربت ويفسره الفعل المذكور بعده وهو ضربته ولهذا الباب فروع كثيرة

فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جو کہ مضمر ہے اور وہ ضربت ہے تفسیر کرتا وہ فعل اس فعل کی جو اس کے بعد مذکور ہوا اور وہ ضربتہ ہے اور اس باب کی جزئیات بہت ساری ہیں۔

تیسرا مقام ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر

جن چار مقامات میں مفعول بہ کے عامل ناصب یعنی فعل کو حذف کرنا واجب ہے ان میں سے تیسری جگہ ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے۔ اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : ما اضمر عاملہ کی تعریف

دوسری بات : ما اضمر عاملہ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں اور ان کی امثلہ

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ

مفعول بہ کے عامل کو حذف کرنے کی وجہ سے یہ ہے کہ اگر عامل کو حذف نہ کیا جائے تو اس صورت میں مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔

پہلی بات ما اضمر عاملہ کی تعریف

ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل ہو یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ یہ فعل اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے ایسے طور پر کہ اگر اس فعل یا اس کے مناسب فعل کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اسے نصب دے گا جیسے زیدا ضربتہ

فوائد وقیود: مذکورہ تعریف میں کل اسم جنس ہے بعدہ فعل او شبہہ یہ فصل اول ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کے بعد فعل یا شبہ فعل نہ ہو۔ جیسے زید ابوک

مشتغل ذلک الفعل عن ذلک الاسم یہ فصل ثانی ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس میں فعل یا شبہ فعل عمل کر رہا ہے اعراض نہیں کر رہا ہے۔ جیسے زیدا ضربت

بحیث لو سلط علیہ ہو او مناسبہ لنصبہ یہ فصل ثالث ہے۔ اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس پر فعل یا شبہ فعل مسلط ہو کر اس کو نصب نہیں دیتا۔ جیسے زید ضرب زید نائب فاعل ہے جو کہ مرفوع ہوتا ہے۔

دوسری بات: ما اضمر عاملہ کی تعریف کے اعتبار سے چار صورتیں اور ان کی وضاحت

پہلی صورت: اس اسم کے بعد فعل واقع ہو اور وہ فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم پر عمل سے اعراض کر رہا ہو۔ اب اس فعل کو ضمیر سے الگ کر کے جب اس اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زیداً ضربتہ اس مثال میں ضربت فعل ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے زیداً جو کہ اسم ہے اس سے اعراض کر رہا ہے۔ اب اگر اس ضربت کو زیداً پر مسلط کریں تو وہ اسے نصب دے گا۔ اصل عبارت یوں ہوتی: ضربت زیداً ضربتہ۔ اب یہاں زیداً اسم مفعول ہے جو فعل محذوف نے نصب دیا ہے۔ اس مثال میں ضربت فعل محذوف مفسَّر ہے اور ضربتہ تفسیر ہے۔ اب اگر دونوں فعلوں کو ذکر کیا جاتا تو مفسَّر اور تفسیر کا اجتماع لازم آتا جو کہ ناجائز ہے لہٰذا فعل اول ضربت کو حذف کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت: اس اسم کے بعد شبہ فعل واقع ہو اور وہ شبہ اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہے لیکن اگر اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اس اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب دے گا۔

مثال: زیداً انت ضاربہ اس مثال میں ضارب شبہ فعل ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہے۔ اب اس شبہ فعل کو ضمیر سے الگ کر کے اس اسم پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زیداً کو نصب دے گا۔ پس ضارب شبہ فعل جو کہ ہ ضمیر متصل پر ہے، وہ ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے زیداً سے اعراض کر رہا ہے۔ اب ضاربہ شبہ فعل کو ضمیر سے جدا کر کے زیداً پر مسلط کر دیں تو شبہ فعل زیداً کو نصب دے گا۔ پوری عبارت یوں ہوگی: انت ضارب زیداً انت ضاربہ۔ اب یہاں پہلے والے شبہ فعل کو حذف کرنا لازم ہے تاکہ مفسِّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم نہ آئے۔

فائدہ: تیسری صورت ذکر کرنے سے پہلے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ ایک فعل ہوتا ہے اور ایک مناسب فعل ہوتا ہے۔ پس مناسب فعل کی دو صورتیں ہیں: (۱) مناسب مترادف (۲) مناسب لازم

مناسب مترادف: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی ہو جو مثال میں مذکور ہے۔ جیسے مررت اس کا ہم معنی جاوزت ہے۔

مناسب لازم: سے مراد وہ فعل ہے جو اس فعل کے ہم معنی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہو۔ جیسے ضربت اور اهنت میں تعلق ہے۔

تیسری صورت: فعل اس اسم کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اسم سے اعراض کر رہا ہو۔ اب اگر بعینہ اس فعل کو اسم پر مسلط کیا جائے تو وہ نصب نہیں دے گا، لیکن اگر فعل کے مناسب مترادف فعل کو مسلط کیا جائے تو وہ اس کو نصب دے گا۔

مثال: زیداً مررت بہ اب اس مثال میں مررت فعل کو اگر زیداً پر مسلط کریں تو زیداً کو نصب نہیں دیتا، اس لیے

کہ مَرَرْتُ کو زید پر مقدم کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ باء کے ساتھ مسلط کریں، جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اور دوسری صورت باء کے بغیر اس کو مسلط کریں۔ پس ان دونوں صورتوں میں مَرَرْتُ فعل زید کو نصب نہیں دیتا۔ پہلی صورت میں یہ حرف جر کی وجہ سے وہ مجرور ہوگا نہ کہ منصوب اور دوسری صورت میں اس لیے نصب نہیں دے گا کہ یہ فعل لازم ہے نہ کہ متعدی۔ پس اگر اس فعل کے مناسب مترادف جَاوَزْتُ فعل کو اسم پر مسلط کریں تو وہ نصب دے گا۔ پوری عبارت یوں ہوگی: جَاوَزْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِهٖ

چوتھی صورت: اس اسم کے بعد فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کرنے والا ہو، پس جب ہم بعینہٖ اس فعل کو اسم پر مسلط کریں تو وہ نصب نہیں دیتا لیکن اس فعل کے مناسب لازم کو مسلط کریں تو وہ نصب دیتا ہے۔

مثال: زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهٗ اب یہاں ضَرَبْتُ فعل غُلَامَهٗ جو کہ اسم کا متعلق ہے، اس پر عمل کرنے کی وجہ سے زیدًا پر عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے۔ اب اس صورت میں اگر بعینہٖ اس فعل کو زیدًا پر مسلط کریں تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ غلام کے ساتھ مسلط کریں۔ دوسری یہ کہ بغیر غلام کے فعل کو مسلط کریں۔ اگر غلام کے ساتھ مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ غُلَامَ زَیْدٍ اس صورت میں زید مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا نہ کہ منصوب اور اگر غلام کے بغیر فعل کو مسلط کریں تو عبارت یوں ہوگی ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهٗ (میں نے زید کو مارا میں نے اس کے غلام کو مارا) پس اس صورت میں معنی مقصود غلط ہو جائے گا کیونکہ متکلم نے زید کے غلام کو مارا ہے نہ کہ زید کو، لہٰذا ضَرَبْتُ فعل کو جب اسم پر مسلط کرنا درست نہ ہوا تو اس کے مناسب لازم فعل اَهَنْتُ کو مسلط کریں گے تو وہ نصب دے گا۔ اب عبارت یوں ہوگی: اَهَنْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهٗ (میں نے زید کی توہین کی کہ اس کے غلام کو مارا) ضرب میں بھی چونکہ توہین ہے، اس لیے اَهَنْتُ فعل ضَرَبْتُ کے مناسب لازم ہے، اب یہاں اَهَنْتُ فعل مناسب کو حذف کرنا واجب ہے ورنہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ درست نہیں۔

الرابع المنادٰی وهو اسم مدعو بحرف النداء لفظا نحو یا عبدَ الله ای ادعو عبدَ الله

چوتھا (مقام) منادٰی اور (منادٰی) وہ اسم ہے جس کو حرف ندا داخل کر کے بلایا گیا ہو لفظی جیسے یا عبدَ اللہ یعنی اَدْعُو عَبْدَ اللّٰہِ (میں عبد اللہ کو طلب کرتا ہوں) اور حرف ندا اَدْعُو کے قائم مقام ہے اور حرف ندا پانچ ہیں یا و اَیا و هَیا و اَیْ و الهمزة المفتوحة

وحرف النداء قائم مقام اَدْعُو وحروف النداء خمسة یا و اَیا و هَیا و اَیْ و الهمزة المفتوحة

وقد یحذف حرف النداء لفظا نحو یوسف أعرض عن هذا

کبھی کبھی حرف ندا کو لفظوں سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے یوسف اعرض عن هذا (اے یوسف! اس سے اعراض کیجیے)

چوتھا مقام منادیٰ

وضاحت: جن چار جگہوں میں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے، ان میں سے چوتھا مقام منادیٰ ہے۔ اس میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات	منادیٰ کی تعریف
دوسری بات:	حروف ندا
تیسری بات:	حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

پہلی بات منادیٰ کی تعریف

منادیٰ وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ذریعے سے پکارا گیا ہو اس حال میں کہ وہ حرف ندا لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے یا عبد اللہ (یعنی ادعو عبد اللہ میں عبد اللہ کو پکارتا ہوں) اس میں عبد اللہ مفعول بہ ہے اور اس کا عامل ادعو ہے جسے حذف کرکے اس کی جگہ یا حرف ندا کو قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

دوسری بات حروف ندا

حروف ندا پانچ ہیں: (۱) یا (۲) ایا (۳) ھیا (۴) ای (۵) الھمزہ المفتوحہ

تیسری بات حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

اور کبھی حرف ندا کو قرینہ کی وجہ سے لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے یوسف اعرض عن ھذا اصل میں یا یوسف اعرض عن ھذا تھا یعنی اے یوسف اعراض کر اس سے۔ اس مثال میں یا حرف ندا ہے یوسف منادیٰ ہے اس مثال میں یا حرف ندا حذف کیا گیا ہے۔

قرینہ: اس میں یہ ہے کہ یا حرف ندا کو مقدر نہ مانیں تو یوسف مبتدا ہوگا اعرض عن ھذا اس کی خبر ہوگی، حالانکہ اعرض امر کا صیغہ ہے، اور امر انشاء ہوتا ہے اور انشاء کو بغیر تاویل کے خبر بنانا جائز نہیں ہے، لہٰذا یوسف منادیٰ اور حرف ندا محذوف ہوگا۔

واعلم أن المنادى على أقسام فإن كان مفردا معرفة يبنى على علامة الرفع كالضمة ونحوها

اور جان لو کہ بیشک منادیٰ چند قسموں پر ہے پس اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے ضمہ (یا ضمہ کی طرح دوسری علامت مثلاً الف یا واو وغیرہ)

نحو يا زيد و يا رجل و يا زيدان و يا زيدون و يخفض بلام الاستغاثة نحو يا لزيد

جیسے یا زید اور یا رجل اور یا زیدان اور یا زیدون اور منادیٰ کو جر دیا جاتا ہے لام استغاثہ کی وجہ سے جیسے یا لزید

ويفتح بإلحاق ألفها نحو يا زيداه وينصب إن كان مضافا نحو يا عبد الله أو مشابها للمضاف نحو

اور فتح دیا جاتا ہے الف استغاثہ کی وجہ سے جیسے یا زیداہ اور نصب دیا جاتا ہے اگر منادیٰ مضاف ہو جیسے یا عبد اللہ یا مشابہ مضاف ہو جیسے

يا طالعاً جبلاً والنكرة غير المعينة كقول الأعمى: يا رجلاً خذ بيدي وإن كان معرّفا باللام قيل

یا طالعا جبلا یا نکرہ غیر معین ہو جیسے اندھے کا قول یا رجلا خذ بیدی (اے شخص میرا ہاتھ پکڑ لے) اور اگر معرف باللام ہو تو کہا جائے گا

يا أيها الرجل ويا أيتها المرأة ويجوز ترخيم المنادى وهو حذف في آخره للتخفيف كما تقول

کہ یا ایہا الرجل اور یا ایتہا المرأۃ اور منادی پر ترخیم جائز ہے اور وہ اس کے آخر میں تخفیف کے لیے حذف کرنا ہے جیسے تو

في مالك يا مالِ وفي منصور يا منصُ وفي عثمان يا عثمُ ويجوز في آخر المرخم الضمة والحركة الأصلية

مالک میں یا مال اور منصور میں یا منص اور عثمان میں یا عثم کہے اور منادی مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلی جائز ہے

كما تقول في يا حارث: يا حارُ يا حارِ واعلم أن يا من حروف النداء وقد تستعمل في المندوب أيضا وهو

جیسے تو یا حارث میں یا حار، یا حار کہے جان لیجئے کہ یا حروف ندا میں سے ہے یہ کبھی مندوب میں مستعمل ہوتا ہے اور مندوب وہ ہے

المتفجع عليه بيا أو وا كما تقول يا زيداه ووا زيداه فوا مختصة بالمندوب ويا مشتركة بين النداء والمندوب

جس پر درد سے رنج و غم کیا جائے یا کے ذریعے سے یا وا کے ذریعے سے جیسے تو کہے کہ یا زیداہ اور وا زیداہ پس وا مندوب ہی کے ساتھ خاص ہے اور یا مندوب اور ندا دونوں کے درمیان مشترک ہے

وحكمه في الإعراب والبناء مثل حكم المنادى

اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادی کے حکم کی طرح ہے۔

وضاحت: اس میں مصنف ؒ نے چار باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: منادی کے اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

دوسری بات: منادی معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

تیسری بات: منادی مرخم کی تعریف اور ترخیم منادی کی صورتیں

چوتھی بات: حرف ندا کا استعمال منادی کے علاوہ دوسرے معنی میں

پہلی بات منادی کی اعراب کے اعتبار سے چھ اقسام

1) منادی مفرد معرفہ ہو۔ جیسے یا زید

2) منادی مستغاث باللام (یعنی لام کے ذریعے سے فریاد کی جائے) ہو۔ جیسے یا لزید

3) منادی مستغاث بالالف (الف کے ذریعے سے فریاد کی جائے) ہو۔ جیسے یا زیداہ

4) منادی مضاف ہو۔ جیسے یا عبد اللہ

5) منادی مشابہ مضاف ہو۔ جیسے یا طالعا جبلا

6) منادی نکرہ غیر معین ہو۔ جیسے یا رجلا خذ بیدی

فائدہ: مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے:

(۱) مرکب کے مقابلے میں (۲) جملے کے مقابلے میں

(۳) مضاف وشبہ مضاف کے مقابلے میں (۴) تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں

اب یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف وشبہ مضاف کے مقابلے میں آئے، پس تثنیہ اور جمع مضاف وشبہ مضاف نہیں، لہٰذا وہ مفرد شمار ہوں گے۔

پہلی قسم: اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہوگا۔ جیسے یا زیدُ اور یا رجلُ اور یا زیدانِ اور یا زیدونَ ان میں پہلی مثال میں زید منادیٰ ہے جو مفرد بھی ہے اور معرفہ بھی لہٰذا یہ مبنی بر ضمہ ہوگا اور دوسری مثال میں یا رجلُ یہ بھی مفرد ہے اور حرفِ ندا کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے پس یہ بھی ضمہ پر مبنی ہوگا۔ تیسری مثال میں یا زیدان یہ مفرد اس لیے ہے کہ یہ مضاف وشبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ علامتِ رفع پر مبنی ہوگا چوتھی مثال میں یا زیدون یہ بھی مفرد ہے علامتِ رفع واو کے ساتھ اور یہ مفرد اس لیے کہ یہ مضاف شبہ مضاف نہیں اور معرفہ بھی ہے لہٰذا یہ سب علامتِ رفع پر مبنی ہوں گے۔

دوسری قسم: منادیٰ مستغاث باللام یہ مجرور ہوتا ہے لامِ استغاثہ کے ساتھ۔ جیسے یا لَزیدٍ للمظلومِ، لامِ استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور اس لیے ہوتا ہے کہ اس وقت منادیٰ میں دو عامل جمع ہو گئے ہیں: ایک حرفِ ندا ہے جو فعل کے قائم مقام ہے یہ نصب یا محل نصب وغیرہ کو چاہتا ہے اور دوسرا لامِ جارہ ہے جو اپنے مدخول میں جر کو چاہتا ہے لہٰذا ان دونوں عاملوں میں فوقیت لامِ جارہ کو حاصل ہے اس لیے کہ لام خود عامل ہے جب کہ یا خود عامل نہیں بلکہ فعل کے قائم مقام ہے اور لام منادیٰ کے قریب ہے بنسبت یا حرفِ ندا کے اس لیے لامِ استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور ہوگا۔

(۱) فائدہ چند اصطلاحات: مستغاث: جس سے فریاد کی جائے۔ مستغاث لہ: جس کے لیے فریاد طلب کی جائے۔ مستغیث: فریاد طلب کرنے والا۔ لامِ استغاثہ: وہ لام ہے جو بوقتِ استغاثہ مستغاث پر داخل ہو۔ جیسے یا لَزیدٍ للمظلومِ (اے زید مظلوم کی فریاد رسی کر) اس مثال میں زید مستغاث ہے اور مظلوم مستغاث لہ اور متکلم مستغیث ہے۔

اس لام کو لامِ استغاثہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لام اس وقت لایا جاتا ہے جب کسی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

(۲) فائدہ لامِ استغاثہ کے مفتوح ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر لامِ استغاثہ مکسور ہوگا تو اس صورت میں لامِ جارہ سے التباس ہو جائے گا جو کہ مستغاث لہ میں داخل ہوتا ہے۔ جیسے للمظلوم میں لام جارہ ہے۔

تیسری قسم: منادیٰ مستغاث بالالف میں منادیٰ مفتوح ہوتا ہے الفِ استغاثہ کے ساتھ جیسے یا زیداہ وجہ: جب منادیٰ کے آخر میں الفِ استغاثہ لاحق ہوگا تو منادیٰ مبنی بر فتحہ ہوگا کیونکہ الف اپنے ماقبل مفتوح چاہتا ہے۔

چوتھی قسم: منادیٰ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یا عبدَ اللہِ اس مثال میں عبد مضاف ہے اور لفظ اللہ

مضاف الیہ پس عبد اللہ منادی منصوب ہوگا کیونکہ مضاف ہے۔

پانچویں قسم: منادی مشابہ مضاف بھی منصوب ہوتا ہے۔ جیسے یا طالعاً جبلاً اس مثال میں طالعاً مشابہ مضاف ہے اس لیے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اسی طرح طالعاً کا معنی بھی جبلاً کے بغیر تام نہیں ہوتا ہے اس لیے یہ مشابہ مضاف ہو جس طرح منادی منصوب ہوتا ہے اسی طرح مشابہ مضاف منادی بھی منصوب ہوگا۔

چھٹی قسم: منادی نکرہ غیر معین ہو تو وہ منصوب ہوتا ہے جیسے یا رجلاً خذ بیدی (اے شخص میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں رجلاً نکرہ غیر معینہ ہے کیونکہ یہ جملہ نابینا شخص کا ہے جس کو معلوم نہیں ہے کہ آگے کون شخص ہے، رجلاً چونکہ نکرہ غیر معینہ ہے اسے منصوب پڑھیں گے۔

دوسری بات — منادی معرف باللام پر حرف ندا داخل کرنے کا طریقہ

وضاحت: اگر منادی کے شروع میں الف لام تعریف ہو تو اس وقت اگر منادی مذکر ہے تو حرف ندا اور منادی کے درمیان ایّھا کا واسطہ دیا جائے گا اور اگر منادی مؤنث ہے تو حرف ندا اور منادی کے درمیان ایّتھا کو واسطہ دیا جائے گا۔ جیسے یا ایّھا الرجل اور یا ایّتھا المرأۃ

واسطہ لانے کی وجہ: منادی معرف باللام ہو تو حرف ندا اور منادی کے درمیان واسطہ لانا اس لیے ضروری ہے کہ چونکہ اس صورت میں دو آلۂ تعریف جمع ہو رہے ہیں حرف ندا اور الف لام اور دو آلۂ تعریف جمع ہونا درست نہیں اس لیے ان کے درمیان مذکر کی صورت میں ایّ اور مؤنث کی صورت میں ایّۃ کا واسطہ دیا جائے گا۔ ترکیب میں ایّ موصوف اور الرجل اس کی صفت ہو کر منادی مفرد ہوگا۔

تیسری بات — منادی مرخم کی تعریف اور ترخیم منادی کی صورتیں

ترخیم کے لغوی معنی: ترخیم باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی ہے نرم اور آسان کر دینا۔

اصطلاحی تعریف: یہ ہے کہ منادی کے آخر میں کسی حرف تخفیف و آسانی کے لیے حذف کیا جائے۔

ترخیم منادی کی صورتیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ منادی کے آخر سے تخفیف کی خاطر ایک حرف حذف کیا جائے۔ جیسے یا مالک کو یا مال پڑھا جائے اور یہ جائز ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ منادی کے آخر سے دو حرف حذف کیے جائیں شرط یہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف صحیح ہو اور اس سے پہلے والا حرف مدہ ہو۔ جیسے یا منصور کو یا منص پڑھنا جائز ہے۔ اس مثال میں منصور کا آخری حرف صحیح ہے جو کہ را ہے اور اس سے پہلے والا حرف واو ہے جو کہ مدہ ہے، لہٰذا ان دونوں کو حذف کرنا درست ہے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ منادی میں ایسے دو حرف ہوں جو ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے

ہوں تو ان دونوں حرفوں کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے یا عثمان کو یا عثم پڑھنا جائز ہے۔ اس مثال سے آخری دونوں حرف یعنی الف اور نون دونوں زائد ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں پس ان کو تخفیف کے لیے حذف کرنا جائز ہے۔

منادی مرخم کی آخری حرکات: منادی مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں ایک ضمہ اور دوسری کسرہ۔ ضمہ اس بنا پر کہ یہ منادی مستقل ہے اور جو حرف آخر سے حذف ہوا ہے وہ بمنزلہ نسیاً منسیاً ہے گویا کہ یہی اس کی اصل شکل ہے اور وہ مفرد معرفہ ہے لہٰذا منادی مبنی برضمہ ہوگا جیسے یا حارث یا حار، یا حار۔ یا حارث میں آخری حرف کو حذف کیا گیا تو حار ہو گیا، اب اس کو ضمہ پڑھیں گے گویا یہی آخری حرف ہے۔

دوسری حرکت اصلیہ ہے جو ترخیم منادی سے پہلے اس حرف پر تھی مثلاً یا حارث میں ث کی موجودگی میں راء پر کسرہ تھا تو ث کو حذف کرنے کے بعد بھی راء پر کسرہ ہی پڑھا جائے گا گویا کہ آخری حرف حذف ہوا ہی نہیں۔

چوتھی بات حرف ندا کا استعمال منادی کے علاوہ دوسرے معنی میں

وضاحت: یا حرف ندا جس طرح منادی میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح کبھی مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مندوب کا لغوی معنی: وہ میت جس کی خوبیوں کو یاد کر کے رویا جائے تاکہ سامعین اس کی موت عظیم سانحہ خیال کریں۔

مندوب کا اصطلاحی معنی: یہ ہوگا کہ مندوب اس ذات کا اسم ہے جس کی وجہ سے درد مندی کا اظہار کیا جائے حرف یا یا وا کے ذریعے۔

مثال: یا زیداہ یہ جملہ کسی کے مرنے پر افسوس کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اس مثال میں یا حرف ندا زیداہ مندوب پر داخل ہوا ہے۔ اس مثال میں کسی کے مرنے پر جو مصیبت آئی ہے اس پر ندبہ کیا جا رہا ہے آخر میں ہاء وقف کی ہے جو درازی آواز کے لیے ہے۔

و اختصت بالمندوب الخ اس عبارت میں وا اور یا کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے۔

وا اور یا کے درمیان فرق: یہ ہے کہ وا تو مندوب کے ساتھ مختص ہے، منادی میں استعمال نہیں ہوتی ہے اور یا مشترک ہے منادی اور مندوب دونوں میں استعمال ہوتی ہے۔

مندوب کا حکم: جیسے منادی مفرد معرفہ علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح مندوب مفرد معرفہ بھی علامت رفع پر مبنی ہوگا۔

منصوبات کی تیسری قسم مفعول فیہ

فصل: المفعول فيه هو اسم ما وقع فعل الفاعل فيه من الزمان والمكان ويسمى ظرفا وظروف الزمان على
مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان و مکان میں سے اور اس کو ظرف کا نام دیا جاتا ہے۔ ظروف زمان کی دو قسمیں ہیں

قسمين مبهم وهو ما لا يكون له حد معين كدهر وحين ومحدود وهو ما يكون له حد معين كيوم وليلة

ایک مبہم ہے، اور مبہم اسے کہتے ہیں جس کے لیے حد متعین نہ ہو جیسے دھر اور حین (دوسری قسم) محدود ہے، اور محدود اسے کہتے ہیں جس کے

وشهر وسنة وكلها منصوب بتقدير في تقول صمت دهرا وسافرت شهرا اي في دهر وفي شهر وظروف

لیے کوئی حد متعین ہو جیسے یوم، لیلۃ، شہر اور سنۃ اور یہ سب ظروف زمان منصوب ہوتے ہیں فی مقدر کرنے کے ساتھ جیسے تو کہتا ہے صمت دھرا وسافرت شھرا یعنی میں نے زمانہ میں روزہ رکھا اور میں نے مہینہ میں سفر کیا اور ظروف

المكان كذلك مبهم وهو منصوب أيضا بتقدير في نحو جلست خلفك وأمامك ومحدود

مکان بھی اسی طرح مبہم ہیں اور وہ بھی منصوب ہوتے ہیں فی مقدر کرنے کے ساتھ جیسے جلست خلفک وامامک اور محدود ہیں

وهو ما لا يكون منصوبا بتقدير في بل لا بد من ذكر في فيه نحو جلست في الدار وفي السوق وفي المسجد

اور محدود وہ ہے کہ نہیں ہوتے منصوب فی کو مقدر کرنے کے ساتھ بلکہ فی کا ذکر کرنا ضروری ہے

جیسے جلست فی الدار وفی السوق وفی المسجد

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ منصوبات کی تیسری قسم مفعول فیہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مفعول فیہ کی تعریف

دوسری بات: ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

پہلی بات مفعول فیہ کی تعریف

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو، زمان میں یا مکان میں۔

فوائد وقیود: مفعول فیہ کی تعریف میں ھو اسم جنس ہے، وقع فعل الفاعل فیہ فصل اول ہے، اس سے دیگر تمام مفاعیل خارج ہو گئے۔

دوسری بات ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو قسمیں اور ان کے اعراب کا ذکر

مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے۔ ظرف کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان

ظرف زمان کی دو قسمیں ہیں: (۱) مبہم (۲) محدود

ظرف زمان مبہم: وہ ہے جس کے لیے کوئی حد متعین نہ ہو۔ جیسے دھر بمعنی زمانہ، حین بمعنی وقت ان دونوں کے لیے کوئی حد متعین نہیں ہے۔

ظرف زمان محدود: وہ ہے جس کے لیے کوئی حد متعین ہو۔ جیسے یوم بمعنی دن، لیلۃ بمعنی رات، شھر بمعنی مہینہ، سنۃ بمعنی سال۔ ان سب کے لیے حد متعین ہے۔ ظرف زمان خواہ مبہم ہو یا محدود، فی کے مقدر کرنے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں، کیونکہ اگر لفظوں میں موجود ہو تو فی حرف جر کی وجہ سے مجرور ہوں گے۔ جیسے صمت فی دھر وسافرت فی شھر ان دونوں مثالوں میں دھر اور شھر مجرور ہے فی حرف جر کی وجہ سے۔

ظرف زمان کی طرح ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرف مکان مبہم (۲) ظرف مکان محدود

ظرف زمان مبہم: وہ ہے جس کے لیے حد متعین نہ ہو۔ جیسے خلف بمعنی پیچھے (پیچھے کوئی حد نہیں ہے)، امام بمعنی آگے (آگے کوئی حد نہیں ہے) ظروف مکان مبہم بھی تقدیر فی کے ساتھ منصوب ہوتے ہیں، کیونکہ یہ ظروف زمان مبہم پر محمول ہیں کیونکہ وصف ابہام میں ان کے ساتھ مشترک ہیں لہٰذا ظرف مکان مبہم کا بھی وہی حکم ہوگا جو حکم ظرف زمان مبہم کا ہے یعنی تقدیر فی یہ منصوب ہوں گے۔ جیسے جلست خلفک اصل میں تھا جلست فی خلفک، جلست امامک اصل میں تھا جلست فی امامک

ظرف مکان محدود: وہ ہے جس کی حد متعین ہو۔ جیسے دار، مسجد، سوق ان کی حد متعین ہوتی ہے کیونکہ گھر کی مسجد کی اور بازار کی حد متعین ہے۔ یہ فی کے مقدر ہونے کے ساتھ منصوب نہیں ہیں بلکہ ان میں لفظ فی کو ذکر کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے یہ مجرور ہوں گے۔

ظروف مکان محدود کے مجرور ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کی ظروف زمان مبہم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں نہ ذات میں نہ وصف میں۔ اس طرح کہ وہ زمان ہیں یہ مکان، وہ مبہم ہیں یہ محدود، لہٰذا ظروف مکان محدود کو ظرف زمان مبہم پر قیاس کرکے تقدیر فی منصوب پڑھنا درست نہ ہوگا بلکہ فی مذکور ہوگا جس سے وہ مجرور ہوں گے۔ جیسے جلست فی الدار، وفی السوق، وفی المسجد

فائدہ: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفعول فیہ دو قسم پر ہے: ایک وہ جس میں فی مقدر ہوتا ہے اس صورت میں مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے۔ دوسری قسم مفعول فیہ کی وہ ہے جس میں فی لفظوں میں موجود ہو، اس صورت میں مفعول فیہ مجرور ہوتا ہے۔ جمہور نحویوں کے ہاں ظرف زمان کی وہ صورت جس میں فی لفظوں میں موجود ہو، جیسے جلست فی المسجد تو وہ مفعول بہ بواسطہ حرف جر ہوگا نہ کہ مفعول فیہ۔ جمہور نحویوں کے نزدیک مفعول فیہ کی تعریف میں تقدیر فی شرط ہے اس لیے جہاں فی لفظوں میں موجود ہے وہ مفعول فیہ نہ ہوگا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تقدیر فی کی شرط نہیں ہے اس لیے وہ مفعول فیہ ہوگا۔

منصوبات کی چوتھی قسم مفعول لہ

فصل: المفعول له وهو اسم ما لأجله يقع الفعل المذكور قبله وينصب بتقدير اللام نحو

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے سبب وہ فعل مذکور واقع ہو جو اس سے پہلے ہو یہ منصوب ہوتا ہے لام کے مقدر ہونے کی وجہ سے جیسے

ضربته تأديبا أي للتأديب وقعدت عن الحرب جبنا أي لجبن وعند الزجاج هو مصدر أدبته تأديبا وجبنت جبنا

ضربتہ تادیبا ای للتادیب (یعنی میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اور قعدت عن الحرب جبنا ای لجبن (یعنی بیٹھ رہا میں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) اور امام زجاج (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک وہ مصدر ہے اور اس کی اصل ادبتہ تادیبا و جبنت جبنا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ منصوبات میں سے پانچویں قسم مفعول لہٗ کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں دو باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مفعول لہٗ کی تعریف اور اس کے اعراب

دوسری بات: مفعول لہٗ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج رحمہ اللہ کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

پہلی بات مفعول لہٗ کی تعریف اور اس کے اعراب

مفعول لہٗ وہ اسم ہے جس کے سبب سے وہ **فعل** واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے۔

فوائد وقیود: اس تعریف میں **اسم** جنس ہے اور سب مفاعیل کو شامل ہے **لأجلہ** فصل اول ہے، اس سے باقی تمام مفاعیل سب خارج ہو گئے، کیونکہ فعل ان کے حاصل کرنے کے لیے واقع **نہیں** ہوتا۔

مفعول لہٗ کے اعراب: مفعول لہٗ لام جارہ مقدر ہونے کی وجہ سے **منصوب** ہوگا، کیونکہ اگر لام لفظوں میں موجود ہو تو وہ جر دے گا۔

مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک مفعول لہٗ کی دو صورتیں ہیں: ایک وہ کہ جس میں لام مقدر ہو اس وقت یہ منصوب ہوگا۔ دوسرا وہ کہ جس میں لام مذکور ہو تو اس وقت وہ مجرور ہوگا۔ پس مصنف کے نزدیک مفعول لہٗ کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ لام مقدر ہو جب کہ جمہور نحویوں کے نزدیک لام کے مقدر ہونے کی شرط ہے، چنانچہ جمہور جہاں لام لفظوں میں موجود ہو، اسے مفعول لہٗ نہیں کہتے ہیں۔

مثال: ضربتہ تادیبا ای للتادیب (میں نے اسے مارا ادب سکھانے کے لیے) یہ اس مفعول لہٗ کی مثال ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ **فعل** ضرب واقع ہوا، جو اس سے پہلے مذکور ہے، کیونکہ عام طور پر بغیر ضرب کے ادب حاصل نہیں ہوتا۔

مثال: قعدت عن الحرب جبنا ای للجبن (میں بیٹھ گیا لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) یہ اس مفعول لہٗ کی مثال ہے جس کے وجود کے سبب **فعل** قعدت جو اس سے پہلے مذکور ہے واقع ہوا ہے کیونکہ بزدلی لڑائی سے بیٹھنے کا سبب ہے۔

دوسری بات مفعول لہٗ مصدر ہے یا مفعول، اس میں امام زجاج کا جمہور نحات سے اختلاف کا ذکر

امام زجاج رحمہ اللہ کا قول: امام زجاج نحوی رحمہ اللہ کے نزدیک مفعول لہٗ مستقل مفعول نہیں ہے بلکہ یہ مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ یعنی لفظاً فعل کا غیر ہے۔

پہلی مثال: ضربتہ تادیبا تقدیری عبارت: ادبتہ بضربہ تادیبا

(ادب سکھایا میں نے اس کو مارنے کے ساتھ ادب سکھانا)

دوسری مثال: قعدت عن الحرب جبنا تقدیری عبارت: جبنت بالقعود عن الحرب جبنا

(بزدل ہوا میں لڑائی سے بیٹھ جانے کے ساتھ بزدل ہونا)

جمہور کا قول: جمہور کے ہاں مفعول لہ مستقل مفعول ہے امام زجاج رحمہ اللہ کا قول درست نہیں ہے، کیونکہ تاویل کر کے ایک قسم کو دوسری قسم میں داخل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلی قسم ختم ہوگئی۔

منصوبات کی پانچویں قسم مفعول معہ

فصل: المفعول معه وهو ما يذكر بعد الواو بمعنى مع لمصاحبة معمول فعل نحو

مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے ساتھ ہونے کی وجہ سے جیسے

جاء البرد والجبات وجئت أنا وزيدا اي مع الجبات ومع زيد فإن كان الفعل لفظا

جاء البرد والجبات (سردی آئی جبوں کے ساتھ) اور جئت انا وزیدا (آیا میں زید کے ساتھ) پس اگر (مفعول معہ) کا فعل لفظی ہو

وجاز العطف يجوز فيه الوجهان النصب والرفع نحو جئت أنا وزيدٌ وزيدًا وإن لم يجز العطف تعين

اور عطف جائز ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور رفع جیسے جئت انا وزید وزیدا (آیا میں ساتھ زید کے) اور اگر عطف جائز نہ ہو

النصب نحو جئت وزيدًا وإن كان الفعل معنى وجاز العطف تعين العطف نحو ما لزيد وعمرٍو

نصب متعین ہوگا جیسے جئت وزیدا (آیا میں زید کے ساتھ) اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہوگا جیسے ما لزید وعمرو

وإن لم يجز العطف تعين النصب نحو ما لك وزيدًا وما شأنك وعمرًا لأن المعنى ما تصنع

اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے مالک وزیدا و ما شانک وعمرا اس لیے کہ معنی ماتصنع ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ منصوبات کی پانچویں قسم مفعول معہ کو بیان فرما رہے ہیں، اس فصل میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات مفعول معہ کی تعریف اور مثال

دوسری بات: مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہوگا؟ اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہوگا؟

پہلی بات مفعول معہ کی تعریف اور مثال

مفعول معہ کی تعریف: مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہو فعل کے معمول (فاعل یا مفعول) کی مصاحبت کے لیے۔

مثال: جاء البرد والجبات (آئی سردی جبوں کے ساتھ) اس مثال میں الجبات مفعول معہ ہے کیونکہ واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جاء فعل کا معمول یعنی البرد کا مصاحب اور ساتھی ہے۔ جئت انا وزیدا اس مثال میں زیدا مفعول معہ ہے کیونکہ واو بمعنی مع کے بعد مذکور ہے اور جئت فعل کا معمول جو کہ ت ضمیر فاعل ہے اس کے ساتھ مصاحبت رکھتا ہے۔ کفاک وزیدا درہم اس مثال میں زیدا مفعول معہ ہے، جو کفا کے معمول کا مصاحب ہے۔

دوسری بات مفعول معہ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کا اعراب کیا ہوگا اور اگر لفظوں میں موجود نہ ہو تو کیا ہوگا

مفعول معہٗ کا فعل اگر لفظوں میں موجود ہو تو اس کے اعراب کا ذکر: مفعول معہٗ کا عامل اگر لفظی ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہو (یعنی عطف کے لیے کوئی مانع نہ ہو) تو اعراب کے اعتبار سے دو وجہ پڑھنی جائز ہوں گی مرفوع اور منصوب جیسے جئت انا وزیدا وزید مرفوع اور منصوب دونوں وجہیں جائز ہیں نصب تو بر بنائے مفعول معہ کے اور رفع اس لیے کہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر درست ہے کیونکہ قاعدہ ہے ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کو عطف کرنا ہو تو اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لائی جاتی ہے چنانچہ یہاں جئت انا میں انا ضمیر منفصل ہونے کی وجہ سے عطف درست ہونے کی وجہ سے اسے مرفوع پڑھنا جائز ہوگا اور اگر عطف درست نہ ہو تو نصب متعین ہو جائے گا بر بنائے مفعول معہ کے جیسے جئت وزیدا یہاں زیدا کا عطف جئت فعل کی ضمیر مرفوع پر درست نہیں کیونکہ اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہیں لائی گئی ہے لہذا عطف متعین نہیں ہوگا۔

مفعول معہٗ کا فعل اگر معنوی ہو یعنی لفظوں میں موجود نہ ہو تو اس کے اعراب کا ذکر: مفعول معہ کا عامل فعل معنوی ہو تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو واو کے مابعد کا واو کے ماقبل پر عطف جائز ہوگا یا نہیں ہوگا اگر عطف جائز ہوگا تو اسے بر بنائے مفعول معہٗ کے منصوب پڑھنا جائز نہ ہوگا بلکہ معطوف علیہ والا اعراب جاری ہوگا جیسے مالزید وعمرو اس میں عمرو کو منصوب نہیں پڑھا جائے بلکہ زید پر عطف کر کے مجرور پڑھا جائے گا کیونکہ اسے منصوب پڑھنے کی صورت میں اسے مفعول معہ بنانے کے لیے اس کا عامل فعل معنوی ماننا پڑے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی ما تصنع زید مع عمرو (کیا کرتا ہے زید کے ساتھ عمرو) اب یہاں مفعول معہٗ کا عامل فعل معنوی ماننے کی صورت میں عامل لفظی اور عامل معنوی کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ عامل قوی ہے اس کی موجودگی میں فعل معنوی جو کہ عامل ضعیف ہے اس کی طرف جانا لازم آئے گا تو یہ جائز نہیں ہے اور عطف جائز نہ ہوگا اس کو منصوب پڑھنا بر بنائے مفعول معہ کے واجب ہوگا جیسے مالک وزیدا اور ماشانک وعمرا اب یہاں عطف اس لیے جائز نہیں کہ ضمیر مجرور متصل پر بغیر اعادہ حرف جارہ کے عطف درست نہیں ہوتا ہے لہذا نصب متعین ہوگا۔ تقدیری عبارت یوں ہوگی ما تصنع وزیدا اور ما تصنع وعمرو

تمارین

سوال نمبر ۱: مفعول مطلق کی تعریف کریں؟ نیز مفعول مطلق کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: مفعول مطلق کے فعل کو کب حذف کیا جاتا ہے تفصیل سے مع امثلہ ذکر کریں؟ نیز مفعول مطلق کے فعل کو وجوباً کتنے مقامات پر حذف کیا جاتا ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳: مفعول بہ کی تعریف ذکر کریں؟

سوال نمبر ۴: مفعول بہ کا عامل کب مقدر ہوتا ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: مفعول بہ فعل اور فاعل دونوں پر کب مقدم ہوتا ہے مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۶: منصوبات کے نام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۷: تحذیر کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۸: تحذیر کے استعمال کے متعلق مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۹: منادیٰ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۰: حروف ندا کون سے ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: منادیٰ کی اقسام ذکر کریں اور مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۲: منادیٰ مبنی بر ضمہ و مبنی بر فتحہ کب ہوتا ہے مع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: ترخیم کسے کہتے ہیں منادیٰ مرخم کب ہوتا ہے

سوال نمبر ۱۴: مندوب کسے کہتے ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۵: کونسا حرف مندوب کے ساتھ مختص ہے اور کونسا مندوب اور منادیٰ کے درمیان مشترک ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۶: مفعول فیہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر ۱۷: مفعول فیہ کا اعراب ذکر کریں اور اس میں جو چیز مقدر ہوتی ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: ظرف کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: ظرف مبہم کسے کہتے ہیں اور ظرف معین کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۰: وہ کونسے ظروف مکان ہیں جن میں حرف فی کا اس سے پہلے ذکر کرنا واجب ہے؟

سوال نمبر ۲۱: مفعول لہ کی تعریف ذکر کریں؟ نیز مفعول لہ میں کیا چیز مقدر ہوتی ہے تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: مفعول معہ کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: مفعول معہ میں نصب کب متعین ہوتا ہے؟ اور کب عطف اور نصب جائز ہوتا ہے؟

منصوبات کی چھٹی قسم حال

فصل الحال لفظ يدل على بيان هيئة الفاعل او المفعول به او كليهما نحو جاءني زيد راكبا

حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت کے بیان پر دلالت کرے جیسے جاءني زيد راكبا (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا)

وضربت زيدا مشدودا ولقيت عمروا راكبين وقد يكون الفاعل معنويا نحو زيد في الدار قائما

اور ضربت زيدا مشدودا (میں نے زید کو اس حال میں مارا کہ وہ بندھا ہوا تھا) اور لقيت عمروا راكبين

(میں عمرو سے اس حال میں ملا کہ ہم دونوں سوار تھے) اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زيد في الدار قائما

لان معناه زيد استقر في الدار قائما وكذا المفعول به نحو هذا زيد قائما فان معناه

اس لیے کہ اس کا معنی ہے زيد استقر في الدار قائما (زید مستقر ہے گھر میں اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے)

اور اسی طرح مفعول بہ جیسے هذا زيد قائما پس اس کا معنی ہے اشير اليه قائما

المشار اليه قائما هو زيد والعامل في الحال هو فعل او معنى فعل

(وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے درانحالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے) اور عامل حال میں فعل ہے یا معنی فعل ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ منصوبات کی چھٹی قسم حال کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں چھ باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات: حال کی تعریف اور مثالیں

دوسری بات: حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

تیسری بات: حال کے عامل سے متعلق

چوتھی بات: حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے

پانچویں بات: حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

چھٹی بات: حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

پہلی بات حال کی تعریف اور مثالیں

حال کی تعریف: حال وہ لفظ ہے جو صرف فاعل یا صرف مفعول یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔

فوائد وقیود: لفظ جنس ہے سب الفاظ کو شامل ہے يدل على بيان هيئة فصل اول ہے اس سے تمیز خارج ہو گئی کیونکہ تمیز هیئت پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے۔

هيئة الفاعل و المفعول به او كليهما فصل ثانی ہے اس سے وہ چیز خارج ہو گئی جو فاعل و مفعول بہ کی هیئت پر دلالت نہ کرے بلکہ کسی اور چیز کی هیئت پر دلالت کرے، جیسے مبتدا کی صفت مثلاً زيد العالم اخوك میں العالم زید کی صفت ہے جو نہ فاعل ہے نہ مفعول۔

مثالیں فاعل کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: جاءني زيد راكبا (میرے پاس زید سوار ہو کر آیا) اس مثال میں راکبا حال نے فاعل کی ہیئت بتلائی ہے۔

مفعول کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: ضربت زيدا مشدودا (میں نے زید کو مارا درانحالیکہ وہ بندھا ہوا تھا) اس مثال میں مشدودا حال واقع ہے زیدا سے جو کہ ضربت فعل کا مفعول ہے یہاں مشدودا نے زیدا جو کہ مفعول بہ کی حالت بیان کی ہے۔

فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرنے کی مثال: لقيت عمرا راكبين (میں نے عمرو سے ملاقات کی درانحالیکہ میں اور عمرو دونوں سوار تھے) جس طرح حال اس مفعول کی حالت بیان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود ہو اسی طرح مفعول کی بھی حالت بیان کرتا ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ معنوی ہو یعنی مقدر ہو

دوسری بات حال کبھی فاعل معنوی اور مفعول معنوی سے واقع ہوتا ہے

مثالیں فاعل معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال: زيد في الدار قائما اس مثال میں قائما حال واقع ہے فاعل معنوی سے تقدیری عبارت یوں ہوگی زيد استقر في الدار قائما اب یہاں قائما استقر فعل معنوی کی ضمیر ھو فاعل سے حال واقع ہے۔

مفعول معنوی سے حال واقع ہونے کی مثال: هذا زيد قائما اس مثال میں قائما زید سے حال واقع ہے اور زید مفعول معنوی ہے اس لیے کہ لفظ کے اعتبار سے بیشک یہ خبر ہے مبتدا کی لیکن اشارہ اور تنبیہ سے جو اس کا معنی سمجھا جاتا ہے وہ ہے انبه واشير إلى زيد حال كونه قائما لہذا یہاں زید بواسطہ حرف جر مفعول معنوی ہوا اسی سے قائما حال واقع ہے۔

تیسری بات حال کے عامل سے متعلق

حال کا عامل: حال میں عامل فعل ہوتا ہے خواہ وہ فعل لفظاً موجود ہو یا مقدر ہو یا وہ عامل معنی فعل ہوتا ہے (معنی فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل، مصدر وغیرہ ہے) جیسے هذا زيد قائما میں اشير یا انبه فعل مقدر ہے جو قائما حال کا عامل ہے اسی طرح یا زید قائما میں ادعو فعل مقدر ہے جو قائما حال کا عامل ہے۔

وَالحال نكرة أبدا وَذو الحال معرفة غالبا كما رأيت في الأمثلة المذكورة فإن كان ذو الحال نكرةً

اور حال میں عامل فعل ہوتا ہے یا معنی فعل اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے پچھلی مثالوں میں دیکھ لیے

يجب تقديم الحال عليه نحو جاءني راكبا رجل لئلا يلتبس بالصفة في حالة النصب

تیں پس اگر ذو الحال نکرہ ہو تو حال کا ذو الحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاءني راكبا رجل تاکہ حالت نصب میں حال کا صفت کے ساتھ

في مثل قولك رأيت رجلا راكبا وَقد تكون الحال جملةً خبرية نحو جاءني زيد وَغلامه راكب

التباس اور مشابہت نہ ہو جائے جیسے آپ کا قول رأيت رجلا راكبا اور کبھی حال جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے جیسے جاءني زيد وغلامه

او یرکب غلامه ومثال ما کان عامله معنی الفعل نحو هذا زید قائما معناه انبه و اشیر

رکب (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام سوار تھا) اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنی فعل ہے یہ ہے جیسے ھذا زید

وقد یحذف العامل لقرینة کما تقول للمسافر سالما غانما ای ترجع سالما غانما

قائما اس کا معنی ہے انبہ و اشیر اور کبھی کبھی حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے جیسے تو کہتا ہے مسافر کو سالما غانما (تو لوٹتا ہے اس حال میں کہ سلامتی والا ہے اور غنیمت حاصل کرنے والا ہے)

چوتھی بات حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے۔

حال کے نکرہ اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ حال حقیقت میں خبر و محکوم بہ ہوتا ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہے، لہٰذا حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال کے معرفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ذوالحال حقیقت میں محکوم علیہ ہوتا ہے اور محکوم علیہ اصل میں معرفہ ہوتا ہے، البتہ کبھی ذوالحال بھی نکرہ ہوتا ہے۔

ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے: کیونکہ اس صورت میں حالت نصب میں حال کا صفت سے التباس ہو جائے گا، جیسے رأیت رجلا راکبا (دیکھا میں نے آدمی کو درانحالیکہ وہ سوار تھا) اس مثال میں راکبا رجلا سے حال واقع ہے اور راکبا رجلا کی صفت بھی بن سکتی ہے پس راکبا میں حال اور صفت دونوں بننے کی صلاحیت ہے۔ اب اگر ہم راکبا کو حال ہی بنانا چاہتے ہیں تو راکبا کو رجلا پر مقدم کریں گے اور عبارت یوں ہوگی رأیت راکبا رجلا اس صورت میں راکبا کا حال ہونا متعین ہوگا اس لیے کہ حال ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے لیکن صفت موصوف پر مقدم نہیں ہو سکتی ہے، لہٰذا حال کا ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہوگا۔

پانچویں بات حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے

مثال: جاءنی زید وغلامہ راکب (آیا میرے پاس زید درانحالیکہ اس کا غلام سوار تھا) اس مثال میں زید ذوالحال ہے اور اس میں واو حالیہ ہے غلامہ راکب جملہ خبریہ ہو کر زید ذوالحال سے حال واقع ہے۔

حال کا عامل معنوی فعل بھی ہوتا ہے

جس طرح حال کا عامل فعل ہوتا ہے اسی طرح حال کا عامل معنی فعل بھی ہوتا ہے۔ جیسے ھذا زید قائما اس مثال میں قائما معنی فعل سے حال واقع ہے جو کہ انبہ اور اشیر ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

چھٹی بات حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

مثال: کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے تو آپ اس کو کہتے ہیں: سالما غانما اصل عبارت یوں تھی ترجع سالما غانما چونکہ مسافر کی ظاہری حالت بتا رہی ہے کہ وہ سفر سے واپس آیا ہے اس لیے آپ نے ترجع فعل کو حذف کر دیا

اور سالماً عن سفا کو ذکر کر دیا اور یہ صورت جائز ہے۔

ترکیب: مرجع سالماً عن سفا اس مثال میں مرجع فعل ہے اور ضمیر انت ذوالحال ہے سالماً انت ضمیر سے حال واقع ہے اور خائفاً یا انت ضمیر سے حال ثانی واقع ہے یا سالماً کی صفت واقع ہے۔

منصوبات کی ساتویں قسم تمییز

فصل: التمييز هو نكرة تذكر بعد مقدار من عدد أو كيل أو وزن أو مساحة أو غير ذلك مما فيه إبهام

تمییز وہ نکرہ ہے جو ذکر کیا جاتا ہے مقدار کے بعد یعنی عدد یا کیل یا وزن یا مساحت یا ان کے علاوہ اس چیز کے بعد جس میں ابہام ہو

يرفع ذلك الإبهام نحو عندي عشرون درهماً وقفيزان برّاً ومنوان سمناً وجريبان قطناً وعلى التمرة

تمییز اس ابہام کو دور کرتا ہے جیسے عندي عشرون درهماً وقفيزان برّاً ومنوان سمناً وجريبان قطناً وعلى التمرة

مثلها زبداً وقد يكون عن غير مقدار نحو هذا خاتم حديداً أو سوار ذهباً وفيه الخفض أكثر

مثلها زبداً اور کبھی تمییز غیر مقدار سے ہوتی ہے جیسے هذا خاتم حديداً (یہ انگوٹھی لوہے کی ہے) او سوار ذهباً (اور کنگن سونے کا ہے)

وقد يقع بعد الجملة لرفع الإبهام عن نسبتها نحو طاب زيد نفساً أو علماً أو أباً

اور کبھی کبھی تمییز جملے کے بعد واقع ہوتی ہے اس کی نسبت سے ابہام کو دور کرنے کے لیے جیسے
طاب زيد نفساً او علماً او اباً (زید خوش ہوا اپنے نفس کے لحاظ سے یا علم کے لحاظ سے یا باپ کے لحاظ سے)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ منصوبات کی ساتویں قسم تمییز کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات تمییز کی تعریف اور مثال

دوسری بات: تمییز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تیسری بات: تمییز جملے کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

پہلی بات تمییز کی تعریف اور مثالیں

تمییز کی تعریف: تمییز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے خواہ وہ مقدار عدد ہو، کیل ہو، وزن ہو، مساحت ہو یا ان کے علاوہ کوئی چیز ہو جس میں ابہام ہو پس یہ اس ابہام کو دور کرتا ہے

فائدہ: جاننا چاہیے کہ جو چیز ابہام کو دور کرتی ہے اسے تمییز کہتے ہیں اور جس چیز سے ابہام دور کیا جاتا ہے اسے ممیز اور اسم تام کہتے ہیں۔

اسم تام ہونے کا مطلب: یہ ہے کہ وہ اسم مضاف نہ بن سکتا ہو یعنی کسی دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت نہ ہو سکتی ہو۔ مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی بھی اضافت دوسری چیز کی طرف نہیں ہو سکتی ہے لہذا یہ اسم تام ہوگا۔

اسم تام کا تمییز کو نصب دینے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ تام ہونے میں فعل کے مشابہ ہوتا ہے جس طرح فعل فاعل کے

ساتھ تام ہو جاتا ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے اسی طرح جب اسم مذکورہ چیزوں سے تام ہو جاتا ہے تو وہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم چند چیزوں سے تام ہوتا ہے

۱) تنوین لفظی سے۔ جیسے عندي رطل زيتا اس میں رطل میں تنوین ہے، اس لیے یہ اسم تام ہے۔

۲) تنوین تقدیری سے۔ جیسے عندي احد عشر درهما اس میں احد عشر اصل میں احد و عشر تھا تو یہ بھی اسم تام ہے۔

۳) نون تثنیہ سے۔ جیسے عندي قفيزان برا اس میں قفیزان میں نون تثنیہ کا ہے اس لیے یہ تام ہے۔

۴) نون جمع سے۔ جیسے هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا اس میں اخسرین کا نون جمع کا ہے۔

۵) مضاف ہونا۔ جیسے على التمرة مثلها زبدا اس میں مثلها مضاف ہے۔ یہ اسم تام ہے اس لیے کہ یہ دوسری چیز کی طرف دوبارہ مضاف نہیں ہو سکتا ہے۔

تمیز کا مقدار والی صورتوں سے ابہام دور کرنے کی مثالیں

عدد سے ابہام دور کرنے کی مثال: عندي عشرون درهما اس مثال میں عشرون ممیز اسم تام ہے اور درهما اس کی تمیز ہے جس نے عدد سے ابہام کو دور کر دیا ہے یعنی میرے پاس بیس درہم ہیں۔

کیل سے ابہام دور کرنے کی مثال: عندي قفيزان برا (میرے پاس دو قفیز گندم ہیں) اس مثال میں قفيزان ممیز ہے جس نے کیل سے ابہام دور کر دیا۔

مساحت (پیمائش) سے ابہام دور کرنے کی مثال: عندي جريبان قطنا (میرے پاس دو جریب کپاس ہیں) جریب زمین ناپنے کا ایک آلہ ہوتا ہے، اس مثال میں جريبان ممیز ہے اور اسم تام قطنا اس کی تمیز ہے، جس نے مساحت سے ابہام کو دور کر دیا۔

مقیاس سے ابہام دور کرنے کی مثال: على التمرة مثلها زبدا (کھجور پر اس کے مثل مکھن ہے) اس مثال میں مثلها ممیز ہے زبدا اس کی تمیز ہے جس نے مثلها کے اندر جو ابہام تھا اسے دور کر دیا۔ مقیاس سے مراد وہ چیز ہے جس سے کسی چیز کا اندازہ کریں اس میں کھجور پر جو مکھن ہے مقدار سے اس کو کھجور کے مثل بتلایا گیا ہے

دوسری بات تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ابہام دور کرتی ہے

تمیز کبھی غیر مقدار سے ابہام کو دور کرتی ہے۔ جیسے هذا خاتم حديدا اس مثال میں خاتم ممیز ہے اس میں ابہام ہے کہ انگوٹھی کس جنس کی ہے سونے کی یا چاندی کی یا دھات کی تو حديدا نے اس کے ابہام کو دور کر دیا۔

اور جیسے هذا سوار ذهبا اس مثال میں سوار ممیز ہے اس میں ابہام ہے کہ کنگن کس جنس کا ہے لوہے کا یا چاندی وغیرہ کا ذهبا نے اس ابہام کو دور کر دیا۔

غیر مقدار والی صورت کا اعراب: اس تمییز میں اکثر جر آئے گا کیونکہ مفرد غیر مقدار مضاف ہوگا اور تمییز مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگی۔

تیسری بات: تمییز جملہ کی نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے

مثال: طاب زید نفسا او علما او ابا (اچھا ہے زید نفس کے لحاظ سے یا علم کے لحاظ سے یا باپ کے لحاظ سے) اس مثال میں طاب فعل کی جو نسبت زید فاعل کی طرف کی گئی اس میں ابہام تھا نفسا نے جملہ کی نسبت میں جو ابہام تھا اس ابہام کو دور کر دیا ہے اسی طرح طاب زید علما اور طاب زید ابا اس مثال میں علما اور ابا نے نسبت سے ابہام کو دور کر دیا۔

منصوبات کی آٹھویں قسم مستثنیٰ

فصل: المستثنى لفظ يذكر بعد إلا وأخواتها ليعلم أنه لا ينسب إليه ما نسب إلى ما قبله وهو على

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہوتا ہے تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے، اور وہ (مستثنیٰ)

قسمين: متصل وهو ما أخرج عن متعدد بإلا وأخواتها نحو جاءني القوم إلا زيدا ومنقطع وهو المذكور

دو قسم پر ہے متصل اور وہ ہے جو نکالا گیا ہو متعدد سے اِلّا اور اس کے اخوات سے جیسے جاءنی القوم الا زیدا اور منقطع اور وہ ہے جو مذکور ہو

بعد إلا وأخواتها غير مخرج عن متعدد لعدم دخوله في المستثنى منه نحو جاءني القوم إلا حمارا

(اِلّا اور اس کے اخوات کے بعد درآنحالیکہ وہ نہ نکالا گیا ہو متعدد سے اس لیے کہ مستثنیٰ منہ میں پہلے ہی سے داخل نہیں تھا، جیسے جاءنی القوم الا حمارا)

وضاحت: مصنف منصوبات کی آٹھویں قسم مستثنیٰ کو بیان فرما رہے ہیں اس فصل میں پانچ باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: مستثنیٰ کی تعریف

دوسری بات: مستثنیٰ کی اقسام

تیسری بات: مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر

چوتھی بات: لفظ غیر کے اعراب سے متعلق

پانچویں بات: لفظ غیر اور اِلّا کے ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

پہلی بات: مستثنیٰ کی تعریف

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہوتا کہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں کیا گیا جو اِلّا اور اس کے اخوات کے ماقبل کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اخوات اِلّا یہ ہیں: خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، حاشا، سوی، لایکون

دوسری بات: مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منقطع

مستثنیٰ متصل کی تعریف: مستثنیٰ متصل وہ ہے جو متعدد سے إلا اور اس کے اخوات کے ذریعے سے نکالا گیا ہو۔

جیسے جاءني القوم إلا زيدا

مستثنیٰ منقطع کی تعریف: مستثنیٰ منقطع وہ ہے جو إلا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اس حال میں کہ اسے متعدد سے نکالا نہ گیا ہو۔ کیونکہ وہ پہلے ہی متعدد میں شامل نہیں ہے۔ جیسے جاءني القوم إلا حمارا

إعراب المستثنى على أربعة أقسام فإن كان متصلا وقع بعد إلا في كلام موجب أو منقطعا كما مر أو مقدما على

جان لیجیے کہ مستثنیٰ کے اعراب چار اقسام پر ہیں اگر وہ مستثنیٰ متصل واقع ہے إلا کے بعد کلام موجب میں یا منقطع ہو جیسے پہلے گزر چکا

المستثنى منه نحو ما جاءني إلا زيدا أحد أو كان بعد عدا وخلا عند الأكثر أو بعد ما خلا وما عدا وليس

ہے یا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ما جاءني إلا زيدا أحد یا عدا اور خلا کے بعد اکثر کے ہاں یا ما خلا اور ما عدا اور لیس

ولا يكون نحو جاءني القوم خلا زيدا منصوب وإن كان بعد إلا في كلام غير موجب وهو كل كلام يكون فيه

اور لا یکون کے بعد جیسے جاءني القوم خلا زيدا یہ تو منصوب ہوگا اگر مستثنیٰ إلا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور کلام غیر

نفي أو نهي أو استفهام والمستثنى منه مذكور يجوز فيه الوجهان النصب والبدل عما قبلها نحو ما جاءني أحد

موجب) وہ کلام ہے کہ اس میں نفی، نہی، استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس صورت میں دو وجہیں جائز ہیں ایک یہ کہ وہ منصوب ہوگا اور دوسری یہ کہ وہ إلا کے ماقبل کے لیے بدل ہوگا۔ جیسے ما جاءني أحد

إلا زيدا وإلا زيد وإن كان مفرغا بأن يكون بعد إلا في كلام غير موجب والمستثنى منه غير مذكور كان

إلا زيدا و إلا زيد (نہیں آیا میرے پاس کوئی مگر زید) اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طور پر کہ إلا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ

إعرابه بحسب العوامل تقول: ما جاءني إلا زيد وما رأيت إلا زيدا وما مررت إلا بزيد وإن كان بعد غير

مذکور نہ ہو تو اس کے اعراب عوامل کے اعتبار سے ہوں گے جیسے ما جاءني إلا زيد (میرے پاس نہیں آیا مگر زید) ما رأيت إلا زيدا (اور میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو) وما مررت إلا بزيد (اور میں نہیں گزرا مگر زید کے ساتھ) اگر مستثنیٰ غیر

وسوى وسواء وحاشا عند الأكثر كان مجرورا نحو جاءني القوم غير زيد وسوى زيد وسواء زيد وحاشا زيد

اور سوی کے اور سواء اور حاشا کے بعد واقع ہو تو اکثر کے ہاں مستثنیٰ مجرور ہوگا جیسے جاءني القوم غير زيد وسوى زيد وسواء زيد وحاشا زيد

تیسری بات مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے چار اقسام کا ذکر

فائدہ: مستثنیٰ کے اعراب بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے۔

کلام موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو۔ جیسے جاءني القوم إلا زيدا

کلام غیر موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی، استفہام ہو۔ جیسے ما جاءني القوم إلا زيد

مستثنیٰ مفرغ: وہ کلام جس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ جیسے ما جاءنی الا زید

اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی چار قسمیں ہیں

پہلی قسم: مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: مستثنیٰ متصل ہو الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو۔ جیسے جاءنی القوم الا زیدا اس مثال میں زیدا مستثنیٰ متصل ہے اور الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہے لہٰذا اس کو منصوب پڑھا جائے گا۔

دوسری صورت: مستثنیٰ منقطع ہو خواہ کلام موجب میں ہو یا کلام غیر موجب میں۔

کلام موجب کی مثال: جاءنی القوم الا حمارا

کلام غیر موجب کی مثال: ما جاءنی القوم الا حمارا

تیسری صورت: مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو اور کلام غیر موجب میں ہو۔ جیسے ما جاءنی القوم الا زیدا احد اس مثال میں زیدا مستثنیٰ ہے جو کہ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہے اور کلام غیر موجب میں واقع ہے لہٰذا منصوب پڑھا جائے گا۔

ان تین صورتوں میں مستثنیٰ کو منصوب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان تین صورتوں میں مستثنیٰ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے اور اس میں ماقبل سے بدل واقع ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے لہٰذا مستثنیٰ کو منصوب پڑھا جائے گا۔

چوتھی صورت: عدا اور خلا کے بعد اکثر مستثنیٰ منصوب پڑھا جائے گا۔ جیسے جاءنی القوم خلا زیدا، جاءنی القوم عدا زیدا

عدا اور خلا کے بعد اکثر کے ہاں مستثنیٰ پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ دونوں فعل ہیں جیسے خلا یخلو اور عدا یعدو عدا اور خلا کا فاعل وہ ضمیر ہے جو ان میں مستتر ہے جو فعل کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے اور ان کے مابعد مستثنیٰ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے بنا پر منصوب ہوگا اصل عبارت یوں ہوگی جاءنی القوم خلا بعضهم زیدا (میرے پاس قوم اس حال میں آئی کہ ان کا آنا زید سے تجاوز کرنے والا تھا)

پانچویں صورت: ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لا یکون کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے جاءنی القوم ما خلا زیدا، جاءنی القوم ما عدا زیدا، جاءنی القوم لیس زیدا، جاءنی القوم لا یکون زیدا

دوسری قسم: مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو۔ اس میں اعراب کے اعتبار سے دو وجہیں پڑھنا جائز ہے۔ (۱) نصب (۲) ماقبل سے بدل

نصب پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ مستثنیٰ متصل ہے جو کہ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے، لہٰذا منصوب پڑھیں گے

ماقبل سے بدل واقع ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ بدل کلام میں مقصود ہوتا ہے اور بدل کے لیے کوئی مانع بھی نہیں

ہے لہذا یہ بدل واقع ہوگا۔ ماجاءَ أحدٌ إلا زیدٌ

منصوب پڑھنے کی مثال: ماجاءَ احدٌ إلا زیدًا

بدل پڑھنے کی مثال: ماجاءَ احدٌ إلا زیدٌ اس میں زید احد مستثنیٰ منہ سے بدل واقع ہے۔

تیسری قسم: جب مستثنیٰ مفرغ إلا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب بحسب عوامل ہوگا یعنی عامل اگر رافع ہو تو مستثنیٰ پر بھی رفع ہوگا جیسے ماجاءني إلا زیدٌ زید مستثنیٰ فاعل ہے جاءني فعل کے لیے لہذا مرفوع ہوگا۔

- اور اگر عامل ناصب ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی نصب آئے گا جیسے ما رأیت إلا زیدًا اس مثال میں زیدًا مستثنیٰ ہے ورما رأیت فعل کے لیے مفعول واقع ہے۔
- اور اگر عامل جارہ ہوگا تو مستثنیٰ پر بھی جر آئے گا جیسے ما مررت إلا بزیدٍ اس مثال میں زید مجرور ہے اس پر عامل حرف جر باء ہے۔

چوتھی قسم: مستثنیٰ اگر غیر یا سوی یا سواء یا حاشا کے بعد آئے تو اکثر نحویوں کے ہاں مجرور ہوگا۔ جیسے جاءني القوم غیر زیدٍ و سوی زیدٍ و سواء زیدٍ و حاشا زیدٍ۔

غیر، سوی، سواء، حاشا ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور ہونے کی وجہ: اکثر نحوی حضرات فرماتے ہیں کہ ان حروف کے بعد مستثنیٰ مجرور اس لیے ہوگا کہ یہ مضاف ہوں گے اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہوگا اور حاشا کے بعد مستثنیٰ اس لیے مجرور ہوگا کہ اکثر نحویوں کے ہاں یہ حرف جر ہے جیسے جاءني القوم حاشا زیدٍ بعض نحویوں کے ہاں حاشا فعل ہے ور اس صورت میں زیدًا مستثنیٰ منصوب ہوگا جیسے جاءني القوم حاشا زیدًا

واعلم أن إعراب غير كإعراب المستثنى بإلا تقول جاءني القوم غير زيدٍ وغير حمارٍ وما جاءني
اور جان لو کہ غیر کا اعراب مستثنیٰ بإلا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے جاءني القوم غیر زیدٍ وغیر حمارٍ وما جاءني
غير زيدٍ القومُ وما جاءني احدٌ غير زيدٍ وغير زيدٍ وما رأيت غير زيدٍ وما مررت بغير زيدٍ واعلم أن لفظة
غیر زیدٍ القوم وما جاءني احد غیر زیدٍ وغیر زیدٍ وما رأیت غیر زیدٍ وما مررت بغیر زیدٍ اور جان لو کہ بے شک لفظ
غير موضوعة للصفة وقد تستعمل للاستثناء كما أن لفظة إلا موضوعة للاستثناء
غیر صفت کے واسطے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی استثناء کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ بے شک لفظ إلا استثناء کے واسطے وضع کیا گیا ہے
وقد تستعمل للصفة كما في قوله تعالى لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا أي غير الله وكذلك قولك لا إله إلا الله
اور کبھی کبھی صفت کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول لو کان فیهما آلهة إلا الله لفسدتا (اگر زمین اور آسمان میں بہت
معبود ہوتے سوائے اللہ کے تو البتہ زمین و آسمان میں فساد برپا ہو جاتا) اور اسی طرح تیرا قول لا إله إلا الله (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے)

چوتھی بات لفظ غیر کے اعراب سے متعلق

لفظ غیر کے اعراب مستثنیٰ کے اعراب کی طرح پانچ صورتوں پر ہیں۔

۱) مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو غیر منصوب ہوگا جیسے جاءنی القوم غیر زید

۲) مستثنیٰ منقطع ہو تو غیر منصوب ہوگا، جیسے جاءنی القوم غیر حمار

۳) کلام غیر موجب میں مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا جیسے ما جاءنی غیر زید القوم

۴) کلام غیر موجب میں مستثنیٰ الا کے بعد واقع اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو غیر کو نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور مستثنیٰ ماقبل سے بدل واقع ہونے کی صورت میں رفع بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے ما جاءنی احد غیر زید، ما جاءنی احد غیر زید

۵) مستثنیٰ مفرغ، الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور نہ ہو تو غیر کا اعراب بھی حسب العوامل ہوگا۔ رفع کی مثال: ما جاءنی غیر زید، نصب کی مثال: ما رأیت غیر زید، جر کی مثال: ما مررت بغیر زید

پانچویں بات لفظ غیر اور الا کا ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہونے کا ذکر

✡ لفظ غیر کبھی الا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی القوم غیر زید۔

✡ کبھی غیر کی جگہ الا صفت کے لیے آتا ہے۔ جیسے لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا

یہاں الا کو استثناء کے لیے نہیں بنا سکتے، کیونکہ اس صورت میں دو خرابیاں لازم آئیں گی۔

پہلی خرابی: یہ لازم آئے گی کہ آلهة جمع منکور (نکرہ) ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جمع منکور سے استثناء بنانا جائز نہیں ہے۔

دوسری خرابی: یہ لازم آئے گی کہ اس کے معنی میں خرابی لازم آئے گی کیونکہ الا کو استثناء کے لیے بنائیں گے تو مذکورہ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ اگر زمین و آسمان میں کوئی الٰہ ہوتا مگر اللہ اللہ تو فساد ہو جاتا۔ اس صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اللہ ان الٰہ کے ساتھ ہے اس لیے فساد نہیں ہوا، لیکن اللہ ان کے ساتھ نہ ہوتا تو فساد ہو جاتا حالانکہ یہ آیت توحید کو بیان کر رہی ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ ہوتا تو فساد پڑ جاتا۔

لا الٰہ الا اللہ: اس مثال میں بھی الا استثناء کے لیے بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر استثناء کے لیے بنائیں گے تو مستثنیٰ متصل بنائیں گے اور یا منقطع۔ اگر مستثنیٰ متصل بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبود برحق اللہ کے سوا کوئی نہیں لازم آتا ہے کہ معبودان باطلہ ہیں اور اگر مستثنیٰ منقطع بنائیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ معبودان باطلہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو لازم آتا ہے کہ معبودان برحق ہیں جب کہ دونوں معنی غلط ہیں۔ یہاں پر الا غیر کے معنی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

منصوبات کی نویں قسم کان اور اس کے اخوات کی خبر

فصل خبر كان وأخواتها هو المسند بعد دخولها نحو كان زيد قائما وحكمه كحكم خبر المبتدأ إلا

کان اور اس کے اخوات کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے کان زید قائما اور حکم اس کا مبتدا کی خبر کے حکم کی مانند

أنه يجوز تقديمه على اسمائها مع كونه معرفة بخلاف خبر المبتدأ نحو كان القائم زيد

ہے سوائے اس بات کے کہ کان اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہے جب کہ مبتدا کی خبر جب معرفہ ہو تو اسے مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے کان القائم زید

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے منصوبات کی نویں قسم کان اور اس کے اخوات (یعنی افعال ناقصہ) کی خبر کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات: کان اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

دوسری بات: کان کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

پہلی بات کان اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف

کان اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو۔ جیسے کان زید قائما (زید کھڑا تھا) اس میں قائما کان کی خبر ہے جو کہ کان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

کان اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم: مبتدا کی خبر کی طرح ہے۔ جیسے مبتدا کی خبر مفرد، جملہ، معرفہ، نکرہ، واحد اور متعدد ہوتی ہے اسی طرح کان اور اس کے اخوات کی خبر بھی سب احکام میں مبتدا کی خبر کے مثل ہے۔

دوسری بات کان کی خبر اور مبتدا کی خبر میں فرق

کان اور اس کے اخوات کی خبر اور مبتدا کی خبر میں صرف ایک فرق ہے، اور وہ یہ ہے کہ کان اور اس کے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو اپنے اسم پر مقدم ہو سکتی ہے، یعنی اس کا اپنے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے، جیسے کان القائم زید کہنا درست ہے، برخلاف مبتدا کی خبر کے کہ اس کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، جب وہ معرفہ ہو، کیونکہ اس صورت میں مبتدا اور خبر میں التباس ہو جائے گا جب کہ کان اور اس کے اخوات کی خبر اور اسم کے اعراب مختلف ہونے کی وجہ سے التباس کا اندیشہ نہیں ہے۔

منصوبات کی دسویں قسم اِنّ اور اس کے اخوات کا اسم

فصل: اسم إنّ وأخواتها وهو المسند إليه بعد دخولها نحو إنّ زيدا قائم

اِنّ اور اس کے اخوات کا اسم وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے اِنّ زیدًا قائمٌ بے شک زید کھڑا ہے۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی دسویں قسم اِنّ اور اس کے اخوات کا اسم ذکر فرما رہے ہیں۔

اِنّ اور اس کے اخوات کا اسم: وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو اور وہ اسم کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے اِنّ زیدًا قائمٌ (بیشک زید کھڑا ہے) اس مثال میں زیدًا اِنّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

منصوبات کی گیارہویں قسم لائے نفی جنس کا اسم

فصل: المنصوب بلا التي لنفي الجنس هو المسند إليه بعد دخولها ويليها نكرة مضافة نحو

المنصوب بلا التي لنفي الجنس وہ ہے جو مسند الیہ ہو اس کے داخل ہونے کے بعد اور اس کے ساتھ ملا ہو نکرہ مضاف جیسے

لا غلام رجل في الدار أو مشابهة لها نحو لا عشرين درهما في الكيس فإن كان بعد لا نكرة مفردة تبنى على الفتح

لا غلام رجل في الدار یا مشابہ مضاف جیسے لا عشرین درهما في الکیس پس اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو تو وہ فتح پر مبنی ہوگا

نحو لا رجل في الدار وإن كان معرفة أو نكرة مفصولا بينه وبين لا كان مرفوعا ويجب تكرير لا مع اسم

جیسے لا رجل في الدار اور اگر لا کے بعد معرفہ ہو یا ایسا نکرہ ہو جس کے اور لا کے درمیان فاصلہ ہو تو وہ مرفوع ہوگا اور لا کا تکرار

آخر تقول لا زيد في الدار ولا عمرو ولا فيها رجل ولا امرأة ويجوز في مثل لا حول ولا قوة إلا بالله خمسة

واجب ہے دوسرے اسم کے ساتھ جیسے لا زید في الدار ولا عمرو، لا فیہا رجل ولا امرأۃ (اس شخص کے جواب میں ہے جو کہتا ہے أزید في الدار أم امرأۃ) اور جائز ہے لا حول ولا قوۃ إلا باللہ جیسی مثالوں میں پانچ

أوجه فتحهما ورفعهما وفتح الأول ونصب الثاني وفتح الأول ورفع الثاني ورفع الأول وفتح الثاني

وجہیں: دونوں کا فتح، دونوں کا رفع، اول کا فتح اور ثانی کا نصب، اور اول کا فتح اور ثانی کا رفع اور اول کا رفع اور ثانی کا فتح

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے منصوبات کی گیارہویں قسم لائے نفی جنس کا اسم ذکر فرما رہے ہیں اس فصل میں چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات	لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال
دوسری بات:	لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر
تیسری بات:	لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں
چوتھی بات:	لا حول ولا قوۃ إلا باللہ جیسی مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

پہلی بات　لائے نفی جنس کے اسم کی تعریف اور مثال

لائے نفی جنس کا اسم وہ ہے جو مسند الیہ ہو، اس کے داخل ہونے کے بعد جب کہ اس لا کے ساتھ نکرہ مضاف ملا ہوا ہو یا شبہ مضاف ملا ہوا ہو۔

دوسری بات　لائے نفی جنس کے اسم کے منصوب ہونے کے لیے تین شرائط کا ذکر

(۱) لائے نفی کے درمیان فاصلہ نہ ہو　(۲) نکرہ مضاف ہو　(۳) نکرہ شبہ مضاف ہو۔

مثال: نکرہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے لا غلامَ رجلٍ في الدار (نہیں ہے کسی مرد کا کوئی غلام گھر میں) اس مثال میں لائے نفی جنس کا اسم غلام نکرہ مضاف ہے جو لا کے ساتھ متصل ہے رجل مضاف الیہ ہے۔ غلام مضاف رجل مضاف الیہ سے مل کر لائے نفی جنس کا اسم ہے، في الدار ظرف مستقر اس کی خبر ہے۔ اس میں غلام کو نصب لائے نفی جنس نے دیا ہے۔

لا کے ساتھ مشابہ مضاف ملا ہوا ہو۔ جیسے لا عشرين درهمًا في الكيس (نہیں ہیں بیس درہم تھیلی میں) اس مثال میں لائے نفی جنس کا اسم عشرین نکرہ مشابہ مضاف ہے جو کہ لا کے ساتھ ملا ہوا ہے (عشرین مشابہ مضاف اس لیے ہے کہ جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر نامکمل ہے اسی طرح عشرین ممیز بھی تمیز کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے) درهمًا اس کی تمیز ہے ممیز تمیز مل کر لا کا اسم، في الكيس ظرف مستقر اس کی خبر بنے گی۔

تیسری بات　لائے نفی جنس کے اسم کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی صورتیں

پہلی صورت: اگر لائے نفی جنس کے بعد اس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو اس کا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے لا رجلَ في الدار اس مثال میں رجل نکرہ ہے اور مفرد ہے، لہذا مبنی بر فتحہ ہوگا۔

نکرہ مفرد مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ: لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ اس لیے ہوگا کہ اس صورت میں نکرہ مفرد مِن کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو تو وہ اسم مبنی ہوتا ہے جس طرح حرف مبنی ہوتا ہے کیونکہ تمام حروف مبنی ہوتے ہیں۔ جیسے لا رجلَ في الدار کا معنی ہے لا مِن رجلٍ في الدار کیونکہ یہ جملہ اس شخص کے جواب میں ہے جس نے کہا: هل مِن رجلٍ في الدار؟ تو جواب دیا گیا: لا مِن رجلٍ في الدار پھر تخفیف کے لیے مِن کو حذف کر دیا اور مبنی بر فتحہ اس لیے کہ فتحہ اخف الحرکات ہے یعنی خفیف اور ہلکا ہے۔ یہاں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہو لہذا یہ حکم تثنیہ اور جمع کو بھی شامل ہوگا۔

دوسری صورت: اگر لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو وہ مرفوع ہوگا اور دوسرا لا مکرر آئے گا دوسرے اسم کے ساتھ۔ جیسے لا زیدٌ في الدار ولا عمرٌو اس مثال میں زید معرفہ ہے لہذا یہ مرفوع ہوگا اور لا دوسرے اسم کے ساتھ مکرر ہوگا۔

مثال: لا فيها رجلٌ ولا امرأةٌ اس مثال میں رجل نکرہ ہے اس کے اور لا کے درمیان فیہا کا فصل ہے لہذا رجل مرفوع پڑھا جائے گا اور لا دوسرے اسم کے ساتھ مکرر بھی لایا گیا ہے جیسے ولا امرأة

مذکورہ دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کے اسم کو مرفوع پڑھنے کی وجہ: یہ ہے کہ پہلی صورت میں لا نفی جنس کا اسم ہے اس لیے مرفوع ہوگا کہ لا کو وضع نکرہ کی صفت کی نفی کے لیے وضع کیا ہے جبکہ اس کا اثر معرفہ پر نہیں ہوگا اس کا عمل لغو ہو جائے گا جب دوسرا اسم نکرہ مفصول ہو تو بھی لا عمل نہیں کرے گا لہٰذا بعد والا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

لا کو دوسرے اسم کے ساتھ مکرر لانے کی وجہ: یہ ہے کہ تاکہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے چونکہ لا زید في الدار ولا عمرو تاکیدِ نفی کے لیے ہے ولا قوۃ کا عطف حول کے محل پر ہے اور حول حقیقت میں مبتدا ہونے کی وجہ سے محل مرفوع ہے لہٰذا قوۃ بھی مرفوع ہوگا معطوف ہونے کی وجہ سے اس صورت میں بھی دو وجہیں جائز ہیں مفرد کا عطف مفرد پر یا جملہ کا عطف جملہ پر۔

چوتھی بات لا حول ولا قوۃ إلا باللہ جیسی مثال کی اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں

لا حول ولا قوۃ إلا باللہ جیسی مثال میں اعراب کے اعتبار سے پانچ صورتیں جائز ہیں۔

پہلی صورت: لا حول ولا قوۃ إلا باللہ دونوں اسم مبنی بر فتحہ پڑھنا۔ اس صورت میں دونوں لا نفی جنس ہوں گے اور حول اور قوۃ ان کا اسم ہوگا اور لائے نفی جنس کا اسم جب نکرہ مفرد ہو تو وہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں ترکیب کے اعتبار سے دو احتمالات جائز ہیں۔

پہلا احتمال: مفرد کا عطف مفرد پر ہو اور دونوں کی خبر ایک ہو اس صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی لا حول عن المعصیۃ ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابتان بأحد إلا باللہ اس مثال میں لا قوۃ مفرد کا عطف لا حول مفرد پر ہوگا اور ثابتان بأحد إلا باللہ دونوں کی خبر ہوگی۔

دوسرا احتمال: یہ ہے کہ جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا اس صورت میں تقدیری عبارت یہ ہوگی لا حول عن المعصیۃ ثابت بأحد ولا قوۃ علی الطاعۃ ثابت بأحد إلا باللہ اس صورت میں لا قوۃ جملہ کا عطف لا حول جملہ پر ہوا ہے اس دونوں جملوں کی خبر الگ الگ ہے۔

دوسری صورت: لا حولٌ ولا قوۃٌ إلا باللہ دونوں اسموں کو مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھیں گے اس صورت میں دونوں جگہ لا زائد ہوگا اس وقت یہ جملہ ایک سوال کے جواب میں واقع ہوگا سوال یہ ہے: أبغیر اللہ حول وقوۃ؟ (کیا اللہ کے بغیر گناہ سے پھرنا اور عبادت پر طاقت ہے؟) پس سوال کے مطابقت کی وجہ سے حول وقوۃ مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہیں۔ اس میں بھی دو وجہیں ہیں، جملہ کا عطف جملہ پر اور مفرد کا عطف مفرد پر ہو سکتا ہے۔

تیسری صورت: لا حول ولا قوۃً إلا باللہ پہلا اسم مبنی بر فتحہ ہوگا اور دوسرے اسم پر نصب آئے گا تنوین کے ساتھ

اس صورت میں اول لائے نفی جنس کا ہوگا اور دوسرا لا زائدہ نفی کی تاکید ہے اور قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر ہوگا، اس صورت میں مفرد کا عطف مفرد اور جملہ کا عطف جملہ پر جائز ہے۔

چوتھی صورت: لا حولَ ولا قوۃٌ إلا باللہ اول کا فتح اور ثانی کا رفع۔ اول کا لائے نفی جنس کا ہوگا دوسرا تنوین کے ساتھ مرفوع ہوگا۔ اس میں دوسرے اسم کا لا زائدہ ہے۔

پانچویں صورت: لا حولٌ ولا قوۃَ إلا باللہ اول اسم کا رفع مع تنوین اور دوسرے اسم کا فتح۔ اول قسم کو رفع اس بنا پر کہ یہ لا مشبہ بلیس ہے، دوسرے کا اس بنا پر کہ یہ لائے نفی جنس کا ہے لیکن اول اسم کا رفع ضعیف ہے کیونکہ لا بمعنی لیس کم استعمال ہوتا ہے۔

اس صورت میں عطف الجملۃ علی الجملۃ والی صورت جائز ہے لیکن عطف المفرد علی المفرد والی صورت جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں دونوں کی خبر ایک ہوتی ہے جب کہ لائے نفی جنس کی خبر منصوب اور مشبہ بلیس کی خبر مرفوع ہوتی ہے لہذا ایک خبر دونوں کی نہیں ہو سکتی ہے۔

وقد يحذف اسم لا لقرينة نحو لا عليك أي لا بأس عليك

(اور کبھی کبھی لائے نفی جنس کا اسم کسی قرینہ کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جیسے لا علیک یعنی لا بأس علیک (تجھ پر کوئی حرج نہیں))

کبھی لائے نفی جنس کا اسم قرینہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے

قرینہ: یہ ہے کہ لا علیک اصل میں لا بأس علیک تھا بأس کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے چونکہ لا حرف ہے اور علیک میں بھی علی حرف جارہ ہے تو حرف داخل ہوا ہے جب کہ حرف پر حرف داخل نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے جو کہ بأس ہے۔

خبر ما و لا المُشَبَّهَتَین بِلَیس

فصل خبر ما و لا المشبهتين بليس هو المسند بعد دخولهما نحو ما زيدٌ قائمًا

(ما و لا المشبہتین بلیس کی خبر وہ ہے جو مسند ہو ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائمًا (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) و

ولا رجلٌ حاضرًا وإن وقع الخبر بعد إلا نحو ما زيد إلا قائم أو تقدم الخبر

لا رجل حاضرًا (کوئی مرد حاضر نہیں ہے) اور اگر خبر إلا کے بعد واقع ہو جیسے ما زید إلا قائم (نہیں ہے زید مگر کھڑا ہونے والا) یا خبر اسم

على الاسم نحو ما قائم زيد أو زيدت إن بعد ما نحو ما إن زيد قائم بطل العمل كما رأيت في الأمثلة

پر مقدم ہو جائے جیسے ما قائم زید، یا ما کے بعد اِن زیادہ ہو جائے جیسے ما اِن زید قائم تو ما اور لا کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے کہ آپ نے

وهذه لغة أهل الحجاز وأما بنو تميم فلا يعملونهما أصلًا قال الشاعر على لسان بني تميم شعر

مثالوں میں، یہ بیان اور یہ لغت اہل حجاز کی ہے لیکن بنو تمیم تو وہ ان دونوں کو عمل نہیں دیتے۔ جیسے کہ شاعر نے بنی تمیم کی زبان میں کہا ہے۔

ومهفهف كالغصن قلت له انتسب فأجاب ما قتل المحب حرامٌ برفع حرام

بعض پتلی کمر والے جو پتلی ہونے میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں میں نے ان سے کہا اپنا نسب بیان کرو تو
اس نے جواب دیا کہ عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔ حرام کے رفع کے ساتھ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے منصوبات کی بارہویں قسم ما ولا المشبہتین بلیس کی خبر کو ذکر فرما رہے ہیں، اس فصل میں تین باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: ما ولا المشبہتین بلیس کی خبر اور مثال

دوسری بات: ما اور لا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

تیسری بات: ما اور لا کے عامل بننے اور نہ بننے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کے مسلک کا اظہار اور زہیر شاعر کا شعر

پہلی بات ما ولا المشبہتین بلیس کی خبر کی تعریف اور مثال

ما ولا المشبہتین بلیس کی خبر وہ ہے جو مسند ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے ما زید قائمًا اس میں قائمًا ما کی خبر ہے اور مسند ہے ما کے داخل ہونے کے بعد، لہٰذا یہ منصوب ہوگی۔ لا رجل حاضرًا اس مثال میں حاضرًا لا کی خبر ہے جو کہ لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے اور منصوب ہے۔

دوسری بات ما اور لا کے عمل کے باطل ہونے کی تین صورتیں

پہلی صورت: ما اور لا کے اسم اور خبر کے درمیان لفظ إلا ہو تو ما اور لا کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے ما زید إلا قائم اس مثال میں إلا اسم اور خبر کے درمیان میں آنے کی وجہ سے ما نے قائم میں عمل نہیں کیا۔ اس صورت میں اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے

عمل باطل ہونے کی وجہ: یہ ہے کہ یہ ما اور لا لیس کی مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں اور مشابہت نفی میں ہے لیس کے ساتھ۔ اب جب اس کے بعد إلا آ گیا تو نفی والا معنی ختم ہو گیا اور اثبات والا معنی آ گیا کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اثبات پیدا ہو جاتا ہے اور نفی والا معنی ختم ہو جاتا ہے۔ اب جب نفی والا معنی ختم ہو جائے تو لیس کے ساتھ مشابہت بھی ختم ہو جائے گی تو ان کا عمل بھی ختم اور باطل ہو جائے گا۔

دوسری صورت: ما ولا المشبہتین بلیس کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو جائے تو بھی ان کا عمل باطل ہو جائے گا۔

جیسے ما قائم زید، ان میں قائم جو ما کی خبر ہے وہ اسم پر مقدم کی گئی ہے لہذا ما کا عمل باطل ہوگا اور ما عمل نہیں کرے گا۔

پس ما قائم زید، مبتدا خبر ہوں گے۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: ما کی خبر جو اس کے اسم پر مقدم کرنے کی صورت میں ما کا عمل باطل ہوگا کیونکہ ما اور لا عمل میں ضعیف ہیں اور کمزور ہیں، وہ صرف اسی وقت عمل کرتے ہیں جب تک اسم اور خبر کی ترتیب باقی رہے۔ خبر کو مقدم کرنے کی صورت میں ترتیب ختم ہو جاتی ہے تو ان کا عمل بھی باطل ہو جائے گا۔

تیسری صورت: ما و لا المشبہتین بلیس اور ان کے اسم کے درمیان لفظ ان کا فصل آجائے تو پھر بھی ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمل نہیں کرتے ہیں۔ جیسے ما ان زید قائم، اس مثال میں ما اور اس کے اسم کے درمیان ان کا فصل آگیا ہے لہذا ما کا عمل باطل ہو جائے گا۔

عمل باطل ہونے کی وجہ: ما و لا المشبہتین بلیس اور اس کے اسم کے درمیان لفظ ان آجائے تو اس لیے ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے کہ چونکہ ما اور لا عمل کرنے میں کمزور ہوتے ہیں لہذا یہ اتصال والی صورت میں ہی عمل کرتے ہیں یعنی وہ اپنے اسم کے ساتھ ملے ہوئے ہوں تو اگر ان کے بیچ میں فصل آجائے تو عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے لہذا یہاں بھی ان کی وجہ سے فصل آگیا ہے جس کی وجہ سے ما کا عمل باطل ہو جائے گا۔

تیسری بات: ما اور لا کے عامل ہونے اور نہ ہونے سے متعلق اہل حجاز اور بنی تمیم کے مسلک کا اظہار اور زہیر شاعر کا شعر

اہل حجاز کا موقف: یہ ہے کہ وہ ما اور لا کو عمل دیتے ہیں چونکہ ان کی مشابہت لیس کے ساتھ ہے جس طرح لیس عمل کرتا ہے، یہ بھی عمل کریں گے۔ اہل حجاز کی لغت میں قرآن اترا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے ما ھذا بشرا اس میں بشرا میں ما نے عمل کیا ہے۔

بنو تمیم کا موقف: بنو تمیم والے حضرات ما و لا کو عمل نہیں دیتے ہیں بلکہ ما اور لا داخل ہونے سے پہلے وہ اسم مبتدا اور خبر تھے تو ما اور لا کے داخل ہونے کے بعد بھی مبتدا و خبر ہوں گے۔ مصنف بنو تمیم کے موقف کے لیے بنو تمیم کے زہیر نامی شاعر کا شعر پیش فرما رہے ہیں کہ اس نے بھی ما اور لا کو عمل نہیں دیا ہے۔

ترجیح: ترجیح اہل حجاز کو ہے، کیونکہ ان کا استدلال قرآن مجید کی آیت کریمہ سے ہے مختصرا ما مشبہ بلیس عمل کرتا ہے۔

شعر

ومهفهف كالغصن قلت له انتسب فأجاب ما قتل المحب حرام

ترجمہ: بعض پتلی کمر والے اپنی نزاکت میں شاخ کی طرح ہوتے ہیں میں نے ان سے کہا اپنا نسب بیان کرو تو

اس نے جواب دیا کہ: عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

شعر کی وضاحت: یہ ہے کہ بعض پتلی کمر والے نزاکت میں مثل شاخ کے تھے میں نے ان سے کہا کہ تو اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب میں کہا کہ میرے نزدیک محبوب کا محب و عاشق کو قتل کرنا حرام نہیں ہے یعنی میں ان محبوبوں اور معشوقوں میں سے ہوں جن کے ہاں عاشق کا قتل کرنا حرام نہیں تھا۔

محل استشہاد: اس شاعر نے ضمناً اپنا نسب بیان کیا ہے کہ میں بنو تمیم قبیلہ سے ہوں اس طرح کہ حرام مرفوع پڑھا حالانکہ یہاں ما مشابہ بلیس ہے مگر اس نے اس کو عمل نہیں دیا۔

ترکیب شعر: واؤ بمعنی رب حرف جار، مهفهف موصوف، كالغصن بطریقہ کاف بمعنی مثل مضاف الغصن مضاف الیہ ہوا اب مضاف مع مضاف الیہ ملکر صفت ہوا مهفهف موصوف کے لیے، یہ موصوف مع صفت لفظاً مجرور محلاً مرفوع مبتدا، قلت فعل با ضمیر بارز فاعل، له قلت سے متعلق ہوا، یہ قلت فعل مع فاعل اور مع متعلق ملکر قول ہوا، انتسب فعل أنت ضمیر مستتر ہو کر فاعل ہوا، اب انتسب فعل مع فاعل ملکر مقولہ ہوا، یہ قول مع المقولہ ملکر خبر ہوا، یہ مبتدا مع الخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، واؤ عاطفہ أجاب فعل ضمیر ہو مستتر فاعل، ما مشابہ بلیس، قتل المحب مضاف مع مضاف الیہ ملکر ما کے لیے اسم ہوا، حرام خبر ما کے لیے، ما مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے ملکر مفعول أجاب کا، یہ أجاب فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

تمارین

سوال نمبر۱: حال کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر۲: حال میں عامل کیا ہوتا ہے ان کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۳: حال کا جملے پر مقدم کرنا کب واجب ہوتا ہے؟

سوال نمبر۴: حال کے عامل کو حذف کیا جاتا ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر۵: تمیز کی تعریف کریں اور اس کی مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۶: تمیز کس چیز کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۷: کیا تمیز جملے کے بعد ذکر کی جاتی ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۸: تمیز کی اقسام کتنی ہیں مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۹: مستثنیٰ کی تعریف کریں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۰: مستثنیٰ کی کتنی اقسام ہیں ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۱: مستثنیٰ کے اعراب کے اعتبار سے اقسام مع امثلہ ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۲: مستثناء مفرغ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۳: کلام موجب اور کلام غیر موجب کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر۱۴: لفظ غیر کا اعراب کیا ہے مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۵: اِلّا اور غیر میں کیا فرق ہے مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۶: مستثنیٰ کا اعراب خلا عدا اور حاشا و سوی کی صورت میں کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۷: مستثنیٰ کو مرفوع پڑھنا کب جائز ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۱۸: مستثنیٰ میں نصب کب متعین ہوتا ہے ذکر کریں؟

سوال نمبر۱۹: خبر کان کا حکم کیا ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر۲۰: کان اور اس کے اخوات کیا ہیں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر۲۱: لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں اعراب کے اعتبار سے کتنی توجیہات ممکن ہیں تفصیل سے ذکر کریں؟

سوال نمبر۲۲: ما ولا المشبھتین بلیس کو عمل دینے میں اہل حجاز کی کیا دلیل ہے اور عمل نہ دینے میں بنی تمیم کی کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر ۲۳: ما و لا المشبہتین بلیس میں کون کب منصوب ہوتا ہے مثال سے واضح کریں؟

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِي الْمَجْرُوْرَاتِ

المقصد الثالث في المجرورات الأسماء المجرورة هي المضاف إليه فقط وهو كل اسم نسب إليه شيء

مقصد ثالث مجرورات میں ہے اسمائے مجرورہ فقط مضاف الیہ ہی ہے اور مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو

بواسطة حرف الجر لفظا نحو مررت بزيد ويعبر عن هذا التركيب في الاصطلاح بأنه الجار والمجرور أو

بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف جر لفظاً موجود ہو جیسے مررت بزید اور اصطلاح میں اس کی ترکیب کو تعبیر کیا جاتا ہے جار و مجرور کے ساتھ یا

تقديرا نحو غلام زيد فإنه تقديره غلام لزيد ويعبر عنه في الاصطلاح بأنه مضاف ومضاف إليه ويجب

وہ حرف جر مقدر ہو جیسے غلام زید کہ اس کی تقدیری عبارت غلام لزید ہے اور اصطلاح میں اس کو مضاف اور مضاف الیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور واجب

تجريد المضاف عن التنوين وما يقوم مقامه وهو نون التثنية والجمع نحو غلام زيد وغلاما زيد ومسلمو مصر

ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے اور اس چیز سے جو تنوین کے قائم مقام ہے اور
وہ نون تثنیہ و جمع ہیں جیسے غلام زید اور غلاما زید اور مسلمو مصر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات اور منصوبات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے مقصد ثالث مجرورات کی بحث کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس میں مصنف نے پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: مضاف الیہ کی تعریف

دوسری بات: مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

تیسری بات: اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف، اقسام اور اس کے فائدے

چوتھی بات: اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا ذکر اور اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

پانچویں بات: مضاف سے متعلق چند قاعدے

پہلی بات — مضاف الیہ کی تعریف

مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف نسبت کی گئی ہو کسی شئی کی (خواہ وہ شئے فعل ہو یا اسم) بواسطہ حرف جر کے خواہ حرف لفظاً موجود ہو۔ جیسے مررت بزید اور اس کا اصطلاح میں جار مجرور کہتے ہیں خواہ تقدیراً موجود ہو۔ جیسے غلام زید اصل میں غلام لزید تھا اس میں لام حرف جر تقدیراً موجود ہے اور اسے نحوی اصطلاح میں مضاف مضاف الیہ کہتے ہیں۔

دوسری بات — مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کا ذکر

مضاف کا تنوین اور قائم مقام تنوین (یعنی نون تثنیہ و نون جمع سالم) سے خالی ہونا واجب ہے۔

مضاف پر تنوین اور قائم مقام تنوین نہ آنے کی وجہ: یہ ہے کہ تنوین اور قائم مقام تنوین کلمہ کے تام ہونے کی علامت ہیں بخلاف اضافت کے وہ مضاف کا مضاف الیہ کے ساتھ تعلق پیدا کرتی ہے اور اضافت کی وجہ سے مضاف، مضاف الیہ کے بغیر نا تمام رہتا ہے لہٰذا مضاف کا تنوین و قائم مقام تنوین سے خالی ہونا ضروری ہے۔

مضاف کا تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جاءنی غلام زید اس مثال میں غلام مضاف ہے جو کہ تنوین سے خالی ہے۔

مضاف کا قائم مقام تنوین سے خالی ہونے کی مثال: جیسے جاءنی غلاما زید اور مسلمو مصر ان دونوں میں اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ و جمع گر گیا۔

مضاف کے شروع میں الف لام بھی نہیں ہوتا ہے: کیونکہ یہ بھی کلمہ تام ہونے پر دلالت کرتا ہے جو اضافت کے منافی ہے جیسے الغلام کی اضافت جب زید کی طرف کریں گے تو الف لام گر جائے گا غلام زید پڑھا جائے گا۔

واعلم أن الإضافة على قسمين معنوية ولفظية أما المعنوية فهي أن يكون المضاف غير صفة مضافة إلى

اور جان لیجئے کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے معنویہ اور لفظیہ بہرحال معنویہ یہ ہے کہ مضاف الیہ صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی

معمولها وهي إما بمعنى اللام نحو غلام زيد أو بمعنى من نحو خاتم فضة أو بمعنى في نحو صلاة الليل

طرف مضاف ہو اور یہ یا تو بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلام زید یا معنی من ہوتی ہے جیسے خاتم فضۃ یا معنی فی ہوتی ہے جیسے صلاۃ اللیل

وفائدة هذه الإضافة تعريف المضاف إن أضيف إلى معرفة كما مر وتخصيصه إن أضيف إلى نكرة كغلام رجل

اور اس کی اضافت کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف کو معرفہ بناتا ہے اگر اس کی اضافت معرفہ کی طرف ہو، جیسے گزر چکا ہے یا اس کو تخصیص بناتا ہے اگر اس کی اضافت کی جائے نکرہ کی طرف جیسے غلام رجل

وأما اللفظية فهي أن يكون المضاف صفة مضافة إلى معمولها وهي في تقدير الانفصال في اللفظ

اور اضافت لفظیہ وہ یہ ہے کہ مضاف الیہ صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور اضافت لفظیہ لفظ کے لحاظ سے تقدیر انفصال میں ہے

نحو ضارب زيد وحسن الوجه وفائدتها تخفيف في اللفظ فقط

جیسے ضارب زید و حسن الوجہ اس کا فائدہ صرف لفظ میں تخفیف پیدا کرنا ہے۔

تیسری بات اضافت کی اقسام اور اضافت معنویہ کی تعریف، اقسام اور اس کے فائدے

اضافت کی دو اقسام ہیں: (۱) اضافت معنوی (۲) اضافت لفظیہ

اضافت معنویہ کی تعریف: اضافت معنویہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔

یہاں صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل ہیں اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول

ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مضاف صفت نہیں ہوگا بلکہ اسم جامد ہوگا۔

جس کے مستعمل ہونے کی تین صورتیں ہیں:

۱) مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے غلام زید اس مثال میں غلام نہ صیغہ صفت ہے اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہے (یعنی فاعل یا مفعول کی طرف بلکہ غلام اسم جامد ہے)

۲) مضاف صیغہ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو۔ کریم البلد اس مثال میں کریم صیغہ صفت ہے جو کہ البلد کی طرف مضاف ہے معمول کی طرف مضاف نہیں اس لیے کہ البلد نہ تو اس کا فاعل ہے اور نہ ہی مفعول ہے بلکہ اس کا ظرف ہے چنانچہ کریم البلد کہنا درست نہیں کیونکہ شہر کریم نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ البلد کریم کے لیے فاعل نہیں بن سکتا ہے۔

۳) مضاف صیغہ صفت نہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے ضرب الیوم

اضافت معنویہ کی اقسام

پہلی قسم: اضافت لامیہ

دوسری قسم: اضافت منیہ

تیسری قسم: اضافت فیہ

اضافت لامیہ: سے مراد یہ ہے کہ جہاں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے نہ ہو بلکہ مباین ہو اور مضاف کے لیے ظرف بھی نہ بنے۔ جیسے غلام زید اصل میں غلام لزید

اضافت منیہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہو، یعنی جس پر مضاف صادق آئے اس پر مضاف الیہ بھی صادق آئے۔ جیسے خاتم فضۃ اصل میں خاتم من فضۃ تھا چونکہ اس میں من مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت منیہ اور بیانیہ کہتے ہیں۔

اضافت فیہ: سے مراد یہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو خواہ ظرف زمان ہو یا ظرف مکان۔ جیسے صلاۃ اللیل یہ اصل میں تھا صلاۃ فی اللیل چونکہ اس میں فی مقدر ہے اس لیے اس کو اضافت فیہ اور ظرفیہ بھی کہتے ہیں۔

اضافت معنویہ کے فائدے

فائدہ ۱: اضافت معنویہ تعریف کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو مضاف بھی معرفہ ہو جائے گا اگرچہ وہ نکرہ ہو۔ جیسے غلام زید اس مثال میں غلام نکرہ تھا لیکن جب غلام کی زید معرفہ کی طرف اضافت کی جائے تو وہ غلام جو نکرہ تھا اضافت کی وجہ سے وہ بھی معرفہ بن گیا۔

فائدہ ۲: اضافت معنویہ تخصیص کا فائدہ دیتی ہے اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو مضاف میں تخصیص پیدا ہو

جائے گی وہی مضاف پہلے بہت سے افراد کو شامل تھا اب تھوڑے افراد کو شامل ہوگا۔ جیسے غلام رجل اس مثال میں غلام نکرہ تھا مرد کا غلام ہو یا عورت کا آگے رجل کی طرف اضافت کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوئی یعنی عورت کا غلام نہیں ہے بلکہ مرد کا غلام ہے اس میں تخصیص آگئی اور افراد کم ہوگئے اب صرف مرد کے غلام کو شامل ہے۔

چوتھی بات اضافت لفظیہ کی تعریف اور اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا ذکر اور اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

اضافت لفظیہ کی تعریف: اضافت لفظیہ وہ صیغہ صفت ہے جو اپنے معمول (یعنی فاعل یا مفعول) کی طرف مضاف ہو۔

اضافت لفظیہ کا تقدیر انفصال پر ہونے کا ذکر

اضافت لفظیہ میں بظاہر تو مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہے لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف مضاف الیہ باعتبار معنی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے حقیقت میں مجرور نہیں ہے جیسے ضارب زید اصل میں معنی کے اعتبار سے ضارب زیدا تھا اب مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہوتا ہے لیکن اس مثال میں زید معنی کے اعتبار سے مفعول واقع ہے، لہٰذا معنی کے اعتبار سے انفصال ہے اب اضافت کے بعد ضارب زید ہو گیا مطلب یہ ہے اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیر انفصال میں ہونے کا اگرچہ لفظاً اتصال لگ رہا ہے۔

اضافت لفظیہ میں تخفیف کی صورتیں

اضافت لفظی کا فائدہ یہ ہے کہ وہ صرف لفظوں میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) مضاف میں تخفیف (۲) مضاف الیہ میں تخفیف (۳) مضاف مضاف الیہ دونوں میں تخفیف

۱) صرف مضاف میں تخفیف کرے گی جس سے تنوین اور نون تثنیہ وجمع گر جاتے ہیں۔ جیسے ضارب زید اصل میں ضارب تنوین کے ساتھ تھا، اسی طرح ضاربا زید اور ضاربو زید میں مضاف سے نون اعرابی گرا کر تخفیف کا فائدہ دیا۔

۲) صرف مضاف الیہ میں تخفیف ہوگی، اس طور پر کہ مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو کر صیغہ صفت مضاف میں مستتر ہو جائے گی۔ جیسے القائم الغلام اصل میں تھا القائم غلامہ یعنی غلامہ سے ضمیر کو تخفیف کے لیے حذف کر کے قائم کو اس کی طرف مضاف کر دیا

۳) تخفیف مضاف و مضاف الیہ دونوں میں ہو۔ جیسے حسن الوجہ یہ اصل میں تھا حسن وجہہ تھا تو مضاف سے تنوین حذف کی اور مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کیا۔

فائدہ: صیغہ صفت مضاف اس وقت ہوتا ہے جب وہ الف لام پر ٹیک نہ پکڑا ہو البتہ القائم میں الف لام آیا۔

واعلم أنك إذا أضفت الاسم الصحيح أو الجاري مجرى الصحيح إلى ياء المتكلم كسرت آخره

اور جان لیجئے کہ بے شک جب تو اضافت کرے اسم صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کی یائے متکلم کی طرف تو کسرہ دے اس کے آخر کو

وأسكنت الياء أو فتحتها كغلامي ودلوي وظبيي وإن كان آخر الاسم ألفاً تثبت كعصاي ورحاي خلافاً

اور ساکن کرے گا یاء کو یا فتحہ دے جیسے غلامي اور دلوي اور ظبيي اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رہے گا جیسے عصاي اور رحاي

لهذيل كعصيّ ورحيّ وإن كان آخر الاسم ياءً مكسوراً ما قبلها أدغمت الياء في الياء

اس میں ہذیل کا اختلاف ہے جیسے عصيّ اور رحيّ اور اگر اسم کے آخر میں یاء ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو یاء کو یاء میں مدغم کرے گا

وفتحت الياء الثانية لئلا يلتقي الساكنان تقول في القاضي قاضيّ وإن كان آخره واواً مضموماً ما قبلها

اور دوسری یاء کو فتحہ دے گا تاکہ دو ساکن جمع نہ ہوں جیسے تو کہے گا القاضي کو قاضيّ اور اگر اسم کے آخر میں واؤ ہو جس کا ماقبل مضموم ہو

قلبتها ياءً وعملت كما عملت الآن تقول جاءني مسلميّ وفي الأسماء الستة مضافة إلى ياء المتكلم

تو تبدیل کرے گا واؤ کو یاء سے پھر تو یاء کو یاء میں مدغم کرے گا تو کہے گا جاءني مسلميّ اور اسمائے ستہ میں جب وہ مضاف ہوں یائے متکلم

تقول أخي وأبي وحمي وهني وفيّ عند الأكثر وفمي عند قوم وذو لا يضاف إلى مضمرٍ أصلاً

کی طرف تو کہے گا أخي اور أبي اور حمي اور هني اور فيّ اکثر کے ہاں اور فمي ایک قوم کے ہاں اور ذو کو ضمیر کی طرف بالکل مضاف نہیں

وقول القائل شعر: إنما يعرف ذا الفضل من الناس ذووه شاذ وإذا قطعت هذه الأسماء عن الإضافة قلت

کیا جاتا ہے اور قائل کا قول شعر إنما يعرف ذا الفضل من الناس ذووه (بے شک لوگوں سے فضیلت والے آدمی کی فضیلت والا ہی جانتا ہے) شاذ ہے جب ان اسماء کو اضافت سے کاٹا جائے گا تو کہے گا

أخٌ وأبٌ وحمٌ وهنٌ وفمٌ وذو لا يقطع عن الإضافة ألبتة هذا كله بتقدير حرف الجر

أخ اور أب اور حم اور هن اور فم اور ذو منقطع عن الاضافة نہیں ہوتا ہے قطعاً یہ سب کی تفصیل حرف جر کی تقدیر کے ساتھ ہے

أما ما يذكر فيه حرف الجر لفظاً فسيأتيك في القسم الثالث إن شاء الله تعالى

لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر کا ذکر کیا جائے لفظاً پس عنقریب اس کی تفصیل قسم ثالث میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

پانچویں بحث — مضاف سے متعلق چند قاعدے

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے مضاف کے چند قاعدے ذکر فرما رہے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۱: جس وقت اسم صحیح اور جاری مجریٰ صحیح کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیا جائے گا اور یاء کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے اور یاء پر فتحہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ساکن تو اس لیے کہ سکون تخفیف ہے اور فتحہ اس لیے کہ فتحہ پڑھنا بھی خفیف ہے کیونکہ یہ اخف الحرکات ہے۔

اسم صحیح کی مثال: غلامي ہے اس مثال میں یاء کو سکون اور فتحہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔

جاری مجریٰ صحیح کی مثال: دلوي اور ظبيي ان دونوں مثالوں میں بھی یاء کو سکون اور فتحہ دونوں اعراب دے سکتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۲: اگر اسم مضاف کے آخر میں الف ہو خواہ تثنیہ کا ہو یا الف مقصورہ وغیرہ کا ہو جب اس کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو اس میں دو قول ہیں: (۱) جمہور کا (۲) امام ہذیل کا

جمہور: کہتے ہیں کہ الف کو اپنے حال پر باقی رکھ کر یاء پر فتحہ پڑھیں گے، کیونکہ یاء کو ساکن رکھیں تو الف اور یاء کے درمیان التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء گر جائے گی جو کہ صحیح نہیں ہے جیسے **عصای** اور **رحای**

امام ہذیل: کہتے ہیں کہ الف کو یاء سے تبدیل کریں گے اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کریں گے اور یاء پر فتحہ پڑھیں گے، کیونکہ اگر ساکن رکھیں تو التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء گر جائے گی، جو کہ صحیح نہیں ہے، جیسے **عصی** اور **رحی**

قاعدہ نمبر ۳: اگر مضاف کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو یعنی اسم منقوص ہو تو اس کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو دو حرف ایک جنس کے جمع ہونے کی وجہ سے یاء کو یاء میں ادغام کریں گے اور دوسری یاء پر فتحہ پڑھیں گے تاکہ التقائے ساکنین نہ آئے۔ جیسے **القاضی** سے **قاضیّ**

قاعدہ نمبر ۴: اگر مضاف کے آخر میں واو ماقبل مضموم ہو جب اس کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس میں واو کو یاء سے بدل دیں گے، اور یاء کو یاء میں ادغام کر دیں گے اور یاء پر فتحہ پڑھیں گے اور یاء سے پہلے والے حرف کو کسرہ کر دیں گے کیونکہ یاء اپنے ماقبل کسرہ چاہتا ہے جیسے **جاءنی مسلمیّ**

قاعدہ ۵: اگر اسمائے ستہ مکبرہ مضاف ہوں یاء متکلم کی طرف تو ان میں سے پہلے چار اسماء **اخ، اب، حم، ھن** کو بالاتفاق **اخی وابی وحمی وھنی** پڑھیں گے یعنی یاء کی تخفیف کے ساتھ پڑھیں گے ان کے آخر میں جو واو تھی وہ مضاف ہونے کے بعد واپس نہیں آئے گی کیونکہ کثرت استعمال تخفیف کو چاہتا ہے اور **فم** وا کثر حضرات کے ہاں **فی** پڑھا جاتا ہے ایک قوم کے ہاں **فمی** پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: **فم** اصل میں **فوہ** تھا کیونکہ اس کی جمع مکسر **افواہ** ہے، اور قاعدہ ہے کہ جمع تکسیر اور تصغیر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہے پھر ہاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا تو **فو** ہو گیا پھر واو خلاف قیاس میم سے تبدیل کیا گیا کیونکہ واو اور میم دونوں **قریب المخرج** ہیں۔ اگر واو کو میم میں نہ بدلیں اور اس واو پر اعراب جاری کر دیں تو واو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے واو الف سے تبدیل ہو جائے گا پھر جب اس کی اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جائے گا تو اسم معرب ایک حرف پر باقی رہ جائے گا اور ایک حرف والا معرب نہیں ہوتا ہے لہذا یہ ناجائز ہے، پس واو کو میم سے تبدیل کریں گے تو عدم اضافت کی صورت میں **فمٌ** پڑھا جائے گا لیکن جب اس کی اضافت کی جائے یاء متکلم کی طرف تو واو جو میم سے بدلی گئی پھر واپس آجائے گی پھر اس واو کو یاء سے تبدیل کر کے یاء متکلم میں ادغام کر دیں گے پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیں گے تو **فیّ** ہو جائے گا۔ اکثر حضرات کے ہاں اضافت کی صورت میں واو کو واپس اس لئے لایا جاتا ہے کہ اس کے محذوف ہونے کا سبب التقائے ساکنین ہے اور وہ سبب اب باقی نہیں رہا لہذا یہ

اصل کی طرف لوٹ آئے گی۔

لیکن مالک قوم کے ہاں واؤ کو واپس نہیں لوٹایا جائے گا بلکہ موجودہ حالت کو دیکھ کر فمی پڑھیں گے دوسرے اسماء کی طرح۔

ذو: اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا کیونکہ ذو اس لیے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس اسم جنس کی نکرہ کی صفت بنائے۔ جیسے جاءنی رجل ذو مال چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں لہذا اگر ضمیر کی طرف مضاف ہوگا تو خلاف وضع لازم آئے گا۔

قول لقائل: مصنف رحمہ اللہ قول لقائل سے ایک شعر پیش کر کے ایک سوال مقدر جواب دے رہے ہیں۔

سوال: یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ شاعر کے ایک شعر کے مصرعہ میں ذو کی اضافت ضمیر کی طرف ہو رہی ہے جیسے إنما يعرف ذا الفضل من الناس ذووه

جواب: مصنف رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہے یعنی بیان کرنا قلیل ہے کہ اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

شعر کا ترجمہ: بیشک لوگوں میں سے فضیلت والے آدمی کو فضیلت والا آدمی ہی جانتا ہے۔

ذو اور باقی اسمائے ستہ مکبرہ میں دو فرق ہیں۔

(۱) ذو صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے ضمیر کی طرف نہیں جب کہ دیگر ضمیر کی طرف بھی مضاف ہوتے ہیں۔

(۲) یہ ہے کہ ذو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے۔

اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت ختم کی جائے تو پڑھنے کا طریقہ

جب اسمائے ستہ مکبرہ سے اضافت ختم کر دی جائے یعنی ان اسماء کو کسی کی طرف مضاف نہ کیا جائے تو اخ، اب، حم وغیرہ کہا جائے گا لیکن ذو سے اضافت ختم نہیں ہوتی ہے، اس لیے کہ ذو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس کی وضع ہی اس لیے کی گئی ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس نکرہ کی صفت بنے۔

هذا كله الخ: یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر کی صورت تھی لیکن وہ اضافت جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو اس کی تفصیل عنقریب قسم ثالث میں آئے گی ان شاء اللہ تعالی

تمارین

سوال نمبر ۱: مجرورات کی اقسام ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: مضاف الیہ کسے کہتے ہیں مضاف الیہ میں جر آنے کی وجہ بتائیں اور مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳: مضاف الیہ میں کیا کیا چیز ضروری ہے مثال سے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۴: اضافت کی اقسام ذکر کریں مثال بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۵: اضافت معنویہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۶: اضافت لفظیہ کسے کہتے ہیں مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۷: صحیح اور جاری مجری صحیح کی جب اضافت یاء متکلم کی طرف کی جائے تو اس کا حکم کیا ہوگا مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر۸: اسم منقوص کی اضافت جب یاء متکلم کی طرف کی جائے تو یاء کا اعراب کیا ہوگا مثال سے واضح کریں؟

خاتمہ توابع کی بحث میں

اَلْخَاتِمَةُ فِي التَّوَابِعِ اعلم أن الذي مرّ من الأسماء المعربة كان إعرابه بالأصالة بأن دخلها العوامل من

جان تو کہ سب قسم کے وہ سب اسمائے معربہ جو پہلے گزر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالۃ تھا اس طور پر کہ ان پر عوامل داخل ہوتے ہیں کہ جو کہ

المرفوعات و المنصوبات و المجرورات فقد يكون إعراب الاسم بتبعية ما قبله و يسمى التَّابِع

مرفوعات منصوبات اور مجرورات میں سے ہیں اور کبھی کبھی اسم کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کا نام تابع

لأنّه يتبع ما قبله في الإعراب وهو كل ثانٍ معرب بإعراب سابقه من

رکھا جاتا ہے اس لیے کہ وہ اعراب میں اپنے ماقبل والے کا تابع ہوتا ہے اور وہ (تابع) ہر وہ دوسرا ہے جو سابق کے اعراب کے ساتھ

جهة واحدة و التوابع خمسة أقسام النعت و العطف بالحروف و التأكيد و البدل و عطف البيان

معرب ہو ایک جہت سے اور توابع کی پانچ قسمیں ہیں نعت اور عطف بالحرف اور تاکید اور بدل اور عطف بیان

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مقاصد ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے خاتمہ کو ذکر فرما رہے ہیں اور خاتمہ میں توابع کی بحث کو ذکر فرما رہے ہیں۔ مقاصد ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات چونکہ معربات اصلیہ ہیں، یعنی اس پر عامل داخل ہوتا ہے اور وہ رفع یا نصب یا جر دیتا ہے اس لیے ان کو پہلے ذکر فرمایا اور معربات تبعیہ یعنی جس پر اعراب عامل کے داخل ہونے سے نہیں آتا، بلکہ وہ اپنے سے پہلے والے اسم کے تابع ہوتے ہیں اور جو اعراب پہلے والے اسم پر آتا ہے تو تابع پر بھی وہی اعراب آتا ہے، اسی لیے ان کا نام تابع رکھا تو ان کو بعد میں ذکر فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اصل تابع پر مقدم ہوتا ہے اس لیے مرفوعات، منصوبات، مجرورات کو توابع پر مقدم کر دیا

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کل سات باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: تابع کی تعریف اور توابع کی اقسام

دوسری بات: نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

تیسری بات: صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

چوتھی بات : صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں کی مطابقت کا ذکر

پانچویں بات: صفت کے فائدے

چھٹی بات : موصوف جب نکرہ ہو تو اس کی صفت جملہ خبریہ بننے کا ذکر

ساتویں بات : ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

پہلی بات — تابع کی تعریف اور توابع کی اقسام

تابع کی تعریف: تابع ہر وہ اسم ہے جو اعراب میں اپنے سے پہلے والے اسم کے موافق ہو ایک ہی جہت سے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسموں کا اعراب ایک جہت سے ہو، اس طور پر کہ اگر پہلے اسم پر رفع فاعل ہونے کی جہت سے آیا ہے تو دوسرے اسم میں بھی جو کہ تابع ہے فاعل ہونے کی جہت سے رفع آئے گا اگر پہلے والے اسم میں نصب مفعولیت کی جہت سے ہے تو دوسرے اسم پر بھی اسی جہت سے نصب آئے گا۔ جیسے جاءني زيد العالم اس مثال میں زید فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع اور العالم تابع ہے وہ بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

توابع کی اقسام: توابع کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) نعت (۲) عطف بالحرف (۳) تاکید (۴) بدل (۵) عطف بیان

توابع کی پہلی قسم نعت

فصل: النعت تابع يدل على معنى في متبوعه نحو جاءني رجل عالم أو في متعلق متبوعه نحو جاءني

نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں ہو، جیسے جاءني رجل عالم (میرے پاس ایک آدمی آیا جو کہ عالم ہے) یا

رجل عالم أبوه ويسمى صفة أيضا والقسم الأول يتبع متبوعه في عشرة أشياء في الإعراب والتعريف

ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جاءني رجل عالم أبوه (میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا باپ عالم ہے) اور اس کا نام صفت بھی رکھا جاتا ہے اور قسم اول (صفت بحال موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے دس چیزوں میں، اعراب میں، تعریف

والتنكير والإفراد والتثنية والجمع والتذكير والتأنيث نحو جاءني رجل عالم ورجلان عالمان

تنکیر میں، افراد، تثنیہ، جمع میں اور تذکیر و تانیث میں جیسے جاءني رجل عالم ورجلان عالمان

ورجال عالمون وزيد العالم وامرأة عالمة والقسم الثاني إنما يتبع متبوعه في الخمسة الأول فقط

ورجال عالمون وزيد العالم وامرأة عالمة اور قسم ثانی (صفت بحال متعلق موصوف) اپنے متبوع کے تابع ہوتا ہے ان پانچ میں

أعني الإعراب والتعريف والتنكير كقوله تعالى من هذه القرية الظالم أهلها

یعنی میری مراد اعراب میں اور تعریف و تنکیر ہیں جیسے اللہ کا فرمان ہے من هذه القرية الظالم أهلها

دوسری بات نعت کی تعریف، اس کی وضاحت اور مثالیں

نعت کی تعریف: نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں ہو یا ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو۔ بعد کو صفت بھی کہتے ہیں۔

اب صفت کی دو قسمیں ہیں: ( ) صفت بحالہ (۲) صفت بحال متعلقہ

صفت بحالہ کی مثال: جیسے جاءني رجل عالم (آیا میرے پاس ایک شخص آیا جو عالم ہے) اس مثال میں رجل موصوف ہے اور عالم اس کی صفت ہے اب یہاں عالم صفت اس معنی پر دلالت کر رہا ہے جو کہ متبوع رجل میں ہے۔ یعنی آدمی کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

صفت بحال متعلق موصوف کی مثال: جیسے جاءني رجل عالم ابوه (آیا میرے پاس ایک شخص جس کا باپ عالم ہے) اس مثال میں عالم صفت ہے جو رجل متبوع کا متعلق ابوہ پر دلالت کر رہا ہے یعنی میرے پاس جو شخص آیا اس کا باپ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ عالم ہے۔

تیسری بات صفت بحال متبوع میں صفت اور موصوف کے درمیان دو چیزوں میں مطابقت کا ذکر

صفت بحالہ میں موصوف اور صفت درمیان دس چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں، تعریف و تنکیر میں، تذکیر و تانیث میں افراد، تثنیہ اور جمع میں۔

مثالیں رفع میں مطابقت کی مثال: قام رجل عالم نصب میں مطابقت کی مثال: رأیت رجلا عالما

جر میں مطابقت کی مثال: مررت برجل عالم

افراد، تثنیہ، جمع میں مطابقت کی مثالیں

مفرد میں مطابقت کی مثال: جاءني رجل عالم اس میں رجل اور عالم دونوں مفرد ہیں۔

تثنیہ میں مطابقت کی مثال: جاءني رجلان عالمان اس میں رجلان اور عالمان دونوں تثنیہ ہیں۔

جمع میں مطابقت کی مثال: جاءني رجال عالمون اس میں رجال اور عالمون دونوں جمع ہیں۔

تعریف و تذکیر میں مطابقت کی مثال: زید العالم یہاں زید بھی معرفہ ہے اور مذکر ہے اور العالم صفت معرف باللام کی وجہ سے معرفہ ہے اور مذکر ہے۔

تنکیر و تانیث میں مطابقت کی مثال: امرأة عالمة (ایک عالم عورت) اس مثال میں امرأۃ نکرہ ہے اور مؤنث ہے اور عالمۃ بھی نکرہ اور مؤنث ہے۔

چوتھی بات صفت بحال متعلق موصوف میں صفت اور موصوف میں پانچ چیزوں کی مطابقت کا ذکر

دوسری قسم صفت بحال متعلق موصوف (یعنی جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں موجود ہو)

میں موصوف اور صفت کے درمیان پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: اعراب میں یعنی رفع، نصب، جر میں، اور تعریف، تنکیر میں

مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے من هذه القرية الظالم أهلها (اس قریہ سے کہ اس کے رہنے والے ظالم ہیں) اس مثال میں القرية موصوف اور الظالم صفت ہے اور أهلها اس کا فاعل ہے اب یہاں اعراب میں مطابقت ہے کہ القرية اور الظالم دونوں پر جر ہے اور دونوں معرفہ ہیں۔ یعنی پانچ میں سے دو میں مطابقت پائی گئی۔

وفائدة النعت تخصيص المنعوت إن كانا نكرتين مثل جاءني رجل عالم وتوضيحه إن كانا معرفتين

اور نعت کا فائدہ منعوت (یعنی متبوع) کی تخصیص ہے بشرطیکہ موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہوں جیسے جاءني رجل عالم اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو متبوع کی وضاحت ہوتا ہے

نحو جاءني زيد الفاضل وقد يكون لمجرد الثناء والمدح نحو بسم الله الرحمن الرحيم وقد يكون للذم

جیسے جاءني زيد الفاضل اور صفت کبھی محض ثناء و مدح کے لیے آتی ہے جیسے بسم الله الرحمن الرحيم اور کبھی محض مذمت کے لیے آتی ہے

نحو أعوذ بالله من الشيطان الرجيم وقد يكون للتأكيد نحو نفخة واحدة واعلم أن النكرة توصف

جیسے أعوذ بالله من الشيطان الرجيم اور کبھی محض تاکید ہوتی ہے جیسے نفخة واحدة اور جان لو کہ بے شک نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے

بالجملة الخبرية نحو مررت برجل أبوه عالم أو قام أبوه والضمير لا يوصف ولا يوصف به

ساتھ لائی جا سکتی ہے جیسے مررت برجل أبوه عالم أو قام أبوه اور ضمیر موصوف نہیں ہوتی اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

پانچویں بات صفت کے فائدے

فائدہ ۱: صفت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جب موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف میں تخصیص پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسے جاءني رجل عالم اس مثال میں موصوف اور صفت دونوں نکرہ ہیں پس رجل موصوف میں عموم تھا (یعنی ایک آدمی) عالم اس کی صفت نکرہ لانے کی وجہ سے تخصیص پیدا ہوئی یعنی میرے پاس کوئی عام آدمی نہیں آیا ہے بلکہ ایسا آدمی آیا ہے جو عالم ہے۔

فائدہ ۲: صفت کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں تو صفت کی وجہ سے موصوف کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ جیسے جاءني زيد الفاضل اس مثال میں زيد موصوف ہے اور معرفہ ہے اور الفاضل صفت ہے اور معرفہ ہے اب یہاں صفت موصوف کی وضاحت کر رہی ہے وہ اس طرح کہ زيد میں پہلے احتمال تھا کہ زيد سے مراد کون سا زید ہے الفاضل صفت لانے کی وجہ سے اس کی وضاحت ہوگئی کہ وہ زید جو فاضل ہے۔

فائدہ ۳: صفت کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کبھی صفت محض موصوف کی ثناء و حمد کے لیے آتی ہے اور کوئی دوسرا مقصود نہیں ہوتا ہے جیسے بسم الله الرحمن الرحيم اس مثال میں لفظ الله موصوف ہے اور الرحمن صفت اول اور الرحيم صفت ثانی ہے اب یہاں صفت صرف ثناء و حمد کا فائدہ دے رہی ہے۔

فائدہ ۴: صفت کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ صفت بسا اوقات محض ذم یعنی مذمت کے لیے آتی ہے، جیسے أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اب اس مثال میں الشیطان موصوف ہے اور الرجیم صفت ہے جو موصوف کی ذم کے لیے لائی گئی ہے۔

فائدہ ۵: صفت کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ صفت کبھی محض تاکید کے لیے لائی جاتی ہے اور اس کا فائدہ موصوف کی تاکید ہوتی ہے جیسے نفخة واحدة (ایک بار پھونکنا) اس مثال میں وحدت والی صفت نفخة کی وجہ سے بھی جاری ہے پس نفخة کا معنی ہوا ایک نفخة اب واحدة اس کی صفت لائی گئی یہ اس کی تاکید کے لیے ہوگی۔

چھٹی بات موصوف جب نکرہ ہو تو اس کی صفت جملہ خبریہ ہوگی

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ کی اس عبارت میں تین باتیں سمجھ میں آرہی ہیں۔

پہلی بات: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے

دوسری بات: نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے

تیسری بات: معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے

پہلی بات نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ جملہ خبریہ صفت نہ بنے کیونکہ موصوف کا صفت کے ساتھ ربط ضروری ہے مگر پھر بھی خلاف قیاس جملہ خبریہ کو صفت بنانا درست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ خبریہ بھی مفرد کی طرح ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں پایا جاتا ہے چونکہ جملہ خبریہ صدق وکذب کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور وہی جملہ صفت بن سکتا ہے جو صدق وکذب کی صفت کے ساتھ متصف ہو۔

دوسری بات نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ وغیرہ نہیں آسکتی ہے

نکرہ کی صفت جملہ انشائیہ نہیں بن سکتی کیونکہ وہ صدق وکذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا ہے لہذا یہ نکرہ کی صفت نہیں بن سکتا ہے۔

تیسری بات معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے

معرفہ کی صفت جملہ خبریہ نہیں آسکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ خبریہ بحیثیت جملہ ہونے کے نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اب اگر معرفہ کی صفت بنائیں گے تو موصوف صفت کے درمیان تعریف وتنکیر میں مطابقت نہیں رہے گی۔

نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے اور جملہ خبریہ اسمیہ اور فعلیہ پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے جملہ خبریہ اسمیہ کی بھی مثال ذکر کی ہے اور جملہ خبریہ فعلیہ کی مثال بھی ذکر کی ہے۔

نکرہ کی صفت جملہ اسمیہ خبریہ کی مثال جیسے مررت برجل ابوہ عالم (میں گزرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ اس

کا باپ عالم ہے) اس مثال میں ابوہ مبتدا اور عالم خبر ہے مبتدا خبر مل کر جملہ خبریہ ہو کر رجل موصوف کے لیے صفت بن رہی ہے۔

نکرہ صفت جملہ فعلیہ خبریہ کی مثال: جیسے مررت برجل قام أبوہ (میں گزرا ایسے آدمی کے پاس سے کہ کھڑا ہے اس کا باپ) اس مثال میں رجل موصوف ہے قام فعل ہے أبوہ اس کا فاعل ہے۔ فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ صفت واقع ہے رجل موصوف کے لیے۔

ساتویں بات ضمیر کا موصوف اور صفت نہ بننے کا ذکر

وضاحت: ضمیر نہ تو موصوف واقع ہو سکتی ہے، اور نہ ہی کسی کی صفت۔ موصوف اس لیے نہیں ہوتی کہ ضمیر متکلم ومخاطب اعرف المعارف ہیں یعنی معرفہ کی قسموں میں سے سب سے زیادہ واضح ہیں اور جب ضمیر خود واضح ہے تو یہ کسی توضیح کے لیے صفت کی محتاج نہیں ہے۔ جب یہ صفت کی محتاج نہیں تو یہ موصوف بھی نہیں بن سکتی ہے۔

اور ضمیر صفت واقع نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کہ ضمیر معنی متبوع پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے اور وصف کے لیے ضروری ہے کہ اس معنی پر جو متبوع میں پایا جاتا ہے دلالت کرے۔

توابع کی دوسری قسم العطف بالحروف

فصل: المعطوف بالحروف تابع يُنسب إليه ما نُسب إلى متبوعه وكلاهما مقصودان بتلك النسبة

عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیزیں منسوب کی جائیں جو اس کے متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہیں اور دونوں اس نسبت

ويسمى عطف النسق أيضا وشرطه أن يكون بينه وبين متبوعه أحد حروف العطف

سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام عطف نسق رکھا گیا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے

وسيأتي ذكرها في القسم الثالث إن شاء الله تعالى نحو قام زيد وعمرو وإذا عطف على الضمير المرفوع

کوئی ایک حرف مذکور ہو اور اس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثالث میں آئے گا۔ جیسے قام زید وعمرو اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا

المتصل يجب تأكيده بالضمير المنفصل نحو ضربتُ أنا وزيد إلا إذا فصل نحو ضربت اليوم وزيد

جائے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ذریعہ لانا واجب ہے جیسے ضربت أنا وزید لیکن جب کہ دونوں کے درمیان فصل کیا جائے (تو ضمیر منفصل کا لانا ضروری نہیں ہے) جیسے ضربت الیوم وزید

وإذا عطف على الضمير المجرور يجب إعادة حرف الجر نحو مررت بك وبزيد

اور جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے جیسے مررت بک وبزید

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ توابع میں سے صفت کو ذکر فرمانے کے بعد اب یہاں سے توابع کی دوسری قسم کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ہے عطف بالحروف اس فصل میں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: عطف بالحروف کی تعریف

دوسری بات: عطف بالحروف کی شرط

تیسری بات: ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ

چوتھی بات: معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے قاعدہ

پانچویں بات: دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

پہلی بات عطف بالحروف کی تعریف

عطف بالحروف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہ چیز منسوب کی جائے جو اس کے متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ تابع اور متبوع دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اور اس کا نام نسق بھی رکھا جاتا ہے۔

دوسری بات عطف بالحروف کی شرط

تابع معطوف بالحروف کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں سے ایک حرف ضرور ہو اور ان حروف عاطفہ کا بیان ان شاء اللہ تیسری قسم میں آئے گا۔ جیسے **قام زید و عمرو** (زید اور عمرو کھڑے ہیں)

اس مثال میں **عمرو** کا عطف **زید** پر ہے۔

یہاں **زید** متبوع و معطوف علیہ ہے، واو حرف عطف ہے، اور **عمرو** تابع معطوف ہے اور قیام ایک شئی ہے جس کی نسبت **زید** متبوع کی طرف کی گئی ہے اور اسی کی نسبت **عمرو** تابع کی طرف بھی کی گئی ہے اور **زید** اور **عمرو** دونوں کا قیام یعنی کھڑا ہونا مقصود ہے۔

تیسری بات ضمیر مرفوع متصل اور ضمیر مجرور متصل پر کسی چیز کا عطف کرنے کا قاعدہ

ضمیر مرفوع متصل پر عطف کے جائز ہونے کا قاعدہ: جب ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر کا عطف کیا جائے تو اس ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ ضروری ہے خواہ وہ ضمیر متصل مستتر ہو یا بارز۔

ضمیر مرفوع متصل بارز کی مثال: ضربت أنا و زید (مارا میں نے اور زید نے) اس مثال میں تُ ضمیر مرفوع متصل بارز پر زید اسم ظاہر کا عطف ہے۔ اب یہاں عطف کرنے سے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ لائی گئی ہے جو کہ أنا ہے۔

ضمیر مرفوع متصل مستتر کی مثال: **اسکن أنت و زوجک الجنة** (تو اور تیری بیوی جنت میں رہو) اس مثال میں **اسکن** فعل میں **انت** ضمیر مرفوع مستتر ہے اس پر اسم ظاہر **زوجک** کا عطف کیا گیا ہے لیکن عطف سے پہلے ضمیر مرفوع منفصل کے ذریعہ تاکید لائی گئی ہے جو کہ انت ہے۔

ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر کے عطف کے لیے ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل کا فعل کے ساتھ شدید تعلق ہوتا ہے اس شدید اتصال کی وجہ سے ضمیر فعل کا جز بن جاتی ہے اور جز غیر مستقل ہوتا ہے اور معطوف مستقل ہے اب اگر یہاں بغیر تاکید کے عطف کریں تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے چونکہ مستقل قوی ہوتا ہے اور غیر مستقل اضعف اور اقوی کا عطف اضعف جائز نہیں ہے۔

لا فاصل: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضمیر مرفوع متصل اور اسم ظاہر کے درمیان فاصلہ ہو تو پھر تاکید لانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ فاصلہ تاکید کے قائم مقام ہے۔ جیسے ضربت الیوم وزید یہاں اس مثال میں ضربت کی ت پر زید کا عطف جائز ہے کیونکہ ان کے درمیان الیوم کا فاصلہ آ گیا ہے یہ فاصلہ ہی بمنزلہ تاکید کے ہے۔

ضمیر مجرور متصل پر عطف جائز ہونے کا قاعدہ

جب ضمیر مجرور متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو وہاں معطوف پر حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مررت بک وبزید

حرف جر کے اعادہ کی وجہ: حرف جر کے ساتھ اعادہ کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مجرور متصل حرف جر کے ساتھ شدید اتصال کی وجہ سے بمنزلہ جز کے ہے اور بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہے اور جز و غیر مستقل ہوتا ہے اب اگر بغیر اعادہ حرف جر کے عطف کریں گے تو مستقل کا غیر مستقل پر عطف کرنا لازم آئے گا اور قوی کا ضعیف پر عطف کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

واعلم أن المعطوف في حكم المعطوف عليه أعني إذا كان الأول صفة لشيء أو خبرا

اور جان لے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے میری مراد یہ ہے کہ جب اول (معطوف علیہ) صفت ہوگا کسی چیز کے لیے یا خبر ہوگی

لأمر أو صلة أو حالا فالثاني كذلك والضابط فيه أنه حيث يجوز أن يقام المعطوف مقام المعطوف

کسی چیز کی یا صلہ ہو یا حال ہو تو دوسرا (معطوف) بھی اسی طرح ہوگا اور ضابطہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا

عليه جاز العطف وحيث لا فلا والعطف على معمولي عاملين مختلفين جائز إن كان المعطوف عليه

جائز ہوگا وہاں عطف جائز ہوگا اور جس جگہ پر معطوف علیہ کا قائم مقام بنانا جائز نہیں ہوگا وہاں عطف جائز نہیں ہوگا اور مختلف عاملوں کے دو

مجرورا ومقدما والمعطوف كذلك نحو في الدار زيد والحجرة عمرو وفي هذه المسألة مذهبان

معمولوں پر عطف جائز ہے اور اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی اسی طرح ہو جیسے فی الدار زید والحجرۃ عمرو (گھر

آخران وهما أنه يجوز مطلقا عند الفراء ولا يجوز مطلقا عند سيبويه

میں زید ہے اور حجرہ میں عمرو) اور اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یہ عطف جائز ہے فراء کے نزدیک خواہ مجرور ہو یا منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر اور امام سیبویہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں۔

چوتھی بات معطوف کا حکم اور عطف کے جائز ہونے کے لیے ایک قاعدہ

معطوف کا حکم: یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے اگر معطوف علیہ کسی چیز کی صفت ہو یا خبر ہو یا صلہ ہو یا حال ہو تو معطوف بھی اسی طرح صفت بنے گا یا خبر بنے گا یا صلہ بنے گا یا حال بنے گا۔

مثالیں صفت کی مثال: جاءني زيد العالم والعاقل اس مثال میں العالم جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زید کی صفت ہے العاقل جو کہ معطوف ہے یہ بھی زید کی صفت ثانی ہے۔

خبر کی مثال: زيد عالم وشاعر اس مثال میں عالم جو کہ معطوف علیہ ہے یہ زید کی پہلی خبر ہے تو شاعر جو کہ معطوف ہے یہ زید کی دوسری خبر ہے۔

صلہ کی مثال: قام الذي صام وصلى اس مثال میں صام جو کہ معطوف علیہ ہے اور الذی اسم موصول کا صلہ ہے تو صلى جو کہ معطوف ہے وہ بھی الذی کا صلہ ہے۔

حال کی مثال: قعد زيد مشدودا ومضروبا (بیٹھا ہے زید اس حال میں وہ بندھا ہوا اور مارا ہوا ہے) اس مثال میں زید ذوالحال ہے اور مشدودا جو کہ معطوف علیہ ہے وہ اس کا حال ہے تو مضروبا جو کہ معطوف ہے وہ بھی زید کا حال ہوگا۔

عطف جائز ہونے کا ضابطہ: یہ ہے کہ عطف وہاں جائز ہوگا جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ میں رکھنا جائز ہو اور جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھنا جائز نہ ہو وہاں عطف بھی جائز نہ ہوگا اس لیے کہ جو چیز کسی کے قائم مقام ہوتی ہے تو اس کا حکم اصل والا ہوتا ہے۔

ما زيد بقائم أو قائما ولا ذاهب عمرو (نہیں ہے زید کھڑا ہونے والا اور نہیں ہے عمرو جانے والا) اس مثال میں ما زید قائما ایک جملہ ہے اور لا ذاهب عمرو دوسرا جملہ ہے اب یہاں ولا ذاهب عمرو کا عطف ما زید قائما پر جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہاں معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہیں بن سکتا ہے وہ اس طرح کہ جملہ ثانی ولا ذاهب عمرو میں لا ذاهب خبر مقدم ہے عمرو مبتدا مؤخر ہے اور اسی لیے ذاهب مرفوع ہے اب اگر ہم اس جملہ کا عطف پہلے جملے پر کرتے ہیں تو اس صورت میں لا ذاهب کا عطف قائما پر ہوگا جو کہ ما مشبہ بلیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو اب عطف کی وجہ سے ولا ذاهب کو بھی منصوب پڑھا جائے گا اور خبر کے جملے میں ضابطہ یہ ہے کہ خبر میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے اب یہاں قائما جو کہ جملہ اولی میں خبر واقع ہے اس میں ھو ضمیر ہے جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے لیکن ولا ذاهب میں ضمیر موجود نہیں ہے جو کہ معطوف ہے لہذا معطوف معطوف علیہ کے قائم مقام نہ ہونے کی وجہ سے جملہ ثانیہ کا عطف جملہ اولی پر جائز نہ ہوگا کیونکہ لا ذاهب کا فاعل اسم ظاہر عمرو کی شکل میں ہے۔

پانچویں بات دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر عطف جائز ہونے کا ذکر

ایک حرف عطف کے ذریعے سے دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ معطوف علیہ میں معمول مجرور مقدم ہو مرفوع یا منصوب پر اور معطوف میں بھی اسی طرح مجرور مرفوع یا منصوب پر مقدم ہو۔

مثال: في الدار زيد والحجرة عمرو اس میں الحجرة کا عطف ہے الدار پر اور الدار مجرور ہے في عامل کی وجہ سے اور عمرو کا عطف ہے زيد پر اور زيد مرفوع ہے جس کا عامل ابتداء ہے۔ یہاں دو عامل ہیں ایک في اور دوسرا ابتداء اور ان کے دو معمول ہیں في کا معمول الدار اور ابتداء کا معمول زيد ہے۔ ان دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر دو اسموں یعنی الحجرة اور عمرو کا عطف جائز ہے اور یہ عطف ایک حرف واو کے ذریعے کیا جا رہا ہے عطف کی شرط کے موجود ہونے کی وجہ سے عطف جائز ہے۔

اس مثال میں معطوف علیہ اور معطوف میں مجرور معمول مقدم ہے مرفوع پر لہٰذا یہ عطف جائز ہے۔

اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں: علامہ فراء رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً عطف جائز ہے خواہ مجرور، مرفوع اور منصوب پر مقدم ہو یا مؤخر وہ اسے پہلی صورت پر قیاس کرتے ہیں

امام سیبویہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ عطف مطلقاً ناجائز ہے معمول مجرور مقدم ہو یا مؤخر کیونکہ حرف عطف ایک عامل کے قائم مقام ہو سکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے اپنے ضعف کی وجہ سے چنانچہ سیبویہ رحمہ اللہ کے نزدیک في الدار زيد والحجرة عمرو میں واو عاطفہ کے بعد في مقدر ہے۔ اصل میں عبارت یوں ہے وفي الحجرة عمرو اب جملہ کا عطف جملہ پر ہوگا ... دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر دو اسموں کا عطف نہیں ہوگا

توابع کی تیسری قسم التأکید

فصل: التأكيد هو تابع يدل على تقرير المتبوع في ما نسب أو يدل على شمول الحكم لكل أفراد

فصل: تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کو ثابت کرتا ہے یا [illegible] کرتا ہے اس چیز میں جو متبوع کی جانب منسوب کی گئی ہے یا حکم کی شمولیت

المتبوع والتأكيد على قسمين لفظي وهو تكرير اللفظ الأول نحو جاءني زيد زيد وجاءني جاءني زيد

پر متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں: اول تاکید لفظی وہ پہلے لفظ کو مکرر لانا ہے جیسے جاءني زيد زيد اور

ومعنوي وهو بألفاظ معدودة وهي النفس والعين للواحد والمثنى والمجموع باختلاف الصيغة

جاءني جاءني زيد دوسری قسم تاکید معنوی ہے تاکید معنوی وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے ذریعے کی جاتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں النفس و العین واحد، تثنیہ، جمع کے لیے ان کے صیغوں

والضمير نحو جاءني زيد نفسه والزيدان أنفسهما أو نفساهما والزيدون أنفسهم وكذلك عينه

اور ضمیروں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے جاءني زيد نفسه والزيدان أنفسهما یا نفساهما اور جاءني الزيدون أنفسهم اسی طرح عينه

و عينهما أو عيناهما وأعينهم نحو جاءتني هند نفسها وجاءتني الهندان أنفسهما أو نفساهما

اور عينهما اور عيناهما اور أعينهم بھی ہے اور مؤنث کی مثال جاءتني هند نفسها و جاءتني الهندان أنفسهما يا نفساهما اور

وجاءتني الهندات أنفسهن كلا و كلتا للمثنى خاصة نحو قام الرجلان كلاهما وقامت المرأتان

جاءتني الهندات أنفسهن اور كلا و كلتا خاص تثنیہ کے لیے آتے ہیں جیسے قام الرجلان كلاهما وقامت المرأتان

كلتاهما و كل و أجمع و أكتع و أبتع و أبصع لغير المثنى باختلاف الضمير في كلّ و الصيغة في البواقي

كلتاهما اور كل اور أجمع اور أكتع اور أبتع اور أبصع یہ الفاظ غیر مثنی (یعنی مفرد اور جمع) کے لیے آتے ہیں كل کی ضمیر کی تبدیلی اور باقی چار الفاظ کے صیغوں کی تبدیلی کے ساتھ

تقول: جاءني القوم كلهم أجمعون أكتعون أبتعون أبصعون وقامت النساء كلهن جمع كتع بتع بصع

جیسے تو کہے گا جاءني القوم كلهم أجمعون أكتعون أبتعون أبصعون وقامت النساء كلهن جمع كتع بتع بصع

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ توابع میں سے دو قسموں یعنی صفت اور عطف بالحرف سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں تابع کی تیسری قسم تاکید کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں مصنف چھ باتیں ذکر فرما رہے ہیں

پہلی بات: تاکید کی تعریف

دوسری بات: تاکید کی اقسام اور مثالیں

تیسری بات: الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

چوتھی بات: ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النفس اور العين کے ذریعے سے لانے کا طریقہ

پانچویں بات: لفظ كل اور أجمع کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

چھٹی بات: أكتع، أبتع، أبصع سے متعلق ایک قاعدہ

پہلی بات تاکید کی تعریف

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کو پایا اور ثابت کرنے پر دلالت کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب کی گئی ہے یا متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لیے حکم شامل ہونے پر دلالت کرے۔

دوسری بات تاکید کی اقسام اور مثالیں

تاکید کی اقسام: تاکید کی دو قسمیں ہیں: (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی

تاکید لفظی: وہ ہوتی ہے کہ پہلے لفظ کو تکرار کے ساتھ ذکر کریں چاہے وہ لفظ اسم ہو یا فعل یا حرف

اسم کی مثال: جاءني زيد زيد فعل کی مثال: جاءني جاءني زيد حرف کی مثال: إن إن زيدا قائم

تاکید معنوی: تاکید معنوی وہ ہوتی ہے جو مفہوم یا معنی کے اعتبار سے متبوع کی تاکید کرے۔ اور وہ چند مخصوص

الفاظ ہیں جن کی تعداد نو ہے اور وہ یہ ہیں

(۱) النفس　(۲) العین　(۳) کلا　(۴) کلتا　(۵) اجمع

(۶) اکتع　(۷) ابتع　(۸) ابصع　(۹) کل

تیسری بات　الفاظ تاکید کا ذکر اور ان کا مفرد، تثنیہ، جمع ہونے کے اعتبار سے استعمال

النفس اور العین کا استعمال: یہ دونوں لفظ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے مستعمل ہوتے ہیں۔

ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے متبوع کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی (یعنی النفس اور العین) تبدیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ضمیر بھی تبدیل ہوتی ہے۔

اگر متبوع مذکر مفرد ہو تو یہ بھی مفرد ہوتے ہیں اور ان کی ضمیر بھی مفرد ہوتی ہے اور اگر متبوع تثنیہ ہو تو یہ بھی تثنیہ ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی تثنیہ ہوں گی اور اگر متبوع جمع ہو تو یہ خود بھی جمع ہوں گے اور ان کی ضمیریں بھی جمع ہوں گے۔

متبوع مذکر کی مثالیں　**متبوع مفرد کی مثال:** جاءني زيد نفسه (آیا میرے پاس زید بذات خود) اس مثال میں زید متبوع مفرد ہے لہٰذا لفظ نفس کو مفرد لایا گیا اور ضمیر بھی اسی کے مطابق مفرد لائی گئی ہے جاءني زيد عينه اس مثال کو پہلی مثال پر قیاس کریں۔

متبوع تثنیہ کی مثال: تثنیہ میں نحویوں کا اختلاف ہے جمہور کے ہاں تثنیہ کی تاکید کے لیے نفس اور عین کا صیغہ جمع ہوگا اور ضمیر تثنیہ کی ہوگی۔ جمہور کے مذہب کے اعتبار سے مثال یوں ہوگی جاءني الزيدان انفسهما یا جاءني الزيدان اعينهما اس میں انفس اور اعین جمع کا صیغہ ہے جبکہ متبوع تثنیہ اور ضمیر تثنیہ ہے۔

اس میں بعض نحوی حضرات کے ہاں صیغہ بھی تثنیہ کا ہوگا اور ضمیر بھی تثنیہ کی ہوگی

مثال: جاءني الزيدان نفساهما یا جاءني الزيدان عيناهما یہ اصل میں نفسان اور عینان تھے نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو نفساهما اور عیناهما ہو گیا۔

متبوع جمع کی مثال: جمع کے لیے بالاتفاق صیغہ بھی جمع کا ہوگا اور ضمیر بھی جمع کی ہوگی۔

جاءني الزيدون انفسهم، جاءني الزيدون اعينهم

متبوع مؤنث کی مثالیں: مذکر کے لیے ضمیر بھی مذکر اور مؤنث کے لیے ضمیر بھی مؤنث کی ہوگی صیغہ میں تبدیلی نہیں آتی ہے۔

مفرد مؤنث کی مثالیں: جیسے جاءتني هند نفسها اور (آئی میرے پاس ہندہ بذات خود) اس میں نفس اپنے حال پر ہے باقی جاءت فعل اور ها ضمیر مؤنث لائی گئی۔

تثنیہ کی مثالیں: جاءتني الهندان نفسهما یا جاءتني الهندان أنفسهما

جمع کی مثال: جاءتني الهندات أنفسهن

نوٹ: لفظ عین کی مثالوں کو نفس کی مثالوں پر قیاس کریں۔

کلا اور کلتا کا استعمال: کلا اور کلتا یہ دونوں تثنیہ کے لیے خاص ہیں کیونکہ ان کا معنیٰ ہی تثنیہ والا ہے کلا مذکر کے لیے آتا ہے اور کلتا مؤنث کے لیے آتا ہے۔

مذکر کی مثال: قام الرجلان کلاهما مؤنث کی مثال: قامت المرأتان کلتاهما

فائدہ: کلا اور کلتا بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتے ہیں۔

کل، أجمع، أکتع، أبتع، أبصع کا استعمال: ان الفاظ کا استعمال تثنیہ کے لیے نہیں ہوتا ہے بلکہ مفرد کے لیے یا جمع کے لیے ہوتا ہے۔

کل اور أجمع، أکتع، أبتع، أبصع میں فرق: لفظ کل اور باقی چار الفاظ میں فرق یہ ہے کہ کل متبوع کے تبدیل ہونے سے نہیں بدلتا یعنی متبوع مفرد ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث لفظ کل میں کوئی تبدیلی اور اختلاف پیدا نہیں ہوتا بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیر میں تبدیلی آئے گی اگر متبوع مذکر ہے تو ضمیر بھی مذکر اور متبوع اگر مؤنث ہے تو ضمیر بھی مؤنث لائی جائے گی اسی طرح متبوع اگر مفرد ہو تو ضمیر مفرد اور متبوع جمع ہو تو ضمیر بھی جمع لائی جائے گی۔

مثالیں متبوع مفرد مذکر کی مثال: قرأت الکتاب کله

متبوع مفرد مؤنث کی مثال: قرأت الصحیفة کلها

متبوع جمع مذکر کی مثال: جاءني القوم کلهم

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قامت النساء کلهن ان تمام مثالوں میں لفظ کل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ متبوع کے اعتبار سے ضمیریں بدلتی رہی ہیں۔

اور أجمع، أکتع، أبتع، أبصع یہ چار الفاظ متبوع کے تبدیل ہونے سے یہ بھی تبدیل ہوجاتے ہیں جب کہ ان کی ضمیروں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے یہی فرق ہے لفظ کل اور ان چار الفاظ کے درمیان ہے۔

مثالیں متبوع مذکر مفرد کی مثال: شریت العبد أجمع أکتع أبتع أبصع

متبوع مؤنث مفرد کی مثال: شریت الجاریة جمعاء کتعاء بتعاء بصعاء

متبوع جمع مذکر کی مثال: جاءني القوم کلهم أجمعون أکتعون أبتعون أبصعون

متبوع جمع مؤنث کی مثال: قامت النساء کلهن جمع کتع بتع بصع

وإذا أردت تأكيد الضمير المرفوع المتصل بالنفس والعين يجب تأكيده بالضمير المنفصل نحو

اور جب تو ارادہ کرے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النفس اور العین کے ساتھ تو واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل سے جیسے ضربت

ضربت أنت نفسك ولا يؤكد بكلٍّ وأجمع إلا ما له أجزاء وأبعاض يصح افتراقها حسًا كالقوم أو

أنت نفسك (تو نے خود اپنے آپ کو مارا) اور تاکید نہیں لائی جاتی کل اور أجمع سے مگر ایسی چیز کی جس میں اجزاء پائے جاتے ہوں اور ایسے ابعاض ہوں جن کا ایک دوسرے سے جدا ہونا حسی طور پر صحیح ہو جیسے القوم یا حکماً جدا ہونا صحیح ہو جیسے

حكمًا كما تقول: اشتريت العبد كله ولا تقول أكرمت العبد كله واعلم أن أكتع وأبتع وأبصع أتباع

اشتریت العبد کله مگر أكرمت العبد کله نہیں کہہ سکتے اور جان لو کہ بے شک أكتع، أبتع، أبصع سب کے سب أجمع کے تابع ہیں

لأجمع وليس لها معنى هاهنا دونها فلا يجوز تقديمها على أجمع ولا ذكرها بدونه

ان کے یہاں کوئی علیحدہ معنی نہیں ہیں سوائے أجمع کے معنی کے لہٰذا ان سب کا مقدم ہونا أجمع پر جائز نہیں اور ان کا ذکر کرنا أجمع کے بغیر درست ہے۔

چوتھی بات ضمیر مرفوع متصل کی تاکید النفس اور العین کے ذریعے لانے کا قاعدہ

قاعدہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لفظ النفس اور العین کے ساتھ لائی جائے تو اس ضمیر کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے ضربت أنت نفسك اس میں نفس تاکید ہے ضربت کی ضمیر مرفوع متصل کے لیے لہٰذا اس ضمیر کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی گئی ہے جو کہ أنت ہے۔

ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لانے کی وجہ: یہ ہے کہ اگر ضمیر متصل کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ نہ لائی جائے تو بعض جگہوں میں تاکید کا فاعل کے ساتھ التباس لازم آئے گا جیسے زید أكرمني نفسه اس میں معلوم نہیں ہوتا کہ أكرمني کا فاعل نفسه ہے یا ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور نفسه اس کی تاکید ہے لہٰذا اس التباس سے بچنے کے لیے ضمیر متصل کے ساتھ منفصل کی تاکید لانا ضروری ہے جیسے زید ضرب هو نفسه اس میں هو ضمیر مستتر کی تاکید پہلے هو ضمیر منفصل سے لائے اور پھر اس کی تاکید نفسه سے لائے۔

پانچویں بات لفظ کل اور أجمع کو بطور تاکید لانے کا قاعدہ

لفظ کل اور أجمع کے ساتھ صرف اس چیز کی تاکید لائی جا سکتی ہے جس کے لیے اجزاء اور ابعاض (یعنی حصے) ہوں جو باعتبار حس (یعنی مشاہدہ) کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے القوم اب قوم ایسی چیز ہے جس کے ابعاض اور افراد ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں جیسے زید، بکر، خالد وغیرہ لہٰذا قوم کی تاکید کل اور أجمع کے ساتھ لانا صحیح ہو جائے گا یا وہ اجزاء اور ابعاض باعتبار حکم کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے اشتریت العبد کله (میں نے غلام خرید لیا پورا) اب العبد ایسی چیز ہے جس کے اجزاء اور ابعاض حسًا یعنی بطور مشاہدہ کے تو نہیں ہو سکتے ہیں لیکن

حصے اس کے جز و اجزاء ہو سکتے ہیں اس لیے کہ یہ ممکن ہے ایک غلام کا نصف ایک شخص نے خرید ہو اور دوسرے نصف کو دوسرے شخص نے خرید ہو، لہٰذا العبد کی تاکید کل اور أجمع کے ساتھ لانا درست ہوگا جیسے یہ درست ہوگا کہ میں نے پورا غلام خریدا۔

دوسری مثال: اور یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ کوئی کہے أکرمت العبد کله (میں نے پورے غلام کا اکرام کیا) اس مثال کے درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکرام کرنے والے کے حکم کے اعتبار سے العبد یعنی غلام کے اجزاء نہیں ہو سکتے ہیں اس طور پر کہ آدھے غلام کا اکرام کیا ہو اور آدھے کا نہ کیا ہو۔ لہٰذا اس حکم کے اعتبار سے کل اور أجمع کے ساتھ تاکید کا لانا درست نہیں ہے۔

چھٹی بات: أکتع، أبتع، أبصع سے متعلق ایک قاعدہ

أکتع، أبتع، أبصع یہ تینوں لفظ اصل میں أجمع کے تابع ہیں جب یہ تاکید کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو أجمع کے بغیر استعمال نہیں ہوتے ہیں اور ان کا وہی معنی ہے جو أجمع کا ہے لہٰذا ان تینوں الفاظ کو أجمع پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح بغیر أجمع کے ان کا ذکر بھی جائز نہیں ہے۔

توابع کی چوتھی قسم البدل

فصل البدل تابع ينسب إليه ما نسب إلى متبوعه وهو المقصود بالنسبة دون متبوعه

فصل بدل وہ تابع ہے کہ جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہی مقصود بالنسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع

وأقسام البدل أربعة بدل الكل من الكل وهو ما مدلوله مدلول المتبوع نحو جاءني زيد أخوك

اور بدل کی اقسام چار ہیں بدل الکل من الکل اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول اور متبوع کا مدلول ایک ہو جیسے جاءني زيد أخوك (

وبدل البعض من الكل وهو ما مدلوله جزء مدلول المتبوع نحو ضربت زيدا رأسه وبدل الاشتمال

میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی آیا) اور بدل البعض من الکل اور وہ وہ ہے کہ جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضربت زيدا رأسه

وهو ما مدلوله متعلق بالمتبوع كسلب زيد ثوبه وبدل الغلط وهو ما يذكر بعد الغلط نحو جاءني زيد جعفر

(میں نے زید یعنی اس کے سر کو مارا) اور بدل الاشتمال اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سلب زيد ثوبه (چھینا گیا زید یعنی اس کا کپڑا) اور بدل الغلط اور وہ وہ ہے کہ ذکر کیا جائے غلطی کے بعد جیسے جاءني زيد جعفر (میرے پاس زید آیا نہیں بلکہ جعفر

ورأيت رجلا حمارا والبدل إن كان نكرة من معرفة يجب نعته كقوله تعالى بالناصية ناصية كاذبة

آیا) رأيت رجلا حمارا (میں نے آدمی کو دیکھا نہیں بلکہ گدھے کو دیکھا) اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو واجب ہے اس کی صفت لانا

ولا يجب ذلك في عكسه ولا في المتجانسين

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بالناصية ناصية كاذبة اور واجب نہیں ہے اس کے برعکس میں اور متجانسین میں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں توابع کی اقسام میں سے چوتھی قسم بدل کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں تین باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی بات : بدل کی تعریف
دوسری بات: بدل کی اقسام
تیسری بات: بدل اور مبدل منہ کی معرفہ اور نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

پہلی بات بدل کی تعریف

بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی گئی ہو جو نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہو اور وہی تابع ہی مقصود بالنسبت ہو نہ کہ اس کا متبوع۔

دوسری بات بدل کی اقسام

بدل کے چار اقسام ہیں (۱) **بدل الکل من الکل** (۲) **بدل البعض من الکل**
(۳) **بدل الاشتمال** (۴) **بدل الغلط**

پہلی قسم بدل الکل من الکل: بدل اور مبدل منہ کا مصداق و مدلول ایک ہو۔ جیسے **جاءنی زید أخوك** (آیا میرے پاس زید جو کہ تیرا بھائی ہے) اس مثال میں **زید** اور **أخوك** دونوں سے ایک ہی شخص مراد ہے۔

دوسری قسم بدل البعض من الکل: بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو جیسے **ضربت زیدا رأسه** (میں نے زید کو اس کے سر پر مارا) اس مثال میں **رأس** یعنی سر زید کا بعض اور جزء ہے۔

تیسری قسم بدل الاشتمال: بدل کا مدلول مبدل منہ کے متعلقات میں سے ہو یعنی اس سے کوئی تعلق رکھتا ہو۔ جیسے **سلب زید ثوبه** (چھینا گیا زید یعنی اس کا کپڑا) اس مثال میں **ثوب** کا زید سے تعلق ہے کہ اس کی ملک میں ہے۔

چوتھی قسم بدل الغلط: مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کرنے کے بعد اس غلطی کے تدارک اور تلافی کے لیے بدل کو ذکر کیا جائے۔ جیسے **جاءنی زید جعفر** (آیا میرے پاس زید نہیں بلکہ جعفر آیا ہے) اس مثال میں **زید** مبدل منہ ہے اور **جعفر** بدل الغلط ہے۔

اسی طرح **رأیت رجلا حمارا** (میں نے ایک آدمی دیکھا نہیں ایک گدھا دیکھا) اس مثال میں **رجلا** مبدل منہ **حمارا** بدل الغلط ہے ان دونوں مثالوں میں متکلم نے غلطی سے **زید** اور **رجل** کا ذکر کیا ہے۔

تیسری بات   بدل اور مبدل منہ کی معرفہ و نکرہ کے اعتبار سے صورتیں

مصنف رحمہ اللہ نے بدل اور مبدل منہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں ایک صورت ذکر فرمائی ہے جب کہ اس کی چار صورتیں بنتی ہیں یہاں وہ چاروں صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

بدل اور مبدل منہ کی چار صورتیں جائز ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) دونوں معرفہ ہوں

(۲) دونوں نکرہ ہوں (۳) مبدل منہ معرفہ بدل نکرہ (۴) مبدل منہ نکرہ بدل معرفہ

مذکورہ صورتوں میں سے تیسری صورت یعنی بدل نکرہ اور مبدل منہ معرفہ ہو تو اس صورت میں بدل کی صفت لانا ضروری ہے کیونکہ نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اگر بدل نکرہ کی صفت نہ لائیں تو مقصود غیر مقصود سے انقص اور کمتر ہونا لازم آئے گا لیکن جب بدل نکرہ کی صفت لائی جائے تو نکرہ مخصصہ ہو کر معرفہ کے قریب ہو جائے گا۔

مثال: بالناصية ناصية كاذبة اس مثال میں پہلے والا ناصية مبدل منہ معرفہ ہے اور دوسرا ناصية بدل نکرہ ہے پس اسی وجہ سے اس کی صفت كاذبة کے ساتھ لائی گئی ہے اب یہ نکرہ مخصص ہو کر معرفہ کے قریب تر ہو گئی

اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو یا دونوں ہم جنس ہوں یعنی یا تو بدل اور مبدل منہ دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

برعکس یعنی بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہونے کی مثال: جاءني رجل أخوك اس مثال میں رجل نکرہ ہے جو کہ مبدل منہ ہے اور أخوك بدل ہے جو کہ معرفہ ہے لہٰذا بدل کے لیے صفت لانا ضروری نہیں۔

متجانسین ہوں   دونوں معرفہ ہونے کی مثال: جاءني زيد أخوك اس مثال میں زید مبدل منہ بھی معرفہ ہے اور أخوك بدل بھی معرفہ ہے لہٰذا نکرہ کی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح دونوں نکرہ کی مثال: جاءني رجل أخ لك اس مثال میں رجل مبدل منہ ہے اور نکرہ ہے أخ لك بدل ہے اور لہٰذا اس کی صفت لانا ضروری نہیں ہے۔

توابع کی پانچویں قسم عطف بیان

عطف البيان تابع غير صفة يوضح متبوعه وهو أشهر اسمي شيء نحو قام أبو حفص عمر (رضي الله عنه) وقام

عطف بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو (اور) اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ کسی شیء کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہو جیسے قام

عبد الله بن عمر (رضي الله عنهما) لا يلتبس لفظاً بمثل قول الشاعر شعر

أبو حفص عمر اور قام عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما اور وہ بدل سے لفظوں میں التباس نہیں کرتا ہے شاعر کے قول میں اس شخص کا بیٹا

أنا ابن التارك البكري بشر   عليه الطير ترقبه وقوعا

ہوں جو تارک بکری یعنی بشر کے نام سے مشہور کو (قتل کر کے) اس حال میں چھوڑنے والا ہے کہ اس پر پرندے گرنے کا انتظار کرتے ہیں

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ توابع کی پانچویں قسم عطف بیان فرمارہے ہیں اس میں دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: عطف بیان کی تعریف

دوسری بات: عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

پہلی بات — عطف بیان کی تعریف

عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور کسی چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور نام ہوگا اس کو عطف بیان کہا جائے گا۔

پہلی مثال: قام أبو حفص عمر رضی اللہ عنہ اس مثال میں ابو حفص متبوع ہے اور مبین ہے اور عمر تابع اور بیان ہے۔ أبو حفص کنیت ہے حضرت عمر کی۔ اب ابو حفص زیادہ مشہور نہ تھا جب عمر کہا تو متبوع أبو حفص کی وضاحت ہوگئی کہ أبو حفص سے مراد حضرت عمر ہیں۔

دوسری مثال: قام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس مثال میں عبد اللہ متبوع ہے اور مبین ہے اور ابن عمر تابع اور بیان ہے اور اب یہاں عبد اللہ زیادہ مشہور نہیں تھا جب آگے ابن عمر ذکر کیا تو متبوع کی وضاحت ہوگئی۔ اب یہاں ابن عمر عبد اللہ کے لیے بیان واقع ہے

دوسری بات — عطف بیان اور بدل میں شعر کے ذریعے فرق

یہاں سے عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق بیان فرمارہے ہیں۔ بعض نحات کا مسلک یہ ہے کہ توابع صرف چار ہیں اور عطف بیان کوئی علیحدہ تابع نہیں ہے بلکہ وہ بدل ہے اور وہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں، جبکہ ان دونوں میں لفظی فرق بھی ہے اور معنوی فرق بھی۔

لفظی فرق: شاعر کے شعر سے لفظی فرق واضح ہو رہا ہے۔

اس مثال سے مراد وہ ترکیب ہے جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرف باللام ہو، جو صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہو۔

صفت کا صیغہ اس وقت مضاف ہوتا ہے جب وہ الف لام پر ترکیب پکڑا ہو۔ جیسے الضارب میں ضارب صفت کا صیغہ ہے جو کہ الف لام پر ترکیب پکڑے۔ صفت کا معنی دے رہا ہے۔ جیسے الضارب الرجل زید پس ایسی صورت میں عطف بیان جائز ہے اور بدل جائز نہیں۔

شعر

أنا ابن التارك البكري بشر　　عليه الطير ترقبه وقوعا

محل استشہاد: پس مذکورہ شعر میں بشر عطف بیان ہے البکری کا اور البکری جو متبوع ہے وہ التارک صفت معرف باللام کا مضاف الیہ ہے اور اس وقت اس میں کوئی فرق خرابی نہیں ہے لیکن اگر بشر کو البکری سے بدل قرار دیں تو خرابی لازم آتی ہے وہ اس طرح کہ بدل تکرار عامل کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو عامل مبدل منہ کا ہوتا ہے وہی عامل بدل کا بھی ہوتا ہے اب اگر البکری کا عامل التارک ہے تو بشر کا عامل بھی التارک بنانا پڑے گا اور تقدیری عبارت اس طرح ہوگی التارک بشر اور یہ مشتق ہے جس طرح الضارب زید مشتق ہے کیونکہ یہاں التارک اور بشر کے درمیان اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا فائدہ بھی نہیں دے رہی ہے کیونکہ یہاں التارک کی تخفیف پہلے ہی ہو چکی ہے لہٰذا اب اضافت لغو ہو جائے گی لہٰذا البکری کو مبدل منہ اور بشر کو بدل بنانا ناجائز ہے۔

معنوی فرق: وہ ظاہر ہے کہ بدل میں نسبت سے مقصود بدل ہوتا ہے اور عطف بیان میں نسبت سے مقصود عطف بیان نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع ہوتا ہے اور عطف بیان میں نسبت کا مقصود عطف بیان نہیں ہوتا ہے بلکہ متبوع میں ہوتا ہے اور عطف بیان کا ذکر محض متبوع کی وضاحت کے لیے ہوتا ہے۔

مصنف ﷫ نے عطف بیان اور بدل کے درمیان لفظی فرق کو بیان کیا اور معنوی فرق کو نہیں، اس لیے کہ لفظی فرق مخفی تھا اور معنوی فرق واضح تھا۔

لغات: التارک (بمعنی قاتل) اور مصیر (بمعنی بچھاڑنا) ایک ہی البکر شہر کا نام ہے اور یاء اس کی نسبت کے لیے ہے البکری سے مراد پہلوان ہے جو کہ اس کا لقب ہے بشر اس کا نام ہے۔

ترکیب: انا مبتدا، ابن مضاف، التارک مضاف الیہ، البکری مضاف الیہ لیکن بشر عطف بیان، مبیّن اور عطف بیان مل کر ہوا البکری، علیہ جار مجرور مل کر ذوالحال سے متعلق ہو کر خبر مقدم اور الطیر مبتدا موخر ذوالحال ترقب فعل ھی ضمیر فاعل ذوالحال، وقوعا حال واقع ہو ھی ضمیر سے ترقب فعل فاعل اور مفعول سے مل کر الطیر سے حال واقع ہے اب ذوالحال حال مل کر مبتدا موخر ہوا علیہ خبر مقدم سے مل کر یہ مضاف الیہ ہوا التارک سے پھر خبر ہوئی انا مبتدا کے لیے، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس نے قبیلہ بکر کے بشر نامی شخص کو قتل کر کے اس حال میں چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرنے کے منتظر ہیں۔

شعر کا مطلب: مذکورہ شعر کا مطلب اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ میں شاعر اپنی اور اپنے باپ کی تعریف کر رہا ہے کہ میں ایسے نوجوان اور بہادر شخص کا فرزند ہوں جس نے بشر نامی شخص جو بہت طاقتور تھا کو اس حال میں قتل کر کے چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرنے کے منتظر ہیں۔ یعنی جب بھی روح جسم سے نکلے اور ہم اسے کھا سکیں اس لیے کہ انسان کے بدن میں جب تک روح ہوتی ہے پرندے اس کے پاس نہیں جاتے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: تابع کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۲: توابع کی اقسام ذکر کریں۔

سوال نمبر ۳: صفت کی تعریف کریں اور مثال بھی ذکر کریں۔

سوال نمبر ۴: وصف اور نعت کی اقسام ذکر کریں اور مثالوں سے واضح کریں۔

سوال نمبر ۵: کتنی چیزوں میں صفت موصوف کا تابع ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۶: صفت کے فوائد مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔

سوال نمبر ۷: کیا ضمیر موصوف یا صفت بن سکتا ہے؟

سوال نمبر ۸: عطف نسق کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۹: حروف عطف میں سے بعض ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۰: ضمیر متصل پر عطف کرنے کے لیے کیا چیز لازم ہے؟

سوال نمبر ۱۱: کیا معطوف اور معطوف علیہ میں اعراب کے اعتبار سے مطابقت ہوگی؟

سوال نمبر ۱۲: دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کے مسئلہ میں امام فراءؒ کی رائے ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۳: تاکید کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۱۴: تاکید کی اقسام ذکر کریں۔

سوال نمبر ۱۵: تاکید لفظی کس طرح ہوگی مثال کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: وہ کونسے الفاظ ہیں جس کے ذریعے تاکید معنوی ہوتی ہے بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۷: ضمیر متصل کی تاکید نفس اور عین کے ساتھ کس طرح ہوگی؟

سوال نمبر ۱۸: بدل کی تعریف کریں۔

سوال نمبر ۱۹: عطف بیان کیا ہے؟ وضاحت کریں۔

سوال نمبر ۲۰: بدل کی کتنی اقسام ہیں؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

سوال نمبر ۲۱: کیا نکرہ معرفہ کا بدل بن سکتا ہے؟

دوسرا باب اسم مبنی کی بحث میں

الباب الثاني في الاسم المبني وهو اسم وقع غير مركب مع غيره مثل الف با تا ثا ومثل أحد،

مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے الف، با، تا، ثا اور جیسے احد،

اثنين، ثلاثة وكلفظ زيد وحده فإنه مبني بالفعل على السكون ومعرب بالقوة أو شابه مبني الأصل بأن يكون

اثنین، ثلاثہ اور جیسے لفظ زید اکیلا وہ بالفعل مبنی بر سکون ہے اور بالقوۃ معرب ہے یا مبنی اصل کے مشابہ ہو اس طور پر کہ اپنی دلالت

في الدلالة على معناه محتاجا إلى قرينة كالإشارة نحو هؤلاء ونحوها أو يكون على أقل من ثلاثة أحرف

کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسمائے اشارہ هؤلاء اور اس جیسے دوسرے اسمائے اشارات یا دو تین حروف سے کم ہو

أو تضمن معنى الحرف نحو ذا ومن وأحد عشر إلى تسعة عشر وهذا القسم لا يصير معربا أصلا

یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے ذا، من، اور احد عشر سے تسعۃ عشر تک اور یہ قسم معرب بالکل نہیں ہوتی ہے

وحكمه أن لا يختلف آخره باختلاف العوامل وحركاته تسمى ضما وفتحا وكسرا وسكونه وقفا

اور اس کا حکم یہ ہے کہ عوامل کے بدلنے سے اس کا آخر مختلف نہ ہو اور اس کی حرکتوں کا نام ضمہ فتحہ کسرہ سکون اور وقف رکھا جاتا ہے

وهو على ثمانية أنواع المضمرات وأسماء الإشارة والموصولات وأسماء الأفعال وأسماء الأصوات

اس کی آٹھ قسمیں ہیں اول مضمرات دوم اسمائے اشارات سوم اسمائے موصولہ چہارم اسمائے افعال پنجم اسمائے اصوات

والمركبات والكنايات وبعض الظروف

ششم مرکبات ہفتم کنایات ہشتم بعض ظروف

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے شروع میں کلمہ کی پہلی قسم یعنی اسم کی دو قسمیں بیان کی تھیں: پہلی قسم اسم معرب، دوسری قسم اسم مبنی، پس اسم معرب کے بیان کو ایک مقدمہ تین مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل کیا تھا، جس کو بیان فرمانے کے بعد اب یہاں سے اسم کی دوسری قسم اسم مبنی کو بیان فرما رہے ہیں اور آخر میں خاتمہ ذکر فرمانے کے بعد اس بحث کو مکمل کر دیں گے۔

اس باب میں کل تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات اسم مبنی کی تعریف

دوسری بات اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے دو قسمیں اور اس وضاحت

تیسری بات اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

پہلی بات اسم مبنی کی تعریف

اسم مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔

دوسری بات اسم مبنی کی تعریف کے اعتبار سے دو قسمیں اور اس وضاحت

پہلی قسم: وہ اسم اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ غیر سے مراد عامل ہے یعنی اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

پہلی مثال: الف، با، تا، ثا اس سے مراد حروف ہجاء اور مسمیات نہیں بلکہ ان کے اسم ہیں کیونکہ بحث اسم مبنی کے بارے میں ہے نہ کہ حروف مبنی کے بارے میں۔ حروف ہجاء تو حروف ہو کر مبنی الاصل ہیں۔

دوسری مثال: اسمائے عدد، واحد، اثنان، ثلاثة

تیسری مثال: اسمائے معدودہ زید و عمرو وغیرہ

جب یہ تنہا اکیلے ہوں تو یہ سب مبنی الاصل ہیں، سکون پر یہ بالفعل مبنی ہیں اور بالقوۃ معرب ہیں۔

بالفعل مبنی سے مراد: یعنی موجودہ حالت میں عامل کے ساتھ واقع نہیں ہوئے تو مبنی بر سکون ہیں۔

بالقوۃ مبنی سے مراد: یعنی ان میں اعراب کی صلاحیت ہے کہ جب یہ عامل کے ساتھ واقع ہوں گے تو ان پر اعراب آ جائے گا۔ جیسے جاء الف، جاء واحد، جاء زید حالت رفعی کی مثالیں ہیں۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ مشابہت سے مراد وہ مبنی الاصل کے ساتھ ایسی مناسبت رکھتا ہو کہ اسم کے مبنی ہونے میں مؤثر ہو اس طور پر کہ یا تو وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو یا وہ تین حرف سے کم ہو یا وہ معنی حرف کو متضمن ہو، پس جب اسم میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے گی تو اس میں مبنی الاصل کے ساتھ مناسبت پائی جائے گی اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ مبنی ہوگا۔

مصنف ؒ نے یہاں اسم کے مبنی الاصل کے مشابہت کی تین صورتیں بیان کی ہیں، جب کہ نحویوں نے استقراء و تتبع کے بعد سات صورتیں بیان کی ہیں، جن کو ہم فائدہ میں ذکر کریں گے۔

اسم کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی تین صورتیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ ھذا، ھؤلاء یہ

اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ یعنی اشارہ حسیہ کا محتاج ہوتا ہے یہ اپنے معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ حسیہ کیا جائے تو اسم اشارہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ اشارہ حسیہ کا محتاج ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم تین حروف سے کم ہو۔ جیسے ذا اور من یہ مشابہ ہیں فی اور من حروف جارہ کے۔ لہذا یہ بھی مبنی ہوں گے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ جیسے أحد عشر سے لے کر تسعة عشر تک یہ اصل میں واحد و عشر، اثنان و عشر، ثلاثة و عشر تھے پھر درمیان میں واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو مرکب واحدہ کے کر دیا ہے لہذا اب دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے لیکن اثنا عشر میں نون اور واو کو حذف کیا گیا ہے لہذا اس میں صرف دوسرا جز مبنی بر فتحہ ہوگا اور پہلا جز معرب ہوگا۔

فائدہ: نحویوں نے مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی سات صورتیں بیان کی ہیں جنہیں بسیار تلاش کے بعد حاصل کیا ہے اور درج ذیل ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے من اسم ہے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔ جیسے اسم اشارہ اسم موصول وغیرہ یہ اشارہ حسیہ اور صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہو۔ جیسے نزال اسم فعل انزل امر حاضر کی جگہ پر واقع ہوتا ہے۔

چوتھی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کے مشابہ ہو جو مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہے۔ جیسے فجار نزال کے مشابہ ہے اور نزال فعل امر کی جگہ واقع ہوتا ہے۔

پانچویں صورت: یہ ہے کہ وہ اسم اس اسم کی جگہ میں واقع ہو جو اسم مبنی الاصل کے مشابہ ہے۔ جیسے منادی مضموم یا زید، یا رجل وغیرہ میں زید اور رجل کاف خطاب کی جگہ ادعو میں مفعول بہ ہے اس کی جگہ میں واقع ہے اور کاف ضمیر خطاب جو کہ اسم ہے یہ مشابہ ہے کاف حرفی کے جو کہ حروف جارہ میں سے ہے جو کہ مبنی الاصل ہے۔

چھٹی صورت: یہ ہے کہ وہ اسم مبنی الاصل کی طرف مضاف ہو خواہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو۔ جیسے یومئذ میں کہ اصل میں یوم اذ کان کذا تھا اس میں یوم بالواسطہ جملہ کی طرف مضاف ہے جو مبنی ہے۔

ساتویں صورت: یہ ہے کہ اس اسم کی بناء تین حروف سے کم ہو۔ جیسے ذا اور من

تیسری بات اسم مبنی کا حکم اور اس کی حرکات اور اقسام کا ذکر

اسم مبنی کا حکم یہ ہے کہ اس کے شروع میں عوامل کے اختلاف سے اس کا آخر نہیں بدلتا ہے۔

مبنی کی حرکات: مبنی کی حرکات ضمہ، فتحہ، کسرہ، و سکون ہیں جب کہ معرب کی حرکات کو رفع، نصب، جر کہا جاتا ہے۔

مبنی کی آٹھ اقسام: (۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات (۳) اسمائے موصولات

(۴) اسمائے افعال (۵) اسمائے اصوات (۶) مرکبات

(۷) کنایات (۸) بعض ظروف

مصنف رحمہ اللہ نے بعض ظروف کہا کیونکہ تمام ظروف مبنی نہیں، بلکہ بہت سے ظروف معرب بھی ہیں۔

اسم مبنی کی پہلی قسم المضمرات

فصل: المضمر اسم وضع ليدل على متكلم أو مخاطب أو غائب تقدّم ذكره لفظا أو معنى أو حكما وهو

مضمر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو تاکہ دلالت کرے متکلم، مخاطب، یا غائب پر جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہو خواہ لفظاً یا معنیً یا حکماً اور وہ ضمیر

على قسمين متصل وهو ما لا يستعمل وحده إما مرفوع نحو ضربتُ إلى ضربن أو منصوب نحو

دو قسم پر ہے اول قسم متصل ہے متصل وہ ضمیر ہے جو اکیلے استعمال نہ کی جاتی ہو اور اس کی تین قسمیں ہیں، (اول) یہ مرفوع ہوگی

ضربني إلى ضربهنّ وإنني إلى إنهن أو مجرور نحو غلامي ولي إلى غلامهن ولهن ومنفصل

جیسے ضربتُ سے ضربن تک یا منصوب ہوگی جیسے ضربنی سے ضربہن تک اور اننی سے انہن تک یا مجرور ہوگی جیسے غلامی ولی سے غلامہن ولہن تک اور (ضمیر کی دوسری قسم) منفصل ہے ضمیر منفصل وہ ضمیر ہے

وهو ما يستعمل وحده إما مرفوع نحو أنا إلى هنّ وإما منصوب نحو إياي إلى إياهن فذلك ستون ضميرا

جو اکیلے استعمال کی جاتی ہو یہ مرفوع ہوگی جیسے انا سے ہن تک یا منصوب ہوگی جیسے ایای سے ایاہن تک یہ ساٹھ ضمیریں ہیں

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے اسم مبنی کی آٹھ قسموں میں سے پہلی قسم مضمرات کو ذکر فرما رہے ہیں اس بحث میں بنیادی طور پر پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: ضمیر کی تعریف

دوسری بات: ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

تیسری بات: ضمیر کے احکام کا ذکر

چوتھی بات: ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا ذکر

پانچویں بات: مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل لانے کا قاعدہ

پہلی بات ضمیر کی تعریف

ضمیر کا لغوی معنی: پوشیدہ کیا ہوا اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

اصطلاحی تعریف: ضمیر وہ اسم ہے جسے وضع کیا گیا ہے تاکہ دلالت کرے متکلم، مخاطب و غائب پر، جس کا ذکر پہلے لفظاً معناً یا حکماً گزر چکا ہو۔

دوسری بات ضمیر کی دو قسموں ضمیر متصل اور منفصل اور ان کی اقسام کا ذکر

مضمر کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل

ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں:) مرفوع متصل ۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

اور ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں:) مرفوع منفصل ۲) منصوب منفصل

ضمیر مجرور منفصل استعمال نہیں ہوتی ہے۔ ہر ایک کی چودہ ضمیریں ہیں پانچ کو چودہ سے ضرب دیں 60 ساٹھ ضمیریں حاصل ہوتی ہیں۔

ضمیر متصل کی اقسام: ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں:

(۱) مرفوع متصل (۲) منصوب متصل (۳) مجرور متصل

ضمیر مرفوع متصل کی مثالیں: ضربتُ سے ضربن تک

متکلم کی دو ضمیریں: ضربتُ، ضربنا

حاضر کی چھ ضمیریں: ضربتَ، ضربتما، ضربتم، ضربتِ، ضربتن

غائب کی چھ ضمیریں: ضرب، ضربا، ضربوا، ضربت، ضربتا، ضربن

ضمیر منصوب متصل کی مثالیں ضربنی سے ضربہن تک اور ایای سے ایاہن تک

متکلم کی ضمیریں: ضربنی، ضربنا

حاضر کی چھ ضمیریں: ضربک، ضربکما، ضربکم، ضربک ضربکما، ضربکن

غائب کی چھ ضمیریں: ضربہ، ضربہما، ضربہم، ضربہا ضربہما، ضربہن

ضمیر مجرور متصل: ضمیر مجرور متصل کی دو قسمیں ہیں (۱) مجرور باضافت (۲) مجرور بحرف جر

مجرور باضافت کی مثالیں: غلامی سے غلامہن تک و بی سے بہن تک

متکلم کی دو ضمیریں: غلامی، غلامنا

چھ ضمیریں حاضر کی. غلامک، غلامکما، غلامکم، غلامک، غلامکما، غلامکن

چھ ضمیریں غائب کی: غلامہ، غلامہما، غلامہم، غلامہا، غلامہما، غلامہن

مجرور بحرف جر کی مثالیں: لی سے بہن تک مذکورہ ضمیروں سے قیاس کریں۔

ضمیر منفصل کی اقسام: ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرفوع منفصل (۲) منصوب منفصل

ضمیر مرفوع منفصل: فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے جدا ہو، جیسے أنا سے هنّ تک

متکلم کی ضمیریں: أنا، نحن

چھ حاضر کی ضمیریں: أنتَ، أنتما، أنتم، أنتِ، أنتما، أنتنّ

چھ غائب کی ضمیریں: هو، هما، هم، هي، هما، هنّ

ضمیر منصوب منفصل: مفعول کی وہ ضمیریں جو فعل سے جدا ہوں، جیسے إیّایَ سے إیّاهنّ تک

متکلم کی دو ضمیریں: إیّایَ، إیّانا

چھ ضمیریں حاضر کی: إیّاکَ، إیّاکما، إیّاکم، إیّاکِ، إیّاکما، إیّاکنّ

چھ ضمیریں غائب کی: إیّاه، إیّاهما، إیّاهم، إیّاها، إیّاهما، إیّاهنّ

ملاحظہ: مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ **فذلک ستون ضمیرا** جب کہ ضمیریں ستر ہیں کیونکہ ضمائر کی پانچ اقسام ہیں اور ہر قسم چودہ ضمائر پر مشتمل ہے، جب پانچ کو چودہ سے ضرب دیں تو یہ ستر ضمیریں بنتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ کا اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ ضمیریں تو کل ساٹھ ہیں، جو ستر معانی کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ بارہ برائے مرفوع متصل، بارہ برائے منصوب متصل، بارہ برائے مجرور متصل، بارہ برائے مرفوع منفصل، بارہ برائے منصوب منفصل اس طرح مجموعی تعداد ساٹھ ہوتی ہے۔ اس میں تثنیہ مذکر و مؤنث کا ایک صیغہ شمار کیا گیا ہے خواہ حاضر ہو یا غائب ہو، اس طرح ہر ضمیر کی مد میں مصنف نے بجائے چودہ کے بارہ صیغے شمار کیے ہیں۔ باقی کو ان میں ضم کر دیا ہے، اسی واسطے فرمایا **فذلک ستون ضمیرا**

وَاعْلَمْ أنّ المرفوع المتصل يكون مستترا في الماضي للغائب والغائبة كضرب أي هو وضربت أي هي

اور جان لو کہ بے شک ضمیر مرفوع متصل فعل ماضی واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں پوشیدہ ہوتی ہے جیسے ضرب میں هو اور ضربت میں هي

وفي المضارع المتكلّم مطلقًا نحو أضرب أي أنا ونضرب أي نحن وللمخاطب نحو تضرب أي أنت

اور مضارع متکلم میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے جیسے اضرب میں أنا اور نضرب میں نحن مستتر ہیں اور مخاطب کے لیے (جب کہ واحد مذکر ہو) جیسے تضرب میں أنت اور مذکر غائب یضرب میں هو اور مؤنث غائب تضرب میں هي ضمیر مستتر ہے

وللغائب والغائبة كيضرب أي هو وتضرب أي هي وفي الصفة أعني اسم الفاعل والمفعول وغيرهما مطلقا

اور صیغہ صفت میں یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول اور ان دو کے علاوہ میں یعنی مثلاً صفت مشبہ اور افعل التفضیل میں مطلقاً پوشیدہ ہوتی ہے

ولا يجوز استعمال المنفصل إلا عند تعذر المتصل كإياك نعبد وما ضربك إلا أنا وأنا زيد وما أنت إلا قائما

اور جائز نہیں ہے ضمیر منفصل کا استعمال کرنا مگر متصل کے متعذر ہونے کے وقت جیسے إیاک نعبد، و ما ضربک إلا أنا

اور أنا زید، ما أنت إلا قائما میں بھی ضمیر منفصل لایا گیا ہے

تیسری بات: ضمیر کو متصل اور منفصل لانے کے احکام کا ذکر

ضمیر مرفوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضمیر بارز (۲) ضمیر مستتر

ضمیر بارز: وہ ضمیر ہے جس کا حقیقۃً تلفظ ہو اور جو ظاہر ہو۔

ضمیر مستتر: وہ ضمیر ہے جو پوشیدہ ہو اور اس کا تلفظ نہ ہو۔

ضمیر مستتر کے صیغے: ضمیر مرفوع متصل، ماضی کے دو اور مضارع کے پانچ صیغوں میں مستتر ہوتی ہے۔

ماضی کے دو صیغے یہ ہیں:
(۱) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے **ضرب**، اس میں **ھو** ضمیر مستتر ہے۔
(۲) واحد مؤنث غائب جیسے **ضربت**، اس میں **ھی** ضمیر مستتر ہے۔

مضارع کے پانچ صیغے یہ ہیں:
(۱) واحد متکلم جیسے **أضرب** اس میں **انا** ضمیر مستتر ہے
(۲) جمع متکلم کا صیغہ جیسے **نضرب** اس میں **نحن** ضمیر مستتر ہے۔
(۳) واحد مذکر حاضر کا صیغہ جیسے **تضرب** اس میں **انت** ضمیر مستتر ہے۔
(۴) واحد مذکر غائب کا صیغہ جیسے **یضرب** اس میں **ھو** ضمیر مستتر ہے۔
(۵) واحد مؤنث غائب کا صیغہ جیسے **تضرب** اس میں **ھی** ضمیر مستتر ہے۔

وفی الصفة اعنی اسم الفاعل ... الخ: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے یہ فرما رہے ہیں کہ صفت میں مطلقاً ضمیر مستتر ہوتی ہے (صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل ہیں) یہاں مطلقاً سے مراد خواہ مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو اور خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو، اس وقت جب کہ یہ اسم ظاہر کی جانب مسند نہ ہوں تو ان میں ضمیر مستتر ہوتی ہیں اسم ظاہر کی جانب مسند ہونے کی صورت میں ان کے اندر ضمیر پوشیدہ نہیں ہوں گی۔ جیسے **ضارب** میں **ھو** ضمیر، **ضاربان** میں **ھما** ضمیر، **ضاربون** میں **ھم** ضمیر مستتر ہے، **ضاربۃ** میں **ھی** ضمیر مستتر ہے

ضمیر منفصل کا استعمال ضمیر متصل کے متعذر ہوئے بغیر جائز نہیں

ضمیر مرفوع منفصل ہو یا منصوب منفصل ہو ان کا کلام میں استعمال جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ ضمیر متصل کا استعمال کرنا متعذر ہو اور مشکل ہو کیونکہ کلام عرب میں اصل اختصار اور ایجاز ہے اور ضمیریں بھی اسی لیے وضع کی گئی ہیں اور ضمیر متصل حروف کے کم ہونے کی وجہ سے منفصل سے کم ہیں اسی لیے جب تک ضمیر متصل لائی جا سکتی ہو متصل ہی

لائی جاتی ہیں جب ضمیر متصل کا لانا متعذر اور ممتنع ہو تو اس وقت ضمیر منفصل لائی جاتی ہے۔

ضمیر متصل کے متعذر ہونے کی چند جگہیں

پہلی جگہ: ضمیر متصل جب عامل پر مقدم ہو جیسے ایاک نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) اس میں ایاک ضمیر اپنے عامل پر مقدم ہے جو کہ نعبد ہے یہاں مقصود حصر کا معنی پیدا کرنا ہے اور حصر ضمیر کو عامل پر مقدم کر کے پیدا کیا جا سکتا ہے، لہذا یہاں ضمیر متصل لانا متعذر ہے جس کی وجہ سے ضمیر منفصل لائی گئی۔

دوسری جگہ: ضمیر اور عامل کے درمیان فاصلہ واقع ہو تو بھی متصل لانا متعذر ہوتا ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے ما ضربک الا انا (نہیں مارا تجھے مگر میں نے) اس مثال میں انا اور اس کے عامل ضرب کے درمیان الا کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ ضروری ہے ورنہ حصر کا معنی حاصل نہ ہوگا۔

تیسری جگہ: جب ضمیر کا عامل معنوی ہو یعنی ضمیر مبتدا اور خبر پر واقع ہو تو اس صورت میں ضمیر کو متصل لانا متعذر ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے انا زید (میں زید ہوں) اس میں انا مبتدا ہے اس کا عامل معنوی ہے ضمیر عامل معنوی کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتی، لہذا منفصل لانا ضروری ہے۔

چوتھی جگہ: جب ضمیر کا عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو تو بھی ضمیر متصل لانا متعذر ہوگا ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے ما انت الا قائما نہیں ہے (نہیں ہے تو مگر کھڑا ہونے والا)

ضمیر مرفوع متصل حرف کے ساتھ متصل نہیں ہوتی چنانچہ اس مثال میں ضمیر کا عامل حرف ہے اور ضمیر مرفوع بھی ہے لہذا اس کا متصل لانا متعذر ہے اس لیے ضمیر منفصل لائی گئی۔

واعلم أن لهم ضميرا غائبا يأتي بعده جملة تفسره ويسمى ضمير الشأن في المذكر وضمير القصة في

جان لو کہ نحویوں کے ہاں ایک ضمیر غائب ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے ضمیر شان مذکر میں اور ضمیر قصہ

المؤنث نحو قل هو الله أحد وإنها زينب قائمة ويدخل بين المبتدأ والخبر صيغة مرفوع

مؤنث میں۔ جیسے قل ھو اللہ احد ضمیر شان کی مثال اور انہا زینب قائمۃ ضمیر قصہ کی مثال ہے۔ اور داخل ہوتا ہے مبتدا اور خبر کے

منفصل مطابق للمبتدأ إذا كان الخبر معرفة أو أفعل من كذا ويسمى فصلا لأنه يفصل بين

درمیان صیغہ مرفوع منفصل جو مطابق ہوتا ہے مبتدا کے جب کہ خبر معرفہ یا اسم تفضیل مستعمل بمن ہو اور اس کا نام رکھا جاتا ہے فصل

الخبر والصفة نحو زيد هو القائم وكان زيد هو أفضل من عمرو وقال الله تعالى كنت أنت الرقيب

کیونکہ یہ جدائی کرتا ہے خبر اور صفت کے درمیان جیسے زید ھو القائم (زید وہ کھڑا ہونے والا ہے) کان زید ھو افضل من عمرو (زید افضل ہے عمرو سے) اور اللہ تعالی نے فرمایا کنت انت الرقیب (آپ تھے ان پر نگہبان)

چوتھی بات ضمیر الشان اور ضمیر القصۃ کا ذکر

نحویوں کے نزدیک ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ اگر ضمیر مذکر کی ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر ضمیر مونث کی ہو تو اسے ضمیر قصہ کہتے ہیں۔

ضمیر شان کی مثال جیسے قل هو الله احد اور ضمیر قصہ کی مثال جیسے انها زينب قائمة

پانچویں بات مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر منفصل لانے کا قاعدہ

جب مبتدا کی خبر معرفہ ہو یا وہ اسم تفضیل ہو جو مِن کے ساتھ مستعمل ہو پھر مبتدا اور خبر کے درمیان مبتدا کے مطابق ضمیر منفصل لاتے ہیں اس کو ضمیر فصل کہتے ہیں۔ مبتدا کے مطابق ضمیر لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مبتدا مفرد ہے تو ضمیر بھی مفرد لائیں گے اور اگر مبتدا تثنیہ ہے یا جمع ہے۔ غائب ہے یا متکلم ہے یا مخاطب ہے یا مذکر ہے یا مونث ہے تو اس صورت میں ضمیر بھی اس کے مطابق لائیں گے۔

ضمیر فصل لانے کی وجہ یہ ہے کہ جب مبتدا کی خبر معرفہ ہے تو صفت موصوف اور مبتدا خبر کے درمیان التباس آجاتا ہے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ مبتدا خبر ہے یا موصوف صفت تو التباس سے بچنے کے لیے مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لاتے ہیں جیسے زيد هو القائم، دونوں کا عامل معنوی ہونے کی مثال ہے اس میں زید مبتدا ہے اور القائم خبر دونوں معرفہ ہیں اس لیے درمیان میں ضمیر فصل لائیں گے تاکہ التباس سے بچ سکیں کیونکہ موصوف صفت کے درمیان فصل ممتنع ہے تو تحقیقی طور پر معلوم ہو گیا کہ القائم زید کی خبر ہے۔

یا خبر اسم تفضیل مستعمل بمن ہو تو اس صورت میں مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر فصل لائیں گے کیونکہ یہ بھی معرفہ کے حکم میں ہے۔ اگر صیغہ منفصل نہ لائیں گے تو التباس ہو گا صفت کے ساتھ جیسے زيد هو افضل من عمرو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ لفظ افضل زید کی خبر ہے یا صفت ہے اور خبر محذوف ہے لہذا ضمیر فصل لانی پڑے گی، جیسے كان زيد هو افضل من عمرو

مصنف رحمہ اللہ نے متعدد مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ ان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صیغہ منفصل کا آنا دو طرح پر ہے، ایک عوامل لفظیہ کے داخل ہونے سے پہلے، جیسے زيد هو القائم اور دوسرا عوامل لفظیہ کے داخل ہونے کے بعد۔ اس کی دو مثالیں دیں: ایک اسم تفضیل کی اور دوسری اسم معرفہ کی۔ جیسے كان زيد هو افضل من عمرو اس میں کان عامل لفظی ہے اس کے داخل ہونے کے بعد صیغہ منفصل آیا ہے اور خبر اس میں تفضیل ہے دوسری مثال جس میں عامل لفظی ہے اور خبر معرفہ اس میں صیغہ فصل لایا گیا جیسے كنت انت الرقيب عليهم اس میں کنت عامل ہے ت ضمیر اسم ہے الرقيب خبر معرفہ ہے اور انت ضمیر فصل ہے۔

اسم مبنی کی دوسری قسم أسماء الإشارة

[فصل أسماء الإشارة ما وضع ليدل على مشار إليه وهي خمسة ألفاظ لستة معان وذلك ذا للمذكر

اسمائے اشارات وہ اسماء ہیں جو مشار الیہ پر دلالت کے لیے وضع کیے گئے ہیں وہ پانچ الفاظ ہیں جو چھ معانی کے لیے آتے ہیں اور یہ ذا مذکر کے لیے

ذان وذين للمثنى وتا وتي وذي وته وذه وتهي وذهي للمؤنث وتان وتين للمثناة وأولاء بالمد

ذان اور ذین تثنیہ مذکر کے لیے اور تا اور تی اور ذی اور تہ اور ذہ اور تہی اور ذہی مؤنث کے لیے اور تان اور تین تثنیہ مؤنث کے لیے اور اولاء مد

والقصر لجمعهما وقد يدخل بأوائلها هاء التنبيه نحو هذا وهذان وهؤلاء و

اور قصر کے ساتھ دونوں تثنیہ مذکر و مؤنث کے لیے اور کبھی کبھی ان اسماء اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ لائی جاتی ہے جیسے ھذا اور ھذان اور ھؤلاء اور

قد يتصل بأواخرها حرف الخطاب وهو أيضا خمسة ألفاظ لستة معان نحو كَ، كما، كم، كِ، كنّ

کبھی ان اسماء اشارہ کے آخر میں کاف خطاب آتا ہے یہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے کَ، کُما، کُم، کِ، کُنّ

فذلك خمسة وعشرون الحاصل من ضرب خمسة في خمسة وهي ذاكَ إلى ذاكنّ وذانكَ إلى

پچیس اسماء اشارات ہیں جو پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ ذاکَ سے ذاکنّ تک اور ذانکَ سے

ذانكنّ وكذلك البواقي واعلم أن ذا للقريب وذلك للبعيد وذاك للمتوسط

ذانکنّ تک اور اسی طرح باقی۔ اور جان لیجیے کہ ذا قریب کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ذلک دور کے لیے اور ذاک متوسط کے لیے

وضاحت: اس فصل میں مصنف رحمہ اللہ چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: اسم اشارہ کی تعریف

دوسری بات: اسم اشارہ کا استعمال

تیسری بات: اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

چوتھی بات: ذا، ذلک اور ذاک میں فرق

پہلی بات اسم اشارہ کی تعریف

اسم اشارہ وہ اسم ہے جس کو وضع کیا گیا ہے مشار الیہ پر دلالت کے لیے۔

دوسری بات اسم اشارہ کا استعمال

اسماء اشارہ پانچ ہیں: (۱) ذا (۲) ذانِ، ذینِ (۳) تا، تِي، ذِي

(۴) تہ، ذہ، تہي (۵) أولاء

اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے، کیونکہ مشار الیہ دو حال سے خالی نہیں: مذکر ہوگا یا مؤنث ہوگا، پھر ان میں سے ہر ایک مفرد ہوگا یا تثنیہ ہوگا یا جمع اس سے یہ کل چھ صورتیں بنتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے اسم اشارہ ہونا چاہیے تھا مگر جمع مذکر و مؤنث کے لیے ایک ہی اسم اشارہ وضع کیا گیا ہے۔

تفصیل یہ ہے: ذا واحد مذکر کے لیے

ذان حالت رفعی میں اور ذین حالت نصبی وجری میں تثنیہ مذکر کے لیے۔

تا، تی، تہ، ذہ، تہی واحدہ مؤنث کے لیے

تان حالت رفعی میں اور تین حالت نصبی میں وجری میں تثنیہ کے لیے

اولاء مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ دونوں حالت رفعی نصبی، جری میں جمع مذکر وجمع مؤنث کے لیے آتے ہیں خواہ جمع مذکر ومؤنث ذوی العقول میں سے ہوں یا غیر ذوی العقول میں سے ہوں۔

تیسری بات اسم اشارہ کے شروع میں ہاء تنبیہ اور آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر

شروع میں ہاء تنبیہ لانے کا ذکر: اسم اشارہ کے شروع میں ہاء ضمیر تنبیہ آتی ہے جس سے مخاطب کو مشار الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے، تاکہ مخاطب اس سے غافل نہ ہو، جیسے هذا، هذان، هؤلاء

آخر میں کاف خطاب لانے کا ذکر: اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حرف خطاب لاحق ہوتا ہے تاکہ مخاطب کے مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث ہونے پر دلالت کرے اور یہ حرف خطاب ک ہے اور یہ حروف خطاب کل پانچ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے کَ، کما، کم، کِ، کن وغیرہ تو چھ معانی کے لیے چھ الفاظ ہونے چاہیے مگر لفظ کما جو تثنیہ مخاطب کے لیے ہے یہ مذکر ومؤنث میں مشترک ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ کَ ضمیر مفرد مذکر کے لیے ہے کما تثنیہ مذکر ومؤنث کے لیے
کم جمع کے لیے کِ مفرد مؤنث کے لیے اور کن جمع مؤنث کے لیے۔

پس یہ اشارات حروف خطاب سمیت کل پچیس ہوئے۔ ان میں سے پانچ اسماء اشارہ اور پانچ حروف خطاب، پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے پچیس اسمائے اشارات بنتے ہیں اور دوسرے اسمائے اشارات حروف خطاب سمیت ذاک سے لے کر ذکن تک ذانک سے لے کر ذانکن تک اسی طرح باقی اسماء اشارہ ہیں۔

چوتھی بات ذا، ذلک اور ذاک میں فرق

پس ذا قریب کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذا کے الفاظ کم ہیں، قلت حروف، قلت مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذلک دور کی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذلک کے الفاظ زیادہ ہیں اور کثرت حروف، کثرت مسافت پر دلالت کرتے ہیں اور ذاک درمیانی مسافت کے لیے آتا ہے اس لیے کہ ذاک کے الفاظ متوسط ہیں اور حروف متوسط مسافت متوسط پر دلالت کرتے ہیں۔

اسم مبنی کی تیسری قسم أسماء الموصولات

فصل: الموصول اسم لا يصلح أن يكون جزءا تاما من جملة إلا بصلة بعده والصلة جملة خبرية ولا بد

اسم موصول وہ اسم ہے جو صلاحیت نہ رکھتا ہو جملہ کا جزء تام بننے کی مگر اس کے ساتھ جو اس کے بعد ہے اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری

من عائد فيها يعود إلى الموصول مثاله الذي في قولنا جاءني الذي

ہے اس جملہ میں ایک عائد (ضمیر) کا ہونا جو اسم موصول کی طرف لوٹے اس کی مثال الذي ہے جیسے ہمارے قول میں جاءني الذي

أبوه عالم أو قام أبوه و الذي للمذكر و اللذان واللذين لمثناه و التي للمؤنث و اللتان

ابوہ عالم یا جاءني الذي قام ابوہ اور الذي مذکر کے لیے ہے اور اللذان اور اللذين تثنیہ مذکر کے لیے اور التي مؤنث کے لیے اور اللتان

واللتين لمثناها والذين و الأُلى لجمع المذكر و اللاتي واللواتي و اللائي لجمع المؤنث و من

اور اللتين تثنیہ مؤنث کے لیے اور الذين اور الأُلى جمع مذکر کے لیے ہے اور اللاتي و اللواتي اور اللائي جمع مؤنث کے لیے اور من

وما و أيّ و أيّة و ذو بمعنى الذي في لغة بني طي كقول الشاعر شعر: فإن الماء ماء أبي وجدي

اور ما اور أيّ اور أيّة اور ذو جو الذي کے معنی میں ہو بنی طی کی لغت میں شاعر کا قول شعر: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے

وبئري ذو حفرت وذو طويت أي الذي حفرته والذي طويته

اور میرا کنواں جس کو میں نے کھودا اور جس کو میں نے بنایا ہے یہاں ذو حفرت اور ذو طويت الذي حفرته اور الذي طويته کے معنی میں ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے پانچ باتیں ذکر فرما رہے ہیں

پہلی بات: اسم موصول کی تعریف

دوسری بات: صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

تیسری بات: اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

چوتھی بات: قرینہ ہو تو عائد کا حذف جائز ہے

پانچویں بات: أيّ اور أيّة کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

پہلی بات — اسم موصول کی تعریف

اسم موصول وہ اسم ہے جو بغیر صلہ کے جملے کا جزء تام نہ بن سکے۔

دوسری بات — صلہ کے لیے تین شرائط کا ذکر

پہلی شرط: یہ ہے کہ صلہ جملہ ہوگا اس کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول مبہم ہوتا ہے اور صلہ موصول کو بیان کرتا ہے، اور جملہ موصول کو بیان کر سکتا ہے نہ کہ مفرد کو، اس لیے صلہ کے لیے جملہ ہونے کی شرط لگائی

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہوگا جملہ خبریہ ہونے کی شرط اس لیے لگائی کہ موصول اور صلہ میں ربط ہوتا ہے اور جملہ انشائیہ ماقبل سے تو ربط کو قبول نہیں کرتا اور جملہ خبریہ ربط کو قبول کرتا ہے اس لیے جملہ خبریہ کی شرط لگائی۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ اس جملہ میں ایک عائد ہو جو موصول کی طرف لوٹے، عائد کی شرط اس لیے لگائی کہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور جملہ مستقل بنفسہ ہوتا ہے اور جو مستقل بنفسہ ہو اس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے جب کہ صلہ کا موصول کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یعنی دونوں مل کر جملے کے جزء تام بنتے ہیں لہٰذا صلہ میں عائد ہونے کی شرط لگا دی جو موصول

کی طرف لوٹے۔

صلہ جملہ فعلیہ کی مثال: جاءني الذي قام أبوه اس میں قام ابوہ جملہ فعلیہ اور اس میں ہ ضمیر عائد ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تیسری بات اسماء موصولہ اور ان کا استعمال

اسم موصول چھ معنی کے لیے آتا ہے اور ان کے لیے چھ قسم کے الفاظ ہیں:

(۱) واحد مذکر کے لیے الذي (۲) تثنیہ مذکر کے لیے اللذان اور اللذین

(۳) جمع مذکر کے لیے الذین اور الأُلی (۴) واحد مؤنث کے لیے التي

(۵) تثنیہ مؤنث کے لیے اللتان اور اللتین (۶) جمع مؤنث کے لیے اللاتي اور اللواتي اور اللائي

من اور ما اور اي اور أية بمعنی الذي کے ہیں اور ذو بھی بنی طی کی لغت میں بمعنی الذي ہے، شاعر کے شعر میں

شعر

فإن الماء ماء أبي وجدي وبئري ذو حفرت وذو طويت

ترجمہ: پس بے شک پانی میرے باپ دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں (جس کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے) جس کو میں نے ہی کھودا اور میں نے ہی اس کی منڈیر بنائی ہے (یعنی کنویں کے اوپر پتھر لگا کر منڈیر بنائی ہے) اس میں ذو بمعنی الذي کے ہے اصل میں تھا الذي حفرته اور الذي طويته

شعر کا مطلب: لوگ جس پانی پر دست درازیاں کر رہے ہیں وہ تو مجھے باپ دادا کی جاگیر میں ملے ہیں اور جس کنویں پر لوگ تنازع کر رہے ہیں اس کی کھدائی میں نے کی ہے، اور اس کے ارد گرد میں نے منڈیر بنائی ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے ارد گرد میں نے پتھر رکھ کر اس کو برابر کیا ہے اس کنویں کو باضابطہ شکل میں نے دی ہے لہذا اس لحاظ سے بھی یہ کنواں میرا ہے۔

محل استشہاد: یہاں ذو حفرت اور ذو طويت الذي حفرته اور الذي طويته کے معنی میں ہیں۔

ترکیب: إن حرف مشبہ بالفعل، الماء ان کے لیے اسم ہوا، ماء مضاف، أبي وجدي ایک دوسرے پر عطف ہو کر ماء کے لیے مضاف الیہ ہوا، اب مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، بئري مبتدا ذو حفرت موصول صلہ مل کر معطوف علیہ، ذو طويت موصول صلہ مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر خبر ہوا بئري مبتدا کے لیے، مبتدا خبر مل کر پھر معطوف ہوئے معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر ان کی خبر، ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: من اور ما میں فرق یہ ہے کہ من ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ما غیر ذوی العقول کے لیے استعمال

ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ دونوں ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ای مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ایہ مونث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اور ذو کے لیے علت ہونے کی تخصیص اس لیے کی کہ ذو کا استعمال کلام عرب میں دو طرح ہوتا ہے ایک ذو بمعنی صاحب کے ہو تو یہ معرب ہے اور ذو بمعنی الذي ہو تو یہ مبنی ہے اور یہ بنی طے کی لغت میں ہے اس لیے کہ اس کو ایک شعر میں بیان کیا ہے۔

والألف واللام بمعنى الذي وصلته اسم الفاعل أو المفعول نحو الضارب زيدا أي الذي يضرب زيدا

اور الف لام بمعنی الذي ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے۔ جیسے الضارب زيدا یعنی الذي يضرب زيدا (آیا میرے پاس شخص جو مارنے والا ہے زید کو)

وجاءني المضروب غلامه ويجوز حذف العائد من اللفظ إن كان مفعولا نحو قام الذي ضربت أي الذي ضربته

وجاءني المضروب غلامه یعنی جاءني الذي ضرب غلامه (آیا میرے پاس وہ شخص جس کے غلام کو مارا گیا) اور جائز ہے حذف کرنا عائد کو لفظ سے اگر ہو وہ مفعول جیسے قام الذي ضربت یعنی الذي ضربته (کھڑا ہے وہ شخص جس کو میں نے مارا ہے)

واعلم أنّ أيّا وأيّة معربة إلا إذا حذف صدر صلتها كقوله تعالى ثم لننزعن من كل

اور جان لو کہ بے شک أيّ اور أيّة معرب ہیں مگر جب حذف کیا جائے ان کے صدر صلہ کو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (پھر ہم کھینچیں

شيعة أيهم أشد على الرحمن عتيا أي أيهم هو أشد

گے ہر گروہ میں سے اس کو جو ان میں سے رحمن پر زیادہ سرکش ہے)

وضاحت: الف لام بمعنی الذي اسم موصول کے لیے ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا صلہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہو۔

مثال: صلہ اسم فاعل ہو۔ جیسے الضارب زيدٌ یعنی الذي يضرب زيدٌ اسی طرح صلہ اسم مفعول ہو جیسے جاءني المضروب غلامه یعنی جاءني الذي ضرب غلامه

چوتھی بات — قرینہ ہو تو عائد کو حذف کرنا جائز ہے

صلہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹ رہی ہو لیکن اس عائد کو کبھی لفظوں سے حذف کیا جاتا ہے جب عائد ضمیر مفعول کی ہو لیکن معنی کے اعتبار سے موجود ہو۔

مثال: قام الذي ضربت یہ اصل میں قام الذي ضربته تھا اس میں وہ ضمیر جو کہ مفعول ہے حذف ہو گیا لیکن معنی میں باقی ہے۔ أيّ اور أيّة

پانچویں بات — أيّ اور أيّة کی معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے چار حالتیں

أيّ اور أيّة ایک حالت میں مبنی ہیں جس کی تفصیل ہم نے ذکر کی اور تین حالتوں میں معرب ہیں۔

۱) أيّ اور أيّة مضاف ہو اور صدر صلہ محذوف ہو، یہ صرف اس ایک حالت میں مبنی ہے۔ جیسے جاءني أيهم قائم، رأيت أيهم قائم، اسی طرح قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے ثم لننزعن من كل شيعة أيهم أشد على الرحمن عتيا اس میں لفظ أيّ ضمیر کی طرف مضاف ہے اور أشد على الرحمن عتيا اس کا صلہ ہے اور اس صلہ کا صدر جو هو ضمیر ہے، جو اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے، وہ محذوف ہے اصل میں یوں تھا أيهم هو أشد یہ مبنی برضمہ ہے۔

۲) أيّ اور أيّة مضاف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو اس حالت میں معرب ہے۔ جیسے

جاءني أيهم هو قائم، رأيت أيهم هو قائم، مررت بأيهم هو قائم،

جاءت أيتهن هي قائمة، رأيت أيتهن هي قائمة، مررت بأيتهن هي قائمة

اس حالت میں یہ معرب ہے۔

۳) أيّ اور أيّة مضاف نہ ہو اور صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جاء أيّ هو قائم،

رأيت أيّا هو قائم، مررت بأيّ هو قائم اس حالت میں معرب ہے۔

۴) أيّ اور أيّة مضاف ہو اور نہ صدر صلہ مذکور ہو۔ جیسے جاء أيّ قائم،

رأيت أيّا قائم، مررت بأيّ قائم اس حالت میں بھی معرب ہے۔

اسم مبنی کی چوتھی قسم أسماء الأفعال

فصل: أسماء الأفعال هو كل اسم بمعنى الأمر والماضي نحو رويد زيدا أي أمهله

یہ فصل اسماء افعال کے بیان میں ہے۔ اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر یا بمعنی ماضی ہو جیسے رويد زيدا بمعنی أمهله (تو اس کو مہلت دے)

وهيهات زيد أي بعد، وعلى وزن فعال بمعنى الأمر من الثلاثي قياس كنزال بمعنى انزل وتراك بمعنى

اور هيهات زيد بمعنی بعد (دور ہوا زید) اسی طرح وہ اسم جو وزن فعال ہو وہ بھی امر کے معنی میں آتا ہے اور وہ فعال وزن ثلاثی سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نزال انزل امر کے معنی میں ہے (یعنی تو اتر جا) اسی طرح تراک بھی اترک امر حاضر کے معنی میں ہے

اترك ويلحق به فعال مصدرا معرفة كفجار بمعنى الفجور أو صفة للمؤنث نحو يا فساق بمعنى فاسقة

(یعنی تو چھوڑ دے) اور اس کے ساتھ فعال بھی لاحق کیا گیا ہے جبکہ وہ مصدر معرفہ ہو جیسے فجار، الفجور کے معنی میں ہے یا مؤنث کی صفت واقع ہو جیسے یا فساق فاسقة کے معنی میں ہے (فسق کرنے والی)

ويا لكاع بمعنى لاكعة أو علما للأعيان المؤنثة كقطام وغلاب وحضار، وهذه الثلاثة ليست من أسماء

اور یا لكاع لاكعة کے معنی میں ہے (یعنی عورت جو [illegible]) یا وہ مؤنث اعیان کا علم ہو جیسے قطام (عورت کا نام ہے) غلاب (مؤنث کا نام ہے) اور حضار (ایک ستارہ کا نام ہے) اور یہ تینوں اسماء افعال میں سے نہیں ہیں

الأفعال وإنما ذكرت هنا للمناسبة

صرف مناسبت کی وجہ سے یہاں ذکر کیے گئے ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم فعل کی تعریف

دوسری بات: وہ اسم جو فعالِ کے وزن پر امر کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہوگا

تیسری بات: فعالِ مصدری، فعالِ صفتی اور فعالِ علمی کا ذکر

پہلی بات اسم فعل کی تعریف

اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو باعتبار وضع کے امر حاضر معروف یا فعل ماضی کے معنی میں ہو۔

مثال: رُوَیْدَ زیداً بمعنی اَمْہِلْہُ (تو اس کو مہلت دے) اور ھَیْہَاتَ زیدٌ بمعنی بَعُدَ (دور ہو گیا زید)

ان مثالوں میں رُوَیْدَ اور ھَیْہَاتَ اسم ہیں لیکن فعل کے معنی میں ہیں۔

دوسری بات وہ اسم جو فعال کے وزن پر امر کے معنی میں ہو وہ بھی مبنی ہوگا

اسمائے افعال میں سے ایک صیغہ فعالِ کا ہے جو بمعنی امر ہے اور فعالِ کا وزن ثلاثی مجرد سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے نزالِ بمعنی انزل اور تراکِ بمعنی اترک، ضرابِ بمعنی اضرب اور کتابِ بمعنی اکتب وغیرہ ہے۔

تیسری بات فعالِ مصدری، فعالِ صفتی اور فعالِ علمی کا ذکر

فعالِ مصدری: جس طرح فعالِ بمعنی امر حاضر مبنی ہے اسی طرح فعالِ مصدر معرفہ بھی مبنی ہوگا۔ جیسے فجارِ بروزن فعالِ یہ الفجور مصدر معرفہ کے معنی میں ہے (بمعنی نافرمانی کرنا)۔

فعالِ صفتی: اسی طرح وہ فعالِ جو کسی مؤنث کی صفت ہو وہ بھی فعالِ بمعنی امر کے ساتھ ملحق ہو کر مبنی ہوگا۔ جیسے یا فساقِ یہ بروزن فعالِ ہے اور فاسقۃ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی نافرمان عورت) اور اسی طرح یا لکاعِ بروزن فعالِ ہے اور لاکعۃ کے معنی میں ہو کر مؤنث کی صفت ہے (بمعنی کمینی عورت)

فعالِ علمی: جو کسی معین مؤنث کا علم ہو وہ بھی فعالِ کے ساتھ ملحق ہو کر مبنی ہوگا جیسے قطامِ (ایک عورت کا نام ہے) غلابِ (یہ بھی ایک عورت کا نام ہے) حضارِ (یہ ایک ستارہ کا نام ہے) یہ سب مبنی ہوں گے اور یہ تینوں فعالِ مصدری، فعالِ صفتی اور فعالِ علمی اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں۔

خیال: یہ ہوتا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فعالِ مصدر، فعالِ صفتی اور فعالِ علمی کو اسماء افعال کی فصل میں کیوں ذکر کیا ہے جب کہ یہ سارے اسماء افعال میں سے نہیں؟

جواب: ان تینوں کو اسماء افعال کی فصل میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان تینوں فعال کو فعالِ بمعنی امر کے ساتھ مناسبت ہے مناسبت وزن اور عدل میں ہے وزن میں مناسبت تو یہ ہے کہ بظاہر وزن ان کا ایک طرح کا ہے اور عدل مناسبت یہ

ہے فعل بمعنی امر مبالغے کے لیے اسم سے معدول ہیں کی طرح یہ تینوں بھی معدول ہیں چنانچہ فجار الفجور سے معدول ہے اور فساق فاسقۃ سے معدول ہے اور قطام قاطمۃ سے معدول ہے غلاب غالبۃ سے معدول ہے۔

اسم مبنی کی پانچویں قسم أسماء الأصوات

فصل: أسماء الأصوات كل اسم حكي به صوت كغاق لصوت الغراب أو صوت به للبهائم كنخ لإناخة البعير

اسماء اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کسی آواز کی حکایت کی گئی ہو۔ جیسے غاق کوے کی آواز کے لیے یا وہ الفاظ جس کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جاتی ہو۔ جیسے نخ اونٹ کو بٹھاتے وقت اس لفظ کو بولتے ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے مبنیات کی پانچویں قسم کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ہے اسماء اصوات اصوات صوت کی جمع ہے بمعنی آواز۔

اسماء اصوات کی تعریف: اسماء اصوات وہ ہیں جو کسی جانور کی آواز نقل کرتے ہوئے منہ سے نکلیں۔ جیسے نخ اونٹ کا بٹھانے کے لیے یہ آواز نکالی جاتی ہے۔

اسماء اصوات کے مبنی ہونے کی وجہ: یہ اسم غیر کے ساتھ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور اگر ترکیب میں واقع ہو جائے تو ترکیب ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ بطور حکایت کے ان کو ذکر کیا جاتا ہے۔

اسم مبنی کی چھٹی قسم أسماء المرکبات

فصل: المركبات كل اسم ركب من كلمتين ليس بينهما نسبة فإن تضمن الثاني منهما حرفاً

مرکب ہر وہ اسم ہے جو کہ دو کلموں سے مرکب ہو گیا ہو جن دونوں کلموں کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو، اگر دوسرا کلمہ متضمن ہو حرف کو

وجب بناؤهما على الفتح كأحد عشر إلى تسعة عشر إلا اثني عشر فإنها معرب كالمثنى

تو دونوں کلموں کا مبنی علی الفتح ہونا واجب ہے۔ جیسے احد عشر سے تسعۃ عشر تک مگر اثنا عشر کیونکہ وہ معرب ہے جیسے مثنی معرب ہے

وإن لم يتضمن ذلك ففيه ثلاث لغات أفصحها بناء الأول على الفتح وإعراب الثاني غير منصرف

اور اگر دوسرا کلمہ حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں تین لغات ہیں ان میں زیادہ فصیح یہ ہے کہ پہلا کلمہ فتح پر مبنی ہے اور دوسرے کلمہ کا اعراب غیر منصرف کا ہو گا

كبعلبك نحو جاءني بعلبك ورأيت بعلبك ومررت ببعلبك

جیسے جاءنی بعلبک و رأیت بعلبک و مررت ببعلبک

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ مبنیات کی چھٹی قسم مرکبات کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں دو باتیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی بات: مرکب کی تعریف

دوسری بات: مرکبات کا حکم بالتفصیل ہے

پہلی بات　　　مرکب کی تعریف

مرکب ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو ان دونوں کلموں کے درمیان بغیر کسی نسبت کے (خواہ نسبت اضافی ہو یا اسنادی)

دوسری بات　　　مرکبات کا حکم باعتبار اعراب

مرکب دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کا دوسرا کلمہ کسی حرف کو متضمن ہوگا یا نہیں، اگر حرف کو متضمن ہو تو مرکب بنائی ہوگا اور اس کا اعراب یہ ہوگا کہ اس کے دونوں جز مبنی برفتح ہوں گے۔ جیسے أحد عشر سے لیکر تسعة عشر میں ہر دو جز مبنی برفتح ہیں۔

مبنی برفتحہ ہونے کی وجہ: ان میں پہلے جز کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ترکیب کی وجہ سے وسط کلام (درمیان کلام) میں آجاتا ہے اور وسط کلام محل اعراب نہیں ہوتا بلکہ محل اعراب کلمے کا آخری حرف ہوتا ہے اور دوسرا مبنی اس لیے ہے کہ وہ متضمن حرف ہے اور قاعدہ ہے جو کلمہ حرف کو متضمن ہو وہ مبنی ہوتا ہے۔

سوائے اثنا عشر کے کہ اس میں پہلا جز معرب ہے اور دوسرا جز مبنی ہے اور اگر دوسرا کلمہ متضمن حرف نہ ہو تو یہ مرکب منع صرف ہوگا۔

مرکب منع صرف کے مبنی ہونے میں مختلف لغتیں ہیں۔ سب سے فصیح لغت جس کو مصنف رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا پہلا جز مبنی برفتحہ اور دوسرا جز معرب ہوگا اور دوسرے جز کا اعراب غیر منصرف والا ہوگا، جیسے جاءنی بعلبکُّ ورأیت بعلبکَّ ومررت ببعلبکَّ

اسم مبنی کی ساتویں قسم اسماء کنایات

فصل: الكنايات هي أسماء تدل على عدد مبهم وهي كم وكذا أو حديث مبهم وهو كيت وذيت

کنایات وہ اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کم و کذا ہیں یا وہ مبہم بات پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کیت و ذیت ہیں

واعلم أن كم على قسمين استفهامية وما بعدها منصوب مفرد على التمييز نحو كم رجلا عندك

اور جان لو کہ بے شک کم دو قسم پر ہے اول استفہامیہ ہے اور اس کے بعد مفرد منصوب ہوتا ہے تمیز بنانے پر جیسے کم رجلا عندک

وخبرية وما بعدها مجرور مفرد نحو كم مال أنفقته أو مجموع نحو كم رجال لقيتهم ومعناه

اور دوسری قسم کم خبریہ ہے اس کا بعد مجرور مفرد ہوتا ہے جیسے کم مال أنفقته اور یا مجموع ہوتا ہے جیسے کم رجال لقيتهم اور اس کے معنی

التكثير وتدخل من فيهما تقول كم من رجل لقيته وكم من مال أنفقته وقد يحذف التمييز لقيام قرينة

کثرت بیان کرنے کے ہیں اور من ان دونوں میں داخل ہوتا ہے جیسے تو کہے کم من رجل لقيته (کتنے ہی آدمی ہیں میں نے ان سے ملاقات کی) اور کم من مال أنفقته (کتنا ہی مال ہے کہ میں نے اس کو خرچ کر دیا) اور کبھی تمیز قرینہ کے موجود ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا

نحو كم مالك؟ أي كم دينارًا مالك؟ و كم ضربت أي كم ضربةً ضربت

جاتا ہے جیسے کم مالک یعنی کم دینارا مالک اور کم ضربت یعنی کم ضربۃ ضربت

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں سے مبنیات کی ساتویں قسم کنایات کو بیان فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم کنایہ کی تعریف

دوسری بات: کم کی دو اقسام اور کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے مابعد کا حکم باعتبار اعراب کے

تیسری بات: کم خبریہ اور کم استفہامیہ میں من بیانیہ آنے کا ذکر

چوتھی بات: تمیز کو قرینے کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

پانچویں بات: کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے اعراب کے اعتبار سے صورتیں

پہلی بات اسم کنایہ کی تعریف

اسم کنایہ وہ اسم ہے جو عدد مبہم یا حدیث مبہم پر دلالت کرے، عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے کم و کذا یا حدیث مبہم پر دلالت کرے جیسے کیت و ذیت یہ دونوں تکرار کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے درمیان حرف عطف واو کا ضروری ہوتا ہے۔

دوسری بات کم کی دو اقسام اور کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے مابعد کا حکم باعتبار اعراب کے

کم کی اقسام: کم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کم استفہامیہ (۲) کم خبریہ

کم استفہامیہ کے مابعد کا حکم: کم استفہامیہ کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے بنا بر تمیز جیسے کم رجلا عندک (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) اس میں کم مبہم ممیز ہے اور رجلا تمیز ہے جو کہ مفرد منصوب ہے ممیز تمیز مل کر مبتدا اور عندک مضاف مضاف الیہ مل کر خبر ہوئی۔

کم خبریہ کے مابعد کا حکم: کم خبریہ کا مابعد مفرد مجرور ہوگا یا جمع مجرور۔

مفرد مجرور کی مثال: کم مال انفقتہ (بہت سا مال میں نے خرچ کیا) اس میں مال مفرد مجرور ہے اور کم کی تمیز ہے۔

جمع مجرور کی مثال: کم رجال لقیتھم (میں نے بہت سے آدمیوں سے ملاقات کی) اس میں رجال جمع مجرور ہے اور کم کی تمیز ہے۔

کم خبریہ کا ترجمہ تکثیر والا ہوتا ہے یعنی کم خبریہ کے معنی اظہار تکثیر کے ہیں۔

کم خبریہ کے مدخول مفرد کے مجرور ہونے کی وجہ: وجہ یہ ہے کہ جب کم خبریہ تکثیر کے لیے ہوتی ہے تو وہ عدد کثیر کے مشابہ ہوگی۔ جیسے کثرت کے معنی مائۃ و الف دیتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ عدد کثیر مفرد کی تمیز ہمیشہ مجرور ہوتی ہے۔

تیسری بات کم خبریہ اور کم استفہامیہ میں من بیانیہ آنے کا ذکر

کبھی کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز پر من بیانیہ داخل ہوتا ہے۔

کم استفہامیہ کی تمیز پر من بیانیہ داخل ہونے کی مثال: کم من رجل لقیتہ (کتنے آدمیوں سے تو نے ملاقات کی)

کم خبریہ کی تمیز پر من کے داخل ہونے کی مثال: کم من مال انفقتہ (بہت سارا مال میں نے خرچ کیا)

چوتھی بات تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کا ذکر

کبھی کبھی کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کو قرینہ کی وجہ سے حذف کی جاتی ہے۔

کم استفہامیہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی وجہ: کم مالک اصل میں تھا کم دینارا مالک (تیرا مال کتنے دینار ہیں) اس میں دینارا کم استفہامیہ کی تمیز ہے جس کو حذف کیا گیا ہے اس میں قرینہ یہ ہے کہ کم معرفہ پر داخل نہیں ہوتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس میں دینارا تمیز محذوف ہے۔

کم خبریہ کی تمیز قرینہ کی وجہ سے حذف کرنے کی مثال: کم ضربت اصل میں کم ضربۃ ضربت (بہت مارا میں نے مارنا) اس میں ضربۃ تمیز کو حذف کیا گیا ہے اور حذف پر قرینہ یہ ہے کہ کم فعل پر داخل نہیں ہوتا لہذا معلوم ہوا کہ یہاں ضربۃ تمیز محذوف ہے۔

واعلم أن كم في الوجهين يقع منصوبا إذا كان بعده فعل غير مشتغل عنه بضميره نحو كم رجلا ضربت

اور جان لو کہ بے شک کم دونوں صورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جب کہ اس کے بعد ایسا فعل ہو کہ جو ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے اعراض کرنے والا نہ ہو اور جیسے کم رجلا ضربت

وكم غلام ملكت مفعولا به ونحو كم ضربة ضربت وكم ضربة ضربت مصدرا ونحو كم

اور کم غلاما ملکت در انحالیکہ مفعول بہ ہے اور جیسے کم ضربۃ ضربت اور کم ضربۃ ضربت در انحالیکہ مفعول مطلق ہے اور جیسے کم

يوما سرت وكم شهر صمت مفعولا فيه ومجرورا إذا كان قبله حرف جر أو مضاف نحو بكم رجل

یوما سرت اور کم شہر صمت در انحالیکہ مفعول فیہ ہے اور کم مجرور ہوگا جب اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بکم رجل

مررت وعلى كم رجل حكمت وغلام كم رجلا ضربت ومال كم رجل سلبت ومرفوعا إذا لم يكن شيء

مررت اور علی کم رجل حکمت اور غلام کم رجلا ضربت اور مال کم رجل سلبت اور کم مرفوع ہوگا جب دونوں میں سے

من الأمرين مبتدأ إذا لم يكن ظرفا نحو كم رجلا أخوك وكم رجل ضربته وخبرا إن كان ظرفا

کوئی شے بھی منصوب مجرور میں سے نہ پائی جائے یعنی مبتدا ہوگا جبکہ ظرف نہ ہو جیسے کم رجلا اخوک اور کم رجل ضربتہ اور کم

نحو كم يوما سفرك وكم شهر صومي

خبر ہوگا جبکہ ظرف ہو جیسے کم یوما سفرک اور کم شہر صومی

پانچویں بات کم استفہامیہ اور کم خبریہ کے اعراب کے اعتبار سے صورتیں

مصنف ؒ یہاں سے کم استفہامیہ اور کم خبریہ کا اعراب ذکر فرما رہے ہیں کہ کم استفہامیہ اور کم خبریہ

کب منصوب ہوگا اور کب مجرور ہوگا اور کب مرفوع ہوگا۔

کم استفہامیہ اور کم خبریہ کا اعراب: کم پر تینوں اعراب آسکتے ہیں کبھی یہ منصوب ہوگا اور کبھی مجرور ہوگا اور کبھی مرفوع ہوگا مصنف کم کی دونوں صورتوں یعنی استفہامیہ اور خبریہ میں سے ہر ایک کا موقع بتلاتے ہیں کہ کہاں منصوب ہوگا کہاں مجرور اور کہاں مرفوع ہوگا۔

کم محلاً منصوب ہونے کی تین صورتیں ہیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا جب اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل اس کی ضمیر پر عمل کرنے کی وجہ سے اس اعراض نہ کرتے یا نہ ہو یعنی اس فعل میں عمل کی مستعد موجود ہو تو یہ کم ہمیشہ محلاً منصوب ہوگا۔

کم خبریہ کی مثال: کم رجلا ضربت (بہت سے آدمیوں کو میں نے مارا) اس میں کم ممیز رجلا تمیز ملکر مفعول مقدم ضربت فعل با فاعل۔

کم استفہامیہ کی مثال: کم غلام ملکت (تو کتنے غلاموں کا مالک بنا) یہ کم خبریہ منصوب ہونے کی مثال ہے اس میں کم ممیز مضاف غلام تمیز مضاف یہ ممیز مضاف اپنے تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم ملکت فعل با فاعل۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ کبھی مفعول مطلق ہونے کی بنا پر کم محلاً منصوب ہوگا جب اس میں مفعول مطلق ہونے کی صلاحیت موجود ہو

کم استفہامیہ کی مثال: کم ضربۃ ضربت (کتنی مار تو نے ماری) یہ کم استفہامیہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم ممیز ہے اور ضربۃ تمیز ہے ممیز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضربت فعل با فاعل۔

کم خبریہ کی مثال: کم ضربۃ ضربت (بہت سی مار میں نے ماری ہے) یہ کم خبریہ مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم ممیز ہے اور ضربۃ تمیز ممیز تمیز سے ملکر مفعول مطلق مقدم اور ضربت فعل با فاعل

تیسری صورت: کم کبھی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوگا جب اس میں مفعول فیہ ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

کم استفہامیہ کی مثال: کم یوما سرت (کتنے دن تو نے سیر کی) یہ کم استفہامیہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم ممیز ہے یوما تمیز ہے ممیز تمیز ملکر مفعول فیہ مقدم سرت فعل با فاعل۔

کم خبریہ کی مثال: کم یوم صمت (بہت دنوں میں نے روزہ رکھا) یہ کم خبریہ مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم ممیز مضاف ہے اور یوم تمیز مضاف الیہ ہے ممیز مضاف تمیز مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ مقدم صمت فعل با فاعل۔

کم محلاً مجرور ہونے کی صورتیں: کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ یہ بھی محلاً مجرور ہوتا ہے جب اس سے پہلے حرف جر ہو یا مضاف ہو۔

کم استفہامیہ مجرور بحرف جر کی مثال: بکم رجلٍ مررت (کتنے آدمیوں کے پاس سے تو گذرا) اس میں باء حرف جر ہے کم ممیّز اور رجل تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق مقدم مررت فعل کے لیے۔

کم خبریہ بحرف جر کی مثال: علی کم رجلٍ حکمت (بہت سے آدمیوں پر میں نے حکم کیا) اس کی ترکیب پہلے والی ترکیب کے مطابق ہے۔

کم استفہامیہ مجرور باضافت کی مثال: غلام کم رجلٍ ضربت (کتنے آدمیوں کے غلاموں کو تو نے مارا) اس میں غلام مضاف، کم ممیّز، رجل تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا ضربت فعل کا۔

کم خبریہ مجرور باضافت: مال کم رجلٍ سلبت (بہت سے آدمیوں کا مال میں نے چھین لیا) ترکیب حسب سابق ہے۔

کم محلاً مرفوع کی صورتیں: کم استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں مرفوع ہوگا جب منصوب اور مجرور ہونے کا کوئی سبب نہ پایا جائے۔

پہلی صورت: مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو جب کم ظرف نہ ہو کیونکہ کم ظرف ہو تو ظرف جملہ بن جاتا ہے اور جملہ مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

کم استفہامیہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو: کم رجلاً إخوتک (کتنے مرد تیرے بھائی ہیں) اس میں کم ممیّز رجلاً تمیز، ممیّز تمیز مل کر مبتدا إخوتک خبر ہے۔

کم خبریہ کی مثال جب مبتدا ہونے کی بنا پر مرفوع ہو: کم رجلٍ ضربتہ (بہت سے مردوں کو میں نے مارا) اس میں کم ممیّز مضاف، رجل تمیز مضاف الیہ، ممیّز مضاف تمیز مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ضربتہ فعل با فاعل۔

دوسری صورت: کم خبر واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اگر تمیز ظرف ہو تو کم اپنی تمیز سے مل کر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور مابعد مبتدا ہوگا اس لیے کہ ظرف مبتدا نہیں بن سکتا ہے۔

کم استفہامیہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو: کم یوماً سفرک (کتنے دن تیرا سفر رہا) اس میں کم استفہامیہ ممیّز مضاف یوماً مضاف الیہ اس کی تمیز، ممیّز تمیز سے مل کر خبر مقدم سفرک مبتدا مؤخر ہے۔

کم خبریہ کی مثال جب خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور خبر ظرف ہو: کم شہرٍ صومی (میرا روزہ رکھنا بہت مہینوں میں ہوا) اس میں کم ممیّز مضاف شہر تمیز مضاف الیہ، ممیّز مضاف تمیز مضاف الیہ سے مل کر خبر مقدم صومی مبتدا مؤخر ہے۔

اسم مبنی کی آٹھویں قسم ظروف

فصل: الظروف المبنية على أقسام منها ما قطع عن الإضافة بأن حذف المضاف إليه كقبل وبعد وفوق وتحت

یہ فصل ظروف مبنیہ کی بحث میں ہے ظروف مبنیات چند قسموں پر ہے بعض ان میں سے وہ ہیں جو اضافت سے کاٹ دیئے گئے ہوں اس طور پر کہ مضاف الیہ حذف کیا گیا ہو جیسے قبل، بعد، فوق و تحت

قال الله تعالى لله الأمر من قبل ومن بعد أي من قبل كل شيء ومن بعد كل شيء وتسمى الغايات ومنها حيث

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لله الامر من قبل ومن بعد (اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں سارے امور پہلے سے اور بعد سے) یعنی ہر شی کے پہلے اور ہر شی کے بعد کے سب امور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اور ان کو غایت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ان میں سے حیث ہے

بنيت تشبيها بالغايات لملازمتها الإضافة إلى الجملة عند الأكثر قال الله تعالى سنستدرجهم من حيث لا

اس کو مبنی کیا گیا ہے غایت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کے لازم ہونے کی وجہ سے اضافت کی جملہ کی طرف اکثر کے ہاں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سنستدرجهم من حيث لا يعلمون (ہم ان کو ڈھیل دیتے رہیں گے اس طور پر کہ وہ جانتے نہ ہوں گے۔

يعلمون وقد تضاف إلى المفرد كقول الشاعر: أما ترى حيث سهيل طالعا نجما يضيء كالشهاب ساطعا

اور کبھی وہ (حیث) مضاف کر دیا جاتا ہے مفرد کی طرف جیسے شاعر کا قول: شعر کا ترجمہ: دیکھتا نہیں تو سہیل ستارے کی جگہ کو اس حال میں کہ وہ طلوع ہونے والا ہے وہ ستارہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔

أي مكان سهيل فحيث هذا بمعنى مكان وشرطه أن يضاف إلى الجملة نحو اجلس حيث يجلس زيد

یعنی سہیل کے طلوع ہونے کی جگہ کی طرف پس یہ حیث اس جگہ مکان کے معنی میں ہے۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مضاف ہو جملہ کی طرف جیسے اجلس حيث يجلس زيد (زید کے بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھ)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے مبنیات کی آٹھویں قسم ظروف کو بیان فرما رہے ہیں اور یہاں ظروف سے مراد وہ ظروف ہیں جو مبنی ہیں۔ کیونکہ بعض ظروف معرب بھی ہوتے ہیں۔ پھر ظروف مبنیہ کئی قسموں پر مشتمل ہیں۔

ظروف مبنیہ کی اقسام: وہ ظروف جو مقطوع عن الاضافہ ہوتے ہیں یعنی ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قبل، بعد، فوق، تحت باری تعالیٰ کا فرمان ہے لله الامر من قبل ومن بعد یہاں قبل اور بعد کے مضاف الیہ حذف کیے گئے ہیں اصل میں تھا من قبل كل شيء ومن بعد كل شيء ان کا نام ظروف غایات رکھا جاتا ہے اس لیے کہ کلام کی غایت وہ ہوتی ہے جو ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے لیکن جب مضاف الیہ حذف ہو گیا تو کلام کی غایت یہی بن گئی اسی وجہ سے ان کا نام ظروف غایات رکھا جائے گا۔

فائدہ: ان ظروف غایات کی چار حالتیں ہیں۔

) ان کا مضاف الیہ مذکور ہو۔

۲) مضاف الیہ محذوف ہو اور نسیاً منسیاً ہو۔

۳) مضاف الیہ محذوف ہو لیکن نیت میں معنی اور لفظ دونوں باقی ہوں ان تینوں صورتوں میں یہ ظروف غایات معرب ہوتے ہیں۔

۴) مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں فقط معنی باقی ہوں اس وقت یہ مبنی ہوتے ہیں مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں حرف جیسے احتیاج پائی جاتی ہے اور مبنی برضمہ اس لیے کہ نقصان کی تلافی ہو جائے۔

مضاف الیہ متکلم کے ذہن میں نہ ہو: رب بعد کان خیرا من قبل (بہت سی بعد والی چیزیں بہتر ہیں پہلے والی چیزوں سے) اس میں مضاف الیہ نسیاً منسیاً ہے یعنی متکلم کے ذہن میں نہیں ہے اس لیے یہ معرب ہے۔

مضاف الیہ محذوف منوی ہو: اللہ کا فرمان ہے للہ الامر من قبل ومن بعد، یہ اصل میں تھا للہ الامر من قبل کل شیء ومن بعد کل شیء، اس میں کل شیء مضاف الیہ کو حذف کیا گیا ہے لیکن نیت میں موجود ہے یعنی مضاف الیہ محذوف منوی ہے یہ صورت مبنی برضمہ ہے

ظروف مبنیہ کو غایات کہنے کی وجہ تسمیہ: غایات غایۃ کی جمع ہے غایت انتہا کو کہتے ہیں ان اسماء کو غایت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ متکلم جب کلام کر رہا ہوتا ہے اس وقت توقع یہی ہوتی ہے کہ وہ کلام کو مضاف الیہ پر ختم کرے گا لیکن جب مضاف الیہ کو حذف کیا جائے تو خلاف توقع متکلم کلام ان اسماء پر ختم کرتا ہے اس لیے ان اسماء کو غایات کہتے ہیں کہ ان پر کلام کی انتہا ہو جاتی ہے۔

وضاحت: ومنہا حیث ... الخ مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ظروف کی دوسری قسم کو بیان فرما رہے ہیں۔

ظروف مبنیہ کی دوسری قسم حیث

ظروف مبنیہ میں سے دوسری قسم حیث ہے مبنی ہونے کی وجہ حیث کا لفظاً مبنی اس لیے ہے کہ یہ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ جملہ اس کا مضاف الیہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مضاف الیہ حقیقتاً وہ مصدر ہے جس کو وہ جملہ متضمن ہوتا ہے جملہ بحیثیت جملہ نہ مضاف ہوتا ہے نہ مضاف الیہ، بلکہ بتاویل مصدر مضاف الیہ ہوتا ہے۔

اب یہاں دیکھنے میں تو جملہ مضاف الیہ لگ رہا ہے حالانکہ مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو کہ عبارت میں مذکور نہیں، بلکہ محذوف منوی ہے تو اب مضاف الیہ محذوف ہونے کی وجہ سے یہ مشابہ ہو گیا ظروف غایات کے، اور ظروف غایات مبنی ہیں تو حیث بھی ان کی مشابہت کی وجہ سے مبنی ہو گیا۔

مثال: اجلس حیث زید جالس (بیٹھ جہاں زید بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں حیث کی اضافت زید جالس کی طرف ہو رہی ہے زید جالس بظاہر مضاف الیہ لگ رہا ہے حیث کا لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو جملہ کو

مستقبل ہے گویا اصل میں تھا اجلس حیث جلوس زید یعنی مکان جلوس زید یہاں حیث بمعنی مکان مضاف اور جلوس زید مضاف الیہ (جہاں زید کے بیٹھنے کی جگہ پر)

مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سنستدرجہم من حیث لا یعلمون (عنقریب ہم بہت دیں گے ان کو ایسی جگہ سے کہ وہ نہیں جانتے ہوں گے) اس مثال میں بظاہر دیکھنے میں لا یعلمون مضاف الیہ ہے حیث کے لیے لیکن حقیقت میں مضاف الیہ وہ مصدر ہے جو لا یعلمون میں مستتر ہے اصل میں یوں تھا حیث عدم علمہم اس میں عدم علمہم مصدر ہے جو لا یعلمون سے سمجھا جا رہا ہے۔

کبھی کبھی حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے: حیث کی اضافت اکثر جملہ کی طرف ہوتی ہے البتہ کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے اس صورت میں بعض کے ہاں مبنی اور بعض کے نزدیک معرب ہوگا۔

حیث مفرد کی طرف مضاف ہونے کی مثال

شعر

أما ترى حيث سهيل طالعا نجم يضيء كالشهاب ساطعا

ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا سہیل ستارے کی جگہ کو اس حال میں کہ وہ طلوع ہونے والا ہے وہ ستارہ وہ ہے جو آگ کے شعلے کی طرح چمکنے والا ہے۔

محل استشہاد: اس مثال میں حیث مضاف اور سہیل مضاف الیہ ہے جو کہ مفرد ہے۔

شعر کی ترکیب: ہمزہ استفہامیہ، ما نافیہ، ترى فعل، انت ضمیر فاعل، حیث مضاف، سہیل ذوالحال، طالعا حال، ذوالحال حال سے مل کر مضاف الیہ حیث مضاف کے لیے، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا تری فعل کا، نجم موصوف، یضیء فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل، ک حرف جر، الشہاب ذوالحال، ساطعا حال، ذوالحال حال سے مل کر مجرور ہوا ک حرف جر کے لیے، جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق یضیء فعل کے، یضیء فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی نجم موصوف کے لیے، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ ہوا تری فعل کے لیے، تری فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ومنها إذا وهي للمستقبل وإذا دخلت على الماضي صار مستقبلا نحو إذا جاء نصر الله وفيها معنى الشرط

اور ظروف مبنیہ میں سے إذا ہے اور یہ مستقبل کے لیے آتا ہے اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو وہ ماضی مستقبل کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے إذا جاء نصر الله (جب آئے گی اللہ کی مدد) اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں اور جائز ہے کہ اس کے بعد

ويجوز أن تقع بعدها الجملة الإسمية نحو آتيك إذا الشمس طالعة والمختار الفعلية

جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے آتیک إذا الشمس طالعة (میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا) اور جملہ فعلیہ کا آنا پسندیدہ ہے

نحو آتيك إذا طلعت الشمس وقد تكون للمفاجأة فيختار بعدها المبتدأ نحو خرجت فإذا السبع واقف

جیسے آتیک إذا طلعت الشمس (آؤں گا میں تیرے پاس جب سورج طلوع ہوگا) اور کبھی مفاجاۃ کے لیے بھی آتا ہے پس اس کے بعد مبتدا لانا مختار اور پسندیدہ ہے جیسے خرجت فإذا السبع واقف (نکلا میں پس اچانک درندہ کھڑا تھا)

ظروف مبنی کی تیسری قسم إذا

وضاحت: ومنها إذا وهي للمستقبل مصنف رحمہ اللہ یہاں ظروف مبنیہ کی تیسری قسم بیان فرما رہے ہیں وہ ہے إذا یہ مبنی اس لیے ہے کہ یہ حرف شرط کو متضمن ہوتا ہے اور حروف شرط مبنی ہیں تو یہ بھی مبنی ہوگا۔

إذا کا عمل: إذا مستقبل کے معنی کے لیے آتا ہے اور جب یہ ماضی کے صیغہ پر داخل ہوتا ہے تو اسے مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے إذا جاء نصر اللہ (جب آئے گی اللہ کی مدد)

إذا میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں: اور إذا جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال: آتیک إذا الشمس طالعۃ

جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال: آتیک إذا طلعت الشمس

لیکن إذا کا فعل پر داخل ہونا اولیٰ اور مختار ہے کیونکہ یہ حرف شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔

کبھی کبھی إذا مفاجاۃ کے لیے بھی آتا ہے: مفاجاۃ کے معنی کسی کام کا ہونا یا اچانک کسی سے ملاقات ہونا، جب إذا مفاجاۃ کے لیے آئے تو پسندیدہ یہ ہے کہ اس کے بعد مبتدا مذکور ہو۔

مثال: خرجت فإذا السبع واقف (میں نکلا اچانک درندہ کھڑا تھا)

ومنها إذ وهي للماضي وتقع بعدها الجملتان الاسمية والفعلية

نحو جئتك إذ طلعت الشمس وإذ الشمس طالعة

اور ظروف مبنیہ میں سے ایک إذ ہے اور وہ ماضی کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد دونوں قسموں کے جملے یعنی جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے جئتک إذ طلعت الشمس وإذ الشمس طالعۃ

ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم إذ

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ ظروف مبنیہ میں سے إذ کو بیان فرما رہے ہیں یہ مبنی اس لیے ہے کہ اس کی وضع وہ بنا حروف کی طرح ہے حروف مبنی ہوتے ہیں اس لیے یہ بھی مبنی ہوگا۔

إذ فعل ماضی کے لیے آتا ہے اگر فعل مستقبل پر داخل ہو تو اسے بھی ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ إذ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے اور جملہ اسمیہ پر بھی۔

جملہ فعلیہ کی مثال: جئتک إذ طلعت الشمس   جملہ اسمیہ کی مثال: جئتک إذ الشمس طالعۃ

ظروف مبنیہ کی پانچویں قسم أین وأنّی

ومنها أين وأنى للمكان بمعنى الاستفهام نحو أين تمشي وأنى تقعد

اور ظروف مبنیہ میں سے أین اور أنّی ہیں یہ ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں آتے ہیں جیسے أین تمشي (تو کہاں جا رہا ہے) اور أنّی تقعد (تو کہاں بیٹھا ہے) اور کبھی شرط کے معنی کے لیے آتے ہیں

وبمعنى الشرط نحو أين تجلس أجلس وأنى تقم أقم

جیسے أین تجلس أجلس (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا) أنّی تقم أقم (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہوں گا)

وضاحت: أین و أنّی ظروف مکان کے لیے آتے ہیں کبھی استفہام کے معنی میں اور کبھی شرط کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اور یہ مبنی برفتحہ ہوتے ہیں ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حرف شرط اور حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہیں۔

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: أین تمشي (تو کہاں جا رہا ہے) اور أنّی تقعد (تو کہاں بیٹھا ہے)

شرط کے معنی میں مستعمل ہونے کی مثال: أین تجلس أجلس (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا۔)

أنّی تقم أقم (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہوں گا۔)

ظروف مبنیہ کی چھٹی قسم متٰی

ومنها متى للزمان شرطا واستفهاما نحو متى تصم أصم ومتى تسافر

ظروف مبنیہ میں سے ایک متٰی ہے جو زمان کے لیے آتا ہے شرط اور استفہام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے متی تصم أصم اور متی تسافر

وضاحت: ظروف مبنیہ میں سے ایک متٰی ہے جو زمانے کے ساتھ مختص ہے اور شرط و استفہام کے لیے آتا ہے اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شبہ معنوی پائی جاتی ہے کہ یہ استفہام اور شرط کے معنی کو متضمن ہوا کرتے ہیں۔

شرط کے معنی میں مستعمل ہونے کی مثال: متی تصم أصم (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی روزہ رکھوں گا)

استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال: متی تسافر (تو کب سفر کرے گا)

ظروف مبنی کی ساتویں قسم کَیف

ومنها كيف للاستفهام حالا نحو كيف أنت أي في أي حال أنت

ظروف مبنیہ میں سے ایک کیف ہے جو حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے کیف أنت یعنی تو کس حالت میں ہے۔

وضاحت: ظروف مبنیہ میں سے ساتویں قسم کیف ہے اور کیف حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے جیسے

كيف أنت سے اگر استفہام کرے تو اس کا مطلب اس کی حالت دریافت کرنا ہوتا ہے یعنی في أي حال أنت کے معنی میں ہے یہ مبنی اس لیے ہے کہ یہ حروف استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہٰذا یہ بھی مبنی ہوگا۔

ظروف مبنیہ کی آٹھویں قسم أَیَّان

ومنها أيّان للزمان استفهاما نحو أيّان يوم الدين

ظروف مبنیہ میں سے ایک أیان ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا ہے جیسے أیان یوم الدین (کب ہوگا جزا کا دن)

وضاحت: ظروف مبنیہ میں آٹھویں قسم أیان ہے یہ استفہام زمانی کے لیے آتا ہے جیسے أیان یوم الدین (کب ہوگا جزا کا دن) اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے۔

ظروف مبنیہ کی نویں قسم مُذْ و مُنْذُ

ومنها مذ ومنذ بمعنى أول المدة إن صلح جوابا لمتى نحو ما رأيته مذ أو منذ يوم الجمعة في جواب من قال

ظروف مبنیہ میں سے مذ اور منذ ہیں جو اول مدت کو بیان کرتے ہیں اگر متی کے جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے ما رأيته مذ أو منذ يوم الجمعة (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا ہے) اس شخص کے جواب میں جو کہے

متى ما رأيت زيدا أي أول مدة انقطاع رؤيتي إياه يوم الجمعة وبمعنى جميع المدة إن صلح جوابا لكم

متى ما رأيت زيدا (کب سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) یعنی اس کو میری رویت کے انقطاع کی اول مدت یوم جمعہ ہے اور یہ جمیع مدت کے معنی میں بھی آتا ہے اگر وہ کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو

نحو ما رأيته مذ أو منذ يومان في جواب من قال كم مدة ما رأيت زيدا أي جميع مدة ما رأيته يومان

جیسے ما رأيته مذ أو منذ يومان (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) اس شخص کے جواب میں جس نے کہا کم مدة ما رأيت زيدا (کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا)، یعنی تمام مدت جس میں میں نے اس کو نہیں دیکھا دو دن ہیں۔

وضاحت: مذ اور منذ یہ دونوں کبھی ابتدائے مدت کے لیے آتے ہیں اور کبھی جمیع مدت کے لیے آتے ہیں اب اگر متی کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو ابتدائے مدت کے لیے ہوں گے جیسے جب کوئی سوال کرے متى ما رأيت زيدا (تو نے کب سے زید کو نہیں دیکھا ہے) اس کے جواب میں واقع ہوگا ما رأيته مذ ومنذ يوم الجمعة یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے اس کو نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کا دن ہے اور اگر مذ اور منذ کم کے جواب میں واقع ہونے کی صلاحیت رکھیں تو جمیع مدت کے لیے آئیں گے، جیسے کوئی سوال کرے: كم مدة ما رأيت زيدا (کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا) تو اس کے جواب میں کہا جائے گا ما رأيته مذ أو منذ يومان (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) یعنی اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

ظروف مبنیہ کی دسویں قسم لدی و لدن

ومنها لدى ولدن بمعنى عند نحو المال لديك والفرق بينهما أن عند لا يشترط فيه الحضور ويشترط

اور ظروف مبنیہ میں سے لدی اور لدن ہیں جو عند کے معنی دیتے ہیں جیسے المال لدیک (مال تیرے پاس ہے)، عند اور لدی و لدن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ عند کے لیے شئی کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اور شئی کا حاضر ہونا

وذلك في لدى ولدن وجوه لغات اخر لدى، لدن، لدن، لدن، لدٰ، لد، لد

لدی اور لدن میں [illegible] اور بھی لغات آئی ہیں جیسے لدن، لدو، لدو، لدن، لد، لد، لد

وضاحت: لدی و لدن اور عند کے درمیان فرق

لدی و لدن اور عند کے درمیان فرق یہ ہے کہ لدی و لدن کے لیے شئی کا موجود ہونا شرط ہے جب کہ عند کے لیے شئی کا موجود اور پاس ہونا شرط اور ضروری نہیں ہے۔

لدی اور لدن کی دوسری لغات بھی منقول ہیں جیسے لدن، لدن، لدن، لدن، لد، لد، لد

ظروف مبنیہ کی گیارہویں قسم قطّ

ومنها قطّ للماضي المنفي نحو ما رأيته قطّ

ظروف مبنیہ میں سے قطّ بھی ہے جو ماضی منفی کے لیے آتا ہے جیسے ما رأيته قطّ (میں نے اس کو ہرگز نہیں دیکھا)

وضاحت: قطّ مبنی اس لیے ہے کہ اس میں ایک لغت قطْ بسکون الطاء بھی آتی ہے اور قطْ کی بناء وضع حروف کی طرح ہے اور حروف تمام مبنی ہوتے ہیں لہذا قطْ بھی مبنی ہوگا اور اسی پر قطّ کو بھی محمول کیا گیا ہے۔

ظروف مبنیہ کی بارہویں قسم عوض

ومنها عوض للمستقبل المنفي نحو لا أضربه عوض

ظروف مبنیہ میں سے عوض بھی ہے جو مستقبل منفی کے لیے آتا ہے جیسے لا اضربه عوض (میں اس کو ہرگز نہ ماروں گا)

وضاحت: اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مضاف الیہ حروف غایات یعنی قبل اور بعد وغیرہ کی طرح محذوف منوی ہوتا ہے لہذا مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حرف کے مشابہ ہے لا اضربه عوض کے معنی ہیں لا اضربه دهر (میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا)

واعلم أنه إذا أضيف الظروف إلى الجملة أو إلى إذ جاز بناؤها على الفتح كقوله تعالى

اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب ظروف کی اضافت کی جائے جملہ کی یا اذ کی طرف تو ان کا مبنی بر فتح ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم وكيومئذ وحينئذ وكذلك مثل وغير مع ما وأن وأنّ

هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم (آج وہ دن ہے کہ صادقین کو ان کی سچائی نفع دے گی) اور جیسے **يومئذ** اور **حينئذ** اور اسی طرح لفظ **مثل** اور **غیر** بھی **ما** اور **أن** مصدریہ اور **أنّ** کے ساتھ (یعنی جب ان دو حرف کی طرف مضاف ہوں تو یہ بھی مبنی بر فتحہ ہوں گے)

> **تقول: ضربته مثلَ ما ضرب زيد وغيرَ أن ضرب زيد**
>
> جیسے تو کہے گا: (میں نے اس کو مارا مثل مارنے زید کے) اور جیسے (میں نے اس کو مارا بغیر مارنے زید کے)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے یہ بیان فرما رہے ہیں کہ بعض ظروف مبنی نہیں ہوتے ہیں بلکہ معرب ہوتے ہیں لیکن جب ان کو جملہ کی طرف مضاف کریں یا اذ کی طرف مضاف کریں وہ ظروف کہ جملہ کی طرف مضاف ہوں تو یہ ظروف بھی مبنی بر فتحہ ہوں گے **هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم** اس میں **يوم** کا مبنی بر فتحہ ہونا جائز ہے اس میں **يوم** ظرف کی اضافت **ينفع الصادقين** جملہ کی طرف ہو رہی ہے۔

اسی طرح **يومئذ** اور **حينئذ** میں **يوم** اور **حين** **اذ** کی طرف مضاف ہیں اور **اذ** آگے جملہ کی طرف مضاف ہے جس کو محذوف کر کے اس کے عوض میں **اذ** پر تنوین لے آئے ہیں اصل میں تھا **يوم اذ كان كذا، حين اذ كان كذا** اس میں **يوم** اور **حين** جملے کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں

لفظ **مثل** اور **غیر** کو بھی فتحہ پڑھنا جائز ہے لفظ **مثل** اور **غیر** کا بھی بر فتحہ پڑھنا اس وقت جائز ہے جب مضاف ہوں لفظ **ما** کی طرف یا **أن** مصدریہ کی طرف یا **أنّ** مشددہ کی طرف جیسے **ضربته مثل ما ضرب زيد** اس مثال میں لفظ **مثل** کی اضافت **ما** کی طرف ہو رہی ہے لہٰذا اس کو بھی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح **غير أن ضرب زيد** اس مثال میں **غیر** کی اضافت **أن** مصدریہ کی طرف ہے لہٰذا **غیر** کو مبنی بر فتحہ پڑھنا جائز ہے۔

ظروف مبنیہ میں سے ایک أمسِ بھی ہے اہل حجاز کے نزدیک

> **ومنها أمسِ بالكسر عند أهل الحجاز**
>
> اور ظروف مبنیہ میں سے ایک أمس ہے جو کہ کسرہ کے ساتھ اہل حجاز کے نزدیک

وضاحت: لفظ **أمس** اہل حجاز کے نزدیک مبنی بر کسرہ ہے اور معروف ہے (بمعنی گذشتہ کل) اور بعض کے ہاں **أمس** معرب معروف ہے لیکن جب یہ مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو یا نکرہ کیا جائے تو بالاتفاق معرب ہوگا جیسے **مضى أمسنا** (گذر گیا ہمارا کل) اسی طرح **مضى الأمس المبارك** (گذر گیا کل گذشتہ مبارک) اسی طرح **كل غد صار أمسا** (ہر آنے والا کل ہو جاتا ہے کل گذشتہ) اس میں پہلی مثال **أمس** کے مضاف ہونے کی ہے اور دوسری مثال اس پر الف لام داخل ہونے کی ہے اور تیسری مثال نکرہ ہونے کی ہے لہٰذا ان تینوں مثالوں میں بالاتفاق **أمس** معرب ہوگا۔

تمارین

سوال نمبر۱: اسم مبنی کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ مبنی الاصل کے مشابہ ہونے سے کیا مراد ہے اور اس کی صورتیں کتنی ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر۲: اسماء مبنیات کتنے اور کون کون سے ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر۳: اسم ضمیر کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ نیز تقدم لفظی و معنوی اور حکمی کی تعریف اور ان کی مثالیں لکھیے؟

سوال نمبر۴: ضمیر شان اور قصہ کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۵: ضمیر منفصل اور متصل کیا ہے؟ ہر ایک کی مثال بھی لکھیں؟ نیز ضمیر منفصل کا استعمال کب جائز ہے مثال سے وضاحت کریں؟ نیز ضمیر منفصل کب استعمال ہوتی ہے مع مثال تحریر کریں؟

سوال نمبر۶: اسم اشارہ کی تعریف اور مثال ذکر کرنے کے بعد اسم اشارہ مونث اور اسم اشارہ مذکر کی مثالوں سے وضاحت کریں؟ نیز اسماء اشارات کون کون سے ہیں اور ان کا استعمال کیسے ہوتا ہے مع امثلہ وضاحت سے تحریر کریں؟

سوال نمبر۷: اسم موصول کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر۸: وہ اسماء موصولہ جو مونث مفرد اور مذکر مفرد کے ساتھ خاص ہیں تحریر کریں؟

سوال نمبر۹: وہ اسماء موصولہ لکھیں جو تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۰: وہ اسماء موصولہ لکھیں جو جمع مذکر و جمع مونث کے ساتھ خاص ہیں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر۱۱: ای اور ایۃ کب مبنی ہوتے ہیں اور کب معرب ہوتے ہیں تمام صورتیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم موصول کے عائد سے کیا مراد ہے مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۳: مَن اور ما کیسے استعمال ہوتے ہیں مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۴: اسم موصول کے عائد کو حذف کرنا کب جائز ہے؟

سوال نمبر ۱۵: کیا الف لام بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے؟ اس کی شرط اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۶: کیا ذو بمعنی الذی اسم موصول استعمال ہوتا ہے مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: فان الماء ماء ابي وجدي   وبئري ذو حفرت وذو طويت
اس بیت کا سلیس ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس کی مثال ہے؟

سوال نمبر ۱۸: اسم فعل کی تعریف اور اس کے احکام لکھیں اور بتائیں کہ قطام، غلاب اور حضار اسماء افعال میں سے ہیں یا نہیں؟ نیز اسماء افعال کے اوزان مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: اسم صوت کیا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۰: اسم مرکب کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسم مرکب مبنی برفتح کب ہوتا ہے اور کس صورت میں اسم مرکب کا پہلا اسم مبنی برفتح ہوتا اور دوسرا اسم غیر منصرف ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: اسم کنایہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز اسماء کنایات کتنے ہیں مع امثلہ لکھنے کے بعد کم کی کتنی اقسام ہیں مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۲: کم کی تمیز کو کب حذف کر دیا جاتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: کم کی تمیز کب مرفوع، منصوب اور مجرور ہوتی ہے مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۴: کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کے اعراب تحریر کریں؟ نیز کم کے اعراب لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: ظروف مبنیہ کتنے اور کون کون سے ہیں مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۲۶: غایات کسے کہتے ہیں؟ اور غایات والے حروف کون کون سے ہیں؟ اور ان سے اضافت منقطع کب ہوتی ہے مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۲۷: حیث کے مبنی ہونے کی وجہ اور شرط مع مثال تحریر کریں؟ نیز کیا حیث مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۲۸: کیا اذ شرط کا فائدہ دیتا ہے اور مثال سے واضح کریں؟ نیز اذا مفاجات کے لیے کب استعمال ہوتا ہے مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۹: کیا اذ مفاجات کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ اور یہ کب مفاجات کے لیے آتا ہے مثال کے ساتھ

وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۰: این اور انّیٰ کس معنی میں استعمال ہوتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۱: کیف، ایان، مذ، منذ کس معنی میں استعمال ہوتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۲: مذ اور منذ بمعنی جمیع المدۃ کے لیے استعمال ہونے کی مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۳۳: لدی اور لدن کا معنی کیا ہے؟ اور ان میں کتنی لغات ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: لدی، لدن اور عند میں فرق کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۵: قط اور عوض کس لیے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۳۶: ظروف مبنی بر فتحہ کب ہوتے ہیں؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۷: مثل اور غیر کا ما، اور ان اور انّ کے ساتھ استعمال ہونے کا کیا حکم ہے؟

الْخاتمة

الخاتمة في سائر أحكام الاسم ولواحقه غير الإعراب والبناء وفيه فصول

ترجمہ و وضاحت: خاتمہ اسم کے تمام احکام اور اس کے ملحقات کے بیان میں مشتمل ہے علاوہ معرب و مبنی کے اور اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل: اعلم أن الاسم على قسمين معرفة ونكرة المعرفة اسم وضع لشيء معين وهي ستة أقسام المضمرات

اور جان لو کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئی معین کے لیے اور اس کی چھ قسمیں ہیں اول مضمرات،

والأعلام والمبهمات أعني أسماء الإشارات والموصولات والمعرف باللام والمضاف إلى أحدها

دوم اعلام، سوم مبہمات (یعنی اسماء اشارات و اسماء موصولات)، چہارم معرف باللام، پنجم ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو

إضافة معنوية والمعرف بالنداء والعلم ما وضع لشيء معين لا يتناول غيره بوضع واحد

اضافت معنوی کے ساتھ ششم معرف بالنداء اور علم وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو شئی معین کے لیے جو ایک وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو اور

أعرف المعارف المضمر المتكلم نحو أنا ونحن ثم المخاطب نحو أنت ثم الغائب نحو هو ثم العلم ثم

سب سے اعرف المعارف ضمیر متکلم ہے جیسے انا، نحن پھر ضمیر مخاطب ہے جیسے انت پھر ضمیر غائب ہے جیسے ھو پھر علم ہے پھر

المبهمات ثم المعرف باللام ثم المعرف بالنداء والمضاف وهو في قوة المضاف إليه والنكرة ما وضع

مبہمات ہیں پھر المعرف باللام ہے پھر معرف بالنداء ہے اور مضاف دراصل مضاف الیہ کی قوت میں ہوتا ہے نکرہ وہ اسم ہے جو شئی

لشيء غير معين كرجل وفرس

غیر معین کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل، فرس

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اسم مبنی کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے یہ خاتمہ ذکر کر رہے

ہیں۔ اس خاتمے میں معرب اور مبنی کے علاوہ اسم کے باقی سارے احکام اور متعلقات ہوں گے۔ اور خاتمے میں دس فصلیں ذکر کی ہیں۔ چنانچہ فصل اول میں اسم کی دو قسمیں معرفہ و نکرہ کو بیان فرما رہے ہیں۔

اسم کی دو قسمیں معرفہ اور نکرہ

معرفہ کی تعریف: معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو چاہے ذات کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے زید، الرجل وغیرہ اور چاہے جنس کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے اسامۃ (اسد کی جنس کا علم ہے)

معرفہ کی اقسام: معرفہ کی چھ قسمیں ہیں: (۱) مضمرات (۲) اعلام

(۳) مبہمات (یعنی اسماء اشارات و اسماء موصولات) (۴) المعرف باللام

(۵) وہ اسم جو ان چاروں قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافت معنوی کے ساتھ (۶) المعرف بالنداء

علم کی تعریف: علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اس حال میں کہ ایک ہی وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو۔

أعرف المعارف معارف میں سب سے کامل و اکمل تعریف کے اعتبار سے ضمیر متکلم ہے خواہ واحد ہو یا جمع کی جیسے أنا، نحن، اس کے بعد درجہ ضمیر مخاطب أنت کا ہے، پھر اس کے بعد ضمیر غائب هو أعرف المعارف ہوتی ہے اس کے بعد علم پھر مبہمات کا درجہ ہے اس کے بعد المعرف باللام کا ہے پھر المعرف بالنداء ہے۔

اور معرف تعریف کے مذکورہ مراتب کے اعتبار سے اور قوت کے اعتبار سے اپنے مضاف الیہ کی قوت کے مساوی ہوتا ہے کیونکہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے تعریف کا فیض حاصل کرتا ہے لہٰذا اسی کے مرتبے میں ہوگا

نکرہ کی تعریف: نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل، فرس

أَسْمَاءُ الْعَدَدِ

فصل: أسماء العدد ما وضع ليدل على كمية آحاد الأشياء وأصول العدد اثنتا عشرة كلمة واحدة إلى

اسماء عدد وہ اسماء ہیں جن کو وضع کیا گیا ہے تاکہ دلالت کریں اشیاء کے افراد کی مقدار پر اور اصول عدد بارہ ہیں واحد سے عشرۃ

عشرة ومائة وألف واستعماله من واحد واثنين على القياس أعني للمذكر بدون التاء وللمؤنث

اور مائۃ (سو) اور الف (ہزار) ان کا استعمال واحد سے اثنین تک قیاس کے مطابق ہے یعنی مذکر کے لیے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لیے

بالتاء تقول في رجل واحد وفي رجلين اثنان وفي امرأة واحدة وفي امرأتين اثنتان ومن ثلاثة إلى

تاء کے ساتھ جیسے تو کہے گا ایک مرد میں واحد اور دو مردوں میں اثنان اور ایک عورت میں واحدة اور دو عورتوں میں اثنتان اور ثلاثة

عشرة على خلاف القياس أعني بالتاء مع المذكر تقول ثلاثة رجال إلى عشرة رجال وللمؤنث

سے عشرہ تک خلاف قیاس آئے گا یعنی مذکر کے لیے تاء کے ساتھ جیسے تم کہو گے ثلاثة رجال سے عشرة رجال تک اور مؤنث کے لیے

بدونها تقول ثلاث نسوة إلى عشر نسوة

بغیر تاء کے ساتھ جیسے تو کہے گا ثلاث نسوة سے عشر نسوة تک

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں اسماء عدد کا قاعدہ ذکر فرما رہے ہیں اس میں اسم عدد کی تعریف اور اصول عدد اور اسماء عدد کا قاعدہ ذکر کریں گے۔

اسم عدد کی تعریف: اسم عدد وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے تاکہ چیزوں کے افراد کی مقدار کو بیان کرے۔

اصول عدد بارہ ہیں: یعنی اصل عدد کل بارہ کلمے ہیں اور وہ یہ ہیں واحد سے عشرة تک دس ہوئے اور مائة (سو) اور الف (ہزار) کل بارہ ہوئے، باقی جتنے عدد ہیں ان ہی سے بنائے جاتے ہیں، چاہے بواسطہ حرف عطف ہوں یا بواسطہ حرف عطف نہ ہوں۔

اسماء عدد کا قاعدہ

ایک اور دو کا قاعدہ: ایک اور دو میں عدد ہمیشہ قیاس کے موافق ہوتا ہے یعنی مذکر میں بغیر تاء اور مؤنث میں تاء کے ساتھ۔ جیسے
واحد مذکر کے لیے واحد اور تثنیہ مذکر کے لیے اثنان اور
واحد مؤنث کے لیے واحدة اور تثنیہ مؤنث کے لیے اثنتان، ثنتان آتا ہے۔

فائدہ: عام طور پر ایک اور دو کا عدد استعمال نہیں ہوتا بلکہ معدود ہی مفرد اور تثنیہ کی شکل میں عدد کو بیان کرتی ہے جیسے رجل (ایک مرد) رجلان (دو مرد) مگر یہ عدد میں تاکید کے لیے استعمال ہو سکتی ہے جیسے

مذکر میں: عندی رجل واحد، عندی رجلان اثنان اور
مؤنث میں: عندی امرأة واحدة، عندی امرأتان اثنتان

تین سے دس تک کا قاعدہ: تین سے دس تک عدد ہمیشہ خلاف قیاس آتا ہے یعنی اگر تمیز مذکر ہو تو عدد مؤنث آتا ہے اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد مذکر آتا ہے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثلاثة رجال، اربعة رجال، خمسة رجال، ستة رجال،
سبعة رجال، ثمانية رجال، تسعة رجال، عشرة رجال

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثلاث امرأة، اربع امرأة، خمس امرأة، ست امرأة،
سبع امرأة، ثماني امرأة، تسع امرأة، عشر امرأة

گیارہ سے انیس تک کا قاعدہ

وبعد العشرة تقول: أحد عشر رجلا واثنا عشر رجلا وثلاثة عشر رجلا إلى تسعة عشر رجلا

اور عشرہ کے بعد تم کہو (مذکر کے لیے) أحد عشر رجلا اور اثنا عشر رجلا و ثلاثة عشر رجلا سے لیکر تسعة عشر رجلا تک

وإحدى عشرة امرأة واثنتا عشرة امرأة وثلاث عشرة امرأة إلى تسع عشرة امرأة

اور مؤنث کے لیے إحدى عشرة امرأة اور اثنتا عشرة امرأة اور ثلاث عشرة امرأة سے لیکر تسع عشرة امرأة تک

گیارہ اور بارہ کا قاعدہ: گیارہ اور بارہ میں عدد کے دونوں جز تمیز کے موافق ہوں گے۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: أحد عشر رجلا اور اثنا عشر رجلا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: إحدى عشرة امرأة اور اثنتا عشرة امرأة

تیرہ سے انیس تک کا قاعدہ: تیرہ سے لیکر انیس تک تمیز مذکر ہونے کی صورت میں عدد کے پہلے جز کو مؤنث اور دوسرے جز کو مذکر لایا جائے گا اور تمیز اگر مؤنث ہو تو عدد کا پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مؤنث لایا جائے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثلاثة عشر رجلا، أربعة عشر رجلا، خمسة عشر رجلا

ستة عشر رجلا، سبعة عشر رجلا، ثمانية عشر رجلا، تسعة عشر رجلا

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثلاث عشرة امرأة، أربع عشرة امرأة، خمس عشرة امرأة

ست عشرة امرأة، سبع عشرة امرأة، ثماني عشرة امرأة، تسع عشرة امرأة

وبعد ذلك تقول: عشرون رجلا وعشرون امرأة بلا فرق بين المذكر والمؤنث إلى تسعين رجلا وامرأة

اور (بیس) کے بعد تو کہے گا عشرون رجلا اور عشرون امرأة مذکر اور مؤنث میں فرق کے بغیر تسعین رجلا اور تسعین امرأة تک

وأحد وعشرون رجلا وإحدى وعشرون امرأة واثنان وعشرون رجلا واثنتان وعشرون امرأة

اور أحد وعشرون رجلا (اکیس مرد) اور إحدى وعشرون امرأة (اکیس عورتیں) اور
اثنان وعشرون رجلا (بائیس مرد) اور اثنتان وعشرون امرأة (بائیس عورتیں)

وثلاثة وعشرون رجلا وثلاث وعشرون امرأة إلى تسعة وتسعين رجلا وتسع وتسعين امرأة

اور ثلاثة وعشرون رجلا (تیئیس مرد) اور ثلاث وعشرون امرأة (تیئیس عورتیں) سے لیکر
تسعة وتسعون رجلا (ننانوے مرد) اور تسع وتسعون امرأة (ننانوے عورتیں) تک

بیس سے نوے تک عقود (دہائیوں) کا قاعدہ: بیس سے لیکر نوے تک عقود ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں تمیز چاہے مذکر ہو چاہے مؤنث جیسے عشرون رجلا، عشرون امرأة، ثلاثون رجلا، ثلاثون امرأة

	أربعون رجلا أربعون امرأة	خمسون رجلا خمسون امرأة
	ستون رجلا ستون امرأة	سبعون رجلا سبعون امرأة
	ثمانون رجلا ثمانون امرأة	تسعون رجلا تسعون امرأة

بیس سے ننانوے تک ہر دہائی کے پہلے اور دوسرے عدد کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا جزء اول تمیز کے موافق اور دوسرا جزء ہمیشہ مذکر ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:	واحد وعشرون رجلا	اثنان وعشرون رجلا
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:	احدی وعشرون امرأة	اثنتان وعشرون امرأة

بیس کے بعد ہر دہائی میں تین سے لیکر نو تک کا قاعدہ: یہ ہے کہ عدد کا پہلا جزء تمیز کے خلاف ہوگا یعنی اگر تمیز مذکر ہے تو عدد کا پہلا جزء مؤنث اور تمیز اگر مؤنث ہے تو عدد کا پہلا جزء مذکر آئے گا جب کہ عدد کا دوسرا جزء ہمیشہ ہی ننانوے تک مذکر ہی رہے گا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:	ثلاثة وعشرون رجلا	اربعة وعشرون رجلا... الخ
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:	ثلاث وعشرون امرأة	اربع وعشرون امرأة... الخ

ثم تقول مائة رجل ومائة امرأة وألف رجل وألف امرأة ومائتا رجل ومائتا امرأة وألفا رجل وألفا امرأة

پھر تو کہے گا مائة رجل اور مائة امرأة اور ألف رجل اور ألف امرأة اور مائتا رجل اور مائتا امرأة اور ألفا رجل اور ألفا امرأة

بلا فرق بين المذكر والمؤنث فإذا زاد على الألف والمائة يستعمل على قياس ما عرفت

مؤنث و مذکر کے درمیان فرق کے بغیر پھر جب ألف و مائة پر زیادہ ہو جائے تو اسی طریقے پر استعمال ہو جائے گا جو آپ پہچان چکے ہیں

سو، دو سو اور ہزار کا قاعدہ: سو اور دو سو اور ہزار میں مذکر اور مؤنث کا عدد یکساں ہوگا۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں:	مائة رجل (ایک سو مرد)	مائتا رجل (دو سو مرد)
	ألف رجل (ہزار مرد)	ألفا رجل (دو ہزار مرد)
جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں:	مائة امرأة (ایک سو عورتیں)	مائتا امرأة (دو سو عورتیں)
	ألف امرأة (ہزار عورتیں)	ألفا امرأة (دو ہزار عورتیں)

ويقدم الألف على المائة والمائة على الآحاد والآحاد على العشرات تقول عندي ألف ومائة وواحد وعشرون رجلا

اور زیادہ ہونے والے عدد کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ ألف کو مقدم کیا جائے گا مائة پر اور احاد کو مقدم کیا جائے گا عشرات پر

جیسے تو کہے عندي ألف ومائة وواحد وعشرون رجلا

والفان ومائتان واثنان وعشرون رجلا وأربعة آلاف وتسع مائة وخمسة وأربعون امرأة وعليك بالقياس

وَألفان ومائتان واثنان وعشرون رجلا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد اور میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد)

أربعة آلاف وتسع مائة وخمسة وأربعون امرأة (اور چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

کئی اعداد جمع ہوں تو بڑے عدد کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے فرما رہے ہیں کہ عدد جب مائۃ اور الف سے آگے بڑھ جائے تو اس کا ذکر کرنے کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں یعنی جو کچھ طریقہ عدد کے ذکر کرنے کا ایک سے لیکر ننانوے تک ہے اسی طریقے سے یہاں بھی ذکر کیا جائے صرف مائۃ یا الف کا اضافہ ہوگا۔

بہت سارے اعداد جمع ہونے کی صورت: جب بہت سارے اعداد جمع ہو جائیں تو ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہوگا کہ سب سے بڑے عدد کو پہلے ذکر کیا جائے گا اس کے بعد اس سے چھوٹا عدد اس کے بعد سے چھوٹا عدد ذکر کیا جائے گا الف پر مثلاً مائۃ پر اور مائۃ کا احاد پر اور احاد کو عشرات پر مقدم کیا جائے گا۔

چند مختلف مثالیں: عندي ألف ومائة وواحد وعشرون رجلا (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں)

عندي ألفان ومائتان واثنان وعشرون رجلا (میرے پاس دو ہزار دو سو بائیس مرد ہیں)

عندي أربعة آلاف وتسع مائة وخمس وأربعون امرأة (میرے پاس چار ہزار نو سو پینتالیس عورتیں ہیں)

تمیز کے لیے قاعدہ

واعلم أن الواحد والاثنين لا مميز لهما لأن لفظ المميز يغني عن ذكر العدد فيهما تقول عندي رجل

اور جان لو کہ بے شک واحد اور اثنین دونوں کے لیے کوئی ممیز نہیں ہے اس لیے کہ ممیز کا لفظ ان میں عدد کے ذکر سے بے پرواہ کر دیتا ہے جیسے تو کہے عندي رجل ورجلان (میرے پاس ایک مرد ہے اور دو مرد ہیں)

ورجلان وأما سائر الأعداد فلا بد لها من مميز فتقول مميز الثلاثة إلى العشرة مخفوض و

اور اس کے علاوہ باقی جتنے اعداد بھی ہیں تو ان کے لیے کسی تمیز کا ہونا ضروری ہے پس تو کہے گا ثلاثۃ سے لیکر عشرۃ تک تمیز ہوگی مجرور اور

مجموع تقول ثلاثة رجال وثلاث نسوة إلا إذا كان المميز لفظ المائة فحينئذ يكون مخفوضا مفردا

جمع کا صیغہ ہوگا جیسے ثلاثۃ رجال وثلاث نسوۃ لیکن جب تمیز لفظ مائۃ ہو تو اس وقت وہ مفرد اور مجرور ہوگا

تقول ثلاث مائة وتسع مائة والقياس ثلاث مئات أو مئين

جیسے تو کہے گا ثلاث مائۃ اور تسع مائۃ اور قیاس کا تقاضا ہے ثلاث مئات یا ثلاث مئین ہے

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے تمیز کے سلسلے میں ایک قاعدہ ذکر فرما رہے ہیں۔

ایک اور دو کے عدد کی تمیز کے سلسلے میں قاعدہ: ایک اور دو معدود خواہ مذکر ہو یا مؤنث عدد (تمیز) سے مستغنی کر دیتا ہے اس لیے کہ ایک اور دو میں معدود کے لفظ ہی سے عدد کا معنی حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا الگ عدد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب معدود مذکر ہو، مثالیں: عندي رجلٌ عندي رجلان

جب معدود مؤنث ہو، مثالیں: عندي امرأةٌ عندي امرأتان

وأما سائر الأعداد: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے فرما رہے ہیں کہ ایک اور دو کے عدد کے علاوہ باقی تمام اعداد کے لیے تمیز کو ہونا ضروری ہے۔

تین سے دس تک کی تمیز کا قاعدہ: تین سے دس تک عدد کی تمیز کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی تمیز جمع مجرور ہوگی۔

جب تمیز مذکر ہو، مثالیں: ثلاثة رجالٍ، وعشرة رجالٍ

جب تمیز مؤنث ہو، مثالیں: ثلاث امرأة، وربع امرأة

لفظ مائة جب تمیز واقع ہو تو اس کا قاعدہ: لفظ مائة جب تمیز واقع ہو تو مفرد مجرور ہوگی۔

مثالیں: ثلاث مائة اور تسع مائة میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ثلاث مئات یا ثلاث مئین آئے

ومميز أحد عشر إلى تسع وتسعين منصوب مفرد تقول أحد عشر رجلًا وإحدى عشرة امرأةً

اور گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز منصوب مفرد ہوگی جیسے تو کہے گا أحد عشر رجلا (گیارہ مرد)، إحدى عشرة امرأة (گیارہ عورتیں)

وتسعة وتسعون رجلًا وتسع وتسعون امرأةً ومميز مائة وألف وتثنيتهما وجمع الألف مخفوض مفرد

اور تسعة وتسعون رجلا (ننانوے مرد) تسع وتسعون امرأة (ننانوے عورتیں) اور مائة اور ألف کی تمیز اور ان دونوں کے تثنیہ (یعنی مائتان اور ألفان) کی تمیز اور ألف کی جمع (یعنی آلاف یا ألوف) کی تمیز مجرور اور مفرد ہوتی ہے

تقولُ مائة رجلٍ ومائة امرأةٍ وألف رجلٍ وألف امرأةٍ ومائتا رجلٍ ومائتا امرأةٍ وألفا رجلٍ وألفا

جیسے تو کہے گا مائة رجلٍ ومائة امرأةٍ وألف رجلٍ وألف امرأةٍ ومائتا رجلٍ ومائتا امرأةٍ وألفا رجلٍ وألفا

امرأةٍ وثلاثة آلاف رجلٍ وثلاث آلاف امرأةٍ وقس على هذا

امرأةٍ وثلاثة آلاف رجلٍ وثلاث آلاف امرأةٍ اور اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کر لیں (ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد مجرور ہے)

وضاحت: گیارہ سے ننانوے تک عدد کی تمیز منصوب مفرد ہوگی جیسے تو کہے گا:

مذکر کے لیے: أحد عشر رجلًا تسعة وتسعون رجلًا

مؤنث کے لیے: إحدى عشرة امرأةً تسع وتسعون امرأةً

ان میں رجلًا اور امرأةً مفرد بھی ہے اور منصوب بھی ہے۔

مائة اور ألف اور ان دونوں کی تثنیہ اور ألف کی جمع کی تمیز کا قاعدہ: مائة اور ألف اور ان کے تثنیہ مائتان اور ألفان اور ألف کی جمع آلاف، ألوف ان سب کی تمیز مفرد و مجرور ہوتی ہے۔

مثالیں: مذکر کے لیے تو کہے، مائة رجل، مائتا رجل، ألف رجل، ألفا رجل، ثلاثة آلاف رجل

مؤنث کے لیے تو کہے: مائة امرأة، مائتا امرأة، ألف امرأة، ألفا امرأة، ثلاثة آلاف امرأة

ان تمام مثالوں میں تمیز مفرد اور مجرور ہے۔ باقی کو ان پر قیاس کریں۔

نقشہ اسماء عدد

برائے مذکر		برائے مؤنث	
رجل	أحد عشر رجلا	امرأة	إحدی عشرة امرأة
رجلان	اثنا عشر رجلا	امرأتان	اثنتا عشرة امرأة
ثلاثة رجال	ثلاثة عشر رجلا	ثلاث نسوة	ثلاث عشرة امرأة
أربعة رجال	أربعة عشر رجلا	أربع نسوة	أربع عشرة امرأة
خمسة رجال	خمسة عشر رجلا	خمس نسوة	خمس عشرة امرأة
ستة رجال	ستة عشر رجلا	ست نسوة	ست عشرة امرأة
سبعة رجال	سبعة عشر رجلا	سبع نسوة	سبع عشرة امرأة
ثمانية رجال	ثمانية عشر رجلا	ثماني نسوة	ثماني عشرة امرأة
تسعة رجال	تسعة عشر رجلا	تسع نسوة	تسع عشرة امرأة
عشرة رجال	عشرون رجلا	عشر نسوة	عشرون امرأة

برائے مذکر	برائے مؤنث
أحد وعشرون رجلا	إحدی وعشرون امرأة
اثنان وعشرون رجلا	اثنتان وعشرون امرأة
ثلاثة وعشرون رجلا	ثلاث وعشرون امرأة
أربعة وعشرون رجلا	أربع وعشرون امرأة
خمسة وعشرون رجلا	خمس وعشرون امرأة
ستة وعشرون رجلا	ست وعشرون امرأة

سبعة وعشرون رجلا	سبع وعشرون امرأة
ثمانية وعشرون رجلا	ثماني وعشرون امرأة
تسعة وعشرون رجلا	تسع وعشرون امرأة
ثلاثون رجلا	ثلاثون امرأة
أربعون رجلا	أربعون امرأة
خمسون رجلا	خمسون امرأة
ستون رجلا	ستون امرأة
سبعون رجلا	سبعون امرأة
ثمانون رجلا	ثمانون امرأة
تسعون رجلا	تسعون امرأة
تسعة وتسعون رجلا	تسع وتسعون امرأة
مائة رجل	مائة امرأة
مائة رجل ورجلان	مائة امرأة وامرأتان
مائة وثلاثة رجال	مائة وثلاث نسوة
مائة وأربعة رجال	مائة وأربع نسوة
مائة وتسعة وتسعون رجلا	مائة وتسع وتسعون امرأة
مائتا رجل	مائتا امرأة
ثلاثمائة رجل	ثلاث مائة امرأة
ألف رجل	ألف امرأة
ألفا رجل	ألفا امرأة
ثلاثة آلاف رجل	ثلاث آلاف امرأة

بڑے اعداد کو یوں ذکر کریں گے: ألف ومائة وواحد وعشرون رجلا (ایک ہزار ایک سو اکیس مرد)

ألفان ومائتان واثنان وعشرون رجلا (دو ہزار دو سو بائیس مرد)

اسم مذکر و مؤنث

فصل: الاسم إما مذكر وإما مؤنث، فالمؤنث ما فيه علامة التأنيث لفظا أو تقديرا، والمذكر بخلافه

تیسری فصل اسم یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث، مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو یا تقدیراً، اور مذکر وہ اسم ہے جو اس کے برخلاف ہو

وعلامات التأنيث ثلاثة: التاء كطلحة، والألف المقصورة كحبلى، والألف الممدودة كحمراء

اور علامت تانیث تین ہیں اول تاء جیسے طلحة دوم الف مقصورہ جیسے حبلی (حاملہ عورت) سوم الف ممدودہ جیسے حمراء (سرخ رنگ والی)

والمقدرة هي التاء فقط كأرض ودار بدليل أريضة ودويرة، والمؤنث على قسمين: حقيقي وهو ما بإزائه

اور علامت تانیث مقدرہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے ارض اور دار جس کی دلیل یہ ہے کہ ان کی تصغیر اریضۃ اور دویرۃ آتی ہے پھر مؤنث دو قسم پر ہے ایک مؤنث حقیقی ہے اور وہ وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں

مذكر من الحيوان كامرأة وناقة، ولفظي وهو ما بخلافه كظلمة وعين، وقد عرفت أحكام الفعل

حیوان مذکر ہو جیسے امرأۃ اور ناقۃ اور مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظلمۃ اور عین، اور تحقیق فعل کے احکام کو

إذا أسند إلى المؤنث فلا نعيدها

جب اس کی نسبت مؤنث کی طرف کی جائے آپ جان چکے ہیں سو یہاں دوبارہ نہیں دہرائیں گے

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ نے خاتمہ کی اس تیسری فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم کی دو اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

دوسری بات: مؤنث کی علامات

تیسری بات: مؤنث کی دو قسمیں حقیقی اور لفظی کا ذکر

پہلی بات اسم کی دو اقسام مذکر اور مؤنث کی تعریفات

اسم کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مؤنث

مذکر کی تعریف: مذکر وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث موجود نہ ہو۔

مؤنث کی تعریف: مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظاً یا تقدیراً موجود ہو۔

دوسری بات مؤنث کی علامات

علامات تانیث تین ہیں۔

(۱) تاء تانیث خواہ ظاہرہ ہو جیسے طلحہ یا مقدرہ ہو جیسے ارض

تاء تانیث ظاہرہ: جو اسم کے آخر میں آتی ہے اور وقف کی حالت میں ہاء بن جاتی ہے جیسے طلحة

تاء تانیث مقدرہ: جو اسم میں ظاہر نہ ہو بلکہ اس کی تصغیر نکالنے سے ظاہر ہوتی ہے

جیسے ارض کی تصغیر اریضۃ اور دار کی تصغیر دویرۃ آتی ہے

کیونکہ تصغیر میں صیغے کے حروف اصلی سب واپس آجاتے ہیں۔

۲)۔ الف مقصورہ جیسے **حبلی**

۳)۔۔۔۔الف ممدودہ جیسے **حمراء**

تیسری بات

مؤنث کی دو قسمیں حقیقی اور لفظی کا ذکر

مؤنث کی دو قسمیں ہیں: (۱) مؤنث حقیقی (۲) مؤنث لفظی

مؤنث حقیقی کی تعریف: مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابل کوئی حیوان مذکر ہو جیسے **امرأۃ** اور **ناقہ**

مؤنث لفظی کی تعریف: مؤنث لفظی وہ ہے جس کے مقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو۔ جیسے **ظلمۃ** اور **عین** کہ ان کے مقابلے میں حیوان مذکر نہیں ہے۔

وقد عرفت ... الخ فعل کی مسند الیہ مؤنث کی طرف کرنے کے احکام گزر چکے ہیں، لہذا انہیں دوبارہ ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

اسم کی ایک قسم اَلْمُثَنّٰی

فصل المثنى اسم ألحق بآخره ألف أو ياء مفتوح ما قبلها ونون مكسورة ليدل على أن معه آخر مثله نحو

فصل: مثنی کی بحث میں مثنّی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور لاحق ہو گیا ہو تاکہ یہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس کی مثل میں ایک اور بھی ہے جیسے **رجلان** اور **رجلین** یہ حکم صحیح میں ہے بہرحال اسم مقصور میں تو اگر اس کا الف

رجلان ورجلين هذا في الصحيح أما المقصور فإن كانت ألفه منقلبة عن واو وكان ثلاثيا رد إلى أصله

واو سے بدلا ہوا ہے اور ثلاثی ہو تو وہ مثنی میں اپنے اصل کی جانب لوٹا دیا گیا ہے جیسے **عصوان عصا** میں اور اگر وہ الف یاء سے بدلا ہوا ہو یا

كعصوان في عصا وإن كانت عن ياء أو واو وهو أكثر من الثلاثي أو ليست منقلبة عن شيء تقلب ياء

واو سے بدلا ہوا ہے مگر حال یہ ہے کہ وہ ثلاثی سے زائد (یعنی رباعی) ہے یا کسی چیز سے بدلا ہوا نہیں ہے تو الف یاء سے بدل دیا جائے گا۔

كرحيان في رحى وملهيان في ملهى وحباريان في حبارى وحبليان في حبلى وأما الممدود فإن كانت

جیسے **رحیان** میں **رحی**، **ملھیان** میں **ملھی**، **حباریان** میں **حباری** اور **حبلیان** میں **حبلی** اور بہرحال الف ممدودہ میں اگر اس کا ہمزہ

همزته أصلية تثبت كقرّاءان في قرّاء وإن كانت للتأنيث تقلب واوا كحمراوان في حمراء

اصلی ہو تو باقی رہے گا جیسے **قرّاءان** میں **قرّاء** اور اگر تانیث کے لیے تھا تو وہ الف واو سے بدل دیا جائے گا جیسے **حمراوان حمراء** میں

وإن كانت بدلا من أصل واو أو ياء جاز فيه الوجهان ككساوان وكساءان ويجب حذف نونه عند

اور اگر اصل سے یعنی واو یا یاء سے بدلا ہوا ہو تو تب تثنیہ میں یہ دونوں وجہیں جائز ہیں جیسے **کساوان** اور **کساءان** اور اس کے نون کو حذف

الإضافة تقول جاءني غلاما زيد ومسلما مصر وكذلك تحذف تاء التأنيث في تثنية الخصية والألية

کہ اضافت کے وقت واجب ہے تو کہے گا جاءنی غلاما زید (میرے پاس زید کے دو غلام آئے) اور جاءنی مسلمو مصر (میرے پاس شہر کے مسلمان آئے) اسی طرح تائے تانیث حذف کی جاتی ہے خصیۃ اور الیۃ کے تثنیہ میں خاص کر کے جیسے تو

خاصة تقول خصيان وأليان لأنهما متلازمان فكأنهما شيء واحد

کہے گا خصیان (دو خصیے) اور الیان (دو سرین) کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں گویا وہ دونوں شئی واحد ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ چوتھی فصل مثنیٰ کے متعلق ذکر فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات	مثنیٰ کی تعریف اور اقسام
دوسری بات:	اسم مقصورہ کو مثنیٰ بنانے کی چند صورتیں
تیسری بات:	الف ممدودہ کو مثنیٰ بنانے کی چند صورتیں
چوتھی بات :	مثنیٰ سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر
پانچویں بات:	الخصیۃ اور الالیۃ کو مثنیٰ بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر
چھٹی بات :	مثنیٰ کی اضافت مثنیٰ کی طرف کرنے کا قاعدہ

پہلی بات مثنیٰ کی تعریف اور اقسام

مثنیٰ کی تعریف: تثنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف اور نون مکسورہ (حالت رفعی) میں اور یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ (حالت نصبی و جری) میں لاحق کیا گیا ہو تاکہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس مفرد کی مثل اس کے ساتھ ایک اور (مفرد) بھی ہے، جیسے رجلان (دو مرد) حالت رفعی میں اور رجلین حالت نصبی وجری میں۔

مثنیٰ کی تین اقسام: (۱) مثنیٰ صحیح (۲) مثنیٰ اسم مقصورہ (۳) مثنیٰ اسم ممدودہ

مثنیٰ صحیح: وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے رجلان

مثنیٰ اسم مقصورہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے حبلی

مثنیٰ اسم ممدودہ: وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف ممدودہ ہو۔ جیسے حمراء

مثنیٰ صحیح: اس صورت میں حالت رفعی میں اسم کے آخر میں الف اور نون مکسورہ ہوگا جیسے رجلان اور حالت نصبی وجری میں یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق ہوگا جیسے رجلین۔ مثنیٰ صحیح کے آخر میں علامت زیادہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ علامت اس بات پر دلالت کرے کہ اس میں اس کے مثل ایک اور مفرد بھی ہے۔

دوسری بات اسم مقصورہ کو مثنیٰ بنانے کی چند صورتیں

اسم مقصورہ کو مثنیٰ بنانے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: جب الف مقصورہ واو سے تبدیل ہو کر آیا ہو اور وہ ثلاثی ہو تو اس کو مثنیٰ بناتے وقت واو لوٹ آئے گا۔ جیسے عصا سے عصوان یہ ثلاثی بھی ہے اور اس کا الف واو سے تبدیل ہو کر آیا ہے لہٰذا اس کو مثنیٰ بناتے وقت واو لوٹ آیا۔

دوسری صورت: اور اگر الف مقصورہ یاء سے تبدیل ہو کر آیا ہو یا واو سے تبدیل ہو کر آیا ہو مگر وہ ثلاثی سے زائد ہو یا ان میں سے کسی سے تبدیل شدہ نہ آیا ہو تو اس کو مثنیٰ بناتے وقت الف کو یاء سے تبدیل کیا جائے گا جیسے رحی سے رحیان، ملھی سے ملھیان، حبارٰی سے حبارَیان، حبلی سے حبلیان

تیسری بات الف ممدودہ کو مثنیٰ بنانے کی چند صورتیں

۱) الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو اس کو تثنیہ بناتے وقت اصلی حالت پر برقرار رکھیں گے جیسے قراء سے قراءان

۲) اگر الف ممدودہ کا ہمزہ تانیث ہو تو تثنیہ بناتے وقت اسے واو سے تبدیل کیا جائے گا جیسے حمراء کی تثنیہ حمراوان آئے گی۔

۳) اور اگر وہ ہمزہ اصل واو یا یاء سے تبدیل ہو کر آیا ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔

(۱) ہمزہ اصلی حالت میں برقرار رکھیں۔

(۲) اسے واو سے تبدیل کر دیں۔ جیسے کساء کی تثنیہ کساوان اور کساءان دونوں جائز ہیں۔

چوتھی بات مثنیٰ سے اضافت کے وقت نون اعرابی گرنے کا ذکر

اضافت کے وقت نون تثنیہ کو حذف کرنا واجب ہے، کیونکہ نون تنوین کی طرح نون تثنیہ بھی موجب انفصال ہے اور اضافت موجب اتصال ہے لہٰذا ان دونوں میں منافات کی وجہ سے نون اعرابی کو اضافت کے وقت حذف کر دیا جاتا ہے جیسے غلاما زید (زید کے دو غلام) غلاما اصل میں غلامان تھا اور جیسے مسلما مصر (شہر کے دو مسلمان) مسلما اصل میں مسلمان تھا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا۔

پانچویں بات الخصیہ اور الألیۃ کو مثنیٰ بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

جس طرح مثنیٰ کے نون کو تثنیہ بناتے وقت حذف کیا جاتا ہے اسی طرح الخصیہ اور الالیہ کی تاء کو تثنیہ بناتے وقت حذف کر دیا جاتا ہے جیسے الخصیۃ کا تثنیہ خصیان اور الالیۃ کا تثنیہ الیان پڑھی جائے گی

پانچویں بات الخصیۃ اور الالیہ کو مثنیٰ بناتے وقت تاء کو حذف کرنے کا ذکر

ان کی تاء کو حذف کرنا خلاف قیاس ہے اس لیے کہ قیاس یہ تھا کہ تاء حذف نہ کی جاتی جیسے شجرۃ کی تثنیہ

مشحون کی جگہ ہوں ان دونوں میں حذف تاء کا سبب یہ ہے کہ **خصیتان** اگرچہ دو چیزیں ہیں لیکن دونوں خصیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں اسی طرح **الیتان** (دونوں سرین) میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں، پس دونوں **خصیة** اور دونوں **الیہ** شدت اتصال کی وجہ سے شئ واحد ہیں لہذا اس شدت اتصال کی وجہ سے ان کا تثنیہ بمنزلہ کلمہ مفردہ کے کر دیا گیا، پس اگر تاء تانیث کو ثابت رکھا جائے گا تو اس کا مفرد کلمہ کے درمیان میں واقع ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے کیونکہ علامت تانیث کلمہ مفردہ کے وسط میں نہیں آتی۔

واعلم أنّه إذا أضيف المثنى إلى المثنى يعبّر عن الأوّل بلفظ الجمع كقوله تعالى: فقد صغت قلوبكما و

اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب کسی تثنیہ کی تثنیہ کی طرف اضافت کی جائے تو پہلی تثنیہ کو لفظ جمع کے ساتھ تعبیر کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فقد صغت قلوبکما اور فاقطعوا ایدیہما

فاقطعوا أيديهما وذلك لكراهة اجتماع التثنيتين فيما تأكّد الاتصال بينهما لفظاً ومعنىً

اور یہ اس لیے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ناپسند سمجھا جاتا ہے اس جگہ میں جہاں دونوں میں اتصال مؤکد ہو خواہ لفظاً ہو خواہ معناً۔

چھٹی بات   مثنیٰ کی اضافت مثنیٰ کی طرف کرنے کا قاعدہ

وضاحت: جب ایک مثنیٰ کی اضافت دوسرے مثنیٰ کی طرف کی جائے تو پہلے والے مثنیٰ کو لفظ جمع کے ساتھ ذکر کریں گے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ **فقد صغت قلوبکما** (پس تحقیق تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے) یہ اصل میں **قلباکما** تھا اس کو جمع کا صیغہ بنا کر **قلوبکما** کر دیا گیا۔ اسی طرح **فاقطعوا ایدیہما** (تم ان کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالو) میں لفظ **ایدیہما** اصل میں **یدیہما** تھا یدین کو جمع کا صیغہ کے ساتھ ذکر کر کے **ایدیہما** ذکر کیا گیا

وجہ: یہ ہے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ایسے مقام پر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے جب دونوں میں اتصال مؤکد پایا جائے لفظاً یا معناً چنانچہ اضافت میں مضاف مضاف الیہ کے جز ہونے کی وجہ سے اتصال مؤکد ہونے کی وجہ سے ان دونوں کا تثنیہ ہونا ناپسندیدہ ہے۔

اسم کی ایک قسم جمع

فصل: المجموع: اسم يدل على آحاد مقصودة بحروف مفردة بتغيير ما لفظي كرجال في رجل

پانچویں فصل مجموع کی بحث میں ہے مجموع وہ اسم ہے جو ایسے احاد (افراد) پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوں معمولی تغیر کے

أو تقديري كفلك على وزن أسد فإنّ مفرده أيضاً فلك لكنه على وزن قفل فقوم و رهط و

ساتھ یا لفظی تغیر ہو جیسے رجال رجل میں یا تقدیری تغیر ہو جیسے فلک اسد کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد فلک ہے لیکن وہ مفرد

بحروفه وإن دل على آحاد لكنه ليس بجمع إذ لا مفرد له ثم الجمع على قسمين مصحح وهو لا يتغير بناء واحده

نحو کے دو اسم جیسے قوم اور رهط اور اس کے علاوہ اگرچہ وہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن وہ جمع کے صیغے نہیں ہیں کیونکہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے۔ پھر جمع دو قسم پر ہے جمع صحیح وہ جمع ہے جس کے واحد کا وزن تبدیل نہ ہو

ومكسر وهو ما تغير بناء واحده

اور دوسری قسم جمع مکسر ہے وہ وہ جمع ہے کہ جس میں اس کے واحد کا وزن تبدیل کیا گیا ہو۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں چھ باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات :	جمع کی تعریف اور جمع کی دو قسمیں جمع سالم اور جمع مکسر کا ذکر
دوسری بات:	جمع سالم کی دو قسموں کا ذکر اور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ
تیسری بات:	اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ
چوتھی بات :	اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط
پانچویں بات:	جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط
چھٹی بات :	جمع مکسر اور جمع قلت و کثرت کے اوزان

پہلی بات: جمع کی تعریف اور جمع کی دو قسمیں جمع سالم اور جمع مکسر کا ذکر

جمع کی تعریف: وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو حروف مفرد سے مقصود ہوتے ہیں مگر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ خواہ وہ لفظی ہو یا تقدیری۔ تغیر لفظی جیسے رجل واحد کی جمع رجال یا تغیر تقدیری جیسے فلک أسد کے وزن پر جمع ہے اس کا مفرد بروزن قفل ہے۔

جمع کی اقسام: جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع صحیح یعنی جمع سالم (۲) جمع مکسر

جمع صحیح کی تعریف: جمع صحیح وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن تبدیل نہ ہوا ہو۔ جیسے مسلمون اس کا مفرد مسلم ہے۔

جمع مکسر کی تعریف: وہ جمع ہے جس کی جمع بناتے ہوئے اس کے واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے رجل سے رجال

بحروف مفردہ: اس قید سے قوم اور رهط نکل گئے اس لیے کہ یہ قوم اور رهط اور اس کے جیسے دوسرے اسماء اگرچہ جمع والے معنی پر دلالت کرتے ہیں مگر وہ جمع نہیں ہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں ہے۔

والمصحّح على قسمين: مذكّر وهو ما أُلحق بآخره واو مضموم ما قبلها ونون مفتوحة كمسلمون أو

جمع صحیح دو قسم پر ہے پہلی مذکر ہے اور جمع مذکر وہ ہے جس کے آخر میں واو اور ماقبل جس کا مضموم اور نون مفتوح لاحق کیا گیا ہو جیسے مسلمون اور

ياء مكسور ما قبلها ونون كذالك ليدل على ان معه اكثر منه نحو مسلمين وهذا في الصحيح

یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح لایا گیا ہو تاکہ یہ لاحق ہونا اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھی افراد اس سے زائد ہیں جیسے مسلمین اور یہ لاحق (جمع بنانے کے لیے) صحیح میں ہے۔

دوسری بات جمع صحیح کی دو قسموں کا ذکر اور جمع مذکر سالم صحیح بنانے کا طریقہ

جمع صحیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم

جمع صحیح کو جمع سالم بھی کہتے ہیں

جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ اس کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح لگا دیا جائے جیسے مسلمون یا اس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح لگا دیا جائے جیسے مسلمین تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اور افراد بھی ہیں جو ایک سے زائد ہیں۔

أما المنقوص فتحذف ياؤه مثل قاضون وداعون والمقصور يحذف ألفه ويبقى ما قبلها مفتوحا ليدل

بہرحال اسم منقوص تو اس میں یاء کو حذف کر دی جاتی ہے جیسے قاضون اور داعون اور اسم مقصور میں اس کا الف حذف کر دیا جاتا ہے اور باقی رکھا جائے گا اس سے ماقبل مفتوح تاکہ دلالت کرے الف محذوف پر

على ألف محذوفة مثل مصطفون ويختص باولي العلم وأما قولهم سنون وأرضون وثبون وقلون فشاذ

جیسے مصطفون اور یہ جمع ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے اور بہرحال ان کا قول سنون اور ارضون اور ثبون اور قلون پس یہ شاذ ہیں۔

تیسری بات اسم منقوص اور اسم مقصورہ سے جمع سالم بنانے کا طریقہ

اسم منقوص کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ساکن ماقبل مکسور ہو جیسے قاضی اس کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ واو اور نون یا یاء اور نون اس کے آخر میں لگانے کے ساتھ اس کے آخر کی یاء کو حذف کر دیا جائے جیسے قاضی سے قاضون اس میں قاضون اصل میں قاضیون تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لیے ماقبل کو دے دیا ماقبل کی حرکت دور کرنے کے بعد اب قاعدہ پایا گیا کہ یاء اور واو ایک کلمہ میں جمع ہیں اس لیے تخفیف کے لیے یاء کو حذف کر دیا گیا تو قاضون ہوا۔

دوسرا داعون ہے یہ بھی داعیون تھا اس کی یاء کو مذکورہ قاعدے کے تحت حذف کر دیا تو داعون ہو گیا۔

اسم مقصورہ کی جمع بنانے کا طریقہ: اسم مقصورہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے مصطفی اس کی جمع بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے الف کو حذف کر دیں اور آخر میں واو نون کا اضافہ کیا جائے گا جیسے مصطفی سے مصطفون ہو گیا۔

ويختص باولي العلم: اس عبارت رحمہ اللہ سے مصنف فرما رہے ہیں کہ مذکورہ جمع صحیح بنانے کا طریقہ جو ذکر

کیا گیا یعنی واو ما قبل مضموم اور نون مفتوحہ کے ساتھ یہ وزن اولو العلم یعنی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: مذکورہ قاعدہ پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ قانون سنون اور ارضون اور ثبون اور قلون میں ٹوٹ گیا اس لیے کہ یہ جمع ہیں واو و نون کے ساتھ لائی گئی ہیں اور غیر ذوی العقول ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ سنون سنہ کی جمع بمعنی سال اور ارضون ارض کی جمع بمعنی زمین اور ثبون ثبہ کی جمع بمعنی جماعت اور قلون قلہ کی جمع بمعنی چھڑی (گلی ڈنڈا) یہ سب الفاظ نہ تو مذکر اور نہ ہی ذوی العقول ہیں حالانکہ ان کی جمع واو نون کے ساتھ آتی ہے یہ چند الفاظ قاعدہ کے خلاف ضرور ہیں لیکن یہ شاذ ہیں اور نادر الوقوع ہیں۔ بہرحال قاعدہ وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

ويجب أن لا يكون أفعل مؤنثه فعلاء كأحمر وحمراء ولا فعلان مؤنثه فعلى كسكران وسكرى

اور واجب ہے کہ وہ (اسم جس کی جمع لانے کا ارادہ کیا گیا ہے) افعل کے وزن پر نہ ہو کہ جس کی مؤنث فعلاء کے وزن پر آتی ہے جیسے احمر کی مؤنث حمراء آتی ہے اور نہ ہی فعلان کے وزن پر ہو جس کی مؤنث فعلی آتی ہو جیسے سکران کی مؤنث سکری آتی ہے

ولا فعيلا بمعنى مفعول كجريح بمعنى مجروح ولا فعولا بمعنى فاعل كصبور بمعنى صابر

اور نہ وہ اسم اس فعیل کے وزن پر ہو جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جریح بمعنی مجروح کے ہے اور نہ وہ فعول کے وزن پر ہو جو بمعنی

ويجب حذف نونه بالإضافة نحو مسلمو مصر

فاعل ہو جیسے صبور صابر کے معنی میں ہے اور جمع مذکر کے نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کرنا واجب ہے جیسے مسلمو مصر

چوتھی بات — اسم ذات اور اسم صفت سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ اور اس کی شرائط

وضاحت: قاعدے کی وضاحت سے پہلے تمہید کے طور پر اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ وہ اسم جس کی جمع سالم بنائیں گے یا تو اسم ذات ہوگا جیسے زید یا اسم صفت ہوگا یعنی وہ اسم جو ذات کے علاوہ کسی صفت پر دلالت کرے جیسے ضارب، قائم وغیرہ

اگر اسم ذات ہو تو اس کی جمع سالم بنانے کے لیے تین شرطیں ہیں

پہلی شرط: وہ اسم مذکر ہو یعنی اس میں تائے تانیث نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر ہو، پس طلحۃ اور عین کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

دوسری شرط: وہ اسم ذات علم ہو اگر علم نہ ہو تو اس کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔ جیسے رجل اس کی جمع نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ اسم ذات ذوی العقول کا علم ہو اگر ذوی العقول کا علم نہ ہو تو اس کی جمع واو اور نون کے ساتھ نہیں

آئے گی جیسے اعوج یہ گھوڑے کا نام ہے اور گھوڑا ذوی العقول نہیں ہے لہٰذا اس کی جمع سالم واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی اور یہ شرطیں اس وجہ سے خصوصی کی گئی ہیں کہ جمع سالم تمام جمعوں میں اشرف ہے اور وہ اسم جو مذکر ہو اور عاقل کا علم ہو وہ تمام اسموں میں اشرف ہے لہٰذا شرف کے لیے شرف کو خاص کیا جیسے دیگر جمع سالم ذوی العقول کی ہے

اگر اسم صفت ہو تو اس کی جمع سالم بنانے کی پانچ شرطیں

اسم صفت سے مراد اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ ہیں۔

پہلی شرط: وہ مذکر عاقل ہو۔

دوسری شرط: وہ صفت مذکر ہو پس علامۃ مذکر ہے لہٰذا اس کی جمع نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

تیسری شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے أفعل کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلاء کے وزن پر آتی ہے جیسے احمر اس کی مؤنث حمراء آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

چوتھی شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فعلان کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلی آتی ہے جیسے سکران اس کی مؤنث سکریٰ آتی ہے۔ لہٰذا اس کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

پانچویں شرط: وہ صفت کا صیغہ ایسے فعیل کے وزن پر نہ ہو جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جریح یہ مجروح کے معنی میں ہے اور نہ ایسے فعول کے وزن پر ہو جو فاعل کے معنی میں آتا ہو جیسے صبور یہ صابر کے معنی میں ہے۔ لہٰذا ان کی جمع واو نون کے ساتھ نہیں آئے گی۔

قاعدہ: جمع مذکر سالم کے نون کو اضافت کے وقت حذف کرنا واجب ہے، جیسے مسلمو مصر اصل میں مسلمون تھا اس کی اضافت جب مصر کی طرف کی گئی تو نون حذف ہو گیا۔

ومؤنث وهو ما أُلحق بآخره ألف وتاء نحو مسلمات وشرطه إن كان صفةً وله مذكر أن يكون مذكره

(جمع صحیح کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم) اور جمع مؤنث وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ملا دی گئی ہو جیسے مسلمات اس کی شرط یہ

قد جمع بالواو والنون نحو مسلمون وإن لم يكن له مذكر فشرطه أن لا يكون مؤنثا

ہے کہ اگر صفت کا صیغہ ہو اور اس کے لیے مذکر ہو تو اس مذکر کی جمع واو نون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مسلمون اور اگر اس کے لیے مذکر

مجردًا عن التاء كالحائض والحامل وإن كان اسمًا غير صفة جمع بالألف والتاء بلا شرط كهندات

نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ اسم ایسا مؤنث کا صیغہ نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے الحائض اور الحامل اور اگر ایسا اسم ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لائی جائے گی بغیر کسی شرط کے جیسے ہندات

پانچویں بات: جمع کی دوسری قسم جمع مؤنث سالم اور اس کی شرائط

جمع مؤنث سالم کی تعریف: وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء بڑھا دی جائے جیسے مسلمات

جمع مؤنث سالم بنانے کی شرائط

پہلی شرط: الف یا تاء کے ساتھ جمع لانے کی شرط یہ ہے کہ اگر صیغہ صفت کا ہو اور اس کے لیے مذکر بھی ہو تو شرط یہ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع واو نون کے ساتھ آتی ہو جیسے **مسلمۃ** اس کا مذکر **مسلم** ہے اور اس کی جمع **مسلمون** واو نون کے ساتھ آتی ہے۔

دوسری شرط: اگر اس اسم کا مذکر نہیں آتا ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لانے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث کا صیغہ تاء سے خالی نہ ہو جیسے **الحائض** اور **الحامل** کی جمع **حائضات** اور **حاملات** نہیں آئے گی اس لیے کہ ان کی مؤنث تاء سے خالی ہے۔

تیسری شرط: اگر وہ صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ لائیں گے بغیر کسی شرط کے۔ جیسے **هند** کی جمع **هندات** الف تاء کے ساتھ آتی ہے۔

والمكسّر صيغته في الثلاثي كثيرة تعرف بالسماع كرجال وأفراس وفلوس وفي غير الثلاثي على

اور جمع مکسر کے صیغے ثلاثی میں بہت زیادہ ہیں جو سماع سے معلوم ہوتے ہیں جیسے **رجال** اور **افراس** اور **فلوس** اور غیر ثلاثی میں

وزن فعالل وفعاليل نحو قياسا كما عرفت في التصريف ثم الجمع أيضا على قسمين جمع قلة وهو ما

فعالل اور **فعالیل** کے وزن پر آتے ہیں قیاساً جیسا کہ آپ نے اس کو صرف میں پڑھ لیا ہے پھر جمع بھی دو قسم پر ہے اول جمع قلت اور جمع

يطلق على العشرة فما دونها وأبنيته أفعُل وأفعال وفِعلة وأفعِلة والجمع الصحيح بدون اللام

قلت وہ جمع ہے جو دس اور اس سے کم پر بولی جاتی ہو اور اس کے اوزان یہ ہیں **افعل، افعال، فعلۃ، افعلۃ** اور بغیر لام کے دونوں جمع صحیح

كزيدون ومسلمات وجمع كثرة وهو ما يطلق على ما فوق العشرة وأبنيته ما عدا هذه الأبنية

جیسے **زیدون** و **مسلمات**، دوسری قسم جمع کثرت ہے یہ وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جاتی ہے اور اس کے اوزان جمع قلت کے اوزان کے علاوہ ہیں جو ابھی ذکر کیے گئے ہیں۔

چوتھی بات — جمع مکسر اور جمع قلت و کثرت کے اوزان

جمع مکسر کے اوزان: جمع مکسر کے اوزان ثلاثی اور غیر ثلاثی کے مختلف ہیں چنانچہ مصنف نے فرمایا کہ جمع مکسر کے صیغے ثلاثی میں سماع سے تعلق رکھتے ہیں ان کا قیاس سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ ان کے لیے کوئی قاعدہ مقرر ہو جیسے **رجال** جمع **رجل، افراس** جمع **فرس، فلوس** جمع **فلس**

جمع مکسر کے اوزان غیر ثلاثی یعنی رباعی اور خماسی میں **فعالل** اور **فعالیل** کے وزن پر آتے ہیں اور یہ اوزان قیاس کے موافق ہیں جیسا کہ آپ علم صرف میں معلوم کر چکے ہیں۔

جمع کی باعتبار معنی کے دو قسمیں ہیں (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت

جمع قلت اور اس کے اوزان

جمع قلت: وہ ہے کہ جو دس اور دس سے کم پر بولی جاتی ہو اور جمع قلت کے اوزان یہ ہیں

(۱) افعل جیسے افلس فلس کی جمع ہے (۲) افعال جیسے اثواب ثوب کی جمع ہے

(۳) فعلة جیسے غلمة غلام کی جمع ہے (۴) افعلة جیسے ارغفة رغیف کی جمع ہے

(۵) جمع مذکر سالم (۶) جمع مؤنث سالم جب کہ یہ دونوں الف لام سے خالی ہوں جیسے زیدون اور مسلمات

فائدہ: جمع مؤنث سالم اور جمع مذکر سالم جب الف لام کے ساتھ ہوں تو وہ بھی جمع کثرت میں داخل ہیں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جائے۔ جمع کثرت کے اوزان جمع قلت کے اوزان کے علاوہ ہیں۔

فصل: المصدر اسم يدل على الحدث فقط ويشتق منه الأفعال كالضرب والنصر مثلا وأبنيته من الثلاثي

مصدر وہ اسم ہے جو حدث پر دلالت کرے فقط (جیسے ہونا، کرنا وغیرہ) اور اس کے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے الضرب (مارنا) اور

المجرد غير مضبوطة تعرف بالسماع ومن غيره قياسية كالإفعال والانفعال والاستفعال والفعللة و

النصر (مدد کرنا) اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے منضبط نہیں ہیں (یعنی کوئی طے شدہ قانون کے مطابق نہیں ہیں) سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) قیاسی ہیں جیسے افعال، انفعال، استفعال، فعللة،

التفعيل مثلا فالمصدر إن لم يكن مفعولا مطلقا يعمل عمل فعله أعني يرفع فاعلا إن كان لازما نحو

تفعیل وغیرہ اور مصدر اگر منصوب مفعول مطلق واقع نہ ہو تو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر وہ لازم ہو جیسے

أعجبني قيام زيد وينصب مفعولا أيضا إن كان متعديا نحو أعجبني ضرب زيد عمرا ولا يجوز تقديم

أعجبني قيام زيد اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر وہ متعدی ہو جیسے أعجبني ضرب زيد عمرا اور جائز نہیں ہے مصدر کے معمول کو

معمول المصدر عليه فلا يقال أعجبني زيد ضرب عمرا ولا عمرا ضرب زيد ويجوز إضافته إلى الفاعل

مصدر پر مقدم کرنا پس نہیں کہا جائے گا أعجبني زيد ضرب عمرا اور نہ ہی عمرا ضرب زيد کہنا درست ہوگا اور مصدر کی اضافت

نحو كرهت ضرب زيد عمرا وإلى المفعول نحو كرهت ضرب عمرو زيد وإن كان مفعولا مطلقا

فاعل کی طرف جائز ہے جیسے كرهت ضرب زيد عمرا اور مفعول کی طرف جیسے كرهت ضرب عمرو زيد اور بہر حال مصدر اگر مفعول

فالعمل للفعل الذي قبله نحو ضربت ضربا عمرا فعمرا منصوب بضربت

مطلق واقع ہو تو اس وقت عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے

جیسے ضربت ضربا عمرا (مارا میں نے عمرو کو مارنا) پس عمرا منصوب ہے ضربت کی وجہ سے

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی دس فصلوں میں سے چھٹی فصل یہاں سے بیان فرما رہے ہیں اور وہ ہے مصدر، اس فصل میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: مصدر کی تعریف
دوسری بات: مصدر کے اوزان
تیسری بات: مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا
چوتھی بات: مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا درست نہیں
پانچویں بات: مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف درست ہے
چھٹی بات: مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

پہلی بات مصدر کی تعریف

مصدر ہر وہ اسم ہے جو صرف حدوث پر دلالت کرے (یعنی کسی کام کا کرنا ہونا جیسے کھانا، پڑھنا وغیرہ) اور مصدر سے افعال نکلتے ہیں جیسے الضرب، النصر وغیرہ (کسی اور چیز پر دلالت نہ کرے یعنی زمانہ اور نسبت الی الفاعل پر دلالت نہ کرے)

دوسری بات مصدر کے اوزان

ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان مقرر اور طے شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی قاعدہ ہے جس کی بنیاد پر دوسرے اوزان کو قیاس کیا جائے صرف سماعی ہیں سننے پر موقوف ہیں۔

غیر ثلاثی مجرد (یعنی رباعی اور خماسی وغیرہ) سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں مثلاً

افعال، تفعیل، استفعال، فعللة، تفعّل وغیرہ

تیسری بات مصدر جب مفعول مطلق واقع نہ ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو یہ وہی عمل کرتا ہے جو اس سے مشتق ہونے والا فعل کرتا ہے (یعنی فعل اگر لازمی ہے تو فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر فعل متعدی ہے تو مفعول کو نصب دیتا ہے) پس مصدر بھی اگر لازم ہو تو فاعل کو رفع دے گا جیسے أعجبني قيام زيد اور مصدر اگر متعدی ہو تو مفعول کو نصب دے گا جیسے أعجبني ضرب زيد عمرا

چوتھی بات مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا درست نہیں

مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ مصدر ضعیف عامل ہے اس کا معمول اس سے مؤخر ہو تو اس پر عمل کرے گا ورنہ نہیں لہٰذا أعجبني زيد ضرب عمرا کہنا اور أعجبني عمرا ضرب زيد کہنا جائز نہیں ہے اس میں پہلی مثال میں زید فاعل کو ضرب مصدر پر مقدم کیا گیا ہے اور دوسری مثال میں ضرب مصدر پر اس کے

مفعول عمروا کو مقدم کیا گیا ہے۔ یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

پانچویں بات مصدر کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف درست ہے

مصدر بھی چونکہ دیگر اسما کی طرح ایک اسم ہے اس لیے جس طرح دوسرے اسماء کی اضافت فاعل اور مفعول کی طرف جائز ہے، اسی طرح مصدر کی بھی اضافت فاعل کی طرف اور مفعول کی طرف جائز ہے۔

فاعل کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے کرهت ضرب زید عمروا

مفعول کی طرف مصدر کی اضافت کی مثال جیسے کرهت ضرب عمرو زید

اس میں عمرو ضرب مصدر کا مفعول اور زید اس کا فاعل ہے۔

چھٹی بات مصدر جب مفعول مطلق واقع ہو تو اس کا عمل کیا ہوگا

مصدر اگر مفعول مطلق ہو تو یہ عمل نہیں کرے گا بلکہ اس سے پہلے جو فعل ہے وہ اس میں عمل کرے گا اور یہ مصدر اس کا معمول بنے گا کیونکہ عامل قوی کے ہوتے ہوئے عامل ضعیف عمل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ خود معمول بن رہا ہے جیسے ضربت ضربا عمروا اس میں عمروا ضربت کی وجہ سے منصوب ہے

اسم کی ایک قسم اسم فاعل

فصل: اسم الفاعل اسم مشتق من فعل ليدل على من قام به الفعل بمعنى الحدوث وصيغته من الثلاثي

فصل: اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے بطور حدوث کے اور اس کا صیغہ

المجرد على وزن الفاعل كضارب وناصر ومن غيره على صيغة المضارع من ذلك الفعل بميم

ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارب (مارنے والا) ناصر (مدد کرنے والا) اور اس کے علاوہ یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ اس فعل کے مضارع کے صیغہ کے مطابق ہوتا ہے (تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ) وہ یہ کہ

مضمومة مكان حرف المضارعة وكسر ما قبل الآخر كمدخل ومستخرج

علامت مضارع کی جگہ میم مضمومہ وہاں لگتی ہے اور آخر سے ما قبل مکسور ہوتا ہے جیسے مدخل (داخل کرنے والا) مستخرج (نکالنے والا)

وهو يعمل عمل فعله المعروف إن كان فيه معنى الحال والاستقبال ومعتمدا على المبتدأ نحو زيد قائم أبوه

اور یہ وہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو تو (چھ چیزیں) ان میں سے کسی ایک پر ہو تو عمل کرتا

أو ذي الحال نحو جاءني زيد ضاربا أبوه عمروا أو موصول نحو مررت بالضارب أبوه عمروا أو

ہے) مبتدا پر سہارا لیکر عمل کرتا ہے جیسے زید قائم ابوہ یا ذوالحال پر جیسے جاءنی زید ضاربا ابوہ عمروا یا موصول پر جیسے مررت

موصوف نحو عندي رجل ضارب ابوه عمروا أو همزة الاستفهام نحو أقائم زيد؟ أو حرف النفي نحو

بالضارب ابوہ عمروا یا موصوف پر جیسے عندی رجل ضارب ابوہ عمروا یا ہمزہ استفہام اس کے شروع میں ہو جیسے أقائم زید؟

ما قائم زيد وإن كان بمعنى الماضي وجبت الإضافة نحو زيد ضاربُ عمرٍو أمسِ هذا إذا كان منكّرا

یا حرفِ نفی اس سے شروع میں ہو جیسے ما قائم زید اور اگر اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہو تو اضافت واجب ہے جیسے زید ضارب عمرو امس (زید نے عمرو کو گزشتہ کل مارا ہے) یہ اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو

أما إذا كان معرفا باللام يستوي فيه جميع الأزمنة نحو زيد الضارب أبوه عمرو الآن أو غدا أو أمس

اور بہر حال جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زید الضارب أبوہ عمرو الآن أو غدا أو أمس (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ یا کل گذشتہ)

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ماتحت کی فصلوں میں سے ساتویں فصل کو بیان فرما رہے ہیں جو کہ اسم فاعل کی بحث پر مشتمل ہے اس فصل میں بنیادی طور پر تین باتیں ذکر کی گئی ہیں

پہلی بات: اسم فاعل کی تعریف

دوسری بات: اسم فاعل کا وزن

تیسری بات: اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط

پہلی بات　اسم فاعل کی تعریف

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور حدوث کے قائم ہے۔

بمعنی الحدوث کا مطلب یہ ہے کہ فعل اس ذات کے ساتھ تین زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ مقید ہے نیز بمعنی الحدوث کہہ کر صفت مشبہ کو اسم فاعل سے جدا کر دیا اس لیے کہ اس میں مصدری معنی دائمی ہوتے ہیں۔

دوسری بات　اسم فاعل کا وزن

اسم فاعل کی دو صورتیں ہیں: ثلاثی مجرد سے ہوگا یا غیر ثلاثی مجرد سے ہوگا۔ اگر ثلاثی مجرد سے ہے تو اسم فاعل اکثر فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارب اور ناصر اور اگر غیر ثلاثی مجرد ہو تو اسی باب کے فعل مضارع کے وزن پر ہوگا مگر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اور وہ اس طرح کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگا دیں گے اور اس کے آخر کے ماقبل کو کسرہ دیں گے جیسے یدخل سے مدخل اور یستخرج سے مستخرج

تیسری بات　اسم فاعل کا عمل اور اس کی شرائط

اسم فاعل اپنے فعل معروف والا عمل کرے گا اگر اس کا فعل لازمی ہے تو یہ بھی لازمی ہوگا اور اگر اس کا فعل متعدی ہے تو یہ بھی متعدی ہوگا اسم فاعل کے عمل کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اسم فاعل چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر سہارا پکڑے ہوئے ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں (۱) مبتدا پر جیسے زيد قائم ابوه (۲) ذوالحال پر جیسے جاءني زيد ضارباً ابوه عمرواً (۳) اسم موصول پر جیسے مررت بالضارب ابوه عمرواً (۴) موصوف پر جیسے عندي رجل ضارب ابوه عمرواً (۵) ہمزہ استفہام پر جیسے أقائم زيد (۶) حرف نفی پر جیسے ما قائم زيد

بہرحال اسم فاعل جب فعل ماضی کے معنی میں ہو تو اس کو اضافت معنوی کے ذریعے ساتھ والے اسم کی طرف وجوباً اضافت کریں گے جیسے زيد ضارب عمرو امس (زید نے عمرو کو گذشتہ کل مارا)

هذا اذا كان منكرا: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کے لیے مذکورہ حال یا استقبال شرط اسی وقت ہے جب وہ نکرہ ہو بہرحال اگر اسم فاعل معرف باللام ہو تو الف لام موصول کے داخل ہونے کے بعد تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے زيد الضارب ابوه عمرواً الآن او غداً او امس (زید جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے آج یا کل آئندہ یا کل گذشتہ)

اسم کی ایک قسم اسم مفعول

اسم المفعول اسم مشتق من فعل متعدٍ ليدل على من وقع عليه الفعل وصيغته من المجرد الثلاثي على

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے

وزن مفعول لفظاً كمضروب أو تقديراً كمقول ومرمي ومن غيره كاسم الفاعل بفتح ما قبل الآخر

مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظاً جیسے مضروب یا تقدیراً جیسے مقول اور مرمي اور اس کے علاوہ (یعنی ثلاثی مجرد کے علاوہ) سے اسم فاعل کی مانند ہے مگر آخر سے پہلے (والے حرف پر) فتحہ آئے گا

كمدخل ومستخرج ويعمل عمل فعله المجهول بالشرائط المذكورة في اسم الفاعل نحو زيد

جیسے مدخل اور مستخرج اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور ہیں جیسے زيد

مضروب غلامه الآن او غداً او امس

مضروب غلامه الآن او غداً او امس

وضاحت: مصنف علیہ الرحمۃ فصول میں آٹھویں فصل اسم مفعول کو یہاں سے ذکر فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: اسم مفعول کی تعریف

دوسری بات: اسم مفعول کے اوزان

تیسری بات: اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

پہلی بات اسم مفعول کی تعریف

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے۔

دوسری بات اسم مفعول کے اوزان

اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مضروب کے وزن پر آتا ہے لفظا اور تقدیرا مقول اور مرمی کے وزن پر آتا ہے مرمی اصل میں مرموی تھا تعلیل کے بعد مرمی ہوا اسی طرح مقول اصل میں مقوول تھا تعلیل کے بعد مقول ہوا۔

اور غیر ثلاثی مجرد یعنی رباعی اور خماسی سے اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس کے آخر سے ماقبل میں فتحہ دیا جائے گا جب کہ اسم فاعل کے آخر سے ماقبل میں کسرہ آتا ہے جیسے مدخل سے مدخل اور مستخرج سے مستخرج

تیسری بات اسم مفعول کا عمل اور اس کی شرط

اسم مفعول وہی عمل کرتا ہے جو فعل مجہول کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع دیتا ہے اور باقی مفاعیل کو نصب دیتا ہے۔ اسم مفعول اگر نکرہ ہو تو اس کے عمل کے لیے وہی شرطیں ہیں جو اسم فاعل میں تھیں یعنی اس میں حال یا استقبال کا معنی ہو اور چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لیا ہو جیسے زید مضروب غلامہ الآن او غدا و امس (زید کا غلام مارا ہوا ہے آج یا کل یا گذشتہ کل) اس میں زید مبتدا ہے مضروب اسم مفعول غلامہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل الآن یا غدا یا امس مفعول فیہ۔

اسم کی ایک قسم صفت مشبہ

فصل الصفة المشبهة اسم مشتق من فعل لازم ليدل على من قام به الفعل بمعنى الثبوت وصيغتها على

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ قائم ہے ثبوت کے طور پر اور اس کا صیغہ اسم

خلاف صيغة اسم الفاعل والمفعول وانما تعرف بالسماع كحسن وصعب وظريف وهي تعمل عمل

فاعل اور اسم مفعول کے صیغے کے خلاف ہوتا ہے اور سماع سے پہچانا جاتا ہے جیسے حسن، صعب، ظریف اور وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا

فعلها مطلقا بشرط الاعتماد المذكور ومسائلها ثمانية عشر لان الصفة اما باللام او مجردة عنها و

ہے مطلقاً (یعنی بغیر [illegible] اور متصل کی شرط ہے) اس شرط کے ساتھ کہ وہ [illegible] مذکورہ چھ میں سے معمول کے علاوہ)

پانچ میں سے کسی ایک کا اور اس سے مسائل شمار ہیں اس لیے کہ صفت یا تو لام کے ساتھ ہوگی یا بغیر لام کے ہوگی اور

معمولُ کلِ واحدٍ منهما اما مضاف او باللام او مجرد عنهما فهذه ستة ومعمول كل منها اما مرفوع او

ان میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا یا لام کے ساتھ ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا یہ چھ صورتیں ہو گئیں اور دونوں چھ صورتوں

منصوب او مجرور فذلك ثمانية عشر و تفصيلها جاءني زيد الحسن وجهه ثلاثة اوجه

میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور ہوگا۔ پس یہ اٹھارہ صورتیں ہو گئیں (چھ کو تین سے ضرب دینے سے حاصل ہوئیں) ان کی تفصیل یہ ہے جاءنی زید الحسن وجهه ، وجهه میں اعراب کی تینوں صورتیں ہیں۔

وكذلك الحسن الوجه والحسن وجه وحسن وجهه وحسن الوجه وحسن وجه

اسی طرح الحسن الوجه اور الحسن وجه اور حسن وجهه اور حسن الوجه اور حسن وجه

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی نویں فصل میں صفت مشبہ کو بیان فرما رہے ہیں۔

اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: صفت مشبہ کی تعریف

دوسری بات: صفت مشبہ کے اوزان

تیسری بات: صفت مشبہ کا عمل

چوتھی بات: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

پانچویں بات: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

پہلی بات صفت مشبہ کی تعریف

صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے بنایا گیا ہو، تا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت کے قائم ہے۔

بمعنی ثبوت: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دلالت اس صفت پر ہوگی جو ذات کے ساتھ بطور دوام کے ثابت ہوگی حادث نہ ہوگی جیسے زید کریم میں زید میں کریم کا وصف ثابت ہے۔

دوسری بات صفت مشبہ کے اوزان

صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہیں قیاسی نہیں ہیں۔ ان کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے جیسا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے لیے تھا۔ جیسے حسن (خوبصورت) صعب (مشکل دشوار) ظریف (عقلمند اور خوش طبع)

تیسری بات صفت مشبہ کا عمل

صفت مشبہ مطلقاً یعنی بغیر زمانہ حال اور استقبال کی شرط کے اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ اسم موصول کے علاوہ مذکورہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لے۔

(۱) مبتدا (۲) ذوالحال (۳) موصوف (۴) ہمزہ استفہام (۵) حرف نفی

اسم موصول کا سہارا نہ لینے کی وجہ: یہ ہے کہ اس پر داخل ہونے والا الف لام بالاتفاق موصول کا نہیں ہے۔

چوتھی بات صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں: صفت مشبہ کی اٹھارہ قسمیں یا مسائل ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ یا تو معرف باللام ہوگا جیسے الحسن یا معرف باللام نہیں ہوگا جیسے حسن پھر ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا جیسے وجھہ یا معرف باللام ہوگا جیسے الوجہ یا ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگا جیسے وجہ یعنی نہ مضاف ہوگا نہ معرف باللام ہوگا۔ تو یہ چھ صورتیں ہوگئیں اور صفت مشبہ کے معمول کی حالتیں باعتبار اعراب تین ہیں مرفوع، منصوب، مجرور پس مذکورہ چھ صورتوں کو تین سے ضرب دینے سے اٹھارہ صورتیں حاصل ہوتی ہیں۔

اب ان میں نو قسمیں صفت مشبہ معرف باللام کی ہیں اور نو قسمیں غیر معرف باللام کی ہیں۔

صفت مشبہ معرف باللام کی نو قسمیں

قسم معمول	حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جب کہ معمول مضاف ہو	زید الحسن وجھہ (احسن)	زید الحسن وجھہ (حسن)	زید الحسن وجھہ (ممتنع)
جب کہ معمول معرف باللام ہو	زید الحسن الوجہ (قبیح)	زید الحسن الوجہ (احسن)	زید الحسن الوجہ (احسن)
جب کہ معمول دونوں سے خالی ہو	زید الحسن وجہ (قبیح)	زید الحسن وجہ (احسن)	زید الحسن وجہ (ممتنع)

صفت مشبہ غیر معرف باللام کی نو قسمیں

قسم معمول	حالت رفع	حالت نصبی	حالت جری
جب کہ معمول مضاف ہو	زید حسن وجھہ (احسن)	زید حسن وجھہ (حسن)	زید حسن وجھہ (مختلف فیہ)

جب کہ معمول معرف باللام ہو	زید حسن الوجہ (قبیح)	زید حسن الوجہ (أحسن)	زید حسن الوجہ (أحسن)
جب کہ معمول دونوں سے خالی ہو	زید حسن وجہ (قبیح)	زید حسن وجہ (حسن)	زید حسن وجہ (احسن)

وهي على خمسة أقسام منها ممتنع الحسن وجهه والحسن وجه ومختلف فيه حسن وجهه والبواقي

اور صفت مشبہ کی یہ اٹھارہ قسمیں ہیں (باعتبار احسن، حسن، قبیح اور ممتنع کے) پانچ قسموں پر مشتمل ہیں ان میں سے بعض ممتنع ہیں جیسے الحسن وجہہ اور الحسن وجہ اور بعض صورتیں مختلف فیہ ہیں جیسے حسن وجہہ اور باقی صورتیں

أحسن إن كان فيه ضمير واحد وحسن إن كان فيه ضميران وقبيح إن لم يكن فيه ضمير

احسن ہیں اگر ان میں ایک ضمیر موجود ہو اور وہ حسن ہوں گے اگر ان میں دو ضمیریں ہوں تو وہ حسن ہوں گی اور اگر کوئی ضمیر نہ ہو تو قبیح ہوں گی

والضابطة أنك متى رفعت بها معمولها فلا ضمير في الصفة ومتى نصبت أو جررت

اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جب تو نے صفت مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو رفع دیا تو صفت میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اور جب تو نے صیغہ صفت

ففيها ضمير الموصوف نحو زيد حسن وجهه

مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو نصب یا جر دیا تو اس میں موصوف کی ضمیر ہوگی جیسے زید حسن وجہہ

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے صفت مشبہ کی اٹھارہ اقسام کا حکم بیان فرما رہے ہیں اور یہ اٹھارہ اقسام باعتبار حکم کے پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اس فصل میں پانچویں بات کا ذکر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پانچویں بات　صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں کا حکم

صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں باعتبار حکم کے پانچ قسموں پر مشتمل ہیں۔

(۱) ممتنع　(۲) مختلف فیہ　(۳) احسن　(۴) حسن　(۵) قبیح

پہلی قسم ممتنع: صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتوں میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں (۱) الحسن وجہ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو غیر معرف باللام ہو اور مجرور ہو۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہو رہی ہے جو کہ اضافت معنویہ میں ممتنع ہے لہٰذا ممتنع کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے عرب نے اس کو ممتنع قرار دیا ہے۔

(۲) الحسن وجہہ یعنی صیغہ صفت مشبہ معرف باللام ہو اور وہ مضاف ہو ایسے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو اور غیر معرف باللام ہو اور مجرور ہو۔

امتناع کی وجہ: اس صورت کے ممتنع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اضافت لفظی ہے اور اضافت لفظی تخفیف کا

فائدہ دیتی ہے۔ تخفیف کی دو صورتیں ہیں (۱) تخفیف مضاف میں ہوگی۔ (۲) مضاف الیہ میں۔ مضاف کے آخر میں نون تنوین، نون تثنیہ اور نون جمع ہو تو اس کو گرا دیتی ہے۔ مضاف الیہ کے آخر میں تخفیف کا فائدہ اس طرح دیتی ہے کہ اس کے ساتھ ضمیر کو حذف کر کے صفت کے اندر مستتر کر دیتی ہے۔ مذکورہ صورت میں اضافت لفظیہ ہونے کے باوجود نہ مضاف میں تخفیف کا فائدہ دیا اور نہ مضاف الیہ میں اس لیے کہ مضاف میں تخفیف اس وجہ سے ہوتی کہ تنوین حذف ہوتی اور یہاں اضافت لفظی کے باوجود تخفیف کا فائدہ نہ دینے کی وجہ سے یہ صورت ممتنع ہوئی۔

دوسری قسم مختلف فیہ: صیغہ صفت غیر معرف باللام ہو اور مضاف ہو اپنے معمول کی طرف جو آگے ضمیر کی طرف مضاف ہو اور مجرور ہو جیسے زید حسن وجهه

مختلف فیہ ہونے کی وجہ: نحات بصرہ اور سیبویہ اس صورت کو ممتنع قرار دیتے ہیں اور وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اضافت لفظیہ تخفیف کے لیے ہے پس اس صورت میں مناسب تھا کہ حذف ہوتی لیکن چونکہ یہاں ادنیٰ درجے کی تخفیف ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف مضاف سے تنوین حذف ہوئی ہے اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی حالانکہ اعلیٰ درجے کی تخفیف ممکن تھی لہذا اعلیٰ درجے کی تخفیف کے ہوتے ہوئے ادنیٰ درجے کی تخفیف پر اکتفا کرنا قبیح ہے اور نحات کوفہ اس صورت کو بلا قباحت جائز کہتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ جواز کے لیے فی نفسہ تخفیف کافی ہے اور وہ حذف تنوین ہے جو یہاں پائی گئی۔ اس اختلاف کی وجہ سے یہ صورت مختلف فیہ ہے۔

احسن، حسن اور قبیح کی پہچان

صفت مشبہ کی اٹھارہ اقسام میں سے دو قسمیں تو ممتنع ہوئیں اور ایک قسم مختلف فیہ جس کا ذکر کیا جا چکا اب باقی پندرہ قسمیں رہ گئی ہیں ان میں سے نو قسمیں احسن اور دو حسن اور چار قبیح ہیں اب یہ کیسے معلوم ہوگا کہ کونسی قسم احسن اور کونسی حسن اور کونسی قبیح اس سلسلے میں ایک ضابطہ اور قاعدہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

ضابطہ: اس سلسلے میں ضابطہ اور قاعدہ یہ ہے کہ صیغہ صفت اپنے معمول کے ساتھ مل کر ما قبل کی صفت بنتا ہے اور اس کا ما قبل موصوف ہوتا ہے پس موصوف اور صفت کے درمیان ایک عائد کا ہونا ضروری ہے جو ان دونوں کے درمیان ربط پیدا کرے پھر عائد کی تین صورتیں ہیں:

(۱) یا عائد ایک ضمیر ہوگی

(۲) یا دو ضمیریں ہوگی

(۳) یا کوئی ضمیر نہیں ہوگی

اگر ایک ضمیر ہوئی تو یہ صورت احسن ہے کیونکہ موصوف صفت کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لیے ایک ہی ضمیر کافی ہے لہذا جب ایک ضمیر ہوئی تو یہ صورت احسن ہوئی۔

اور جہاں دو ضمیریں ہوں تو وہ صورت حسن کہلائے گی کیونکہ موصوف اور صفت کے درمیان ربط کے لیے جب ایک ضمیر کافی ہے تو دو ضمیریں ہوں تو ایک ضمیر ضرورت سے زائد ہوئی۔ لہذا یہ صورت حسن ہوگی

درمیان کوئی ضمیر نہ ہو تو وہ قبیح ہے۔ موصوف اور صفت کے درمیان ضمیر کا ہونا ضروری ہے اور اس صورت میں ضمیر نہیں ہے لہٰذا یہ صورت قبیح ہوگی۔

احسن والی نو صورتیں درج ذیل ہیں

۱) زید الحسن وجهه (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وجهه میں ہے۔

۲) زید حسن وجهه (حالت رفعی) اس میں ایک ضمیر ہے جو وجهه میں ہے۔

۳) زید الحسن الوجه (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو الحسن میں ہے۔

۴) زید الحسن وجهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو الحسن میں ہے۔

۵) زید حسن الوجه (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حسن میں ہے۔

۶) زید حسنٌ وجهًا (حالت نصبی) اس میں ایک ضمیر ہے جو حسن میں ہے۔

۷) زید الحسن الوجه (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو الحسن میں ہے۔

۸) زید حسن الوجه (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حسن میں ہے۔

۹) زید حسن وجهٍ (حالت جری) اس میں ایک ضمیر ہے جو حسن میں ہے۔

احسن والی صورتوں کا نقشہ

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
(۱) زید الحسن وجهه معرف باللام	(۳) زید الحسن الوجه معرف باللام	(۷) زید الحسن الوجه معرف باللام
(۲) زید حسن وجهه غیر معرف باللام	(۴) زید الحسن وجهًا معرف باللام	(۸) زید حسن الوجه غیر معرف باللام
	(۵) زید حسن الوجه غیر معرف باللام	(۹) زید حسن وجهٍ غیر معرف باللام
	(۶) زید حسن وجهًا غیر معرف باللام	

حسن والی دو صورتیں

۱) زید الحسن وجهه (حالت نصبی) اس میں دو ضمیریں ہیں ایک الحسن میں ہے اور دوسری وجهه میں ہے۔

۲) زید حسن وجهه (حالت نصبی) اس میں بھی دو ضمیریں ہیں ایک حسن میں ہے دوسری وجهه میں ہے۔

قبیح والی چار صورتیں

ان میں ضمیر بالکل نہ ہونے کی وجہ سے قبیح ہیں۔

۱)۔۔ زید الحسن الوجه (حالت رفعی) اس میں کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۲)۔۔ زید الحسن وجه (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۳)۔۔ زید حسن الوجه (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

۴)۔۔۔۔ زید حسن وجه (حالت رفعی) اس میں بھی کوئی ضمیر نہیں ہے۔

یہ کل اٹھارہ ضمیریں ہوئیں۔

ضمیر پہچاننے کا ضابطہ

ضمیر پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ جب تو صفت مشبہ کے معمول کو رفع دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اس لیے کہ اس وقت اس کا معمول خود اس کا فاعل ہے اور جب صفت مشبہ کے معمول کو نصب یا جر دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں ایک ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف لوٹے گی اور صفت مشبہ کا فاعل بنے گا اس وقت صفت مشبہ مذکر و مؤنث، تثنیہ و جمع ہونے میں موصوف کے مطابق ہوگی کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے مطابق ہونا ضروری ہے جیسے زید حسن وجهه و هندة حسنة وجهها و الزیدان حسنان وجهاهما و الزیدون حسنون وجوههم وغیرہ۔

اسم کی ایک قسم اسم تفضیل

اسم التفضيل اسم مشتق من فعل ليدل على الموصوف بزيادة على غيره وصيغته أفعل ولا يبنى إلا من

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل (یعنی مصدر) سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جو نسبت اپنے غیر کے معنی مصدری کے ساتھ زیادہ متصف ہو اور اسم تفضیل کا صیغہ افعل کے وزن پر آتا ہے اس کا وزن

الثلاثي المجرد الذي ليس بلون ولا عيب نحو زيد أفضل الناس وإن كان زائدا على الثلاثي أو كان لونا أو

ثلاثی مجرد سے ہی آتا ہے جو رنگوں اور عیب کے معنی میں نہ ہو جیسے زید افضل الناس یعنی زید لوگوں سے افضل ہے اور اگر ثلاثی مجرد سے زائد ہو یا رنگ

عيبا يجب أن يبنى من الثلاثي المجرد ليدل على مبالغة وشدة وكثرة ثم يذكر بعده مصدر ذلك الفعل

یا عیب کے معنی میں ہو تو ثلاثی مجرد سے اس کا وزن لانا واجب ہے تاکہ مبالغہ، شدت اور کثرت پر دلالت کرے پھر اس کے بعد فعل کا

منصوبا على التمييز كما تقول: هو أشد استخراجا وأقوى حمرة وأقبح عرجا وقياسه أن يكون للفاعل

مصدر ذکر کیا جائے بصورت منصوب تمیز کی بنا پر جیسے تو کہے ھو اشد استخراجا (وہ زیادہ سخت ہے باہر نکالنے سے) اور اقوی حمرۃ اور زردی کے مرکب سے کہ وہ اس سے بہت قوی اور اقبح عرجا وہ اس سے لنگڑا ہونے سے بہت زیادہ قبیح

كما مر وقد جاء للمفعول قليلا نحو أعذر وأشغل وأشهر واستعماله على ثلاثة أوجه مضافا كزيد

ہے اور قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ فاعل کے لیے ہو جیسے گزر چکا اور کبھی مفعول سے بھی آیا ہے قلت کے ساتھ جیسے اعذر (زیادہ معذور) اور اشغل (زیادہ مشغول) اور اشہر (زیادہ مشہور) اور اس کا استعمال تین طریقے پر ہے یا اضافت کے ساتھ جیسے زید

أفضل القوم أو معرف باللام نحو زيد الأفضل أو بمن نحو زيد أفضل من عمرو ويجوز في الأول الإفراد

افضل القوم یا معرف باللام ہو کر جیسے زید الافضل یا من کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو اور پہلی قسم میں مفرد لانا

ومطابقة اسم التفضيل للموصوف نحو زيد أفضل القوم والزيدان أفضل القوم وأفضلا القوم والزيدون

اور اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانا جیسے زید افضل القوم اور الزیدان افضل القوم اور افضلا القوم اور الزیدون

أفضل القوم وأفضلو القوم وفي الثاني يجب المطابقة نحو زيد الأفضل والزيدان الأفضلان والزيدون

افضل القوم اور افضلو القوم اور دوسری قسم میں واجب ہے مطابقت (یعنی اسم تفضیل معرف باللام کا موصوف کے مطابق لانا واجب ہے افراد تثنیہ تذکیر تانیث میں) جیسے زید الافضل اور الزیدان الافضلان اور الزیدون

الأفضلون وفي الثالث يجب كونه مفردا مذكرا أبدا نحو زيد وهند أفضل من عمرو والزيدان والهندان

الافضلون اور تیسری قسم میں واجب ہے اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا ہمیشہ جیسے زید وهند افضل من عمرو اور الزیدان والہندان

أفضل من عمرو والزيدون والهندات أفضل من عمرو وعلى الأوجه الثلاثة يضمر فيه الفاعل وهو يعمل

افضل من عمرو اور الزیدون والہندات افضل من عمرو اور تینوں صورتوں پر اسم تفضیل میں فاعل ضمیر ہوتی ہے اور وہ اس ضمیر

في ذلك المضمر ولا يعمل في المظهر أصلا إلا في مثل قولهم ما رأيت رجلا أحسن في عينه الكحل منه

پر عمل کرتا ہے اور اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا بالکل مگر اہل عرب کے اس جیسے قول میں ما رأیت رجلا احسن فی عینه الکحل منه

في عين زيد فإن الكحل فاعل لأحسن

فی عین زید اس مثال میں الکحل فاعل ہے احسن کا۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ خاتمہ کی دو فصلوں میں سے دوسری فصل کو بیان فرما رہے ہیں جو کہ اسم تفضیل کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں سات باتیں بیان کی گئی ہیں

پہلی بات: اسم تفضیل کی تعریف

دوسری بات: اسم تفضیل کے اوزان

تیسری بات: دو شبہات اور ان کے جوابات

چوتھی بات: جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا،

ان ابواب سے بھی اسم تفضیل کا معنی ادا کرنے کا طریقہ

پانچویں بات: اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے

چھٹی بات اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع لانے کا حکم

ساتویں بات: اسم تفضیل کا عمل

پہلی بات اسم تفضیل کی تعریف

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ موصوف پر زیادتی کے ساتھ دلالت کرے اپنے غیر کے مقابلے میں۔

دوسری بات اسم تفضیل کے اوزان

اسم تفضیل کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مذکر کے لیے أفعل کے وزن پر اور مؤنث کے لیے فعلی کے وزن پر آتا ہے اسم تفضیل کا صیغہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے بھی صرف ان ابواب سے جن میں لون اور عیب کا معنی نہ ہو۔

تیسری بات دو اشکال اور ان کے جوابات

پہلا اشکال: اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد کے ابواب (یعنی مزید فیہ اور رباعی) سے کیوں نہیں آتا ہے؟

جواب: اگر اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد سے بھی آئے تو پھر یا تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت ہوگی یا ان ابواب کے حروف کی حفاظت ہوگی اور یہ دونوں کام ایک وقت میں ممکن نہیں ہے مثلاً دحرج یہ رباعی مجرد ہے اس کے لیے اسم تفضیل بنایا جائے تو ادحرج بنائیں گے اس صورت میں حروف کی حفاظت تو ہوئی لیکن اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت نہیں ہوئی اور اگر اسم تفضیل کے صیغے کی رعایت کرکے ادحر بنائیں تو اسم تفضیل کے وزن کی حفاظت تو ہوگی لیکن حروف کی حفاظت نہیں ہوگی اس لیے اسم تفضیل کا صیغہ غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا ہے۔

دوسرا اشکال: اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے کیوں نہیں آتا جن میں لون اور عیب والا معنی پایا جائے؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ جن ابواب میں لون اور عیب والا معنی پایا جائے تو ان کی صفت مشبہ بھی افعل کے وزن پر آتی ہے اب اگر ان ابواب سے اسم تفضیل بھی لائیں تو التباس پیدا ہو جائے گا اور یہ پتہ نہیں چل سکے گا کہ یہ صفت مشبہ ہے یا اسم تفضیل ہے جیسے صفت مشبہ سے بھی اسود (سیاہ رنگ) کا وزن آتا ہے اور اسم تفضیل کا وزن بھی اسود آتا ہے اگر ان کا استعمال اسم تفضیل میں بھی ہو تو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ اسود کا معنی سیاہ رنگ والا ہے یا زیادہ سیاہ رنگ والا۔ اسی لیے ثلاثی مجرد کی لون اور عیب کے معنی پر ہو تو اسم تفضیل أفعل کے وزن پر نہیں آئے گا۔

چوتھی بات جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ

جن ابواب سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا اگر ان ابواب سے بھی اسم تفضیل والا معنی لانا ہو تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ

ثلاثی مجرد ابواب جس میں شدت، کثرت، قوت یا ضعف یا قبح یا حسن وغیرہ ہو تو ان سے اسم تفضیل نہیں، اگر پھر بھی ان سے اسم تفضیل والا معنی مقصود ہو تو ان کا مصدر بنا کر تمیز کے طور پر اس کے بعد منصوب ذکر کیا جائے تاکہ اسم تفضیل والا معنی ہو جائے جیسے **هو أشد استخراجا** (وہ نکلنے کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے) اور **أقوى حمرةً** (وہ اس سے سرخی کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے) **أقبح عرجا** (وہ اس لنگڑا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قبیح ہے)

اسم تفضیل کا قیاسی استعمال

اسم تفضیل کا قیاسی استعمال یہ ہے کہ وہ فاعل کا معنی دینے کے لیے ہو چونکہ اسم تفضیل اس چیز کو کہتے ہیں کہ فعل پر اثر کرنے میں زیادتی یا نقصان پر دلالت کرے یہ وصف فاعل میں ہوا کرتا ہے اس لیے اسم تفضیل کا فاعل کے لیے آنا قیاسی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے مگر کبھی کبھی مفعول کا معنی کے لیے بھی آتا ہے جیسے **أعذر** (زیادہ معذور) **أشغل** (زیادہ مصروف رہنے والا) **الأشهر** (زیادہ مشہور)

پانچویں بات   اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے یہ ہیں:

(۱) اضافت کے ساتھ   (۲) الف لام کے ساتھ   (۳) مِن کے ساتھ

اضافت کے ساتھ۔ جیسے **زید أفضل الناس**   الف لام تعریف کے ساتھ۔ جیسے **زید الأفضل**

مِن کے ساتھ۔ جیسے **زید أفضل من عمرو**

فائدہ: اسم تفضیل کا استعمال ان تینوں طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے اندر زیادتی غیر کی نسبت سے ہوتی ہے اگر تینوں چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس کا استعمال نہ ہو تو پھر زیادتی والا معنی حاصل نہیں ہوگا۔

چھٹی بات   اسم تفضیل کے باعتبار استعمال تینوں طریقوں میں اسم تفضیل کو مفرد، تثنیہ، جمع لانے کا حکم

پہلی قسم کا حکم: پہلی قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال اضافت کے ساتھ ہو تو اس کو مفرد لانا بھی جائز ہے اور موصوف کے مطابق لانا بھی جائز ہے۔

اسم تفضیل کو مفرد لانے کی صورت میں مثالیں: **زید أفضل القوم، الزيدان أفضل القوم، الزيدون أفضل القوم**۔ ان تینوں مثالوں میں اسم تفضیل کا صیغہ مفرد ہے۔

اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانے کی مثالیں: **زید أفضل القوم، الزيدان أفضلا القوم، الزيدون أفضلو القوم**

اسم تفضیل کو مفرد لانے کا جواز: یہ ہے کہ اسم تفضیل مستعمل باضافت کی مشابہت اسم اسم تفضیل کے ساتھ ہے جو مستعمل بمن ہے کیونکہ جس طرح اس کا مفضل علیہ کلام میں موجود ہوتا ہے اسی طرح اس کا مفضل علیہ بھی کلام میں موجود ہوتا ہے چنانچہ جو اسم تفضیل جو مستعمل من کے ساتھ وہ ہمیشہ مفرد رہتا ہے تو لہذا یہ بھی مفرد ہوگا۔

دوسری قسم کا حکم: دوسری قسم اسم تفضیل جب مستعمل معرف باللام ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اسم تفضیل کی موصوف کے ساتھ افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری ہے۔

مطابقت کی وجہ: یہ ہے کہ یہ صیغہ صفت ہے معمول کے ساتھ مل کر ماقبل کی صفت بن رہا ہے تو موصوف صفت کے درمیان مطابقت ہوتی ہے لہذا یہاں بھی مطابقت ضروری ہوگی۔

مثالیں: زید الافضل، الزیدان الافضلان، الزیدون الافضلون

تیسری قسم کا حکم: تیسری قسم جب کہ اسم تفضیل کا استعمال من کے ساتھ ہو اس صورت میں اسم تفضیل کے صیغہ کو ہمیشہ مفرد مذکر لانا واجب ہے خواہ اس کا موصوف مثنی ہو خواہ مجموع ہو خواہ مؤنث ہو۔

اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانے کی وجہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال من کے ساتھ حاصل ہے اس کی وجہ سے من بمنزلہ جز کلمہ کے ہے اور تثنیہ، جمع اور تانیث کی علامات آخر میں لگتی ہیں اب اگر یہ علامات من سے پہلے لگ جائیں تو درمیان کلمہ میں ان کا آنا لازم ہوگا۔

ساتویں بات   اسم تفضیل کا عمل

اس کا عمل یہ ہے کہ اسم تفضیل تینوں صورتوں میں ہمیشہ ضمیر مستتر پر عمل کرتا ہے۔ اسم ظاہر پر کبھی بھی عمل نہیں کرتا ہے اور یہی ضمیر اس کا فاعل ہوتی ہے۔

اسم ظاہر پر عمل نہ کرنے کی وجہ: یہ ہے کہ اسم تفضیل عامل ضعیف ہے اور اسم ظاہر معمول قوی ہے لہذا یہ ضمیر مستتر جو کہ معمول ضعیف ہے اس میں عمل کرتا ہے۔

اسم تفضیل اسم ظاہر پر تین شرائط کے ساتھ عمل کرتا ہے: اسم تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے لیکن وہ ما رأیت رجلا احسن فی عینہ الکحل منہ فی عین زید جیسی ترکیبوں میں فاعل مظہر میں بھی عمل کرتا ہے مصنف ؒ نے اس ترکیب سے اسم تفضیل نے فاعل مظہر میں عمل کرنے کے لیے تین شرطوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس ترکیب میں یہ تینوں شرطیں پائی جائیں گی وہاں اسم تفضیل فاعل مظہر میں عمل کرے گا اور وہ تین شرطیں یہ ہیں۔

پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شئ کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شئ کے متعلق کی صفت ہو اور وہ متعلق اس شئ اور دوسری شئ میں مشترک ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ وہ شئ متعلق اس اعتبار سے کہ اس شئ میں پایا جاتا ہے مفضل ہو اور اس اعتبار سے کہ

اس شی کے ضمیر میں پایا جا رہا ہے مفضل علیہ ہو یعنی وہ مفضل بھی ہو اور مفضل علیہ بھی ہو لیکن دو اعتبار سے۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ وہ اسم تفضیل منفی ہو۔

یہاں یہ بات سمجھنا چاہیے کہ متعلق شی کا اس شی کے اعتبار سے مفضل ہونا اور دوسری شی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہونا نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہو لیکن نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہوں گے جیسا کہ مثال سے واضح ہو جائے گا

مثال کی وضاحت: ما رأيت رجلا احسن في عينه الكحل منه في عين زيد (نہیں دیکھا میں نے کوئی آدمی کہ زیادہ اچھا ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمے سے جو ہے زید کی آنکھ میں)

اثبات والا معنی: اس مثال میں اول اثبات کے معنی کا لحاظ کریں گے تا کہ کلام کے معنی ظاہر ہو جائیں اور پھر اس کے بعد نفی کے معنی کا لحاظ کریں گے۔

چنانچہ اس مثال میں احسن اسم تفضیل ہے جو باعتبار لفظ ایک شی یعنی رجلا کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے رجلا سے متعلق شی الکحل کی صفت ہے اور یہ الکحل رجلا اور زید کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ الکحل باعتبار رجل مفضل ہے اور باعتبار زید کے مفضل علیہ ہے اس وقت معنی یہ ہیں میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ کے سرمے سے زیادہ اچھا ہے۔

اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہو گئی تو اب اسم تفضیل مثبت سے نفی ہو جائے گا اور تینوں شرطیں پائی جائیں گی اور نفی کے بعد الکحل باعتبار رجل مفضل علیہ اور باعتبار زید مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زید کی آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے۔

اس مثال میں ما نافیہ ہے رأیت فعل با فاعل و رجلا مفعول بہ احسن اسم تفضیل ہے جو میں عمل کر رہا ہے اسم ظاہر ہے جو احسن کا فاعل ہے۔

نفی کی صورت میں مثال کا ترجمہ یہ ہوگا نہیں دیکھا میں نے کسی شخص کو کہ زیادہ حسین ہو اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ کے مقابلے میں جو زید کی آنکھ میں ہے یعنی زید کی آنکھ کا سرمہ تمام انسانوں سے زیادہ حسین ہے۔

وجہ بحث: یعنی مثال ما رأيت رجلا ۔۔ الخ میں بحث ہے اور وہ یہ ہے کہ مثال مذکور کو اس سے مختصر عبارت کے ساتھ بھی لا سکتے تھے باوجودیکہ دونوں کے معنی ایک ہیں جیسے ما رأيت رجلا احسن في عينه الكحل منه في عين زيد اس میں منه کی ضمیر مجرور اور في کو حذف کر دیا اور مزید اختصار کی بھی گنجائش ہے۔

مصنف رح نے مذکورہ مثال شاید اس لیے ذکر کی تا کہ مذکورہ تینوں شرطیں صحیح طور پر آسانی سے سمجھ میں آ جائیں

تمارین

سوال نمبر ۱: معرفہ کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲: نکرہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۳: اسم عدد کسے کہتے ہیں؟ اور اصول عدد بیان کریں؟

سوال نمبر ۴: ۱ اور ۲ کا عدد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۵: ۳ سے لے کر ۱۰ تک کے عدد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۶: [illegible] سے ۲۰ تک کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۷: ۲۰ کے بعد کے اعداد کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۸: ۰۰ کے بعد عدد کی تمیز کیسے لائی جائے گی؟

سوال نمبر ۹: ۲ سے لے کر ۲۵ تک کے اعداد کی تمیز کیسے لائی جائے گی؟

سوال نمبر ۰: مذکر اور مؤنث کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟ مؤنث کی اقسام اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۱: مثنی کی تعریف اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۲: اسم مقصور ثلاثی جس میں الف واو سے تبدیل ہو اس کا تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: اسم ممدود کا ہمزہ تثنیہ بناتے وقت کب باقی رہے گا؟

سوال نمبر ۱۴: اسم مقصور ثلاثی مزید جس میں الف یاء یا واو سے تبدیل شدہ ہو کی تثنیہ کیسے بنے گی؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۵: جمع کی تعریف، اقسام اور ان کی مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: جمع تصحیح کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کتنی ہیں؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۷: جمع مذکر سالم کی تعریف اور مثال لکھیں نیز جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور شرائط تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۸: جمع مؤنث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۹: جمع مکسر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: جمع قلت اور جمع کثرت کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کیا جمع قلت جمع کثرت کی جگہ استعمال کی جا سکتی ہے؟ اور کب استعمال ہوتی ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۲: جمع قلت کے اوزان مع مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۳: اسم منقوص اور اسم مقصور جیسے قاضون اور داعون اور مصطفون پر پہلے اعراب لگائیں پھر یہ بتائیں کہ ان مثالوں میں پہلی دو میں یا اور تیسری میں الف کو کیوں گرایا گیا ہے؟ مصنف کے قول سوی أَرَضُوْن وثُبُوْن وقُلُوْن فشاذ کا کیا مطلب ہے اور ان الفاظ کے معانی کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲۴: مصدر کی تعریف اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۲۵: مصدر فعل کا عمل کب کرتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۶: کیا مصدر لازم اور متعدی ہوتا ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۷: مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کیا جا سکتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۸: اسم فاعل کی تعریف کرکے بتائیں کہ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟ نیز اسم فاعل کیا عمل کرتا ہے؟ اس کے عمل کے لیے کیا شرائط ہیں تفصیل سے مثالوں کے ساتھ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۹: اسم فاعل فعل والا عمل کب کرتا ہے؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۰: اسم فاعل میں اضافت کب واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۱: اسم مفعول کی تعریف کریں؟ اسم مفعول کو ثلاثی مجرد سے مشتق کیسے کرتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۳۲: اسم مفعول غیر ثلاثی مجرد سے کیسے مشتق ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۳۳: کیا اسم مفعول فعل والا عمل کرتا ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۴: صفت مشبہ کی تعریف کریں؟ صفت مشبہ کیسے مشتق ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۳۵: صفت مشبہ فعل والا عمل کب کرتی ہے؟ اور اس کی شرط کیا ہے؟ مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳۶: صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں ایک مثال نقشہ بنا کر صرف یہ بتائیں کہ ان میں ممتنع، مختلف فیہ، قبیح، حسن اور احسن کون سے ہیں تفصیل میں نہ جائیں؟

سوال نمبر ۳۷: اسم تفضیل کی تعریف اور اس کے صیغے مع ترجمہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۸: اسم تفضیل بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور بتائیں کہ اسم تفضیل کا استعمال کتنے طریقوں پر ہوتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس میں موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے؟

سوال نمبر ۳۹: اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں مثالوں کے ساتھ بیان کریں؟

کلمہ کی دوسری قسم فعل

القسم الثاني في الفعل وقد سبق تعريفه وأقسامه ثلاثة: ماض ومضارع وأمر الأول الماضي وهو فعل دل

دوسری قسم فعل کی بحث میں ہے فعل کی تعریف پہلے گزر چکی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں: ماضی، مضارع، امر اول ماضی ہے اور وہ ایسا

على زمان قبل زمانك وهو مبني على الفتح إن لم يكن معه ضمير مرفوع متحرك ولا واو كضرب

فعل ہے جو دلالت کرے اس زمانے پر جو آپ کے زمانے سے پہلے ہو اور وہ مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک یا واو نہ ہو

ومع ضمير المرفوع على السكون كضربت وعلى الضم مع الواو كضربوا

جیسے ضرب اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضربت اور واو کے ساتھ مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے ضربوا

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ کلمہ کی تین قسموں میں سے اسم کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے فعل کی بحث شروع فرما رہے ہیں۔ فعل کی تعریف اور علامات شروع میں گزر چکی ہیں۔ اب یہاں سے اقسام ذکر فرما رہے ہیں چنانچہ فعل کی تین قسمیں ہیں: (۱) ماضی (۲) مضارع (۳) امر

اس میں وجہ حصر یہ ہے کہ فعل دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو خبری ہوگا یا انشائی، اگر انشائی ہو تو امر اگر خبری ہے تو اس کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہوگا یا نہیں اگر ہے تو مضارع نہیں ہے تو ماضی ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کل پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: فعل کی اقسام ثلاثہ، فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

دوسری بات: فعل مضارع کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

تیسری بات: سین اور سوف فعل مضارع کو استقبال اور معنی حال سے ساتھ خاص کر دیتے ہیں

چوتھی بات: فعل مضارع اگر رباعی ہو تو علامت مضارع مضموم اور اگر ثلاثی ہے تو مفتوح

پانچویں بات: فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ

پہلی بات فعل کی اقسام ثلاثہ اور فعل ماضی کی تعریف اور اس کا اعراب

ماضی وہ فعل ہے جو آپ کے زمانے سے پہلے والے زمانے پر دلالت کرے اور فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو اور واو نہ ہو جیسے ضرب کیونکہ اگر اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متحرک ہوگی تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضربت اور ضربن وغیرہ کیونکہ ضمیر مرفوع متحرک فاعل کی ضمیر ہے اس کا فعل سے ساتھ شدید تعلق ہے فعل اس کے ساتھ مل کر بمنزلہ ایک کلمہ ہو گیا اور ایک کلمہ میں چار حرکتوں کا پے در پے جمع ہونا ناجائز ہے لہذا فعل کے آخری حرف کو ساکن پڑھنا ضروری ہے اور اگر آخر میں واو ہو تو واو کی مناسبت کی وجہ سے مبنی بر ضمہ ہوگا جیسے ضربوا

الفعل المضارع

الثاني المضارع وهو فعل يشبه الاسم بأحد حروف أتين في أوله لفظا في اتفاق الحركات والسكنات

دوسرا فعل مضارع ہے اور مضارع وہ فعل ہے جو مشابہ ہو اسم کے حروف اتین میں سے کسی ایک کے اس کے شروع میں آنے کی وجہ سے خواہ

نحو يضرب ويستخرج كضارب ومستخرج وفي دخول لام التاكيد في أولهما تقول إن زيدا ليقوم

مشابہت لفظی ہو حرکات و سکنات کے متفق ہونے میں جیسے یضرب اور یستخرج مشابہ ہے ضارب اور مستخرج کے اور فعل مضارع مشابہ ہے اسم کے ساتھ ان دونوں کے شروع میں لام تاکید داخل ہونے کی وجہ سے جیسے تو کہتا ہے ان زیدا لیقوم جیسے کہ تو کہتا ہے ان زیدا

كما تقول إن زيدا لقائم وفي تساويهما في عدد الحروف ومعنى في أنه مشترك بين الحال والاستقبال

لقائم (اسم میں) اور فعل مضارع اسم کے مشابہ ہے عدد حروف کے برابر ہونے میں خواہ وہ مشابہت معنوی ہو اس بات میں کہ وہ فعل

كاسم الفاعل ولذلك سموه مضارعا أي مشابها لاسم الفاعل

مشترک ہے حال و استقبال میں جیسے اسم فاعل مشترک ہے حال و استقبال میں اسی وجہ سے نحویوں نے اس کا نام مضارع رکھا ہے۔

دوسری بات فعل مضارع کی تعریف اور اس کی اسم کے ساتھ مشابہت لفظی اور معنوی کا بیان

فعل مضارع کی تعریف: فعل مضارع وہ فعل ہے جو حروف اتین میں سے کسی کے آنے کی وجہ سے اسم کے مشابہ ہو۔

مضارع کی اسم سے مشابہت: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ دو طرح مشابہت ہے:

(۱) مشابہت لفظی (۲) مشابہت معنوی

پھر مشابہت لفظی کی تین صورتیں ہیں۔

مشابہت لفظی کی پہلی صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہوگا حرکات وسکنات میں موافق ہونے کی وجہ سے جیسے یضرب اور یستخرج مشابہ ہے حرکات وسکنات میں ضارب اور مستخرج اسم فاعل کے۔

مشابہت لفظی کی دوسری صورت: یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل کے شروع میں لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے اسی طرح فعل مضارع کے شروع میں بھی لام تاکید (مفتوحہ) آتا ہے جیسے ان زیدا لیقوم فعل مضارع کے شروع میں لام تاکید آیا ہے اسی طرح ان زیدا لقائم میں اسم فاعل کے شروع میں بھی لام تاکید آیا ہے۔

مشابہت لفظی کی تیسری صورت: یہ ہے کہ فعل مضارع تعداد حروف میں مساوی ہوگا اسم فاعل کے جیسے یضرب اور ضارب

مشابہت معنوی: فعل مضارع کی اسم کے ساتھ مشابہت معنوی یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل میں زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی زمانہ حال اور استقبال ہوتا ہے پس یہ زمانہ حال واستقبال میں مشترک ہیں۔

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ: فعل مضارع کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مضارع کے معنی ہیں مشابہ کے چونکہ فعل مضارع مذکورہ چیزوں میں اسم کے مشابہ ہے اس لیے کہ اس کو مضارع کہتے ہیں۔

والسين وسوف يخصصه بالاستقبال نحو سيضرب وسوف يضرب واللام المفتوحة بالحال نحو

سین اور سوف فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں جیسے سیضرب اور سوف یضرب میں اور لام مفتوحہ

ليضرب وحروف المضارعة مضمومة في الرباعي نحو يدحرج ويخرج لان اصله يأخرج

فعل مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لیضرب (وہ مارتا ہے) اور حروف مضارع سب کے سب رباعی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے

ومفتوحة فيما عداه كيضرب ويستخرج

یدحرج اور یخرج چونکہ اس کی اصل یأخرج بھی ہے اس کے علاوہ میں حروف مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے یضرب اور یستخرج

تیسری بات: سین اور سوف فعل مضارع کو استقبال اور لام حال کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں

فعل مضارع ویسے تو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے لیکن جب فعل مضارع کے شروع میں سین یا سوف آجائے تو یہ فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے لیے خاص کر دیتے ہیں جیسے سیضرب کے معنی ہیں عنقریب

مارے گا اور اسی طرح **سوف یضرب** کے معنی ہیں وہ عنقریب مارے گا۔

سین اور سوف میں فرق: سین اور سوف میں فرق یہ ہے کہ سین استقبال قریب کے لیے آتا ہے اور **سوف** استقبال بعید کے لیے۔

اور اگر فعل مضارع کے شروع میں لام مفتوحہ آجائے تو وہ فعل مضارع کو حال کے معنی کے لیے خاص کر دیتا ہے جیسے **لَیضرب** (وہ مارتا ہے)

چوتھی بات: فعل مضارع اگر رباعی ہو تو علامت مضارع مضموم ہو اور اگر ثلاثی ہے تو مفتوح۔

اور حروف مضارع رباعی میں مضموم ہوتے ہیں رباعی سے مراد وہ مضارع جس کی ماضی چار حرفی ہو خواہ چاروں حروف اصلی ہوں جیسے **یدحرج** کی ماضی **دحرج** میں چاروں حروف اصلی ہیں یا کوئی حرف زائد ہو جیسے **یخرج** اصل میں **یاخرج** تھا۔

وانما اعرب وهو مع أن الأصل في الفعل البناء لمشابهته الاسم في ما عرفت وأصل الاسم الإعراب وذلك

بے شک فعل مضارع کو نحویوں نے معرب کہا ہے باوجودیکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے وجہ فعل مضارع کی اس کے ساتھ مشابہت کے سبب

اذا لم يتصل به نون تاكيد ولا نون جمع المؤنث واعرابه ثلاثة انواع رفع ونصب وجزم نحو هو

جو آپ پہچان چکے ہیں اور اصل اسم میں معرب ہونا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ اس کے ساتھ متصل نہ ہو نون تاکید اور نہ ہی نون جمع مؤنث

يضربُ ولن يضربَ ولم يضربْ

اور اس کے تین اعراب ہیں رفع نصب جزم جیسے **هو يضرب ولن يضرب ولم يضرب**

پانچویں بات: فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ نحویوں نے فعل مضارع کو معرب کہا ہے حالانکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اس کی وجہ بتا رہے ہیں کہ فعل مضارع میں اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے چونکہ معرب کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اس لیے فعل مضارع کو بھی معرب کہا گیا ہے (مشابہت کی بحث میں گذر چکی ہے)

فعل مضارع معرب اس وقت ہوگا جب فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے نہ ہوں۔ جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید اور نون جمع مؤنث ملے ہوئے ہوں تو وہ فعل مضارع مبنی ہوگا جیسے **یضربن** یہ مبنی ہے۔

فعل مضارع کے اعراب

فعل مضارع کے اعراب تین ہیں: (۱) رفع جیسے **ھو یضرب**

(۲) نصب جیسے لن یضرب (۳) جزم جیسے لم یضرب

فعل مضارع کے اعراب کی قسمیں

فصل في أصناف إعراب الفعل وهي أربعة الاول أن يكون الرفع بالضمة والنصب بالفتحة

یہ فصل فعل مضارع کے اعراب کی قسموں میں ہے اور یہ چار قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ حالت رفعی ضمہ کے ساتھ ہو، حالت نصبی فتحہ کے ساتھ،

والجزم بالسكون ويختص بالمفرد الصحيح غير المخاطبة تقول: هو يضرب ولن يضرب ولم يضرب

حالت جزمی سکون کے ساتھ اور یہ مختص ہے مفرد صحیح غیر مخاطب کے ساتھ تو کہے گا هو يضرب ولن يضرب ولم يضرب

والثاني: أن يكون الرفع بثبوت النون والنصب والجزم بحذفها ويختص

دوسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفعی ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب و جزمی نون کو حذف کرنے کے ساتھ یہ مختص

بالتثنية وجمع المذكر والمفردة المخاطبة صحيحا كان أو غيره تقول هما يفعلان وهم يفعلون وأنت

ہے تثنیہ اور جمع مذکر اور مفرد مؤنث مخاطب کے ساتھ خواہ صحیح ہوں یا غیر صحیح تو کہے گا هما يفعلان وهم يفعلون وانت

تفعلين ولن يفعلا ولن يفعلوا ولن تفعلي ولم يفعلا ولم يفعلوا ولم تفعلي والثالث: أن يكون الرفع بتقدير

تفعلين ولن يفعلا ولن يفعلوا ولن تفعلي ولم يفعلا ولم يفعلوا ولم تفعلي۔ تیسری قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع

الضمة والنصب بالفتحة لفظا والجزم بحذف اللام ويختص بالناقص اليائي والواوي

ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی

غير تثنية وجمع ومخاطبة تقول: هو يرمي ويغزو ولن يرمي ولن يغزو ولم يرم ولم يغز و

کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور واحد مؤنث مخاطبہ نہ ہوں تو کہے گا هو يرمي ويغزو ولن يرمي ولن يغزو ولم يرم ولم يغز اور

الرابع: أن يكون الرفع بتقدير الضمة والنصب بتقدير الفتحة والجزم بحذف اللام

چوتھی قسم اعراب کے اعتبار سے یہ ہے کہ حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور حالت جزم لام حذف کے ساتھ

ويختص بالناقص الألفي غير تثنية وجمع ومخاطبة نحو هو يسعى ولن يسعى ولم يسع

اور یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ اور وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحد مؤنث مخاطبہ نہ ہو جیسے هو يسعى ولن يسعى ولم يسع

فعل مضارع کے اعراب کی اقسام

فعل مضارع کی باعتبار اعراب کے چار اقسام ہیں۔

پہلی قسم: حالت رفع لفظی ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم سکون کے ساتھ اور یہ قسم مختص ہے مفرد صحیح کے ساتھ جو واحد مؤنث مخاطبہ کے علاوہ ہو جیسے هو يضرب ولن يضرب ولم يضرب

دوسری قسم: حالت رفع ثبوت نون کے ساتھ اور حالت نصب و جزم حذف نون کے ساتھ یہ قسم مختص ہے تثنیہ

کے ساتھ اور جمع مذکر کے ساتھ اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ چاہے یہ صیغے صحیح ہوں یا غیر صحیح ہوں یہ کل سات صیغے ہیں

جیسے هما يفعلان وهم يفعلون وأنت تفعلين ولن يفعلا ولن يفعلوا
ولن تفعلي ولم يفعلا ولم يفعلوا ولم تفعلي

تیسری قسم: حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالت نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہو، یہ مختص ہے ناقص یائی اور واوی کے ساتھ درانحالیکہ وہ تثنیہ و جمع اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ نہ ہوں، تو کہے گا: هو يرمي ويغزو ولن يرمي ولن يغزو ولم يرم ولم يغز

تیسری قسم: ناقص یائی اور واوی کے پانچ صیغوں کے ساتھ مختص ہے، وہ یہ ہیں۔ واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم۔

چوتھی قسم: حالت رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ اور حالت نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور حالت جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہو۔ یہ مختص ہے ناقص الفی کے ساتھ درانحالیکہ وہ ناقص الفی تثنیہ اور جمع اور واحدہ مخاطبہ نہ ہو اور وہ کل پانچ صیغے ہیں جیسے هو يسعى ولن يسعى ولم يسع

فصل: المرفوع عامله معنوي وهو تجرده عن الناصب والجازم نحو هو يضرب ويغزو ويرمي ويسعى

فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ خالی ہوتا ہے رافع، ناصب اور جازم سے جیسے هو يضرب ويغزو ويرمي ويسعى

فعل مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوگا

وضاحت: فعل مضارع جب مرفوع ہو تو اس کا عامل معنوی ہوتا ہے اور عامل معنوی یہ ہے کہ عامل رافع، عامل ناصب اور عامل جازم سے خالی ہو جیسے هو يضرب ويغزو ويرمي ويسعى یہ کوفیوں کا مذہب ہے مصنف رحمہ اللہ کے ہاں بھی یہی پسندیدہ ہے اس لیے اسے ذکر فرمایا۔

والمنصوب عامله خمسة أحرف أن ولن وكي وإذن وأن المقدرة نحو أريد أن تحسن إلي وأنا لن أضربك

فعل مضارع منصوب کے عامل پانچ حروف ہیں: أن، لن، كي، إذن اور أن المقدرة جیسے أريد أن تحسن إلي (میں ارادہ کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) أنا لن أضربك (اور میں ہرگز نہیں ماروں گا)

وأسلمت كي أدخل الجنة وإذن يغفر الله لك

أسلمت كي أدخل الجنة (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور إذن يغفر الله لك (اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا)

فعل مضارع کے عامل ناصب پانچ ہیں

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف عامہ پانچ ہیں (۱) أن (۲) لن (۳) كي (۴) إذن (۵) أن مقدرة

پہلا عامل ناصب: أن ہے اور یہ اصل ہے نصب دینے میں اور باقی اسی پر محمول ہیں یہ فعل مضارع کو حتمی

طور پر نصب دیتا ہے بشرطیکہ علم وظن کے بعد نہ ہو جیسے أريد أن تحسن إلي (میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ احسان کرے) اس میں تحسن فعل مضارع کو نصب أن نے دیا ہے

دوسرا عامل ناصب: لن ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اور اس میں نفی و تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے جیسے لن أضربك (میں ہرگز تجھے نہیں ماروں گا) اس میں لن نے أضرب فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

تیسرا عامل ناصب: كي ہے یہ سببیت کا معنی دیتا ہے اس کا ماقبل مابعد کے لیے سبب ہوتا ہے جیسے أسلمت كي أدخل الجنة (اسلام لایا میں تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اسلام دخول جنت کا سبب ہے اس میں كي نے أدخل فعل مضارع کو نصب دیا ہے۔

چوتھا عامل ناصب: إذن ہے یہ بھی فعل مضارع کو نصب دیتا ہے دو شرطوں کے ساتھ (۱) اس کا مابعد اپنے ماقبل کا معمول نہ ہو۔ (۲) مضارع بمعنی مستقبل ہو بمعنی حال نہ ہو اور یہ کسی بات کے جواب کے طور میں داخل ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا أسلمت (میں نے اسلام قبول کیا) تو اس کے جواب میں آپ نے کہا إذن تدخل الجنة یا آپ نے کہا إذن يغفر الله لك اس میں إذن نے تدخل اور يغفر کو نصب دیا ہے۔

پانچواں عامل ناصب: أن مقدرہ ہے یہ بھی ملفوظی کی طرح فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

وتقدر أن في سبعة مواضع بعد حتى نحو أسلمت حتى أدخل الجنة ولام كي نحو قام زيد ليذهب

اور أن سات مواضع میں مقدر ہوتا ہے اول حتی کے بعد جیسے أسلمت حتى أدخل الجنة (میں نے اسلام قبول کیا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور لام كي کے بعد جیسے قام زيد ليذهب (زید کھڑا ہوا تاکہ وہ جائے)

ولام الجحود نحو وما كان الله ليعذبهم والفاء الواقعة في جواب الأمر والنهي

اور لام جحد کے بعد جیسے وما كان الله ليعذبهم (نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ان کو عذاب دے) اور اس فاء کے بعد جو واقع ہو امر، نہی،

والاستفهام والنفي والتمني والعرض نحو أسلم فتسلم ولا تعص فتعذب وهل تعلم فتنجو؟ وما تزورنا

استفہام، تمنی، نفی اور عرض کے جواب میں امر جیسے أسلم فتسلم (تو اسلام قبول کرلے پس تو محفوظ رہے گا) نہی جیسے لا تعص فتعذب (نافرمانی مت کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) استفہام جیسے هل تعلم فتنجو (کیا تو نے علم حاصل کیا تاکہ نجات پائے) نفی جیسے ما تزورنا

فنكرمك وليت لي مالا فأنفقه وألا تنزل بنا فتصيب خيرا وبعد الواو الواقعة في جواب هذه المواضع

فنكرمك (نہیں زیارت کرتا تو ہماری کہ ہم تیرا اکرام کریں) تمنی جیسے ليت لي مالا فأنفقه (کاش میرے پاس مال ہوتا تاکہ میں اسے خرچ کرتا) عرض جیسے ألا تنزل بنا فتصيب خيرا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا تاکہ تو بھلائی پا جائے) اور اس واو کے بعد (أن پوشیدہ ہوتا ہے) اور جو

كذلك نحو أسلم وتسلم وبعد أو بمعنى إلى أن وإلا أن نحو لألزمنك أو تعطيني حقي

واو ان مقامات مذکورہ بالا کے جواب میں واقع ہو جیسے اسلم وتسلم (مسلمان ہو جا اور سلامت رہ گا) اور اَو کے بعد (اَن پوشیدہ ہوتا ہے) اور جو اِلیٰ یا اِلّا کے معنی میں ہو جیسے لالزمنک او تعطيني حقي (میں تجھے ضرور چمٹا رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے دے)

وبعد واو العطف إذا كان المعطوف عليه اسما صريحا نحو أعجبني قيامك وتخرج

اور واو عطف کے بعد (اَن پوشیدہ ہوتا ہے) جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے أعجبني قيامك وتخرج (تعجب میں ڈالا مجھے تیرے قیام نے یہاں تک کہ تو نکلے)

اَن سات جگہوں میں مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے

مصنف رحمہ اللہ یہاں وہ سات جگہیں ذکر فرما رہے ہیں جہاں اَن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

پہلی جگہ: حتیٰ کے بعد جیسے أسلمت حتى أدخل الجنة یہ اصل میں تھا أسلمت حتى أن أدخل الجنة یہاں پر أدخل فعل مضارع کو اَن مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

دوسری جگہ: لامِ کَي کے بعد جیسے قام زيد ليذهب یہ اصل میں تھا قام زيد لأن يذهب یہاں پر يذهب فعل مضارع کو اَن نے نصب دیا ہے۔

تیسری جگہ: لام جحد کے بعد جیسے وما كان الله ليعذبهم یہ اصل میں تھا وما كان الله لأن يعذبهم یہاں پر فعل مضارع کو اَن مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

لام جحد وہ ہوتا ہے جو کان منفی کے بعد واقع ہو۔

فائدہ: ان تین جگہوں میں اَن اس لیے مقدر ہوتا ہے کہ یہ تینوں حروف جارہ ہیں اور حروف جارہ اسم پر داخل ہوتے ہیں نہ کہ فعل پر، اس لیے ہم نے ان حروف کے بعد اَن مقدر مانا تاکہ فعل مصدر کے معنی میں ہو جائے اور مصدر اسم ہوتا ہے۔

چوتھی جگہ: اس فاء کے بعد مقدر ہوتا ہے جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہوا اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

۱) امر کی مثال: اسلم فتسلم یہ اصل میں تھا اسلم فأن تسلم (تو اسلام لا تاکہ تو سلامت رہے) تسلم کو اَن مقدرہ نے نصب دیا ہے۔

۲) نہی کی مثال: لا تعص فتعذب (نافرمانی نہ کر کہ تجھے عذاب دیا جائے) یہ اصل میں تھا لا تعص فأن تعذب اس میں بھی اَن مقدرہ نے تعذب کو نصب دیا ہے۔

۳) استفہام کی مثال: هل تعلم فتنجو؟ (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پائے) یہ اصل میں تھا هل تعلم فأن تنجو؟ تنجو کو اَن مقدرہ نے نصب دیا ہے یہاں فاء استفہام کے جواب میں واقع ہے۔

۴) نفی کی مثال: ما تزورنا فنكرمك (تو ہماری زیارت نہیں کرتا کہ ہم تیرا اکرام کریں) یہ اصل میں تھا ما تزورنا فأن نكرمك اس میں نكرم فعل مضارع کو اَن مقدرہ نے نصب دیا ہے اور یہاں فاء نفی کے جواب میں

واقع ہے۔

۵۔ تمنی کی مثال: ليت لي مالا فأنفقه (کاش میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) یہ اصل میں تھا ليت لي مالا فأن أنفقه، اس میں فعل مضارع کو أن مقدرہ نے نصب دیا ہے یہاں فاء تمنی کے جواب میں واقع ہے۔

۶۔ عرض کی مثال: ألا تنزل بنا فتصيب خيرا (تو ہمارے پاس کیوں نہیں اترتا کہ تو بھلائی تک پہنچے) یہ اصل میں ألا تنزل بنا فأن تصيب خيرا تھا تصيب فعل مضارع کو أن نے نصب دیا اور یہاں فاء عرض کے جواب میں واقع ہے۔

پانچویں جگہ: اس واو کے بعد أن مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جو مذکورہ چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو جیسے فاء واقع تھی۔ امر کی مثال جیسے أسلم وتسلم (مسلمان ہو اور تو سلامتی پاتا) یہ اصل میں تھا أسلم وأن تسلم، أن مقدرہ نے تسلم فعل مضارع کو نصب دیا ہے اور یہاں امر کے جواب میں واقع ہے باقی کو اسی طرح قیاس کریں صرف فاء کی جگہ واو آئے گا۔

چھٹی جگہ: اس أو کے بعد بھی أن مقدر ہوتا ہے جو إلى أن یا إلا أن کے معنی میں ہو جیسے لألزمنك أو تعطيني حقي، یہاں پر أو إلى أن کے معنی میں ہو تو تقدیری عبارت یہ ہوگی لألزمنك إلى أن تعطيني حقي (البتہ میں تجھے ضرور روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اور أو إلا أن کے معنی ہو تو تقدیری عبارت یوں ہوگی لألزمنك إلا في وقت أن تعطيني حقي (میں تجھے البتہ ضرور روکے رکھوں گا ہر وقت مگر اس وقت کہ تو مجھے میرا حق دے دے)

ساتویں جگہ: واو عاطفہ کے بعد بھی أن مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو (بلکہ تمام حروف عاطفہ کے بعد أن مقدر ہوتا ہے) واو عطف کے بعد أن اس لیے مقدر مانا جاتا ہے تاکہ فعل کا عطف اسم پر لازم نہ آئے اور جملے کا عطف مفرد پر نہ ہو جیسے أعجبني قيامك وتخرج (مجھ کو تیرا کھڑے ہونے اور نکلنے نے تعجب میں ڈالا) اس میں قيامك اسم صریح معطوف علیہ اور تخرج فعل معطوف ہے اور اس وقت فعل کا عطف اسم پر لازم آتا ہے اور نیز جملہ کا عطف مفرد پر لازم آتا ہے جو ناجائز ہے لہٰذا واو کے بعد أن مقدر مانا جس سے تخرج فعل مصدر کی تاویل میں ہو گیا اور اسم مفرد کا عطف اسم مفرد پر ہو گیا أي أعجبني قيامك وخروجك وتخرج وأن تخرج ہو گیا۔

أن سے متعلق چند قاعدے

ويجوز إظهار أن مع لام كي نحو أسلمت لأن أدخل الجنة ومع واو العطف نحو أعجبني قيامك وأن تخرج

اور جائز ہے أن کو ظاہر کرنا لام کي کے ساتھ جیسے أسلمت لأن أدخل الجنة اور واو عطف کے ساتھ جیسے أعجبني قيامك وأن تخرج

ويجب إظهارها أن في لام كي إذا اتصلت بلا النافية نحو لئلا يعلم واعلم أن أن الواقعة بعد العلم

اور واجب ہے أن کا ظاہر کرنا لام کي میں جب وہ متصل ہو لا نافیہ کے ساتھ جیسے لئلا يعلم اور جان لے کہ بے شک وہ أن جو علم کے بعد واقع ہو

ليست هي الناصبة للفعل المضارع وإنما هي المخففة من المثقلة نحو علمت أن سيقوم قال الله تعالى

وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں ہے بلکہ وہ مخففة من المثقلة ہوگا جیسے علمت أن سيقوم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

علم أن سيكون منكم مرضى وأن الواقعة بعد الظن جاز فيها الوجهان النصب به وأن تجعلها كالواقعة بعد

علم أن سيكون منكم مرضى (جان لیا ہے اللہ تعالیٰ نے تحقیق عنقریب تم میں سے بعض مریض ہوں گے) اور وہ أن جو ظن کے بعد واقع ہونے والا ہو اس میں دو وجہ جائز ہیں کہ ایک یہ کہ أن کی وجہ سے نصب ہو اور یہ کہ اس کو بنا دے اس أن کے مثل جو بعد علم کے

العلم نحو ظننت أن سيقوم

بعد واقع ہونے والا ہو جیسے ظننت أن سيقوم (میں نے گمان کیا کہ تحقیق وہ عنقریب کھڑا ہوگا یا
یہ کہ میں نے گمان کیا اس بات کا کہ عنقریب وہ کھڑا ہوگا

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے أن سے متعلق چند قاعدے ذکر فرما رہے ہیں چنانچہ مذکورہ عبارت میں چار قاعدے ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلا قاعدہ: لام کي اور واو عطف کے ساتھ أن کو ظاہر کرنا جائز ہے لام کي کے ساتھ أن ظاہر کرنے کی مثال: أسلمت لأن أدخل الجنة واو عطف کے بعد أن ظاہر کرنے کی مثال: أعجبني قيامك وأن تخرج

دوسرا قاعدہ: لام کي جب لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو تو أن کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے، دو لاموں کے جمع ہونے سے جملہ ثقیل اور بھاری ہو جاتا ہے جیسے لئلا يعلم یہاں لام کي کے بعد أن کو ظاہر کیا گیا ہے یہ اصل میں تھا لأن لا يعلم البتہ پھر لام کي لا نافیہ میں مدغم ہو گیا تو لئلا يعلم ہو۔

تیسرا قاعدہ: وہ أن جو علم کے بعد واقع ہو (یعنی ہر اس باب کے بعد واقع ہو جس میں یقین والا معنی ہو) تو وہ ناصبہ نہیں ہوگا بلکہ وہ أن مخففة من المثقلة ہوگا لفظوں میں أن ہوگا لیکن حقیقت میں أنّ ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے علم أن سيكون منكم مرضى یہ اصل میں تھا علم أنه سيكون منكم مرضى

چوتھا قاعدہ: وہ أن جو ظن کے بعد واقع ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں پہلی وجہ أن کو ناصبہ بنایا جائے۔ دوسری وجہ یہ کہ اس کو أن مخففة من المثقلة بنایا جائے لہٰذا مضارع پر رفع ونصب دونوں جائز ہوں گے جیسے ظننت أن سيقوم اور ظننت أن يقوم دونوں جائز ہیں۔

فعل مضارع کے عوامل جازمہ

المجزوم عامله لم ولمّا ولام الأمر ولا في النهي وكلم المجازات وهي إن ومهما وإذما وحيثما وأين

فعل مضارع مجزوم کا عامل لَم اور لَمّا اور لام امر اور لائے نہی اور کلمات مجازات یعنی کلمات شرط و جزا ہیں اور کلمات مجازات یہ ہیں اِن،

ومتى ومن وأي وأنّى وإن المقدرة نحو لم يضرب ولما يضرب وليضرب ولا تضرب

مہما، اِذما، حیثما، أین، متی، من، أي، أنّی ہیں اور وہ اِن جو مقدر ہوتا ہے (شرط کے ساتھ) جیسے لم یضرب ولمّا یضرب

وإن تضرب أضرب ... إلى آخرها

ولیضرب ولا تضرب وإن تضرب أضرب آخر تک

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے فعل مضارع مرفوع اور اس کے عامل اور فعل مضارع منصوب اور اس کے عامل کو بیان فرمانے کے بعد اب یہاں سے فعل مضارع مجزوم کو ذکر فرما رہے ہیں کہ اس کے عامل کیا ہوں گے۔

اب یہاں سے پہلے عامل کو ذکر کرنے کے بعد اس کی مثالیں ذکر فرما رہے ہیں۔

فعل مضارع کے عامل جازم: لم، لمّا، لام امر، لائے نہی اور کلمات مجازات اور وہ ہیں اِن، مہما، اِذما، حیثما، أین، متی، من، أي، أنّی اور وہ اِن جو مقدر ہوتا ہے۔ کلمات مجازات سے مراد وہ کلمات ہیں جو شرط اور جزاء پر داخل ہوتے ہیں۔

مثالیں: بالترتیب جیسے لم یضرب، لمّا یضرب، لیضرب، لا تضرب، إن تضرب أضرب

واعلم أن لم تقلب المضارع ماضيا منفيا ولمّا كذلك إلا أن فيها توقعا بعده ودوام ما قبله نحو قام الأمير ولمّا يركب

اور جان لو کہ تحقیق لم فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لمّا بھی اسی طرح فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر بے شک لمّا میں امید ہوتی ہے اس کے بعد اور دوام ہوتا ہے اس سے پہلے جیسے قام الامیر ولمّا یرکب (کھڑا ہوا امیر ابھی تک سوار نہیں ہوا)

ويجوز حذف الفعل بعد لمّا خاصة تقول: ندم زيد ولمّا أي لمّا ينفعه الندم ولا تقول ندم زيد ولم

اور اسی طرح جائز ہے فعل کا حذف کرنا لمّا کے بعد خاص کر کے تو کہے گا ندم زید ولمّا (شرمندہ ہوا زید اور نہیں)

یعنی (نفع نہیں دیا اس کو شرمندگی نے) اور تو نہیں کہے گا ندم زید ولم

لَم اور لَمّا کا عمل اور ان کے درمیان فرق

لم اور لمّا کا عمل: لم اور لمّا فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

لم اور لمّا کے درمیان فرق

پہلا فرق: لمّا میں ما بعد تکلم کے بعد ثابت ہونے کی امید ہوتی ہے اور ما قبل تکلم سے پہلے دوام ہوتا ہے جیسے قام الامیر لمّا یرکب (امیر کھڑا ہوا ہے اور سوار نہیں ہوا) یعنی سوار ہونے کی امید ہے لیکن قام الامیر لم یرکب میں

سوار ہونے کا امکان نہیں۔

دوسرا فرق: لمّا کے بعد فعل کو حذف کرنا جائز ہے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے ندم زید ولمّا یعنی اصل میں لمّا ینفعہ الندم تو جب کہ لم میں یہ جائز نہیں پس تو ندم زید ولم نہیں کہہ سکتا۔

وأما كلم المجازاة حرفا كانت أو اسما فهي تدخل على الجملتين لتدل على أن الأولى سبب

اور بہرحال کلمات مجازات خواہ حروف ہوں یا اسم پس یہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تاکہ دلالت کریں اس بات پر کہ پہلا جملہ سبب ہوتا

للثانية وتسمى الأولى شرطا والثانية جزاء ثم إن كان الشرط والجزاء مضارعين يجب الجزم فيهما لفظا

ہے دوسرے جملہ کے لیے اور ان میں سے پہلے کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا جزا۔ پھر اگر شرط اور جزا دونوں فعل مضارع ہوں تو ان

نحو إن تكرمني أكرمك وإن كانا ماضيين لم تعمل فيهما لفظا نحو إن ضربت ضربت وإن كان الجزاء

دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے إن تكرمني أكرمك اور اگر وہ دونوں ماضی ہوں تو کلمات مجازات ان دونوں پر لفظاً عمل نہیں کرتے

وحده ماضيا يجب الجزم في الشرط نحو إن تضربني ضربتك وإن كان الشرط وحده ماضيا جاز في

جیسے إن ضربت ضربت اور اگر جزا اکیلا ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے جیسے إن تضربني ضربتك اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو

الجزاء الوجهان نحو إن جئتني أكرمك وأكرمك

جزا میں دو صورتیں جائز ہیں جیسے إن جئتني أكرمك وأكرمك

کلمات مجازات کا مدخول اور عمل کے اعتبار سے ان کی صورتیں

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں کلمات مجازات خواہ یہ حروف ہوں یا اسم ان کے حوالے سے دو باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: یہ کہ یہ کلمات دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں جن میں سے پہلا جملہ دوسرے جملے کے لیے سبب ہوتا ہے اور پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزا کہتے ہیں۔

دوسری بات: یہ کہ کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے چار صورتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

کلمات مجازات کی عمل کے اعتبار سے چار صورتیں

پہلی صورت: کلمات مجازات جن دو جملوں پر داخل ہوں، اگر وہ دونوں جملے فعل مضارع کے ہوں تو یہ فعل مضارع کے دونوں جملوں کو جزم دیں گے اور اس صورت میں لفظاً جزم دینا واجب ہے کیونکہ مضارع معرب ہے اس میں جزم ممکن ہے جیسے إن تكرمني أكرمك (اگر تو میری عزت کرے گا تو میں بھی تیری عزت کروں گا)

دوسری صورت: اگر شرط اور جزا دونوں جملے ماضی کے ہوں تو اس صورت میں کلمات مجازات ان دونوں جملوں پر عمل کریں گے کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے۔ لفظوں میں عامل کا اثر ظاہر نہیں ہوگا جیسے إن ضربت ضربت (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

تیسری صورت: اگر صرف جزا ماضی ہو اور شرط والا جملہ مضارع ہو تو شرط والے فعل مضارع میں جزم واجب ہوگی جزا میں جزم واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ ماضی ہے جیسے إن تضربني ضربتك (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا)

چوتھی صورت: اگر شرط والا جملہ ماضی ہو اور جزا والا جملہ فعل مضارع ہو تو اس وقت جزا میں دو صورتیں جائز ہیں ایک جزم دوسری رفع۔ جزم اس لیے کہ جزا مضارع معرب ہے جزم کی صلاحیت رکھتا ہے اور رفع اس لیے کہ جب شرط پر اس کے ماضی ہونے کی وجہ سے جزم نہیں آیا تو اس کے تابع ہو کر جزا میں بھی جزم نہ ہونی چاہیے جیسے إن جئتني أكرمك اور أكرمك دونوں جائز ہیں (اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

واعلم أنه إذا كان الجزاء ماضيا بغير قد لم يجز الفاء فيه نحو إن أكرمتني أكرمتك قال الله تعالى ومن

اور جان لو کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جب جزا فعل ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء لانا جائز نہیں ہے جیسے إن أكرمتني أكرمتك اور اللہ

دخله كان آمنا وإن كان مضارعا مثبتا أو منفيا بلا جاز فيه الوجهان نحو إن تضربني أضربك أو

تعالیٰ کا فرمان ومن دخله كان آمنا (وہ شخص جو اس بیت مقدس میں داخل ہو تو وہ امن والا ہو) اور اگر جزا فعل مضارع مثبت یا منفی بلا ہو تو

فأضربك وإن تشتمني لا أضربك أو فلا أضربك وإن لم يكن الجزاء أحد القسمين المذكورين

اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے إن تضربني أضربك یا فأضربك اور إن تشتمني لا أضربك یا فلا أضربك اور اگر جزا

فيجب فيه الفاء وذلك في أربع صور الأولى أن يكون الجزاء ماضيا مع قد كقوله تعالى إن يسرق فقد

مذکورہ دونوں قسموں میں سے کوئی ایک قسم نہ ہو تو پھر اس میں فاء واجب ہے اور یہ چار صورتوں میں ہے اول یہ کہ جزا ماضی قد کے ساتھ ہو

سرق أخ له من قبل والثانية أن يكون مضارعا منفيا بغير لا كقوله تعالى ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل (اگر اس نے چوری کی ہے تو تحقیق اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس سے پہلے) دوسری صورت یہ ہے کہ مضارع منفی بغیر لا کے ہو جیسے ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه (اور جو اسلام کے علاوہ اور دین تلاش

والثالثة أن يكون جملة اسمية كقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها والرابعة أن يكون جملة

کرے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا) تیسری صورت یہ ہے کہ جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها (جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس نیکیاں ہوں گی) اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جزا جملہ

إنشائية إما أمرا كقوله تعالى قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني وإما نهيا كقوله تعالى

انشائیہ امر ہو جیسے قل إن کنتم تحبون الله فاتبعوني (اے محبوب آپ فرما دیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو) یا نہی ہو جیسے

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ
فإن علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن إلى الكفار (ترجمہ: اگر تم ان عورتوں کو مومن جانو تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ)

جزا پر فاء کے داخل ہونے یا نہ ہونے کی صورتیں

وضاحت: مصنف علیہ الرحمہ یہاں سے فاء کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ کہاں فاء کا جزا میں لانا ممتنع ہے اور کہاں جائز ہے اور کہاں واجب ہے۔

پہلی صورت: جس میں فاء کو جزا پر لانا ممتنع ہے وہ صورت یہ ہے کہ جب جزا ماضی ہو بغیر قد کے تو اس میں فاء کا لانا جائز نہیں ہے کیونکہ حرف شرط نے ماضی کے معنی میں اثر کیا ہے کہ اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیا ہے لہذا جزا کو شرط کے ساتھ ربط دینے کے لیے کسی اور حرف کی ضرورت نہیں۔

پہلی مثال: إن أكرمتني أكرمتك اس میں أكرمتك ماضی بغیر قد کے ہے لہذا فاء کا لانا جائز نہیں۔

دوسری مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ومن دخله كان آمنا اس میں كان ماضی بغیر قد کے ہے لہذا فاء کا لانا جائز نہیں۔

دوسری صورت: جزا میں فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں وہ یہ کہ اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی ہو لا کے ساتھ تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی فاء کا جزا میں لانا اور نہ لانا۔

مضارع مثبت کی مثال: إن تضربني أضربك یا فأضربك دونوں جائز ہیں۔

مضارع منفی بلا کی مثال: إن تشتمني لا أضربك یا فلا أضربك دونوں جائز ہیں۔

وہ صورتیں جہاں جزا میں فاء کا لانا واجب ہے: جب جزا مذکورہ دونوں قسموں کے علاوہ ہو تو اس میں فاء کا لانا واجب ہے اور اس کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: جب جزا فعل ماضی قد کے ساتھ ہو تو وہاں جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل اس میں فقد سرق أخ له جزا ہے جو کہ فعل ماضی قد کے ساتھ لہذا جزا میں فاء کا لانا واجب ہے۔

دوسری صورت: جب جزا فعل مضارع منفی ہو بغیر لا کے تو جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه اس میں فلن يقبل منه جزا فعل مضارع بغیر لا کے ہے لہذا جزا میں فاء کا لانا واجب ہے۔

تیسری صورت: جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو جزا میں فاء کا لانا واجب ہے جیسے من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها اس میں فله عشر أمثالها جزا ہے جو کہ اسمیہ ہے لہذا فاء کا جزا پر لانا واجب ہے۔

چوتھی صورت: جب جملہ انشائیہ جزا میں واقع ہو تو بھی جزا میں فاء کا لانا واجب ہے اور جملہ انشائیہ چاہے امر ہو یا نہی۔

امر کی مثال: قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني اس میں فاتبعوني جزا ہے اور جملہ انشائیہ ہے لہٰذا فاء کا لانا واجب ہے۔

نہی کی مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فإن علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن إلى الكفار اس میں فلا ترجعوهن جزا اور انشائیہ نہی ہے لہٰذا جزا میں فاء لانا واجب ہے۔

وقد تقع إذا مع الجملة الاسمية موضع الفاء كقوله تعالى وإن تصبهم سيئة بما قدمت أيديهم إذا هم يقنطون

اور کبھی کبھی جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو فاء کی جگہ إذا (مفاجاتیہ) واقع ہوتا ہے جیسے وإن تصبهم سيئة بما قدمت أيديهم إذا هم يقنطون (اور اگر ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو ان کے ان گناہوں کے سبب سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک ناامید ہو جاتے ہیں)

وضاحت: جب جزا جملہ اسمیہ ہو تو کبھی کبھی فاء کی جگہ اذا مفاجاتیہ بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس میں وإن تصبهم سيئة بما قدمت أيديهم إذا هم يقنطون اس میں إذا هم يقنطون جملہ اسمیہ ہے جس پر فاء کی جگہ اذا مفاجاتیہ داخل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح فاء تعقیب والے معنی پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اذا بھی تعقیب والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

اِنْ شرطیہ پانچ افعال کے بعد مقدر ہوتی ہے

وإنما تقدر إن بعد الأفعال الخمسة التي هي الأمر نحو تعلّم تنجح والنهي نحو لا تكذب يكن خيرا لك والاستفهام نحو هل تزورنا نكرمك والتمني نحو ليتك عندي أخدمك والعرض نحو ألا تنزل بنا تصب خيرا

ترجمہ و وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بات ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ بات چونکہ پہلے معلوم ہو چکی ہے اِن شرطیہ مقدر ہو کر فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اب یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ اس کے علاوہ کون کون سے افعال کے بعد اِن مقدر ہوتا ہے تو وہ کل پانچ افعال ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱) امر کے بعد اِن مقدر ہوتا ہے جیسے تعلم تنجح (تو اگر سیکھے گا تو نجات پائے گا)

یہ اصل میں تھا تعلّم إن تتعلم تنجح

۲) نہی کے بعد بھی اِن مقدر ہوتا ہے جیسے لا تكذب يكن خيرا لك اصل عبارت یہ ہے لا تكذب إن لا تكذب يكن خيرا لك (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا)

۳) استفہام کے بعد جیسے هل تزورنا نكرمك (کیا تو ہماری زیارت کرے گا اگر تو ہماری زیارت کرے گا تو ہم تیری عزت کریں گے) اصل عبارت یہ تھی هل تزورنا إن تزرنا نكرمك

۴) تمنی کے بعد جیسے ليتك عندي أخدمك اصل عبارت یہ تھی ليتك عندي إن تكن عندي أخدمك (کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا)

۵) عرض کے بعد جیسے الا تنزل بنا تصب خیرا اصل عبارت یہ تھی الا تنزل بنا ان تنزل بنا تصب خیرا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں اترتے اگر آپ ہمارے پاس اترتے تو آپ بھلائی کو پہنچتے)

وبعد النفي في بعض المواضع نحو لا تفعل شرا يكن خيرا، وذلك إذا قصد أن الأول سبب للثاني كما رأيت في الأمثلة، فإن معنى قولك: تعلم تنجح هو: إن تتعلم تنجح، وكذلك البواقي، فلذلك امتنع قولك:

لا تكفر تدخل النار، لامتناع السببية، إذ لا يصح أن يقال: إن لا تكفر تدخل النار

ترجمہ و وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے ایک بات ذکر فرما رہے ہیں۔ وہ یہ کہ ان بعض مواقع پر نفی کے بعد بھی مقدر ہوتا ہے جیسے لا تفعل شرا یکن خیرا (شر کا کام نہ کرو تمہارے لیے بہتر ہوگا) یہ اصل میں تھا ان لا تفعل شرا یکن خیرا

تنبیہ: یہ عبارت شاید سہوا ذکر کی گئی ہے ورنہ یہ بات درست نہیں ہے کہ ان نافیہ کے بعد مقدر ہوتا ہے کیونکہ نفی خبر محض ہے اس میں طلب کے معنی نہیں ہوتے اور ان وہاں مقدر ہوتا ہے جہاں طلب کے معنی ہوں۔

ان کے مقدر ہونے کے لیے شرط: وذلک اذا قصد ... الخ اس عبارت سے یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ شئ مذکورہ کے بعد ان شرطیہ مقدر کرنا اس وقت ہے جب یہ قصد کیا جائے کہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اور جہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہو وہاں شرط فوت ہونے کی وجہ سے ان کو مقدر کرنا درست نہ ہوگا۔ مذکورہ اشیائے خمسہ میں چونکہ اول ثانی کے لیے سبب ہے اس لیے ان کا مقدر کرنا درست ہے جیسے ہمارے قول تعلم تنجح کا معنی ہے کہ ان تتعلم تنجح (اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا) اب یہاں سیکھنا نجات کا سبب ہے۔ اسی طرح باقی مثالوں پر غور کریں وہاں اول ثانی کے لیے سبب ہے۔

اسی وجہ سے تیرا یہ قول ممتنع ہوگا جیسے لا تکفر تدخل النار (کفر مت کر داخل ہو جائے گا نار میں) یہاں اگرچہ لا تکفر نہی ہے کیونکہ ان مقدر کرنے کی صورت میں عبارت یوں ہوگی ان لا تکفر تدخل النار (اگر تو کفر نہ کرے تو نار میں داخل ہوگا) حالانکہ یہ درست نہیں بلکہ وہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے اور نار میں داخل ہونے کا سبب کفر ہے۔ پس یہاں اول ثانی کے لیے سبب نہ ہونے کی وجہ سے ان کا مقدر کرنا درست نہیں ہے۔

فعل کی تیسری قسم امر

والثالث الأمر وهو صيغة يطلب بها الفعل من الفاعل المخاطب بأن تحذف من المضارع حرف المضارعة

اور تیسری امر ہے اور امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل حاضر سے فعل طلب کیا جاتا ہے بایں صورت کہ فعل مضارع سے حرف مضارع

ثم تنظر فإن كان ما بعد حرف المضارعة ساكنا زدت همزة الوصل مضمومة إن انضم ثالثه نحو انصر

(علامت مضارع) کو حذف کر دیا جائے تو دیکھیں اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصل مضموم اس کے شروع میں زیادہ کریں گے اگر اس کا تیسرا حرف (یعنی عین کلمہ) مضموم ہو جیسے تنصر سے انصر

مکسورةً إن انفتح أو انكسر ثالثه كاعلم واضرب واستخرج وإن كان متحركاً فلا حاجة إلى الهمزة

اور ہمزہ مکسورہ شروع میں زیادہ کریں گے اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو جیسے تعلم سے اعلم اور تضرب سے اضرب اور تستخرج سے استخرج اور اگر حرف مضارع کے بعد والا حرف متحرک ہے تو ہمزہ وصل کی ضرورت نہیں ہے

نحو عِد وحاسب والأمر من باب الإفعال من القسم الثاني وهو مبني على علامة الجزم

جیسے تعد سے عد اور تحاسب سے حاسب اور امر کا صیغہ باب افعال سے قسم ثانی سے آتا ہے اور وہ علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے

كاضرب واغزُ وارمِ واسعَ واضربا واضربوا واضربي

جیسے اضرب و اغزُ و ارمِ و اسعَ و اضربا و اضربوا و اضربی

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ فعل کی اقسام ثلاثہ ماضی، مضارع، امر میں سے ماضی اور مضارع کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے امر کو ذکر فرما رہے ہیں۔ امر کی بحث میں چار باتیں ذکر کی ہیں۔

پہلی بات: امر کی تعریف

دوسری بات: امر بنانے کا طریقہ

تیسری بات: سوال مقدر کا جواب

چوتھی بات: امر کا اعراب

پہلی بات — امر کی تعریف

امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے۔

دوسری بات — امر بنانے کا طریقہ

امر حاضر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد دیکھیں کہ اس کے بعد ساکن ہے یا متحرک۔ اگر ساکن ہے تو عین کلمہ کو دیکھیں گے تو اگر تیسرا حرف ہے اگر وہ مضموم ہے تو اس کے شروع میں ہمزہ کا اضافہ کیا جائے گا جیسے تنصر سے انصر اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہے تو شروع میں ہمزہ مکسورہ اضافہ کیا جائے گا جیسے تعلم سے اعلم اور تضرب سے اضرب اور تستخرج سے استخرج اور اگر علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد مابعد والا حرف متحرک ہو تو اس صورت میں اس کو اپنے حال پر چھوڑیں گے شروع میں ہمزہ لانے کی ضرورت نہیں ہے پس آخر میں وقف کریں گے جیسے تعد سے عد اور تحاسب سے حاسب

تیسری بات — سوال مقدر کا جواب

سوال: آپ کا دعویٰ درست نہیں ہے کہ اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ مضمومہ لائیں گے اور اگر مفتوح یا مکسور ہو تو شروع میں ہمزہ مکسورہ لائیں گے کیونکہ باب افعال میں یُکْرِمُ سے علامت مضارع کو حذف کیا تو بعد والا حرف ساکن تھا پس عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے اس کے شروع میں ہمزہ مکسورہ آنا چاہیے تھا جب کہ ہمزہ مفتوحہ آ رہا ہے جیسے اَکْرِمْ

جواب: باب افعال کا امر دوسری قسم سے ہے اس لیے کہ اس میں علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد دوسرا حرف ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے اس لیے کہ تُکْرِمُ اصل میں تُؤَکْرِمُ تھا تاء کے حذف کرنے کے بعد ہمزہ قطعی ہے جو کہ متحرک ہے اس لیے کہ ہمزہ لایا ہی نہیں گیا اور جو ہمزہ نظر آ رہا ہے وہ قطعی ہے وصلی نہیں۔

چوتھی بات — امر کا اعراب

امر حاضر معلوم علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے اور علامت جزم تین ہیں۔

۱) سکون کے ساتھ جیسے اِضْرِبْ

۲) حرف علت کے حذف کے ساتھ جیسے اُغْزُ، اِرْمِ، اِسْعَ

۳) نون اعرابی کے حذف کرنے کے ساتھ جیسے اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا، اِضْرِبِیْ

فعل ما لم يُسَمَّ فاعله

فصل: فعل ما لم يسم فاعله هو فعل حذف فاعله وأقيم المفعول به مقامه ويختص بالمتعدي وعلامته في الماضي

فعل ما لم یسم فاعلہ وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہو اور یہ فعل متعدی کے ساتھ خاص

أن يكون أوله مضموما فقط وما قبل آخره مكسورا في الأبواب التي ليست في أوائلها همزة وصل ولا تاء

ہے اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کے شروع میں حرف مضموم ہو فقط اور آخر سے پہلا حرف مکسور ہو ان ابواب میں جن کے شروع

زائدة نحو ضُرِبَ وَدُحْرِجَ وَأُكْرِمَ وأن يكون أوله وثانيه مضموما وما قبل آخره كذلك فيما في أوله تاء

میں ہمزہ وصل اور تاء زائدہ نہ ہو جیسے ضُرِبَ، دُحْرِجَ، اُکْرِمَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثانی مضموم ہو اور اس کے آخر سے ماقبل والا حرف

زائدة نحو تُفُعِّلَ وتُضُورِبَ وأن يكون أوله وثالثه مضموما وما قبل آخره مكسورا كذلك فيما في أوله

اسی طرح ہو یعنی مکسور ہو ان ابواب میں جن کے پہلے حرف میں تاء زائدہ ہو جیسے تُفُعِّلَ اور تُضُورِبَ اور یہ کہ اس کا اول اور ثالث حرف مضموم ہو اور اس کے آخر سے ماقبل والا بھی ایسا ہی ہو (یعنی مکسور ہو) ان ابواب میں جب کہ ان کے

همزة وصل نحو اُسْتُخْرِجَ واُقْتُدِرَ والهمزة تتبع المضموم إن لم تدرج

ہمزہ وصل ہو جیسے اُسْتُخْرِجَ اور اُقْتُدِرَ اور ہمزہ تابع ہوگا حرف مضموم کے اگر درمیان میں نہ ہو۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ نے اس فصل میں پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات :	فعل مجہول کی تعریف
دوسری بات:	فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں
تیسری بات:	فعل مضارع مجہول کی علامت
چوتھی بات :	باب مفاعلۃ اور افعال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت
پانچویں بات	اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

پہلی بات فعل مجہول کی تعریف

فعل مجہول وہ فعل ہوتا ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس کی جگہ مفعول کو رکھ دیا گیا ہو اور یہ مختص ہے فعل متعدی کے ساتھ کیونکہ فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا۔

دوسری بات فعل مجہول کی علامت کے اعتبار سے تین صورتیں

پہلی علامت: یہ ہے کہ ماضی کا صرف پہلا حرف مضموم ہوتا ہے اور آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہوتا ہے اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ اور تاء زائدہ نہیں ہوتی ہے

ثلاثی مجرد مجہول کی مثال: ضرب (مارا گیا) **رباعی مجرد مجہول کی ماضی سے مثال** دحرج (بہت پھیر گیا)

ثلاثی مزید فیہ سے ماضی مجہول کی مثال: اکرم (اکرام کیا گیا)

دوسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر میں ماقبل مکسور اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں تاء زائدہ ہو باب تفعّل سے ماضی مجہول جیسے تقصص اور تفاعل سے ماضی مجہول جیسے تضورب اور باب تفعلل سے ماضی مجہول جیسے تدحرج

تیسری علامت: یہ ہے کہ ماضی کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مکسور ہو اور یہ علامت ان ابواب میں ہے جن کے شروع میں ہمزہ وصلیہ آتا ہے باب استفعال ماضی مجہول جیسے استخرج اور باب افتعال ماضی مجہول جیسے اقتدر

والهمزة تتبع المضموم ای همزة الوصل یہ عبارت کلام سابق کا تتمہ ہے یعنی ماضی مجہول میں ہمزہ وصل مضموم ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کے مابعد حرف مضموم ہوتا ہے (اگرچہ ہمزہ وصل میں کسرہ ہے) لیکن ہمزہ وصل کا حرف مضموم کے تابع ہوتا اس وقت جب کہ ہمزہ تلفظ میں ساقط نہ ہو اس لیے کہ اگر وہ مکسور ہو تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آئے گا اور عربوں کے ہاں یہ ناپسندیدہ ہے جیسے کہ ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج ناپسندیدہ ہے اور حرف ساکن بیچ میں آنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے کہ حرف ساکن کوئی مانع قوی نہیں ہے کیونکہ سکون ایک مردہ صفت ہے جس کی وجہ سے حرف

ساکن ایک مردہ حرف ہے پس اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے بلکہ حرف ساکن کوئی مانع نہیں لیکن اگر ہمزہ وصل تلفظ میں ساقط ہوجائے تو اس وقت وہ تابعیت سے بالکل علیحدہ ہوجاتا ہے۔

وفي المضارع أن يكون حرف المضارعة مضموماً وما قبل آخره مفتوحاً نحو يُضرَبُ ويُستخرَجُ

اور فعل مضارع میں فعل مجہول کی علامت یہ ہے کہ حرف مضارع مضموم ہو اور آخر سے ماقبل والا حرف مفتوح ہو جیسے یُضرَبُ اور یُستخرَجُ

إلا في باب المفاعلة والإفعال والتفعيل والفعللة وملحقاتها الثمانية فإن العلامة فيها فتح ما قبل الآخر

مگر باب مفاعلة اور افعال اور تفعیل اور فعللة اور ان کے آٹھوں ملحق ابواب میں کیونکہ مجہول کی علامت ان ابواب میں ماقبل آخر کا فتحہ

فقط نحو يُحاسَبُ ويُدحرَجُ وفي الأجوف في ماضيه قِيلَ وبِيعَ وبالإشمام قُيلَ وبُيعَ وبالواو قُولَ وبُوعَ

ہے جیسے یُحاسَبُ اور یُدحرَجُ اور اجوف میں اس کے فعل مجہول کا ماضی قِیلَ اور بِیعَ ہے اور اشمام کے ساتھ بھی قُیلَ و بُیعَ اور واو

وكذلك باب اُختير واُنقيد دون اُستخير واُقيم لفقد فُعِلَ فيهما وفي مضارعه تقلب العين ألفاً نحو يُقالُ

کے ساتھ قُولَ اور بُوعَ بھی پڑھا گیا ہے اسی طرح اُختیر اور انقید کا باب ہے لیکن اُستخیر اور اُقیم نہیں پڑھا گیا ہے فُعِلَ کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان دونوں میں اور اس کے مضارع کے صیغہ میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا جیسے یُقالُ

ويُباعُ كما عرفتَ في التصريف مستقصى

اور یُباعُ جیسے کہ صرف کی کتابوں میں آپ تفصیل سے ان کو پڑھ چکے ہیں۔

تیسری بات فعل مضارع مجہول کی علامت

علامت مضارع مضموم ہوتی ہے اور اس کے آخر سے پہلے والا حرف مفتوح جیسے یُضرَبُ اور یُستخرَجُ یہ علامت تمام ابواب میں ہوگی سوائے چار ابواب مفاعلة اور افعال اور تفعیل اور فعللة کے اسی طرح ملحقات ابواب میں جو کہ سات ہیں نہیں ہوگی۔

چوتھی بات باب مفاعلة اور افعال وغیرہ میں فعل مضارع مجہول کی علامت

باب مفاعلة اور افعال اور تفعیل اور فعللة کے ملحقات ابواب میں فعل مجہول کی علامت: ان ابواب میں مجہول کی علامت حرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے کیونکہ ان ابواب میں معروف اور مجہول دونوں میں علامت مضارع مضموم ہوتی ہے جیسے یُحاسَبُ، یُکرَمُ، یُصرَّفُ، یُدحرَجُ آخر سے ماقبل کا فتحہ اس لیے ہے تاکہ فعل معروف اور مجہول میں امتیاز ہوجائے۔

فعللة کے ملحقات یہ ہیں: جلبب قلنس جورب، سرول، شریف، جیعل، قلسی

فائدہ: فعللة کے ملحقات سات ہیں بعض نسخوں میں آٹھ لکھنا کاتب کی غلطی ہے

پانچویں بات اجوف میں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی علامت

اجوف کی ماضی مجہول جس کا عین کلمہ الف سے بدلا ہو، اس کی تین صورتیں

پہلی صورت: قِیْلَ اور بِیْعَ ہے پس قِیْلَ اصل میں قُوِلَ تھا پہ قاف کی حرکت دور کرنے کے بعد واو کا کسرہ ماقبل کو نقل کرکے اسے دیا اب واو ساکن ہے اور اس کا ماقبل مکسور ہے تو واو کو یاء سے بدل دیا گیا ہے تو قِیْلَ ہو گیا اور بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا یاء کی حرکت دور کرنے کے بعد یاء کا کسرہ ماقبل کو دے دیا تو بِیْعَ ہو گیا اور یہ لغت آنے والی دونوں لغتوں سے فصیح ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ قِیْلَ اور بِیْعَ کا اشمام کے ساتھ پڑھنا، اشمام سے مراد یہ ہے کہ فاء کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف مائل کرکے اور عین کلمہ جو کہ یاء ہے اس کو تھوڑا سا واو کی طرف مائل کرکے پڑھنا تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ فاء کلمہ اصل میں مضموم ہے۔

تیسری صورت: واو ساکن کے ساتھ قُوْلَ اور بُوْعَ پڑھنا جو کہ اصل میں قُوِلَ اور بُیِعَ تھے واو اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا گیا اب قُوْلَ اور بُیْعَ ہو گئے پھر بُیْعَ میں یُوْسِرُ والا قانون جاری ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے یاء کو واو سے بدل دیا تو بُوْعَ ہو گیا۔

وکذلک باب اُختِیر یعنی جس طرح اجوف سے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں تین صورتیں ہیں۔ اسی طرح اجوف سے باب افتعال اور انفعال کی ماضی مجہول میں بھی تین صورتیں جاری ہو سکتی ہیں، کیونکہ اول دو حرفوں کو ہٹا دیں تو فُعِلَ کا وزن تیار ہو جاتا ہے تو یہ فُعِلَ حکمی ہے باب اُختِیر سے خِیْرَ اور اُنقِیْدَ سے قِیْدَ ہوئے اب یہ قِیْلَ اور بِیْعَ کی طرح ہیں لہٰذا ان کو تین طریقے سے پڑھ سکتے ہیں۔

لیکن اجوف سے باب استفعال اور باب افعال کی ماضی مجہول میں یہ تین صورتیں جاری نہیں ہو سکتیں ان میں صرف پہلی صورت جاری ہوگی کیونکہ ان میں حرف علت سے ماقبل اصل کے اعتبار سے ساکن ہے اصل میں اُستُخْیِرَ اور اُقْوِمَ تھے پس ان میں فُعِلَ والا وزن نہیں پایا جاتا ہے۔

وفي مضارعه تقلب ... الخ یعنی اجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا خواہ عین کلمہ میں واو ہو یا یاء ہو جیسا کہ تم علم صرف میں اسی طرح جان چکے ہیں چنانچہ یَقُوْلُ کو یُقَالُ اور یَبِیْعُ کو یُبَاعُ پڑھا جائے گا۔

فعل متعدی

فصل الفعل اما متعد وهو ما يتوقف فهم معناه على غير الفاعل كضرب واما لازم وهو بخلافه كقعد وقام

فعل یا متعدی ہوگا اور متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا اپنے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) اور یا لازم ہوگا اور لازم وہ فعل ہے جو اس کے برخلاف ہو (یعنی اس کا سمجھنا اپنے متعلق پر موقوف نہ ہو جو فاعل کے علاوہ ہو) جیسے قَعَدَ و قَامَ (وہ بیٹھا، وہ کھڑا ہوا)

والمتعدي قد يكون إلى مفعول واحد كضرب زيد عمرا وإلى مفعولين كأعطى زيد عمرا درهما ويجوز

اور فعل متعدی کبھی مفعول واحد کی طرف ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمرا اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کی طرف جیسے أعطی زید

فيه الاقتصار على أحد مفعوليه كأعطيت زيدا وأعطيت درهما بخلاف باب علمت وإلى ثلاثة مفاعيل

عمرا درهما اور جائز ہے اس میں دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اختصار کرنا جیسے أعطیت زیدا یا أعطیت درهما بخلاف باب

نحو أعلم الله زيدا عمرا فاضلا ومنه أرى وأنبأ ونبأ وأخبر وخبر وحدث وهذه السبعة مفعولها الأول مع

علمت کے اور کبھی فعل متعدی ہوتا ہے تین مفعولوں کی طرف جیسے أعلم الله زیدا عمرا فاضلا (اللہ تعالیٰ نے بتایا زید کو عمرو با فضل ہوتا) اور اسی قبیل سے ہے أری، أنبأ، نبأ، أخبر، خبر، حدث اور ان ساتوں افعال کا مفعول اول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ

الأخيرين كمفعولي أعطيت في جواز الاقتصار على أحدهما تقول أعلم الله زيدا والثاني مع الثالث

أعطیت کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنے کے جواز میں جیسے کہے گا أعلم الله زیدا اور ان افعال کے

كمفعولي علمت في عدم جواز الاقتصار على أحدهما فلا تقول أعلمت زيدا خير الناس بل تقول

مفعول ثانی اور ثالث باب علمت کے دونوں مفعولوں کی مانند ہیں ان میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفا کرنے کے عدم جواز میں پس

أعلمتُ زيدًا عمرًا خيرَ الناس

نہیں کہہ سکتا أعلمت زیدا خیر الناس بلکہ تو کہے گا: أعلمت زیدا عمرا خیر الناس (میں نے زید کو بتایا کہ عمرو خیر الناس ہوتا)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ فعل مجہول سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے فعل متعدی کو ذکر فرما رہے ہیں کیونکہ فعل مجہول فعل متعدی میں ہوتا ہے اس فصل میں مصنف رحمہ اللہ نے بنیادی طور پر تین باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

دوسری بات: فعل متعدی کی اقسام

تیسری بات: متعدی بسہ مفعول سے متعلق قواعد

پہلی بات فعل متعدی اور فعل لازم کی تعریف

فعل متعدی کی تعریف: فعل متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضربه (اس نے مارا) اس فعل کو سمجھنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت ہے۔

فعل لازم کی تعریف: فعل لازم وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف نہ ہو جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے قعد (وہ بیٹھا) اور قام (وہ کھڑا ہوا) اب یہ دونوں فعل مفعول کے محتاج نہیں۔

دوسری بات فعل متعدی کی اقسام

فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: متعدی بیک مفعول یعنی وہ فعل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو۔

جیسے **ضرب زید عمروا** (زید نے عمرو کو مارا)

دوسری قسم: متعدی بدو مفعول یعنی وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ایک پر اکتفا جائز ہو۔

جیسے **أعطیت زیدا درهما** (میں نے زید کو ایک درہم دیا)

اس کو **أعطیت زیدا** اور **أعطیت درهما** دونوں پڑھنا جائز ہے۔

تیسری قسم: وہ فعل جو متعدی ہو دو مفعولوں کی طرف اور ایک پر اکتفا جائز نہ ہو یعنی یا تو دونوں کو حذف کریں گے یا دونوں کو ذکر کریں گے اور یہ افعال قلوب میں ہوتا ہے۔

جیسے **ظننت زیدا فاضلا** (میں نے زید کو فاضل ہونے کا گمان کیا)

چوتھی قسم: متعدی بسہ مفعول یعنی وہ فعل جو متعدی ہو تین مفعولوں کی طرف۔ یہ سات افعال ہیں۔ وہ سات افعال یہ ہیں: أعلم، أری، أنبأ، نبأ، أخبر، خبر، حدث جیسے **أعلم الله زیدا عمروا فاضلا** (اللہ تعالیٰ نے زید کو بتایا کہ عمرو فاضل ہے) یہاں **أعلم** تینوں مفعولوں کی طرف متعدی ہے اسی پر باقی کو قیاس کریں۔

تیسری بات متعدی بسہ مفعول سے متعلق قواعد

پہلا قاعدہ: ان ساتوں افعال کا پہلا مفعول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ باب **أعطیت** کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر جواز اقتصار میں۔ پس ان کے پہلے مفعول کو دوسرے اور تیسرے کے بغیر ذکر کر سکتے ہیں لہٰذا **أعلم الله زیدا** کہنا درست ہے اور ان کے دوسرے اور تیسرے مفعول کو پہلے مفعول کے بغیر بھی ذکر کر سکتے ہیں جیسے تو کہہ سکتا ہے **أعلم الله عمروا فاضلا**

دوسرا قاعدہ: ان ساتوں افعال کا دوسرا اور تیسرا مفعول باب **علمت** کے دو مفعولوں کی مانند ہے کسی ایک پر عدم جواز اقتصار میں پس ان کے دوسرے اور تیسرے مفعول کا اکٹھا حذف کرنا جائز ہے لیکن دوسرے اور تیسرے میں سے کسی ایک کے ذکر کرتے وقت دوسرے کا ذکر ضروری ہے پس **أعلمت زیدا عمروا خیر الناس** کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان فعلوں کا دوسرا اور تیسرا مفعول حقیقت میں باب **علمت** کے مفعول ہیں۔

أَفْعَالُ الْقُلُوْب

فصل أفعال القلوب علمت وظننت وحسبت وخلت ورأيت وزعمت ووجدت وهي أفعال تدخل على

افعال قلوب علمت، ظننت، حسبت، خلت، رأیت، زعمت، وجدت ہیں یہ ایسے افعال ہیں جو مبتدا اور خبر پر

المبتدأ والخبر فتنصبهما على المفعولية نحو علمت زيدا فاضلا واعلم أن لهذه الأفعال خواص منها أن لا

داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعول ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدا فاضلا اور ان افعال کی چند خصوصیات ہیں

تقتصر على أحد مفعوليها بخلاف باب أعطيت فلا تقول علمت زيدا، ومنها جواز الإلغاء إذا توسطت

ان میں سے ایک یہ ہے کہ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں بخلاف باب أعطیت کے (کہ اس کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز ہوتا ہے) لہٰذا علمت زیدا نہیں کہہ سکتے ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عمل کو لغو

نحو زيد ظننت قائم أو تأخرت نحو زيد قائم ظننت ومنها التعليق عن العمل إذا وقعت قبل الاستفهام

کرنا جائز ہے جب یہ وسط میں واقع ہوں جیسے زید ظننت قائم یا افعال قلوب آخر میں واقع ہوں جیسے زید قائم ظننت اور ان میں سے ایک یہ

نحو علمت أزيد عندك أم عمرو؟ وقبل النفي نحو علمت ما زيد في الدار وقبل لام الابتداء نحو علمت

ہے کہ افعال قلوب معلق بھی ہوتے ہیں جب استفہام سے پہلے واقع ہوں تو یہ معلق ہوں گے (یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنًی عمل کریں گے) جیسے علمت أزید عندک أم عمرو اور نفی سے پہلے جیسے علمت ما زید فی الدار اور لام ابتداء سے پہلے جیسے علمت

لزيد منطلق ومنها أنه يجوز أن يكون فاعلها ومفعولها ضميرين لشيء واحد نحو علمتني منطلقا وظننتك

لزید منطلق اور ان میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان افعال کا فاعل اور مفعول شیٔ واحد کی دو ضمیریں ہوں یہ جائز ہے جیسے علمتنی منطلقا

فاضلا واعلم أنه قد يكون ظننت بمعنى اتهمت وعلمت بمعنى عرفت ورأيت بمعنى أبصرت و

اور ظننتک فاضلا اور جان لو کہ ظننت بمعنی اتہمت کے معنی میں ہوتا ہے اور علمت بمعنی عرفت اور رأیت بمعنی أبصرت اور

وجدت بمعنى أصبت الضالة فتنصب مفعولا واحدا فقط فلا تكون حينئذ من أفعال القلوب وجدت الكتاب

وجدت بمعنی أصبت آتا ہے پس اس صورت میں یہ مفعول واحد کو نصب دیتے ہیں صرف اس وقت یہ افعال قلوب نہیں ہوں گے جیسے وجدت الکتاب

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: افعال قلوب کی تعداد

دوسری بات: افعال قلوب کا عمل

تیسری بات: افعال قلوب کی خصوصیات

چوتھی بات: افعال قلوب اگر دوسرے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے ورنہ یہ افعال قلوب والا عمل کریں گے

پہلی بات — افعال قلوب کی تعداد

افعال قلوب حصر استقرائی کے لحاظ سے سات ہیں ورنہ عرفت، اعتقدت اور اردت بھی افعال قلوب میں سے ہیں اور دو مفعولوں کی جانب متعدی ہو کر مستعمل ہوتے ہیں مگر ان پر افعال قلوب کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

افعال قلوب سات ہیں: علمت، ظننت، حسبت، خلت، رأیت، زعمت، وجدت

دوسری بات   افعال قلوب کا عمل

افعال قلوب کا عمل یہ ہے کہ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں یہ مبتدا اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں مفعول ہونے کی بنا پر۔

تیسری بات   افعال قلوب کی خصوصیات

پہلی خصوصیت: افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اکتفا جائز نہیں برخلاف باب اعطیت کے کہ ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا جائز ہے لہذا علمت زیدا کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے دونوں مفعول بمنزل ایک کلمے کے ہوتے ہیں۔

دوسری خصوصیت: ان کا عمل لغو و بیکار کر دینا جائز ہے جب کہ یہ افعال بیچ دونوں مفعولوں کے درمیان مذکور ہوں جیسے زید ظننت قائم یا جملے کے آخر میں مذکور ہوں جیسے زید قائم علمت

تیسری خصوصیت: جب افعال قلوب استفہام، نفی اور لام ابتدا سے پہلے واقع ہوں تو یہ معلق ہوں گے یعنی لفظاً عمل نہیں کریں گے اور معنی عمل کریں گے ان کے معلق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفی، استفہام اور لام ابتدا صدارت کلام کو چاہتے ہیں اگر ان سے پہلے والے افعال کو عمل دیں تو ان کی صدارت ختم ہو جائے گی۔

استفہام سے پہلے واقع ہونے کی مثال: علمت أزيد عندك أم عمرو

نفی سے پہلے واقع ہونے کی مثال: علمت ما زيد في الدار

لام ابتداء سے پہلے واقع ہونے کی مثال: علمت لزيد منطلق

ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً باطل ہو جاتا ہے لیکن معنی یہ عمل کرتے ہیں اور دونوں جز بنا بر مفعولیت محلاً منصوب ہوتے ہیں پس معنی یہ ہوں گے کہ علمت أحدهما بعينه عندك اور علمت زيدا ليس في الدار اور علمت زيدا منطلقا مصنف رحمہ اللہ نے قبل الاستفہام کہا تاکہ اسم استفہام بھی شامل ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے أي الحزبين أحصى

چوتھی خصوصیت: افعال قلوب کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہے ان میں جائز ہے کہ ان کا فاعل اور مفعول اول دونوں شئ واحد کی ضمیریں ہوں جو کہ دونوں متصل ہوں صرف متکلم کے لیے یا صرف مخاطب کے لیے یا صرف غائب کے لیے جیسے علمتني منطلقا (میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئ واحد یعنی متکلم کی طرف لوٹ رہی ہیں اور جیسے ظننتك فاضلا (تو نے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا) اس میں فاعل اور مفعول دونوں مخاطب کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئ واحد یعنی مخاطب کی طرف لوٹ رہی ہیں یہ اجتماع دوسرے افعال میں جائز نہیں پس ضربتني کہنا جائز نہیں بلکہ اس صورت میں فصل کریں گے

اور ضربت نفسی کہیں گے۔

چوتھی بات: افعال قلوب اگر اپنے معنی میں مستعمل نہ ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور نہ ہی افعال قلوب والا عمل کریں گے

افعال قلوب میں سے بعض افعال کے دوسرے معنی بھی ہیں جب افعال قلوب ان معنوں میں مستعمل ہوں تو یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے اور اس وقت ان کا عمل بھی افعال قلوب والا نہیں ہوگا بلکہ یہ صرف ایک مفعول کی طرف متعدی ہوں گے۔

جیسے ظننت بمعنی اتهمت ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس ظننت زیدا (میں نے زید پر تہمت لگائی) کہنا درست ہوگا اور علمت بمعنی عرفت ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس علمت زیدا (میں نے زید کو پہچانا) کہنا درست ہے اور رأیت زیدا بمعنی ابصرت زیدا ایک مفعول کی طرف متعدی ہے پس رأیت زیدا بمعنی ابصرت زیدا (میں نے زید کو دیکھا) کہنا درست ہے اور وجدت بمعنی اصبت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا پس وجدت الضالة (میں گمشدہ چیز کو پایا) کہنا درست ہے۔

افعال ناقصہ

فصل: الأفعال الناقصة هي أفعال وضعت لتقرير الفاعل على صفة غير صفة مصدرها وهي كان وصار

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو ان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہو (یعنی جو مصدر والی صفت کے علاوہ ہوں) اور وہ افعال ناقصہ کان، صار، ظل، بات وغیرہ ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں

وظل وبات ...... إلى آخرها تدخل على الجملة الاسمية لإفادة نسبتها حكم معناها ترفع الأول

تاکہ اپنے معنی کا حکم اس جملہ کی نسبت کو عطا کریں (یعنی افعال ناقصہ اپنے معنی کا حکم اس جملہ کو عطا کریں) پس اول کو رفع دیتے ہیں

وتنصب الثاني فتقول: كان زيد قائما وكان على ثلاثة أقسام ناقصة وهي تدل على ثبوت خبرها لفاعلها

اور ثانی کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے گا کان زید قائما اور کان کی تین قسمیں ہیں: کان ناقصہ اور یہ دلالت کرتا ہے خبر کے ثابت ہونے پر فاعل کے لیے

في الماضي إما دائما نحو كان الله عليما حكيما أو منقطعا نحو كان زيد شابا وتامة بمعنى ثبت وحصل

زمانہ ماضی میں یعنی خبر کے ثابت ہونے پر خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کان اللہ علیما حکیما یا منقطع ہو یعنی خبر اس سے جدا ہو گئی ہو جیسے کان زید شابا (زید جوان تھا) اور کان کی دوسری قسم تامہ ہے جو بمعنی ثبت اور حصل ہے

نحو كان القتال أي حصل القتال وزائدة لا يتغير بإسقاطها معنى الجملة كقول الشاعر

جیسے کان القتال یعنی حصل القتال (لڑائی ہوئی) اور کان کی تیسری قسم زائدہ ہے جس کے گرانے سے جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا ہے

جياد بني أبي بكر تسامى   على كان المسومة العراب أي على المسومة

جیسے شاعر کا قول ہے: ابوبکر کے بیٹوں کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند ہیں۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ افعال قلوب کی بحث سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے افعال ناقصہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس فصل میں مصنف رحمہ اللہ نے پانچ باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات: افعال ناقصہ کی تعریف
دوسری بات: افعال ناقصہ کی تعداد
تیسری بات: افعال ناقصہ کا عمل
چوتھی بات: کان کی تین اقسام
پانچویں بات: افعال ناقصہ کا استعمال

پہلی بات — افعال ناقصہ کی تعریف

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر جو ان کی صفت مصدر کے علاوہ ہو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

فائدہ: غیر صفۃ مصدرھا کی قید سے افعال ناقصہ کے علاوہ تمام افعال خارج ہو گئے اس لیے کہ تمام افعال فاعل کو اپنے مصدر کی صفت پر ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلاً ضرب فعل اپنے فاعل کے لیے صفت ضرب ثابت کر رہا ہے لیکن افعال ناقصہ اپنے فاعل کے لیے اس صفت کو ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں جو صفت ان کے مصدر کے علاوہ ہو اور وہ صفت ان کی خبر ہوتی ہے جیسے کان زید قائما (زید کھڑا ہونے والا تھا) اس میں کان نے اپنے فاعل زید کے لیے صفت قیام کو ثابت کیا جو اس کی خبر ہے اور یہ صفت قیام اس کی صفت مصدر کینونت کے علاوہ ہے۔

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ: ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ افعال دوسرے افعال کی طرح صرف فاعل کے ساتھ بغیر خبر کے تام نہیں ہوتے ہیں لہٰذا یہ نقصان سے خالی نہیں ہیں اس لیے انہیں افعال ناقصہ کہتے ہیں۔

دوسری بات — افعال ناقصہ کی تعداد

افعال ناقصہ کل سترہ ہیں ان میں سے تیرہ اصل ہیں اور وہ یہ ہیں کان، صار، أصبح، أمسى، أضحى، ظل، بات، عاد، ما زال، ما برح، ما فتئ، ما انفک، ما دام، لیس چار ملحق ہیں اور وہ یہ ہیں کاد، آض، غدا، راح

تیسری بات — افعال ناقصہ کا عمل

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کریں جیسے مثلاً صار ہے اس کا معنی انتقال صار زید غنیا (زید غنی ہو گیا) اس مثال میں صار فعل ناقص ہے جملہ اسمیہ زید غنی پر داخل ہے اور اپنے معنی انتقال کا حکم اور اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطا کر رہا ہے کہ زید ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو گیا ہے یعنی فقر سے غناء کی طرف منتقل ہو گیا ہے تو غناء کی جو نسبت ہے زید کی طرف وہ منتقل ہے اور یہ

منتقل ہونے والا ہے۔

افعالِ ناقصہ جملہ اسمیہ کے اول جزء یعنی مبتدا کو رفع اور جزء ثانی یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں اور اب ان کو مبتدا اور خبر نہیں کہیں گے بلکہ افعال ناقصہ کا اسم و خبر کہیں گے جیسے کان زید قائماً (زید کھڑا ہونے والا ہے)

چوتھی بات کان کی تین اقسام

فعل کان تین قسم پر ہے: (۱) کان ناقصہ (۲) کان تامہ (۳) کان زائدہ

۱) **کان ناقصہ:** کان ناقصہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام نہیں ہوتا ہے بلکہ خبر کا محتاج ہوتا ہے جو اپنے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرے خواہ یہ ثبوت زمانہ ماضی میں دائمی ہو جیسے کان اللہ علیما حکیما، اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے یا منقطع ہو یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو جیسے کان زید شاباً (زید جوان تھا)

۲) **کان تامہ:** کان تامہ وہ ہوتا ہے جو صرف فاعل پر تام ہوتا ہے خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا ہے اور یہ بمعنی ثبت اور حصل ہے جیسے کان القتال یعنی حصل القتال (لڑائی ہوئی)

۳) **کان زائدہ:** کان زائدہ وہ ہوتا ہے جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو یعنی اس کے ساقط ہونے کی وجہ سے جملہ کا معنی متغیر نہیں ہوگا مثال شعر کے ذریعے دے رہے ہیں۔

جیاد ابنی أبی بکر تسامی علی کان المسومة العراب

ترجمہ: میرے بیٹے ابوبکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں سے جن پر تیز روی کے نشان لگے ہوئے ہیں بلند تر تھے۔

محلِ استشہاد: اس مثال میں علی کان المسومہ العراب میں کان زائدہ ہے اس کے بغیر بھی شعر کا معنی پورا ہو رہا ہے گویا کلام میں یہ زائدہ ہے۔

ترکیب: جیاد مضاف بنی مبدل منہ ابی بکر بدل، بدل مبدل منہ مل کر مضاف الیہ جیاد کے لیے جیاد مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، تسامی فعل ہی ضمیر مستتر فاعل، علی حرف جر کان زائدہ مسومہ موصوف العراب صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق تسامی فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر جیاد مبتدا کے لیے مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وصار للانتقال نحو صار زید غنیا وأصبح وأمسی وأضحی تدل علی اقتران مضمون الجملة بتلک الأوقات

اور صار جو انتقال کے لیے آتا ہے جیسے صار زید غنیا اور اصبح، امسی، اضحی مضمون جملہ کا ان اوقات کے ساتھ ملنے پر دلالت کرتے ہیں

نحو أصبح زید ذاکرا أي کان ذاکرا في وقت الصبح وبمعنی صار نحو أصبح زید غنیا وتامة بمعنی دخل

جیسے أصبح زید ذاکرا (زید صبح کے وقت میں ذکر کرنے والا تھا) اور (یہ تینوں کبھی) بمعنی صار بھی ہوتے ہیں جیسے أصبح
في الصباح والضحی والمساء وظل وبات یدلان علی اقتران مضمون الجملة بوقتیهما نحو
زید غنیا (زید غنی ہوگیا) اور یہ تینوں تامہ بھی ہوتے ہیں اس وقت أصبح کا معنی ہوگا دخل في الصباح اور أضحی کا معنی ہوگا دخل في الضحی اور أمسی کا معنی ہوگا دخل في المساء اور ظل اور بات یہ دونوں مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملا
ظل زید کاتبا وبمعنی صار وما زال وما برح وما فتئ وما انفك تدل علی استمرار ثبوت خبرها لفاعلها
لاتے ہیں جیسے ظل زید کاتبا (زید دن کے وقت کاتب رہا) اور یہ دونوں بھی بمعنی صار ہوتے ہیں جیسے ظل زید غنیا بمعنی صار زید غنیا (زید غنی ہوگیا) اور ما زال ما برح ما فتئ ما انفك دلالت کرتے ہیں اپنے فاعل کے لیے اپنی خبر کے ثبوت کے
مذ قبله نحو ما زال زید أمیرا ویلزمها حرف النفي وما دام تدل علی توقیت أمر بمدة ثبوت خبرها
استمرار پر جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا جیسے ما زال زید أمیرا (ہمیشہ زید امیر ہے) اور ان کو حرف نفی لازم ہے اور
لفاعلها نحو أقوم ما دام الأمیر جالسا ولیس یدل علی نفي معنی الجملة حالا وقیل مطلقا
ما دام مدت کرتا ہے شئ کی تعیین پر اس مدت میں کہ اس کی خبر اس کے فاعل کے لیے ثابت ہے جیسے أقوم ما دام الأمیر جالسا (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھنے والا ہے) اور لیس معنی جملہ کی نفی پر دلالت کرتے ہیں حال میں اور بعض حضرات نے مطلقا کہا ہے وقد عرفت بقیة أحکامها في القسم الأول فلا نعیدها
اور ان افعال ناقصہ کے بقیہ احکام تم قسم اول میں پہچان چکے ہو پس ان کو نہیں دہرائیں گے

پانچویں بات　افعال ناقصہ کا استعمال

صار انتقال کے لیے آتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جیسے صار زید غنیا (زید غنی ہوگیا) یعنی انتقل زید من الفقر إلی الغنی (زید حالت فقر سے حالت غنا کی طرف منتقل ہو)

أصبح، أمسی، أضحی یہ تینوں افعال تین معنوں کے لیے آتے ہیں

۱) مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے کے لیے جیسے أصبح زید ذاکرا کہ یہ اصل میں تھا کان زید ذاکرا في وقت الصبح، أمسی زید مسرورا (زید شام کے وقت خوش ہونے والا تھا) اور أضحی زید حزینا (زید چاشت کے وقت غمگین تھا)

۲) اور یہ تینوں افعال کبھی صار کے معنی میں آتے ہیں اس وقت ان کے معنی ان کے اوقات کا لحاظ نہیں ہوگا جیسے أصبح زید غنیا (زید غنی ہوگیا)

۳) یہ تینوں افعال کبھی کبھی تامہ ہوتے ہیں اس وقت یہ دخل کے معنی میں ہوں گے جیسے أصبح کا معنی ہوگا دخل في الصباح اور أضحی کا معنی ہوگا دخل في الضحی اور أمسی کا معنی ہوگا دخل في المساء

ظل اور بات: یہ دونوں بھی مضمون جملہ کو اپنے اپنے اوقات کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظل

زید کاتب یعنی حصل کتبه فی النهار (زید کی کتابت دن میں حاصل ہوئی) اور جیسے بات زید قائما ای حصل نومه فی اللیل (زید کی نیند رات میں حاصل ہوئی) اور یہ دونوں کبھی کبھی معنی صار بھی ہوتے ہیں جیسے ظل زید غنیا (زید غنی ہو گیا) ظل زید فقیرا (زید فقیر ہو گیا)

ما زال، ما برح و ما فتیء، ما انفک: یہ چاروں افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کا ثبوت ان کے فاعل کے لیے دائمی ہے جب سے فاعل نے خبر کو قبول کیا ہے جیسے ما زال زید امیرا (زید ہمیشہ سے امیر ہے) یعنی جب سے زید نے امارت قبول کی اس وقت سے زید کی امارت دائمی ہے کبھی جدا نہیں ہوئی۔

ویلزمها حرف النفی: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ چاروں افعال کو حرف نفی لازم ہے یعنی جب ان افعال سے دوام و استمرار کا ارادہ کیا جائے تو حرف نفی اس کو لازم ہوگی کیونکہ حرف نفی کی وجہ سے ان میں دوام و استمرار کا معنی پیدا ہوگا اس لیے کہ ان افعال کے معنی میں نفی پائی جاتی ہے جیسے زال کا معنی زائل ہونا اسی طرح برح اور فتیء کا معنی بھی زائل ہونا ہے، اور انفک کا معنی جدا ہونا ہے جب ان افعال پر ما نافیہ داخل ہوتا ہے تو نفی کی نفی ہو جاتی ہے اور ضابطہ ہے نفی النفی اثبات و استمرار یعنی نفی کی نفی سے ثبوت اور دوام و استمرار کا معنی پیدا ہو جاتا ہے پس ما زال کا معنی ہوگا کبھی زائل نہ ہوا یعنی ہمیشہ رہا۔

ما دام: یہ کسی امر کو مدت کے ساتھ موقت کرنے پر دلالت کرتا ہے جب تک فاعل کے لیے اس کی خبر کا ثبوت ہے جیسے اقوم ما دام الامیر جالسا (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں متکلم نے اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت تک موقت اور متعین کر دیا۔

لیس: یہ زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور بعض کا یہ کہنا ہے لیس مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے۔

افعال ناقصہ کے بقیہ احکام چونکہ پہلی قسم میں گزر چکے ہیں مصنف رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ یہاں ان کو دوبارہ دہرانے کی حاجت نہیں۔

افعال مقاربہ

فصل: أفعال المقاربة هي أفعال وضعت للدلالة على دنو الخبر لفاعله وهي على ثلاثة أقسام الأول:

یہ فصل افعال مقاربہ کے بیان میں ہے افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جنہیں خبر کے اپنے فاعل کے نزدیک ہونے پر دلالت کرنے کے لیے وضع

للرجاء وهو عسى وهو فعل جامد لا يستعمل منه غير الماضي وهو في العمل مثل كاد إلا أن خبره فعل

کیا گیا ہے اور وہ تین قسم پر ہیں پہلی قسم رجاء (یعنی امید) کے لیے اور وہ عسى ہے اور عسى فعل جامد ہے اس سے ماضی کے علاوہ دوسرے فعل مستعمل نہیں ہوتا اور یہ عمل میں کاد کی طرح ہے (یعنی کاد کی طرح عمل کرتا ہے) مگر اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے، اور ان آتا ہے جیسے عسى زید

مضارع مع أن نحو عسى زيد أن يقوم ويجوز تقديم الخبر على اسمه نحو عسى أن يقوم زيد وقد تحذف

فعل مضارع اَن کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اَن بغیر ہوتی ہے جیسے عسی زید یقوم اور جائز ہے خبر مقدم کرنا اس کے اسم پر جیسے عسی

أن نحو عسى زيد أن يقوم والثاني للحصول وهو كاد وخبره مضارع دون أن نحو كاد زيد يقوم وقد تدخل

أن يقوم زيد اور کبھی کبھی ان کو حذف کیا جاتا ہے جیسے عسی زید یقوم اور دوسری قسم حصول کے لیے آتی ہے اور وہ کاد ہے اور اس کی خبر مضارع ہوتی ہے بغیر اَن کے جیسے کاد زید یقوم (زید کھڑے ہونے کے قریب ہے) اور

أن على خبره نحو كاد زيد أن يقوم والثالث للأخذ والشروع في الفعل وهو طفق وجعل وكرب وأخذ

کبھی کبھی اَن بھی داخل ہوجاتا ہے جیسے کاد زید أن یقوم (زید کھڑے ہونے کے قریب ہے) اور تیسری قسم الأخذ اور الشروع في الفعل کے لیے آتی ہے اور وہ طفق اور جعل اور کرب اور أخذ ہیں

واستعمالها مثل كاد طفق زيد يكتب وأوشك واستعماله مثل عسى وكاد

اور ان کا استعمال کاد کی طرح ہے جیسے طفق زید یکتب (زید نے لکھنا شروع کردیا) اور أوشک بھی اور اس کا استعمال عسی اور کاد کی طرح ہے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ افعال ناقصہ کو ذکر فرمانے کے بعد اب یہاں سے افعال مقاربہ کو ذکر فرما رہے ہیں اس فصل میں مصنف رحمہ اللہ نے دو باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

پہلی بات : افعال مقاربہ کی تعریف

دوسری بات : افعال مقاربہ کی اقسام

پہلی بات افعال مقاربہ کی تعریف

افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل سے نزدیک کرنے پر دلالت کریں۔

فائدہ افعال مقاربہ کا عمل: یہ افعال بھی افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

دوسری بات افعال مقاربہ کی اقسام

۱) للرجاء یعنی امید کے لیے ۲) للحصول یعنی حصول کے لیے

۳) الأخذ والشروع في الفعل (یعنی فعل میں شروع ہونے کے لیے)

پہلی قسم للرجاء: یعنی امید کے لیے ہے یا مطلب امید کے خبر کو فاعل کے قریب کرنے کے لیے ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم امید اور طمع رکھتا ہے نہ کہ یقین کہ حصول خبر فاعل کے لیے قریب ہے اور وہ عسی ہے جیسے عسی زید أن یخرج (امید ہے کہ زید عنقریب نکلے)

وهو فعل جامد: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ عسی فعل جامد ہے جس سے ماضی کے سوا اور کوئی صیغہ نہیں آتا ہے جیسے وغیرہ اس سے امر، نہی، مضارع، اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے نہیں آتے ہیں۔

وهو في العمل مثل كاد اور فعل عسی کا عمل فعل کاد کی طرح ہے یعنی وہ کاد کی طرح اسم کو رفع دیتا ہے اور کی طرح اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے۔

عسی اور کاد میں فرق: یہ ہے کہ عسی کی خبر مضارع اَن کے ساتھ ہوتی ہے اور فعل کاد کی خبر فعل مضارع بغیر اَن کے ہوتی ہے جیسے عسی زید اَن یقوم (امید ہے کہ زید عنقریب کھڑا ہو) اس میں زید عسی کا اسم ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اور اَن یقوم محل نصب میں ہے اور اس کی خبر ہے۔

ويجوز تقديم الخبر على اسمه اور عسی کی خبر کی تقدیم اس کے اسم پر جائز ہے جیسے عسی زید اَن یقوم اس مثال میں اَن یقوم عسی کا فاعل ہونے کی بنا پر محلاً مرفوع ہے اور زید اَن یقوم کا فاعل ہے اور اس صورت میں عسی تامہ ہے اس کی خبر کی ضرورت نہیں ہے اور پہلی صورت میں عسی ناقصہ ہے

وقد يحذف اَن اور کبھی استعمال اول میں عسی کی خبر سے اَن مصدریہ کو کاد کے ساتھ مقاربت میں مشابہت کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے عسی زید یقوم

دوسری قسم للحصول: دوسری قسم حصول کے لیے ہے یعنی وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کے لیے یقیناً قریب ہے نہ کہ بطور امید کے اور وہ کاد ہے اس کی خبر فعل مضارع بغیر اَن کے ہوتی ہے جیسے کاد زید یقوم (زید یقیناً کھڑا ہونے کے قریب ہے) اس میں زید کاد کا اسم ہے اور یقوم محلاً منصوب ہو کر کاد کی خبر ہے اور اَن مصدریہ کاد کی خبر پر بھی داخل ہوتا ہے کیونکہ عسی کے ساتھ مشابہت ہے جیسے کاد زید اَن یقوم

تیسری قسم: فعل کے شروع کرنے کے لیے ہے یعنی وہ اس امر پر دلالت کرنے کے لیے ہے کہ متکلم فاعل کے لیے خبر کے حصول کے قریب کی خبر دیتا ہے اس لیے کہ متکلم فاعل کو اس کے شروع کا یقین ہے نہ کہ امید ہو طفق اور اس تیسری قسم کے لیے طفق بمعنی اخذ اور جعل بمعنی طفق اور کرب بمعنی قرب اور "اخذ" بمعنی شرع جیسے طفق زید یخرج (زید نے یقیناً نکلنا شروع کر دیا ہے)

واستعمالهن مثل كاد اور ان چاروں الفاظ یعنی طفق، جعل، کرب، اخذ کا استعمال کاد کی طرح ہے یعنی یہ چاروں کاد کی طرح اسم اور خبر کو چاہتے ہیں پھر ان کی خبر کاد کی خبر کی طرح فعل مضارع بغیر اَن کے ہوتی ہے جیسے طفق زید یکتب (زید نے یقیناً لکھنا شروع کر دیا ہے)

واوشك واستعماله مثل عسى وكاد اور اوشک کا استعمال عسی اور کاد کے استعمال کی طرح ہے یعنی کبھی خبر اَن کے ساتھ مثل عسی اور کبھی بغیر اَن کے کاد کے مثل ہے جیسے اوشک زید اَن یقوم یا اوشک زید یقوم

افعال تعجب

فصل: فعلا التعجب ما وضع لإنشاء التعجب وله صيغتان: ما أفعله نحو ما أحسن زيدا أي أي شيء أحسن زيدا

تعجب کے دو فعل وہ ہیں جو وضع کیے گئے ہیں انشاء تعجب کے لیے اور اس کے دو صیغے ہیں اول ما افعلہ جیسے ما احسن زیدا یعنی کس چیز نے زید

وفي أحسن ضمير وهو فاعله وأفعل به نحو أحسن بزيد ولا يبنيان إلا مما يبنى منه أفعل التفضيل ويتوصل

کو حسین بنایا اور احسن میں ایک ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے دوسرا صیغہ افعل بہ ہے جیسے أحسن بزید یعنی کتنا ہی حسین ہے زید اور یہ دو صیغے نہیں بنائے جاتے مگر انہی افعال سے جن سے اسم تفضیل بنائے جاتے ہیں اور ذریعہ اور وسیلہ بنایا جاتا ہے

في الممتنع بمثل ما أشد استخراجه في الأول وأشدد باستخراجه في الثاني كما عرفت في اسم التفضيل

ممتنع میں ما اشد استخراجہ کے مثل اول میں اور اشدد باستخراجہ کے ثانی میں جیسا کہ تم اسم تفضیل میں پڑھ چکے ہو

ولا يجوز التصرف فيهما بتقديم ولا تأخير ولا فصل والمازني أجاز الفصل بالظرف نحو

دونوں میں تصرف جائز نہیں ہے تقدیم کی نہ تاخیر کی اور نہ فصل کی اور امام مازنی نے ظرف کے ذریعے فصل کو جائز کہا ہے جیسے

ما أحسن اليوم زيدا

ما أحسن اليوم زيدا (کیا ہی عمدہ ہے وہ چیز جس نے آج زید کو حسین بنایا)

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں

پہلی بات: فعل تعجب کی تعریف

دوسری بات: فعل تعجب کے صیغے

تیسری بات: فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

چوتھی بات: جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب بنانے کا طریقہ

پہلی بات — فعل تعجب کی تعریف

فعل تعجب وہ ہے جو انشاء تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

مصنف رحمہ اللہ نے انشاء تعجب کی قید لگا کر وہ افعال نکال دیے جو تعجب کی خبر دیتے ہیں جیسے تعجبت وغیرہ

دوسری بات — فعل تعجب کے صیغے

فعل تعجب کے دو صیغے ہیں۔

پہلا صیغہ: ما أفعله ہے جیسے ما أحسن زيدا أي شيء أحسن زيدا (یعنی کس چیز نے زید کو صاحب حسن کر دیا) اس میں ما استفہامیہ بمعنی أي شيء کے ہو کر مبتدا ہے احسن فعل ماضی ہے اس میں ضمیر هو مستتر اس کا فاعل ہے اور زیدا مفعول بہ جملہ ہو کر خبر ہے۔

دوسرا صیغہ: أفعل به ہے جیسے أحسن بزيد اس میں أحسن امر کا صیغہ ہے لیکن بمعنی ماضی أحسن ہے

اور بزید میں باء حرف جارہ زائدہ ہے اور زید اس کا فاعل ہے اور ہمزہ صیرورت کا ہے۔ اور اس صورت میں أحسن میں کوئی ضمیر نہیں ہوتی کیونکہ اس کا فاعل زید موجود ہے یعنی أحسن بزید کے معنی ہوں گے صار زید ذا حسن (زید صاحب حسن ہو گیا)

تیسری بات: فعل تعجب کے صیغے جن افعال سے آتے ہیں اور جن سے نہیں آتے ان کا ذکر

فعل تعجب کے دونوں صیغے بھی انہی ابواب سے تیار ہوتے ہیں جن سے اسم تفضیل بنایا جا سکتا ہے یعنی صرف ثلاثی مجرد سے۔ ثلاثی مجرد بھی وہ جس میں لون وعیب کا معنی نہ ہو باقی ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ اسی طرح ثلاثی مجرد جس میں لون وعیب کا معنی ہے ان سے یہ صیغے نہیں آتے ہیں۔

چوتھی بات: جن افعال سے فعل تعجب کے صیغے نہیں آتے ہیں ان سے فعل تعجب لانے کا طریقہ

ہر اس فعل سے جس سے صیغہ تعجب بنانا ممتنع ہے یعنی ثلاثی مجرد جس میں لون اور عیب کا معنی ہو اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے فعل تعجب کے پہلے صیغے کو ما أشد استخراجه میں أشد سے اور اس کے دوسرے صیغے کو أشدد باستخراجه میں أشدد سے اور مثل قلت جیسے أضعف، أحسن، أقبح وغیرہ سے بناتے ہیں اس طور پر کہ ان الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد جن ابواب سے فعل تعجب لانا ممتنع ہے اس کے مصدر کو لا کر ذکر کیا جائے اور پھر فعل ممتنع کے مصدر کو اس کا منصوب بنایا جائے یا اس پر باء جارہ لا کر مجرور بنایا جائے۔

اول کی مثال: ما أشد استخراجه (لفظی ترجمہ کس چیز نے اس کے نکلنے کو صاحب شدت کیا۔ بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

ثانی کی مثال: أشدد باستخراجه (لفظی ترجمہ اس کا نکلنا صاحب شدت ہوا، بامحاورہ ترجمہ اس کا باہر نکلنا کیا ہی سخت ہے)

ولا يجوز التصرف فيهما: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں تقدیم وتاخیر کا تصرف جائز نہیں اول میں معمول کو مقدم کرنا اور ثانی میں جار مجرور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا ما زيدا أحسن، وبزيد أحسن کہنا درست نہیں ہے اسی طرح ان کے اور معمول کے درمیان فاصلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے لہٰذا ما أحسن في الدار زيدا، یا أحسن في الدار بزيد کہنا بھی درست نہیں ہے لیکن مازنی کے ہاں ان میں اور ان کے معمول میں ظرف کے ساتھ فصل جائز ہے کیونکہ ظرف میں وہ وسعت ہوتی ہے جو غیر ظرف میں نہیں ہوتی ہے لہٰذا ان کے ہاں ما أحسن اليوم زيدا (یعنی کس چیز نے آج زید کو صاحب حسن بنایا) کہنا جائز ہے اسی طرح أحسن اليوم بزيد بھی جائز ہے۔

افعال مدح وذم

فصل أفعال المدح والذم ما وضع لإنشاء مدح أو ذم، أما المدح ففعلان: نعم وفاعله اسم معرف باللام

افعال مدح و ذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح و ذم کے لیے وضع کیے گئے ہیں بہرحال افعال مدح پس ان کے لیے دو فعل ہیں فعل نعم ہے

نحو نعم الرجل زيد، أو مضاف إلى المعرف باللام نحو نعم غلام الرجل زيد، وقد يكون فاعله مضمرا

اس کا فاعل وہ اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زید یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نعم غلام

ويجب تمييزه بنكرة منصوبة نحو نعم رجلا زيد، أو بما نحو قوله تعالى: فنعما هي أي نعم شيئا هي، وزيد

الرجل زید اور کبھی نعم کا فاعل ضمیر مستتر ہوتا ہے اس وقت اس کی تمییز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا واجب ہے جیسے نعم رجلا زید (اچھا ہے زید بحیثیت مرد ہونے کے) یا اس کی تمییز لفظ ما ہوتی ہے جو نکرہ بمعنی شیء ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان فنعما هي أي نعم شيئا هي اور زید کو

يسمى المخصوص بالمدح، وحبذا نحو حبذا زيد، فحب فعل المدح وفاعله ذا، والمخصوص زيد، ويجوز

المخصوص بالمدح کا نام دیا جاتا ہے (یعنی مذکورہ مثالوں میں فاعل کے بعد جو اسم واقع ہے اس کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں) اور دوسرا فعل حبذا ہے جیسے حبذا زید پس حب فعل مدح ہے اور ذا اس کا فاعل ہے اور زید المخصوص بالمدح ہے (مثل کیا ہی اچھا ہے زید) اور جائز ہے

أن يقع قبل مخصوصه أو بعده تمييز نحو حبذا رجلا زيد وحبذا زيد رجلا، أو حال نحو حبذا راكبا زيد و

مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد تمییز مذکور ہو جیسے حبذا رجلا زید اور حبذا زید رجلا یا مخصوص بالمدح کے بعد یا پہلے حال

حبذا زيد راكبا، وأما الذم ففعلان أيضا: بئس نحو بئس الرجل زيد وبئس غلام الرجل عمرو وبئس رجلا

واقع ہو جیسے حبذا راکبا زید اور حبذا زید راکبا اور بہرحال افعال ذم ان کے دو فعل ہیں ایک بئس ہے جیسے بئس الرجل زید اور بئس غلام الرجل عمرو اور بئس رجلا عمرو (برا ہے مرد عمرو اور برا ہے مرد کا غلام عمرو اور برا ہے عمرو باعتبار مرد ہونے کے)

عمرو، وساء نحو ساء الرجل زيد وساء غلام الرجل زيد وساء رجلا زيد، وساء مثل بئس في سائر الأقسام

دوسرا فعل ساء ہے جیسے ساء الرجل زید (برا ہے مرد زید) اور ساء غلام الرجل زید (برا ہے مرد کا غلام زید)
اور ساء رجلا زید (برا ہے وہ باعتبار مرد کے زید) اور ساء مثل بئس کے ہے تمام اقسام میں۔

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں چار باتیں ذکر فرما رہے ہیں۔

پہلی بات: افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

دوسری بات: نعم کے فاعل سے متعلق

تیسری بات: اَلْمَخْصُوصُ بِالْمَدْحِ سے متعلق

چوتھی بات: افعال ذم کے صیغے اور ان کے استعمال سے متعلق

پہلی بات: افعال مدح وذم کی تعریف اور افعال مدح کے صیغے

افعال مدح وذم کی تعریف: افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کے لیے وضع کیے گئے ہوں جیسے مدحت زیدا (میں نے زید کی مدح کی) اور ذممت زیدا (میں نے زید کی مذمت کی) یہ انشاء مدح وذم ہے اور کرم زید اور شرف زید اور عور زید اخبار مدح وذم کے لیے ہیں نہ کہ انشاء مدح وذم کے لیے یہ مذکورہ تعریف سے خارج ہوں گے۔

افعال مدح وذم کے صیغے: افعال مدح وذم کے دو صیغے ہیں نعم اور حبذا۔

دوسری بات نعم کے فاعل سے متعلق

نعم کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زید (زید اچھا مرد ہے) یا اس کا فاعل وہ ہوتا ہے جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نعم غلام الرجل زید پہلی مثال میں الرجل نعم کا فاعل ہے اور دوسری مثال میں غلام الرجل نعم کا فاعل ہے۔

کبھی نعم کا فاعل ضمیر مستتر ہوتی ہے اس وقت اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے نعم رجلا زید اس مثال میں نعم میں ضمیر ھو مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور رجلا اس کی تمیز ہے (زید اچھا ہے از روئے مرد ہونے کے) یا اس کی تمیز لفظ ما ہوگی جو نکرہ ہے اور بمعنی شیء کے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فنعما ھی (ای نعم شیئا ھی) اس مثال میں نعم میں ضمیر ھو مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے اور ما نکرہ ہے بمعنی شیء یہ محلا منصوب اور تمیز موصوف ہے اور ھی مخصوص بالمدح ہے۔ دوسرا فعل حبذا ہے جیسے حبذا زید اس میں حب فعل مدح ذا اس کا فاعل ہے اور زید المخصوص بالمدح ہے۔

تیسری بات المخصوص بالمدح سے متعلق

افعال ذم کے دو صیغے ہیں بئس اور ساء۔ بئس اور ساء کا استعمال نعم کی طرح ہے یعنی ان دونوں کا فاعل یا معرف باللام ہوگا یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا یا اس کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جس کی تمیز یا تو نکرہ منصوبہ ہوگی یا ما نکرہ بمعنی شیء ہوگی۔

مثال: بئس الرجل زید (زید برا مرد ہے) یہ بئس کا فاعل معرف باللام ہونے کی مثال ہے اس میں زید مخصوص بالذم ہے۔

بئس غلام الرجل عمرو: بئس کے فاعل کے معرف باللام کی طرف مضاف ہونے کی مثال ہے اور بئس رجلا عمرو یہ فاعل ضمیر مستتر ہونے کی مثال ہے جس کی تمیز رجلا نکرہ منصوبہ ہے۔

دوسرا فعل ساء کی مثالیں: ساء الرجل زید اور ساء غلام الرجل زید اور ساء رجلا زید یہ ساء تمام اقسام میں بئس کی مانند ہے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: فعل مضارع کے اقسام تفصیل سے لکھیں اور مثالوں کے ساتھ ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲: فعل مضارع کے عوامل ناصبہ بمع امثلہ تحریر کرنے کے بعد ان وجوباً اور جوازاً کب مقدر ہوتا ہے مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۳: فعل مضارع کے عوامل جازمہ کو مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

سوال نمبر ۴: لم اور لما میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: کیا لما کے بعد فعل کا حذف کرنا جائز ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں؟

سوال نمبر ۶: کلمۃ المجازات کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۷: شرط اور جزا دونوں پر جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۸: شرط اور جزا میں کلمۃ المجازات کب عمل نہیں کرتے ہیں؟ مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۹: صرف شرط میں جزم دینا کب واجب ہے؟ مثال بھی تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۰: شرط اور جزا میں جزم کب جائز ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۱۱: جزا پر فاء کا داخل کرنا کب جائز ہے اور کب ناجائز ہیں؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۲: جزا پر فاء کا وجوباً داخل ہونے کی وجہیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: کونسے افعال کے بعد ان مقدر ہوتا ہے؟ مثالوں سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۴: فعل امر کی تعریف کریں؟ فعل امر بنانے کا طریقہ بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۵: فعل ما لم یسم فاعلہ کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز فعل مجہول بنانے کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں؟

سوال نمبر ۱۶: فعل لازم اور فعل متعدی کی تعریفات اور امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۱۷: نعم کا فاعل کیا ہوتا ہے مذکر ہوتا ہے یا مؤنث؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۱۸: افعال قلوب کتنے اور کون سے ہیں؟ اور ان کا عمل کیا ہے؟ مثالیں بھی ذکر کریں اور ان کے خواص تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: افعال ناقصہ کی تعریف اور عمل لکھیں؟

سوال نمبر ۲۰: افعال ناقصہ کی اقسام بمع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۲۱: کان اور اس کے اخوات کا معنی اور استعمال لکھیں؟

سوال نمبر ۳۲: جیاد بنی ابی بکر تسامی ... علی کان المسومة العراب ای علی المسومة

کان کے زائدہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے اس شعر کو کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے؟ اور شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی کیجئے؟

سوال نمبر ۳۳: فعل مقاربہ کی تعریف اور اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر ۳۴: فعل تعجب کی تعریف لکھیں اور یہ بتائیں کہ فعل تعجب کے صیغے کتنے اور کون کون سے ہیں؟

سوال نمبر ۳۵: افعال مدح و ذم کی تعریف اور مثال لکھیں؟ نیز افعال مدح و ذم کتنے اور کون کون سے ہیں تحریر کریں؟

اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ فِي الْحُرُوْف

القسم الثالث في الحروف وقد مضى تعريفه وأقسامه سبعة عشر: حروف الجر والحروف المشبهة بالفعل وحروف العطف وحروف التنبيه وحروف النداء وحروف الإيجاب وحروف الزيادة وحرفا التفسير وحروف المصدر وحروف التحضيض وحرف التوقع وحروف الاستفهام وحروف الشرط وحرف الردع وتاء التأنيث ونون التنوين ونون التاكيد

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے کلمہ کی تیسری قسم حرف کو بیان فرما رہے ہیں۔ حرف کی تعریف اور اس کی علامات گزر چکی ہیں۔ حروف کی سترہ اقسام ہیں۔

(۱) حروف جارہ
(۲) حروف مشبہ بالفعل
(۳) حروف عطف
(۴) حروف تنبیہ
(۵) حروف نداء
(۶) حروف ایجاب
(۷) حروف زیادہ
(۸) حروف تفسیر
(۹) حروف مصدر
(۱۰) حروف تحضیض
(۱۱) حروف توقع
(۱۲) حروف استفہام
(۱۳) حروف شرط
(۱۴) حروف ردع
(۱۵) تائے تانیث ساکنہ
(۱۶) نون تنوین
(۱۷) نون تاکید

حروف جارہ

حروف الجر حروف وضعت لإفضاء الفعل أو شبهه أو معنى الفعل إلى ما يليه نحو مررت بزيد وأنا مار بزيد وهذا في الدار أبوك أي أشير إليه فيه

ترجمہ مع وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے حروف جارہ کو تفصیل سے ذکر فرما رہے ہیں،

چنانچہ حروف جارہ ذکر کرنے سے پہلے حروف جارہ کا فائدہ ذکر فرما رہے ہیں۔

حروف جارہ کا فائدہ: حروف جارہ وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کا اس اسم تک پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہیں، جو ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: مررت بزید (گزرا میں زید کے ساتھ)

اس مثال میں مررت فعل کو باء حرف جر نے زید اسم تک پہنچایا ہے۔

شبہ فعل کو اسم کے قریب کرنے کی مثال: انا مار بزید (میں گزرنے والا ہوں زید کے ساتھ)

اس مثال میں مار اسم فاعل شبہ فعل ہے اس کو باء حرف جر نے زید تک پہنچایا ہے۔

معنی فعل کو اسم تک پہنچانے کی مثال: هذا في الدار ابوك (یہ گھر میں تیرا باپ ہے) اس مثال میں هذا یہ معنی فعل ہے کیونکہ یہ هذا اسم اشارہ ہے اشیر کے معنی میں ہے پس هذا في الدار کے معنی اشير اليه فيها ہے (میں اس گھر کی طرف اشارہ کرتا ہوں) اب اس میں هذا معنی فعل کو في حرف جر نے الدار جو کہ اسم ہے اس تک پہنچا دیا ہے۔

حروف جارہ کی وضع اور ان کا استعمال

وهي تسعة عشر حرفا من وهي لابتداء الغاية وعلامته أن يصح في مقابلته الانتهاء كما تقول سرت من البصرة إلى الكوفة وللتبيين وعلامته أن يصح وضع لفظ الذي مكانه كقوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الأوثان وللتبعيض وعلامته أن يصح لفظ بعض مكانه نحو أخذت من الدراهم و زائدة وعلامته أن لا يختل المعنى بإسقاطها نحو ما جاءني من أحد ولا تزاد في الكلام الموجب خلافا للكوفيين وأما قولهم قد كان من مطر وشبهه فمتأول

وضاحت: حروف جارہ انیس ہیں۔ ان میں سے من کو پہلے ذکر فرما رہے ہیں۔

من کو پہلے اس لیے ذکر فرما رہے ہیں کہ من ابتداء کے لیے ہے لہٰذا یہ ابتدا میں آئے یہی اولیٰ و انسب ہے۔

حرف من اور اس کا استعمال: یہ چار معنوں کے لیے آتا ہے:

(۱) ابتداء غایت کے لیے (۲) تبیین کے لیے (۳) تبعیض کے لیے (۴) زائدہ

ابتداء غایت کے لیے: یعنی اس چیز کی ابتدا بتانے کے لیے جس کی کوئی انتہاء ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ یہ ابتداء غایت کے لیے جب ہوگا جب اس کے مقابلے میں الی کا آنا صحیح ہو جو کہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے۔

مثال: سرت من البصرة إلى الكوفة (میں نے سیر کی بصرہ سے کوفہ تک)

تبیین کے لیے: یعنی مقصود کے اندر جو ابہام ہوتا ہے، اس کی وضاحت کے لیے آتا ہے۔ اس کی

علامت یہ ہے کہ اگر مِن کو ہٹا کر اس کی جگہ الذي رکھ دیا جائے تو یہ صحیح ہو، جیسے فاجتنبوا الرجس من الأوثان اس میں مِن کی جگہ الّذي رکھ دیا جائے تو معنی درست ہوتا ہے یعنی الذي هو الأوثان یہاں مِن تبیین یعنی وضاحت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

تبعیض کے لیے: یعنی فعل بعض مجرور کے ساتھ متعلق ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ مِن کی جگہ اگر لفظ بعض رکھ دیا جائے تو معنی صحیح رہے، جیسے أخذت من الدراهم أي بعض الدراهم اس میں مِن کی جگہ اگر بعض رکھ دیا تو معنی درست ہوتا ہے اس لیے یہاں مِن تبعیض کے لیے ہے۔

زائدہ ہوتا ہے: کبھی مِن کلام میں زائدہ بھی ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو کلام سے گرا دینے سے معنی میں کوئی فرق نہ آئے، یعنی کلام میں اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو جیسے ما جاءني من أحد (میرے پاس کوئی نہیں آیا) اس میں حرف مِن اگر نہ ہوتا اور ما جاءني أحد ہوتا تب بھی کلام درست ہوتا تو یہاں مِن زائدہ ہے۔

مِن زائدہ کے بارے میں کوفیین اور بصریین کا اختلاف: مِن کلام موجب (جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو) میں زائدہ ہوتا ہے یا کلام غیر موجب میں (جس میں نفی، نہی، استفہام ہو)

بصریین: کے نزدیک مِن کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے اور کلام موجب میں زائدہ نہیں ہوتا ہے جیسے ما جاءني من أحد میں مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک بصریین کا مذہب مختار ہے اس لیے اس کو پہلے ذکر کر دیا۔

کوفیین: کے نزدیک مِن کلام موجب میں زائدہ ہوتا ہے جیسے قد کان من مطر

نحاۃ کوفہ کہتے ہیں عربوں کے اس قول میں مِن زائدہ ہے جو کہ کلام موجب میں واقع ہے۔

وأما قولهم قد كان: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے کوفیوں کو جواب دے رہے ہیں کہ عرب کا قول قد کان من مطر اور اس کے ہم شکل متأول (یعنی تاویل کیے ہوئے) ہیں یعنی عرب کے مذکورہ قول میں زائدہ نہیں ہے بلکہ یا تو تبعیض کے لیے ہے جیسے قد کان من مطر أي بعض مطر کے معنی میں ہے یا تبیین کے لیے ہے قد کان شيء من مطر یا بطور حکایت واقع ہے گویا کہ کسی کہنے والے نے کہا هل کان من مطر اس کے جواب میں کہا قد کان من مطر

مِن کا استعمال ذیل کے معنوں میں بھی ہوتا ہے

1) کبھی مِن بمعنی في آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يا أيها الذين آمنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة
2) کبھی مِن بمعنی باء آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ينظرون من طرف خفي أي بطرف خفي
3) کبھی مِن بمعنی بدل آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: أرضيتم بالحياة الدنيا من الآخرة أي بدل الآخرة
4) کبھی مِن بمعنی علی آتا ہے، جیسے: ونصرناه من القوم أي على القوم
5) کبھی بمعنی قسم آتا ہے، جیسے: من ربي لأفعلن كذا

۶) کبھی فصل کے لیے آتا ہے، جب من دو متضاد چیزوں میں سے دوسرے پر داخل ہو، جیسے واللہ یعلم المفسد من المصلح

وإلى وهي لانتهاء الغاية كما مر وبمعنى مع قليلا كقوله تعالى: فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق

إلی جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے دوسرا حرف إلی ہے۔ یہ انتہاء غایت کے لیے آتا ہے۔ یہ من ابتدائیہ کے مقابلے میں واقع ہوتا ہے، جیسے سرت من البصرۃ إلی الکوفۃ اور کبھی یہ بمعنی مع کے آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فاغسلوا وجوھکم وایدیکم إلی المرافق (تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ) یہاں إلی بمعنی مع کے ہے۔

وحتى وهي مثل إلى نحو نمت البارحة حتى الصباح وبمعنى مع كثيرا نحو قدم الحاج حتى المشاة

ولا تدخل إلا على الظاهر فلا يقال حتاه خلافا للمبرد وقول الشاعر:

فلا واللہ لا یلقی أناس فتی حتاک یا ابن أبی زیاد فشاذ

حتی جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے تیسرا حرف جار حتی ہے۔ یہ بھی إلی کی طرح انتہاء غایت کے لیے آتا ہے، جیسے بت البارحۃ حتی الصباح (میں گذشتہ رات سویا صبح تک)

وبمعنی مع کثیرا اور حتی بمعنی مع ہو کر کلام عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جیسے قدم الحاج حتی المشاۃ ای مع المشاۃ (حاجی لوگ مع پیادہ پا حاجیوں کے آگئے) اس مثال میں حتی بمعنی مع کے ہے۔

نوٹ: حتی بمعنی مع کثرت سے آتا ہے اور حتی بمعنی إلی کم آتا ہے۔

حتی اور إلی میں فرق: إلی اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے، جیسے إلی زید اور إلیہ کہنا درست ہے اور حتی صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے، لہذا حتاہ کہنا درست نہیں۔

خلافا للمبرد: امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ حتی جارہ کو ضمیر پر داخل ہونے کو جائز کہتے ہیں اور وہ استدلال میں شاعر کا شعر پیش کرتے ہیں جس میں حتی ضمیر پر داخل ہوا ہے جیسے مذکورہ شعر میں حتاک میں ک ضمیر پر داخل ہوا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جواب دیتے ہیں کہ اس طرح کا شعر شاذ ہے یعنی جمہور نحات کے نزدیک مذکورہ شعر میں جو حتی ک ضمیر پر داخل ہے یہ شاذ ہے جس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

شعر

فلا واللہ لا یلقی أناس فتی حتاک یا ابن أبی زیاد

ترجمہ: خدا کی قسم کوئی آدمی باقی نہیں رہے گا اور نوجوان کی یہاں تک کہ اے ابن زیاد تو بھی باقی نہیں رہے گا۔

محل استشہاد: مذکورہ شعر میں حتی ک ضمیر پر داخل ہے۔ اس میں چند حضرات کا اختلاف ہے۔

۱) جمہور نحات کا قول ہے کہ حتاک یا ابن ابی زیاد میں حتی جو کہ ضمیر مجرور ک پر داخل ہوا ہے جس پر قیاس کرنا ممتنع اور شاذ ہے۔

۲) مبرد صاحب حتی کو ضمیر مجرور پر داخل ہونا جائز قرار دیتے ہیں۔

۳) مصنف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ کلام شاذ ہے۔

ترکیب: فلا میں لا زائدہ ہے۔ واللہ قسم جار مجرور متعلق ہے اقسم کے ہو کر قسم ہو لا یلفی فعل کے لیے، اناس مبدل منہ فتی بدل ہو، اب مبدل منہ مع بدل مل کر فاعل ہو لا یلفی فعل کے لیے، حتاک جار مجرور متعلق ہوا لا یلفی کے۔ اب لا یلفی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا حرف ندا، ابن مضاف ابی مضاف الیہ مضاف، زیاد مضاف الیہ، اب مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہوا پہلے مضاف کے لیے، ابن مضاف مع مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہوا ابن مضاف کے لیے۔ اب مضاف مع مضاف الیہ مل کر منادی ہوا، اب یہ حرف ندا مع منادی کے مل کر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

وفي هي للظرفية نحو زيد في الدار والماء في الكوز

في جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے ایک حرف في ہے۔ في ظرفیت کے لیے ہے یعنی اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کے لیے ظرف بناتا ہے جیسے زيد في الدار (زید گھر میں ہے) اور الماء في الكوز (پانی مشکیزہ میں ہے)

وبمعنى على قليلا نحو قوله تعالى: ولأصلبنكم في جذوع النخل

وضاحت مع معنی: اور حرف في على کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہ کم آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ولأصلبنكم في جذوع النخل أي على جذوع النخل (میں تم کو کھجور کے تنوں پر ضرور سولی دوں گا)

والباء وهي للإلصاق نحو مررت بزيد أي التصق مروري بموضع يقرب منه زيد وللاستعانة نحو كتبت بالقلم وقد يكون للتعدية كقوله تعالى: ظلمتم أنفسكم باتخاذكم العجل وللمصاحبة كخرج زيد بعشيرته وللمقابلة كبعت هذا بذاك وللظرفية كجلست بالمسجد وللتعدية كذهبت بزيد وزائدة قياسا في الخبر المنفي نحو ما زيد بقائم وفي الاستفهام نحو هل زيد بقائم وسماعا في المرفوع نحو بحسبك زيد وكفى بالله شهيدا وفي المنصوب نحو ألقى بيده

باء جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے پانچواں باء ہے اور یہ چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جو یہ

باء: (۱) الصاق کے لیے (۲) استعانت کے لیے (۳) تعلیل کے لیے
(۴) مصاحبت کے لیے (۵) مقابلہ کے لیے (۶) تعدیہ کے لیے
(۷) ظرفیت کے لیے (۸) زائدہ ہو۔

۱) **الصاق کے لیے:** یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ کوئی چیز اس کے مجرور کے ساتھ ملصق اور متصل ہے۔ جیسے مررت بزید ای التصق مروری بموضع یقرب منہ زید (میں زید کے پاس گزرا یعنی میرا گزرنا اس جگہ کے ساتھ ہے جس جگہ سے زید قریب ہے)

۲) **استعانت کے لیے:** استعانت کے معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ باء استعانت وہ ہوتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے مابعد سے میرا فاعل مدد طلب کرتا ہے، جیسے کتبت بالقلم (میں نے قلم کے ساتھ لکھا یعنی قلم کی مدد سے لکھا)

۳) **تعلیل کے لیے:** باء کبھی تعلیل کے لیے ہوتی ہے، یعنی یہ بتلانے کے لیے کہ اس کا مابعد فعل کا سبب اور علت ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل (بے شک تم نے اپنے نفسوں پر بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب ظلم کیا) اس میں اتخاذکم العجل (یعنی بچھڑے کی پرستش) ظلم کے لیے سبب اور علت ہے۔

۴) **مصاحبت کے لیے:** یعنی اس فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مابعد دوسرے کے ساتھ تعلق فعل میں شریک ہے جیسے خرج زید بعشیرتہ (زید اپنے کنبے کے ساتھ نکلا) اور اس کی علامت یہ ہے۔ باء کی جگہ لفظ مع رکھنے سے معنی صحیح رہیں گے۔

۵) **مقابلہ کے لیے:** یعنی اس امر کا فائدہ دینے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی دوسری شے کے مقابلہ میں ہے جیسے بعت ھذا بذاک ای بمقابلۃ ذاک (میں نے اس کو اس کے مقابلہ میں بیچا)

۶) **ظرفیت کے لیے:** جیسے جلست بالمسجد ای فی المسجد (میں مسجد میں بیٹھا ہوں)

۷) **تعدیہ کے لیے:** یعنی فعل لازم کو فعل متعدی بنا دیتی ہے، جیسے ذھبت بزید بمعنی اذھبتہ (میں زید کو لے گیا)

۸) **زائدہ:** یعنی باء زائدہ بھی ہوتی ہے۔

باء کے زائدہ ہونے کے مقامات: زائدہ ہونا دو مقام پر قیاسی ہے اور باقی مقامات پر سماعی ہے۔

قیاسی: جن مقامات پر باء زائدہ ہوتی ہے،

ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفی کی خبر پر باء زائدہ ہوتی ہے جیسے ما زید بقائم (زید کھڑا نہیں ہے)

اور دوسرا مقام یہ ہے کہ استفہام کی خبر پر باء زائدہ ہوتی ہے جیسے هل زيد بقائم (کیا زید کھڑا ہے؟)

وسماعي في المرفوع: اس کا عطف قیاسی پر ہے اور باء سماعاً مرفوع میں زائد ہوتی ہے

خواہ وہ مرفوع مبتدا ہو، جیسے بحسبک زید (تجھ کو زید کافی ہے) اس میں حسب مبتدا ہے اس پر باء زائدہ ہے۔

خواہ وہ مرفوع خبر ہو جیسے حسبک بزید اس میں زید خبر ہے اس پر باء زائدہ داخل ہوا ہے۔

اور خواہ مرفوع فاعل ہو جیسے كفى بالله شهيدا، ای كفى الله شهيدا، اس میں لفظ اللہ فاعل ہے اس پر باء زائدہ داخل ہے۔

وفي المنصوب: اس کا عطف مرفوع پر ہے اور باء منصوب پر بھی زائدہ ہوتی ہے، جیسے ألقى بيده ای ألقى يده (اس نے اپنے ہاتھ کو ڈالا) اس میں مفعول ہے جس پر باء زائدہ داخل ہوئی ہے۔

واللام وهي للاختصاص نحو الجل للفرس والمال لزيد وللتعليل كضربته للتأديب وزائدة كقوله تعالى ردف لكم اي ردفكم وبمعنى عن إذا استعمل مع القول كقوله تعالى: وقال الذين كفروا للذين آمنوا لو كان خيرا ما سبقونا إليه وفيه نظر وبمعنى الواو في القسم للتعجب كقول الهذلي شعر

لله يبقى على الأيام ذو حيد　　بمشمخر به الظيان والآس

لام جارہ اور اس کا استعمال:

لام پانچ معنوں کے لیے آتا ہے۔

(۱) اختصاص　(۲) تعلیل　(۳) عن کے معنی میں　(۴) زائدہ　(۵) بمعنی واو

۱) **اختصاص کے لیے:** یعنی اپنے مابعد کو کسی چیز کے لیے ثابت کرنے کے لیے

خواہ وہ ثبوت بطریق استحقاق ہو، جیسے الجل للفرس (یہ لگام گھوڑے کے لیے ہے)

خواہ بطریق ملکیت ہو جیسے المال لزيد (یہ مال زید کا ہے) یعنی اس کی ملکیت ہے۔

۲) **تعلیل کے لیے:** یعنی یہ بیان کرنے کے لیے کہ اس کا مجرور کسی چیز کی علت ہے۔

خواہ وہ علت ذہنی ہو جیسے ضربته للتأديب (میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کے لیے) اس میں تادیب ضرب کی علت غائی ہے جو کہ ذہن میں ہے۔

خواہ علت خارجی ہو، جیسے خرجت لمخالفتك (میں تیری مخالفت کی وجہ سے نکلا) اس میں مخالفت خروج کی علت ہے جو کہ خارجی ہے۔

۳) **زائدہ:** لام جارہ زائدہ ہوتا ہے جیسے ردف لكم ای ردفكم (وہ تمہارے پیچھے ہوا) اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ فعل متعدی بنفسہ ہو، اس میں متعدی بنفسہ ہے۔

۴) **عن کے معنی میں:** اور لام جارہ بمعنی عن ہوتا ہے جب کہ وہ قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ واقع ہو جیسے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وقال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ (کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مومنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے) یہاں للذین، عن الذین کے معنی میں ہے۔

۵) واو کے معنی کے لیے: وہ لام جارہ بمعنی واو قسم ہوتا ہے اور اس کا جواب قسم امور عظام میں سے ہوتا ہے جس سے تعجب کیا جاتا ہو جیسے للہ لا یؤخر الاجل یعنی واللہ (اللہ کی قسم موت مؤخر نہیں ہوتی) اس میں لام واو قسم کے معنی میں ہے اور موت جواب قسم امور عظام میں سے ہے، کیونکہ اس کا استعمال امور عظام میں ہوتا ہے، اس لیے للہ طار الذباب (اللہ کی قسم مکھی اڑی) نہیں کہا جاتا ہے۔

شاعر ہذلی کا قول

للہ یبقی علی الایام ذو حید　　بمشمخر بہ الظیان و الآس

مشکل لغات: ذو حید: گرہ جو پہاڑی بکرے کے سینگ پر ہوتی ہے۔ مشمخر: بلند پہاڑ
الظیان: خوشبودار گھاس جس کو یاسمین کہتے ہیں۔ الآس: بمعنی درخت ریحان

ترکیب: للہ جار مجرور متعلق اقسم فعل کے۔ یبقی فعل، علی الایام جار مجرور متعلق یبقی کے، ذو حید فاعل ہے یبقی کا، با حرف جار، مشمخر موصوف، بہ خبر مقدم، الظیان و الآس معطوف علیہ معطوف مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر مل کر صفت مشمخر موصوف کی ہے، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق یبقی کے ہوا، پھر یہ جملہ جواب قسم ہوا۔

وربّ وهي للتقليل كما أنّ كم الخبرية للتكثير وتستحق صدر الكلام ولا تدخل إلا على نكرة موصوفة نحو ربّ رجلٍ كريمٍ لقيته أو مضمرٍ مبهمٍ مفردٍ مذكرٍ أبدًا مميّزٍ بنكرةٍ منصوبةٍ نحو ربّه رجلًا وربّه رجلين وربّه رجالًا وربّه امرأةً كذلك وعند الكوفيين يجب المطابقة نحو ربّهما رجلين وربّهم رجالًا وربّها امرأةً وقد تلحقها ما الكافّة فتدخل على الجملتين نحو ربّما قام زيد وربّما زيد قائم ولابدّ لها من فعلٍ ماضٍ لأنّ التقليل لمتحقّق وهو لا يتحقّق إلا به ويحذف ذلك الفعل غالبًا كقولك ربّ رجلٍ أكرمني في جواب من قال هل لقيت من أكرمك؟ أي ربّ رجلٍ أكرمني لقيته فأكرمني صفة للرجل ولقيته فعلها وهو محذوف

ربّ جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے ساتواں حرف رب ہے یہ تقلیل کے لیے آتا ہے جیسے خبریہ تکثیر کے لیے آتا ہے۔

تقلیل کے لیے: اور رب انشاء تقلیل کے لیے آتا ہے، یعنی جو بعد کے افراد میں قلت پیدا کرنے کے لیے، جس طرح کم خبریہ انشاء تکثیر کے لیے آتا ہے اور رب صدر کلام میں آتا ہے۔

رب نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے جیسے رب رجل کریم لقیتہ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی)

یا رب ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے، لیکن یہ ضمیر صرف مفرد مذکر ہوگی یا تمیز کے مطابق ہوگی، اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے۔

بصریین: بصریین کے نزدیک ضمیر مبہم ہمیشہ مفرد مذکر ہوگی، خواہ اس کی تمیز تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو یا مؤنث، اس لیے کہ ضمیر مقصود فی الذهن کی طرف لوٹتی ہے اور اسی چیز کی طرف نہیں لوٹتی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہو، بہرحال اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوگی جیسے ربہ رجلا، ربہ رجلین، ربہ رجالا، ربہ امرأۃ

کوفیین: کوفیین کے نزدیک ضمیر مبہم کی تمیز کے ساتھ مطابقت ضروری ہے، جیسے

ربہ رجلا، ربهما رجلين، ربهم رجالا، ربها امرأة، ربهما امرأتين، ربهن نساء

اور کبھی کبھی رب کے ساتھ ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو رب کے عمل کو روک دیتا ہے اس صورت میں ما کافہ رب کے ساتھ ملا کر لکھا جائے گا علیحدہ کر کے نہیں لکھا جائے گا۔

فتدخل على الجملتين: جب رب کے ساتھ ما کافہ لاحق ہوتا ہے تو اس وقت وہ دونوں جملوں (اسمیہ و فعلیہ) پر داخل ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اس نسبت کی تقلیل یا تکثیر کے لیے ہوگا جو جملہ میں ہے، جیسے ربما قام زید، رب کے جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے یا ربما زید قائم یہ رب کے جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

ولا بد لها من فعل ماض: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے یہ بیان فرما رہے ہیں کہ رب کے ساتھ جو فعل متعلق ہوگا اس کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے اس لیے کہ رب تقلیل محقق کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ ماضی میں متصور ہے۔

اشکال: قرآن کریم میں رب فعل مضارع کے ساتھ مستعمل ہوئے جب کہ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا رب صرف فعل ماضی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے ربما يود الذين

جواب: یہ ہے کہ رب قرآن کریم میں جو فعل مضارع يود پر داخل ہے یہ متاول ہے اور وہاں يود بمعنی فعل ماضی ود ہے اس لیے کہ وعدہ چونکہ سچا ہونے والا ہے پس وہ منزلہ متحقق شدہ کے ہے گویا وہ ہو ہی گیا۔

ويحذف ذلك الفعل: اور یہ فعل جس سے رب متعلق ہے اکثر استعمال میں اگر قرینہ ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے جیسے تم سے کوئی شخص پوچھے هل لقيت من أكرمك؟ (کیا تم نے اس شخص سے ملاقات کی جس نے تمہارا اکرام کیا؟) جواب میں رب رجل کریم کہو أي رب رجل كريم لقيته اس میں لقيت رب کا فعل ہے جو محذوف ہے اور حذف پر قرینہ سوال ہے۔

وواو رب وهي الواو التي يبتدأ بها في أول الكلام كقول الشاعر شعر.

وبلدة ليس بها أنيس إلا اليعافير وإلا العيس

واوِ ربّ جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے آٹھواں حرف واو رب ہے اور واو بمعنی رب وہ ہے جو شروع کلام میں آتی ہے۔ **مثال شاعر کا شعر**

وبلدۃ لیس بہا أنیس إلا الیعافیر وإلا العیس

ترجمہ: اور میں نے بہت سے شہروں کو طے کیا جن میں سوائے یعافیر و عیس کے اور کوئی انیس و دوست نہیں ہے۔

لغات: انیس بمعنی دوست، الیعافیر جمع یعفور کی ہے بمعنی ہرن، رنگ کا ہرن، العیس جمع أعیس کی ور سفید بالوں والا اونٹ۔

وواو القسم وهي تختص بالظاهر نحو والله والرحمن لأضربن فلا يقال وك

واو قسم اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے نواں حرف واو قسم ہے اور واو قسم اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ پس وہ اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی۔ جیسے واللہ والرحمن لاضربن واو قسم اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے لہذا وک لاضربن نہیں کہا جاتا ہے۔

وتاء القسم وهي تختص باسم الله وحده فلا يقال تالرحمن وقولهم ترب الكعبة شاذ

تاء قسم اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے دسواں حرف تاء قسم ہے تاء قسم صرف لفظ اللہ پر آتی ہے اس کے علاوہ کسی اسم ظاہر یا ضمیر پر داخل نہیں ہوتی ہے، جیسے تاللہ پس تالرحمن نہیں کہا جاتا۔

اشکال: یہ ہوتا ہے کہ عرب لوگ ترب الکعبۃ استعمال کرتے ہیں؟

جواب: یہ شاذ ہے اور شاذ کالمعدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔

وباء القسم وهي تدخل على الظاهر والمضمر نحو بالله وبالرحمن وبك

باء قسم اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں گیارہواں حرف باء قسم ہے اور باء قسم اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے باللہ، بالرحمن کی طرح بک کہنا بھی درست ہے۔

ولا بد للقسم من الجواب وهي جملة تسمى المقسم عليها فإن كانت موجبة يجب دخول اللام في الاسمية والفعلية نحو والله لزيد قائم ووالله لأفعلن كذا وإن في الاسمية نحو والله إن زيدا لقائم وإن كانت منفية وجب دخول ما أو لا عليها نحو والله ما زيد بقائم والله لا يقوم زيد

ولابد للقسم من الجواب مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف قسم کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے جواب قسم کو بیان فرما رہے ہیں۔ یعنی قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا ضروری ہے اور جواب قسم وہ ہے جس پر قسم کھائی جائے جیسے واللہ لاضربن زیدا (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور مار دوں گا) اس میں واللہ قسم ہے اور لاضربن زیدا جواب قسم ہے۔

وهي جملة تسمى مقسما عليه اور جواب قسم جملہ ہوگا اس کا نام مقسم علیہ ہوگا یعنی جس پر قسم کھائی ہوئی ہو۔

فإن كانت موجبة اب یہ جملہ جو جواب قسم واقع ہے یا تو جملہ مثبتہ ہوگا یا منفیہ ہوگا اگر جملہ مثبتہ واقع ہو تو جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی صورت میں اس پر لام تاکید کا داخل ہونا ضروری ہے، گویا لام جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ مثبتہ کی مثال: واللہ لزید قائم

جملہ فعلیہ مثبتہ کی مثال: واللہ لافعلن کذا

جملہ اسمیہ میں إنّ کے داخل ہونے کی مثال: اور إنّ صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوگا جیسے واللہ إن زیدا لقائم

اور اگر یہ جواب قسم منفی ہو تو جواب میں ما اور لا میں سے کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے۔

مثال: واللہ ما زید قائما اس میں جملہ اسمیہ میں ما نافیہ داخل ہے اور

واللہ لا یضرب زید یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے جس میں لا نافیہ داخل ہے۔

واعلم أنه قد يحذف حرف النفي لزوال اللبس كقوله تعالى: تالله تفتؤ تذكر يوسف أي لا تفتؤ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بات بیان فرما رہے ہیں کہ حرف نفی کو کبھی کبھی جملہ فعلیہ منفیہ، جب کہ جواب قسم واقع ہو، حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب معنی کا مثبت سے التباس کا اندیشہ نہ ہو۔

مثال: تاللہ تفتؤ تذکر یوسف اس میں تفتؤ تذکر یوسف جواب قسم ہے یہ اصل میں لا تفتؤ تھا حرف نفی کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ مضارع مثبت جب جواب قسم واقع ہوتا ہے تو اس پر لام کا آنا ضروری ہے اور یہاں چونکہ فعل مضارع پر لام نہیں ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہ جملہ منفی ہے اور حرف نفی محذوف ہے۔

وقد يحذف جواب القسم إن تقدم ما يدلّ عليه نحو زيد قائم والله أو توسط القسم نحو زيد والله قائم

ترجمہ مع وضاحت: اور کبھی جواب قسم حذف کر دیا جاتا ہے اس وقت جب کہ قسم پر ایسا جملہ مقدم ہو جو جواب قسم پر دلالت کر رہا ہو جیسے زید قائم واللہ اس کی اصل تقدیری عبارت واللہ زید قائم ہے۔ زید قائم جو قسم پر مقدم ہے وہ جواب قسم کے محذوف ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ یا جواب قسم اس وقت حذف کر دیا جاتا ہے جب کہ قسم اس جملے کے درمیان میں واقع ہو جو جواب پر دلالت کر رہا ہے جیسے زید واللہ قائم، اصل میں تھا واللہ زید قائم

وعن للمجاوزة نحو رميت السهم عن القوس إلى الصيد

عن جارہ اور اس کا استعمال: عن حروف جارہ میں سے دسواں حرف ہے اور عن جارہ مجاوزت کے لیے آتا ہے یعنی اپنے مجرور سے کسی چیز کو دور کرنے کے لیے۔

مثال: رميت السهم عن القوس إلى الصيد (میں نے تیر کمان سے شکار کی طرف پھینکا) یعنی تیر کو کمان سے متجاوز کیا شکار کی جانب۔

وعلى للاستعلاء نحو زيد على السطح

علی جارہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے گیارہواں حرف علی ہے اور علی استعلاء کے لیے آتا ہے۔ استعلاء کے معنی ہیں بلندی طلب کرنا۔ یعنی جو اس بات پر دلالت کرے کہ اس سے مدخول پر کسی چیز کی بلندی طلب کی گئی ہے اور استعلاء خواہ حقیقی ہو جیسے زید على السطح (زید چھت پر ہے) یا حکمی ہو جیسے عليه دَين (اس پر قرض ہے)

وقد يكون عن وعلى اسمين إذا دخل عليهما من كما تقول جلست من عن يمينه ونزلت من على الفرس

ترجمہ مع وضاحت: عن اور علی کبھی اسم بھی ہوتے ہیں جب کہ ان پر من جارہ داخل ہو جائے من کا داخل ہونا ان کے اسم ہونے کی علامت ہے اور اس وقت عن بمعنی جانب ہوگا اور علی بمعنی فوق ہوگا جیسے جلست من عن يمينه (میں اس کے دائیں جانب بیٹھا) اور نزلت من على الفرس (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)

والكاف للتشبيه نحو زيد كعمرو وزائدة كقوله تعالى ليس كمثله شيء وقد يكون اسما كقول الشاعر:

يضحكن عن كالبرد المنهم

کاف تشبیہ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں سے چودھواں حرف کاف تشبیہ ہے، جو تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ تشبیہ کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: (۱) مشبہ (۲) مشبہ بہ (۳) وجہ تشبیہ (۴) حرف تشبیہ

یہاں صرف حرف تشبیہ کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے زید كعمرو (زید عمرو کی طرح ہے)

اور کاف جارہ کبھی زائدہ ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ليس كمثله شيء (اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) اس میں مثله پر کاف جارہ زائدہ ہے۔

اور کاف جارہ کبھی اسم ہوتا ہے بمعنی مثل کے جب کہ اس پر حرف جر داخل ہو۔

مثال: شعر يضحكن عن كالبرد المنهم اس میں البرد پر کاف اسم ہے بمعنی مثل

ترجمہ: عورتیں ان دانتوں سے ہنستی ہیں جو صفائی (یعنی اولے) میں پگھلے ہوئے موتی کی مانند ہیں۔

ومذ ومنذ للزمان إما للابتداء في الماضي كما تقول في شعبان ما رأيته مذ رجب، وإما للظرفية في الحاضر نحو ما رأيته مذ شهرنا ومنذ يومنا أي في شهرنا وفي يومنا

مذ اور منذ اور اس کا استعمال: حروف جارہ میں پندرہواں حرف مذ اور سولہواں حرف منذ ہے یہ دونوں ظرف زمان کے لیے آتے ہیں۔ پھر ظرفیت کے بعد یہ دونوں حرف ماضی میں ابتداء زمانہ کے لیے آتے ہیں یعنی زمانہ ماضی میں فعل کی ابتداء کے لیے ہوں گے جیسے شعبان کے مہینہ میں آپ کا قول ما رأيته مذ رجب (میں نے اس کو رجب کے مہینے سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کے نہ دیکھنے کی ابتداء رجب کے مہینہ سے ہے۔

یا زمانہ حاضر میں ظرفیت کے لیے آتے ہیں یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جیسے ما رأيته مذ شهرنا اور ما رأيته منذ يومنا (میں نے اس کو مہینہ میں یا آج کے دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہ موجودہ مہینہ یا موجودہ دن ہے۔

وخلا وعدا وحاشا للاستثناء نحو جاءني القوم خلا زيد وحاشا عمرو وعدا بكر

خلا و عدا و حاشا اور ان کا استعمال: حروف جارہ میں سے سترہواں حرف خلا، اٹھارہواں حرف عدا اور انیسواں حرف حاشا ہے یہ تینوں حروف استثناء کے لیے آتے ہیں یعنی اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے جاءني القوم خلا زيد وحاشا عمرو وعدا بكر

یہ تینوں حروف کبھی حرف ہوتے ہیں اور کبھی فعل۔ ان کے مدخول کو جر دو گے تو یہ حروف جارہ ہوں گے اور جب تم ان کے مدخول کو نصب دو گے تو یہ فعل ہوں گے۔

اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ

فصل: الحروف المشبهة بالفعل ستة إنَّ وأنَّ وكأنَّ وليتَ ولكنَّ ولعلَّ هذه الحروف تدخل على الجملة الاسمية تنصب الاسم وترفع الخبر كما عرفت نحو إنَّ زيدًا قائم وقد يلحقها ما الكافة فتكفها عن العمل وحينئذ تدخل على الأفعال نحو تقول إنما قام زيد واعلم أنَّ إنَّ المكسورة الهمزة لا تغير معنى الجملة بل تؤكدها وأنَّ المفتوحة الهمزة مع ما بعدها من الاسم والخبر في حكم المفرد ولذلك يجب الكسر إذا كانت في ابتداء الكلام نحو إنَّ زيدٌ قائم وبعد القول كقوله تعالى يقول إنها بقرة وبعد الموصول نحو ما رأيت الذي إنه في المساجد وإذا كانت في خبرها اللام نحو إنَّ زيدًا لقائم ويجب الفتح حيث يقع فاعلا نحو بلغني أن زيدا عالم وحيث يقع مفعولا نحو كرهت أنك قائم وحيث يقع مبتدأ نحو عندي أنك قائم وحيث يقع مضافا إليه نحو عجبت من طول أن بكرا قائم وحيث يقع مجرورا نحو عجبت من

إنّ بكراً قائم وبعد لو نحو لو أنّك عندنا لأكرمتك وبعد لولا نحو لولا أنّه حاضر لغاب زيد

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف جارہ کو ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے حروف مشبہ بالفعل کو ذکر فرما رہے ہیں۔ حروف مشبہ بالفعل سے متعلق ابتداءً تین باتیں ذکر کی جائے گی، پھر ہر حرف کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

پہلی بات: حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ
دوسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا عمل
تیسری بات: حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

پہلی بات حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ

حروف مشبہ بالفعل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان حروف کی مشابہت فعل کے ساتھ لفظی بھی ہے اور معنوی بھی۔

مشابہت لفظی: اس طرح ہے کہ جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں، اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں، إنّ اور أنّ اور ليت ثلاثی ہیں اور كأنّ اور لكنّ اور لعلّ رباعی ہیں۔

مشابہت معنوی: اس طرح ہے کہ إنّ، أنّ حققت کے معنی میں ہے، اور كأنّ شبهت کے معنی میں ہے لكنّ استدركت کے معنی میں ہے ليت تمنيت کے معنی میں ہے اور لعلّ ترجيت کے معنی میں ہے پس اس اعتبار سے ان حروف کی فعل کے ساتھ مشابہت معنوی ہوئی۔

دوسری بات حروف مشبہ بالفعل کا عمل

یہ حروف اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے إنّ زيداً قائمٌ

تیسری بات حروف مشبہ بالفعل کا مدخول

ان حروف کا مدخول اسم ہوتا ہے، یہ حروف فعل پر داخل نہیں ہوتے۔ فعل پر اس وقت داخل ہوتے ہیں جب ان حروف کے بعد ما کافہ آجائے۔ اس وقت ما کافہ ان حروف کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے جیسے إنّما قام زيد اس میں إنّ ما کافہ کی وجہ سے عمل نہیں کر رہا ہے۔ ما کافہ معنی میں حصر اور تاکید پیدا کر دیتا ہے۔

واعلم مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے إنّ المكسورة الهمزة اور أنّ المفتوحة الهمزة کے درمیان فرق بیان فرما رہے ہیں۔

إنّ اور أنّ میں فرق

پہلا فرق: إنّ المكسورة الهمزة جملے کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا ہے، بلکہ جملے کے معنی کو پختہ اور مضبوط کرتا ہے۔ جیسے إنّ زيداً قائمٌ اس مثال میں إنّ لگنے سے جملے کے معنی کو تبدیل نہیں کیا ہے بلکہ مضبوط اور موکد کیا ہے۔ اور أنّ

المفتوحة الهمزة اپنے مابعد اسم اور خبر سے مل کر مصدر کے حکم میں ہوتا ہے اور جملہ کو مصدر کے حکم میں کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خبر مصدر کی اسم کی طرف اضافت کی جائے۔ مثلاً بلغني أن زيدا قائم اس کی تقدیری عبارت بلغني قيام زيد ہے۔

دوسرا فرق: إن المكسورة الهمزة آٹھ مقامات پر آتا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے چار مقامات کا ذکر کیا ہے اور أن المفتوحة الهمزة سات مقامات پر آتا ہے۔

إنَّ المكسورة الهمزة کے مقامات

1) إنّ کلام کی ابتداء میں آتا ہے۔ جیسے إنّ زيدا قائم کیونکہ جملہ ابتداء کلام میں ہوتا ہے اور یہاں بھی جملے کے معنی کو پکا کر دیتا ہے

2) قول کے بعد یعنی قال یقول کے بعد۔ جیسے يقول إنها بقرة

3) اسم موصول کے بعد۔ جیسے ما رأيت الذي إنه في المساجد

4) جب اس کی خبر میں لام ہو۔ جیسے إن زيدا لقائم

5) جواب قسم میں۔ جیسے والله إن زيدا لقائم

6) حرف ندا کے بعد۔ جیسے یا نبي إن الله اصطفى لكم الدين

7) ابتدائیہ کے بعد۔ جیسے مرض فلان حتى إنهم لا يرجونه (فلاں بیمار ہو یہاں تک کہ وہ اس کی امید نہیں رکھتے ہیں)

8) حروف تنبیہ کے بعد۔ جیسے ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

أنّ المفتوحة الهمزة کے مقامات

1) جہاں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر فاعل واقع ہو رہا ہو وہاں أن آئے گا۔ جیسے بلغني أن زيدا قائم اس میں أن زيدا قائم فاعل واقع ہو رہا ہے۔

2) جہاں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر مفعول واقع ہو رہا ہو وہاں أن آئے گا۔ جیسے كرهت أنك قائم اس میں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر مفعول واقع ہو رہا ہے۔

3) جہاں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر مبتدا واقع ہو رہا ہو وہاں أن آئے گا۔ جیسے عندي أنك قائم

4) جہاں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر مضاف الیہ واقع ہو رہا ہو وہاں أن آئے گا۔ جیسے عجبت من طول أن بكرا قائم (میں بکر کے طول قیام سے متعجب ہوا) یہاں بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ ہے۔

5) جہاں أن اپنے اسم اور خبر سے مل کر مجرور واقع ہو رہا ہو وہاں أن آئے گا۔ جیسے عجبت من أن بكرا قائم یہاں بھی بتاویل مفرد مجرور ہے۔

۲) جہاں لو کے بعد، جیسے لو أنك عندنا لأكرمتك

۳) جہاں اِن لولا کے بعد، جیسے لولا أنه حاضر لغاب زيد

> ويجوز العطف على اسم إنّ المكسورة بالرفع والنصب باعتبار المحل واللفظ
>
> نحو إنّ زيدًا قائم وعمرو وعمرًا

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ اِنّ مکسورۃ الہمزہ کے اسم پر کسی اسم کا عطف کرنا بھی جائز ہے اس صورت میں معطوف کو مرفوع اور منصوب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

مثال: إنّ زيدًا قائم وعمرو وعمرًا

معطوف کو مرفوع اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف کا عطف زیدًا پر ہو رہا ہے اور زیدًا ابتداء میں واقع ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے لہٰذا عمرو کو بھی مرفوع پڑھ سکتے ہیں۔

اور معطوف کو منصوب اس لیے پڑھ سکتے ہیں کہ اس صورت میں معطوف یعنی عمرًا کا عطف زیدًا کے لفظ پر ہو رہا ہے اور زیدًا لفظاً منصوب ہے اِنّ کا اسم ہونے کی وجہ سے، پس عمرًا کو بھی منصوب پڑھ سکتے ہیں۔

> واعلم أنّ إنّ المكسورة يجوز دخول اللام على خبرها وقد تخفّف فيلزمها اللام كقوله تعالى وإن كلًّا لمّا ليوفّينّهم

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اس بات کو ذکر فرما رہے ہیں کہ اِنّ مکسورہ کی خبر پر لام کا داخل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ لام بھی تاکید کے لیے آتا ہے اور اِنّ بھی تاکید کے لیے آتا ہے۔

اِنّ مشددہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت: اِنّ مثقلہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے بسا اوقات مخففہ کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کی مشابہت اِن نافیہ کے ساتھ ہوتی ہے، پھر اِن مخففہ اور اِن نافیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اس کی خبر پر لام تاکید کا آنا ضروری ہے خواہ اس کو عمل دیا جائے خواہ نہ دیا جائے۔

اِن مخففہ کا عمل کرنے کی مثال: وإن كلًّا لمّا ليوفّينّهم اس میں اِن مخففہ ہے اور كلًّا اِن کا اسم ہے اور لمّا پر جو لام ہے وہ اِن مخففہ اور اِن نافیہ کے درمیان فرق کرنے والا ہے، پھر ما کو زائدہ کیا تاکہ دو لاموں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے۔

> وحينئذ يجوز إلغاؤها كقوله تعالى وإن كلٌّ لمّا جميع لدينا محضرون

ترجمہ مع وضاحت: اور اس وقت جب کہ اِن مکسورہ مخففہ ہو تو اس کے عمل کا الغاء یعنی باطل ہونا جائز ہے اور اس میں عمل دینے سے عمل نہ دینا بہتر ہے، کیونکہ اِنّ فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا تھا اب مخففہ ہونے کی صورت میں اِنْ کے دو حرفی ہونے کی وجہ سے مشابہت کامل نہ رہی۔

عمل نہ دینے کی مثال: وإن كل لما جميع لدينا محضرون اس میں إن مخففہ کا عمل باطل ہوگیا ہے۔

ويجوز دخولها على الأفعال التي تدخل على المبتدأ والخبر كقوله تعالى: وإن كنت من قبله لمن الغافلين وإن نظنك لمن الكاذبين وكذلك أنّ المفتوحة قد تخفف فحينئذ يجب إعمالها في ضمير شأن مقدر فتدخل على الجملة اسمية كانت نحو بلغني أن زيد عالم أو فعلية نحو بلغني أن قد قام زيد

وضاحت: اور إن المخففة من المثقلة کا ان افعال پر داخل کرنا جائز ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، اور وہ افعال ناقصہ اور افعال قلوب ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وإن كنت من قبله لمن الغافلين یہ افعال ناقصہ پر داخل ہونے کی مثال ہے۔ وإن نظنك لمن الكاذبين یہ افعال قلوب پر داخل ہونے کی مثال ہے۔

أنّ مثقلہ کو مخففہ پڑھنے کی صورت: مصنف یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ جس طرح اِن مکسورہ کو مخففہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح أن مفتوحہ کو بھی مخففہ پڑھنا جائز ہے اس وقت اسے عمل دینے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے بعد ضمیر شان مقدر ہوگی جو کہ اس کا اسم بنے گی اور اس کے بعد جو جملہ ہوگا وہ خبر بنے گی پھر وہ جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔

أن مخففہ جملہ اسمیہ پر آنے کی مثال: بلغني أن زيد عالم

أن مخففہ جملہ فعلیہ پر آنے کی مثال بلغني أن قد قام زيد

ويجب دخول السين أو سوف أو قد أو حرف النفي على الفعل كقوله تعالى علم أن سيكون منكم مرضى

وضاحت: اور أن المخففة من المثقلة جب فعل پر داخل ہو تو اس وقت السين یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ أن مخففہ اور أن مصدریہ میں فرق ہو جائے کیونکہ مصدریہ اِن الفاظ پر داخل نہیں ہوتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے علم أن سيكون منكم مرضى

والضمير المستتر اسم أنّ والجملة خبرها

یہاں مصنف رحمۃ اللہ علیہ أن مخففہ کی ترکیب بتا رہے ہیں کہ ضمیر شان مستتر أن مفتوحہ مخففہ کا اسم ہوگی اور بعد والا جملہ أن کی خبر ہوگا۔

وكأنّ للتشبيه نحو كأنّ زيدا الأسد وهي مركبة من كاف التشبيه وإنّ المكسورة وإنما فتحت لتقديم الكاف عليها وتقديره إنّ زيدا كالأسد وقد تخفف فتلغى عن العمل نحو كأن زيد أسد

كأنّ للتشبيه: حروف مشبہ بالفعل میں سے تیسرا حرف كأنّ ہے یہ حرف تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ اور اس کی ترکیب کاف تشبیہ اور إن مکسورہ سے مل کر ہوئی ہے، پھر کاف تشبیہ جو کہ مؤخر تھی، اس کو مقدم قرار دیا ہے، اس لیے إنّ أنّ ہوگیا اور

مجموعہ کان ہو گیا جیسے کان زیدا اسد اس کی اصل عبارت یوں تھی ان زیدا کالاسد

کان کو نون مخففہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اس وقت یہ عمل نہیں کرے گا جیسے کان زید اسد کیونکہ اس کی لفظی مشابہت فعل کے ساتھ باقی نہیں رہتی ہے۔

ولكن للاستدراك ويتوسط بين كلامين متغايرين في المعنى

نحو ما جاءني زيد لكن عمرا جاء وغاب زيد لكن بكرا حاضر

لكن للاستدراك: حروف مشبہ بالفعل میں سے چوتھا حرف لکن ہے وہ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی کلام سابق میں جو وہم پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے آتا ہے جیسے ما جاءنی زید لکن عمرا جاء

لکن ایسے دو کلاموں کے درمیان واقع ہوتا ہے جو معنی کے اعتبار سے متغایر اور مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں ایک جملہ نفی کا ہے تو دوسرا جملہ اثبات کا ہوگا۔ جیسے غاب زید لکن بکرا حاضر

ويجوز معها الواو نحو قام زيد ولكنّ عمرا قاعد

لکن کے ساتھ واو کو ذکر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ دونوں استدراک کے لیے آتے ہیں جیسے قام زید ولکن عمرا قاعد

وتخفف فتلغى نحو مشى زيد ولكنْ بكر عندنا

لکن کو کبھی نون مخففہ کے ساتھ بھی پڑھتے ہیں اس صورت میں یہ عمل نہیں کرے گا جیسے مشی زید ولکن بکر عندنا اس وقت یہ حروف عاطفہ میں سے ہوگا۔

وليت للتمني نحو ليت هندا عندنا وجوز الفراء ليت زيدا قائما بمعنى أتمنى

لیت: حروف مشبہ بالفعل میں سے پانچواں حرف ہے اور یہ تمنی کے لیے آتا ہے یعنی کسی چیز کا بر سبیل محبت طلب کرنا جیسے لیت ہندا عندنا (کاش ہندہ ہمارے پاس ہوتی)۔

امام فراء لیت کے دونوں جزؤں کو نصب دینے کو جائز کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ لیت بمعنی اتمنی فعل ہے۔ گویا لیت زیدا قائما بمعنی اتمنی ہے (میں زید کے کھڑے ہونے کی تمنا کرتا ہوں) یہ دونوں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوئے۔

ولعل للترجي كقول الشاعر: أحب الصالحين ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحا

لعل: حروف مشبہ بالفعل میں سے چھٹا حرف لعل ہے اور یہ ترجی کے لیے آتا ہے، یعنی ایسے کام کے لیے جس کی امید کی جائے جیسے شاعر کا قول

أحبّ الصالحين ولست منهم ** لعلّ الله يرزقني صلاحا

ترجمہ: میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ نیک بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

محل استشہاد: لعل اس میں ترجی کے معنی میں ہے۔

ترکیب: احب فعل، انا ضمیر مستتر ذوالحال فاعل، الصالحین مفعول بہ ہوا، واو حالیہ، لست فعل ناقص، ضمیر بارز اس کا اسم ہوا، منہم جار مجرور مل کر متعلق ثابت کے ہو کر خبر ہوا، اب لست فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر حال ہوا، اب انا ضمیر ذوالحال مع الحال مل کر فاعل ہوا احب فعل کے لیے، اب احب فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، لعل حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظ جلالۃ اللہ اس کا اسم ہوا، یرزق فعل، نون وقایہ، یاء ضمیر مفعول اول ہوا، صلاحا مفعول ثانی ہوا، اب یرزق فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر خبر ہوا لعل کے لیے، اب لعل حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَشذّ الجرّ بها وفي لعلّ لغات: علّ وعنّ وأنّ ولأنّ ولعنّ

وعند المبرّد أصله علّ زيدت فيه اللام والبواقي فروع

وضاحت: لعل کو جر دینا یعنی مابعد کو جر دینا شاذ اور نادر ہے جیسے لعل زیدٍ قائمٌ کہنا۔

اور کلمہ لعل میں چند لغات بھی ہیں جیسے علّ اور عنّ اور أنّ اور لأنّ اور لعنّ

امام مبرد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لعل کی اصل علّ ہے اس میں لام زائد کیا گیا تو لعل ہوا۔ باقی لغات اس کی فرع ہیں۔

حروف العطف عشرة: الواو والفاء وثمّ وحتّى وأو وإمّا وأم ولا وبل ولكنّ فالأربعة الأولى للجمع

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف مشبہ بالفعل سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے حروف عاطفہ کو ذکر فرما رہے ہیں اور یہ دس حروف ہیں۔

فالاربعة الاولى للجمع: یعنی چار حروف جمع کے لیے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) الواو (۲) الفاء (۳) ثم (۴) حتی

مصنف رحمۃ اللہ علیہ آگے ہر حرف کی تفصیل ذکر فرما رہے ہیں۔

فالواو للجمع مطلقا نحو جاءني زيد وعمرو سواء كان زيد مقدما في المجيء أم عمرو

واو عاطفہ کا استعمال: واو مطلق جمع کے لیے آتا ہے یعنی اس میں ترتیب ضروری نہیں، بلکہ صرف جمع کے لیے آتا ہے مثلاً جاءنی زید وعمرو (میرے پاس زید آیا اور عمرو آیا) اب اس میں خواہ زید پہلے آئے یا عمرو بس صرف دونوں کی آنے کی خبر ہے۔

والفاء للترتيب بلا مهلة نحو قام زيد فعمرو إذا كان زيد متقدما وعمرو متأخرا بلا مهلة

فاء عاطفہ کا استعمال: فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے ہے جیسے قام زید فعمرو (زید کھڑا ہوا، پھر عمرو) یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے زید آیا ہے، اس کے فوراً بعد ہی عمرو آیا ہے بغیر کسی تاخیر کے۔

وثم للترتيب بمهلة نحو دخل زيد ثم عمرو إذا كان زيد متقدما وبينهما مهلة

ثم عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے تیسرا حرف ثم ہے۔ ثم ترتیب کے لیے آتا ہے مہلت کے ساتھ۔ جیسے دخل زید ثم عمرو (زید داخل ہوا پھر عمرو داخل ہوا) اس میں ثم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے زید داخل ہوا ہے اور اس کے کچھ دیر بعد عمرو داخل ہوا ہے۔ اس میں ترتیب تاخیر کے ساتھ ہے۔

وحتى كثم في الترتيب والمهلة إلا أن مهلتها أقل من مهلة ثم ويشترط أن يكون معطوفها داخلا في المعطوف عليه وهي تفيد قوة في المعطوف نحو مات الناس حتى الأنبياء أو ضعفا نحو قدم الحاج حتى المشاة

حتی عاطفہ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے چوتھا حرف حتی ہے۔ حتی بھی ترتیب اور مہلت میں ثم کی طرح ہے لیکن حتی میں ثم کی نسبت مہلت کم ہوتی ہے، حتی کے علاوہ جتنے حروف عاطفہ ہیں ان میں معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے، لیکن حتی کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہوتا ہے اور معطوف علیہ کا جز بن جاتا ہے اور یہ حتی معطوف کا معطوف علیہ میں داخل ہونا یا قوت کا فائدہ دے گا یعنی یہ بتائے گا کہ اس کا معطوف اجزائے معطوف علیہ میں سے ایک قوی جز ہے۔

مثالیں: مات الناس حتی الأنبیاء (لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء بھی مر گئے) یا ضعف کا فائدہ دے گا جیسے قدم الحاج حتی المشاۃ (حاجی آ گئے یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی آ گئے) اس میں پہلی مثال میں الأنبیاء الناس میں قوی جز ہیں اور دوسری مثال میں المشاۃ یعنی پیدل چلنے والے حاجی میں سے جز ضعیف ہے۔

وأو وإما وأم ثلاثتها لثبوت الحكم لأحد الأمرين مبهما لا بعينه نحو مررت برجل أو امرأة وإما إنما تكون حرف العطف إذا تقدمها إما أخرى نحو العدد إما زوج وإما فرد

حروف عاطفہ میں سے أو، إما اور أم کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے پانچواں حرف أو اور چھٹا حرف إما اور ساتواں حرف أم ہے۔ یہ تینوں حروف دو امروں میں سے ایک امر کے لیے جو متکلم کے نزدیک متعین نہیں ہے حکم ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں یعنی یہ تینوں اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں کہ نسبت معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک کے لیے بطور ابہام کے ہے، جیسے مررت برجل أو امرأۃ (میں مرد یا عورت کے پاس سے گزرا)

إمّا: بکسر ہمزہ یہ حرف عطف اس وقت ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا إمّا ہو تا کہ شروع ہی سے یہ معلوم ہو جائے کہ حکم دونوں میں سے کسی ایک کے لیے ہے جیسے العدد إمّا زوج وإمّا فرد (عدد، تو زوج ہے یا فرد)

ويجوز أن يتقدم إمّا على أو نحو زيد إمّا كاتب أو أمّي

حرف إمّا کو أو پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے زید إمّا کاتب أو أمّی

وأم على قسمين متصلة وهي ما يسأل بها عن تعيين أحد الأمرين والسائل بها يعلم ثبوت أحدهما مبهمًا بخلاف أو وإمّا فإن السائل بهما لا يعلم ثبوت أحدهما أصلًا وتستعمل بثلاثة شرائط الأول: أن يقع قبلها همزة نحو أزيد عندك أم عمرو؟ الثاني: أن يليها لفظ مثل ما يلي الهمزة أعني إن كان بعد الهمزة اسم فكذلك بعد أم كما مر وإن كان فعل فكذلك بعدها نحو أقام زيد أم قعد؟ فلا يقال: أرأيت زيدًا أم عمرًا؟ والثالث: أن يكون أحد الأمرين المذكورين محققًا وإنما يكون الاستفهام عن التعيين

فلذلك يجب أن يكون جواب أم بالتعيين دون نعم أو لا

فإذا قيل أزيد عندك أم عمرو؟ فجوابه بتعيين أحدهما

اُم عاطفہ کی دو اقسام اور اُم متصلہ کے استعمال کی شرائط

اُم کی دو قسمیں ہیں: (۱) اُم متصلہ (۲) اُم منقطعہ

اُم متصلہ: وہ حرف عطف ہے جس کے ذریعہ کلام میں مذکور دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا گیا ہو۔ سوال کرنے والا اس بات کو جانتا ہے کہ حکم ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے ہے لا علی التعیین اب سائل اس ابہام کو دور کر کے تعیین کرانا چاہتا ہے۔

بخلاف أو وإمّا: مصنف رحمۃ اللہ علیہ اُم میں اور أو و إمّا میں فرق بیان فرماتے ہیں۔

فرق: اُم کے ذریعہ سوال کرنے والا کلام میں مذکورہ دو چیزوں میں سے ایک کو غیر معینہ طور پر جانتا ہے کہ حکم ان میں سے کسی ایک کے لیے ہے جبکہ أو اور إمّا کے ذریعہ سوال کرنے والا شخص کلام میں مذکورہ دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کو بالکل نہیں جانتا ہے نہ بطریق تعیین نہ بطریق ابہام۔

اُم کے مستعمل ہونے کے لیے تین شرائط

پہلی شرط: اُم متصلہ سے پہلے ہمزہ استفہام لفظوں میں موجود ہو۔

دوسری شرط: اُم متصلہ کے ساتھ بھی وہی چیز ملی ہوئی ہو جو کہ ہمزہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے یعنی ہمزہ کے ساتھ فعل

ہے تو وہ متصلہ کے ساتھ بھی فعل ہو جیسے أقام زید أم قعد؟ اگر ہمزہ کے ساتھ اسم ہے تو أم متصلہ کے ساتھ بھی اسم ہو، جیسے أزید عندک أم عمرو؟

احترازی مثال: أرأیت زیدا أم عمرو؟ کہنا درست نہ ہوگا۔

تیسری شرط: جن الأمرین المستویین کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے ان دونوں میں سے ایک متکلم کے نزدیک متحقق ہو۔ اب متکلم مخاطب سے کسی ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کر رہا ہو، یہی وجہ ہے کہ جب ہمزہ اور أم سے سوال کیا جا رہا ہو تو جواب میں تعیین ہونا ضروری ہے صرف نعم اور لا سے جواب دینا درست نہیں ہے۔

مثال: أزید عندک أم عمرو؟ سے سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نعم یا لا کہنا درست نہیں بلکہ متعین طور پر یا زید کا نام ذکر کرے گا یا عمرو کا۔

أما إذا سئل بـ"أو" و"إما" فجوابه نعم أو لا

وضاحت: اور جب أو اور إما کے ذریعہ سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں نعم یا لا کہنا درست ہے۔ جیسے أجاءک زید أو عمرو؟ اور أجاءک زید إما عمرو؟ کے جواب میں نعم یا لا کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس جگہ سوال سے مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی تیرے پاس آ رہا ہے یا نہیں ان سے سوال تعیین کا نہیں ہوتا ہے

والمنقطعة وهي ما تكون بمعنى بل مع الهمزة كما لو رأيت شبحا من بعيد وقلت: إنها لإبل على سبيل القطع ثم حصل لك الشك أنها شاة فقلت: أم هي شاة تقصد الإعراض عن الإخبار الأول واستئناف سؤال آخر معناه بل أهي شاة؟

أم منقطعہ اور اس کا استعمال: أم منقطعہ وہ ہے جو بمعنی بل اور ہمزہ استفہام ہوتا ہے یعنی جس جگہ أم منقطعہ ہوگا وہاں پہلے والے کلام سے اعراض مقصود ہوگا اور وہ کلام جو أم منقطعہ کے بعد مذکور ہے اس سے سوال ہوگا جیسے آپ نے دور سے شبح (صورت) دیکھی تو آپ نے کہا إنها لإبل (بے شک وہ اونٹ ہے) اور یہ بات آپ نے یقین کے ساتھ کی۔ پھر آپ کو شک ہو گیا اس بات میں کہ وہ بکری ہے شک پیدا ہونے کے بعد آپ نے کہا أم هي شاة یعنی بل هي شاة (بلکہ وہ بکری ہے) اب أم منقطعہ کے ذریعہ پہلے والے کلام سے اعراض کر رہا ہے اور دوسرا نیا سوال کر رہا ہے۔ أم هي شاة بل أهي شاة کے معنی میں ہے۔

واعلم أن أم المنقطعة لا تستعمل إلا في الخبر كما مر وفي الاستفهام نحو أعندك زيد أم عمرو وسألت أولا عن حصول زيد ثم أضربت عن السؤال الأول وأخذت في السؤال عن حصول عمرو

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے اس بات کو ذکر فرما رہے ہیں کہ اُم منقطعہ صرف خبر میں اور استفہام میں استعمال ہوتا ہے۔

استفہام کی مثال: عندک زید ام عمرو یہاں پہلے زید کے بارے میں سوال کیا گیا پھر اس سے اعراض کر کے عمرو کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔

ولا وبل ولكن لثبوت الحكم لأحد الأمرين معيناً

حروف عاطفہ میں سے لا اور بَلْ اور لٰکِنْ کا استعمال: حروف عاطفہ میں سے آٹھواں حرف لا اور نواں حرف بل اور دسواں حرف لکن ہے یہ تینوں حروف عاطفہ دو امروں میں سے کسی ایک کے لیے بطور تعیین کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔

فأما لا فلنفي ما وجب للأول عن الثاني نحو جاءني زيد لا عمرو

لا: یہ حرف معطوف سے اس حکم کی نفی کرنے کے لیے آتا ہے جو معطوف علیہ کے لیے ثابت ہے۔

مثال: جاءني زيد لا عمرو

وبل للإضراب عن الأول والإثبات للثاني نحو جاءني زيد بل عمرو ومعناه بل جاءني عمرو وما جاءني بكر بل خالد ومعناه بل ما جاءني خالد

بل: یہ حرف معطوف علیہ سے حکم کو پھیرنے اور معطوف کے لیے حکم ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔

مثال: جاءني زيد بل عمرو اس کا معنی ہے جاءني عمرو اور
وما جاءني بكر بل خالد اس کا معنی ہے ما جاءني خالد

ولكن للاستدراك ويلزمها النفي قبلها نحو ما جاءني زيد لكن عمرو أو بعدها نحو قام بكر لكن خالد لم يقم

لکن: یہ حرف استدراک کے لیے آتا ہے (یعنی کلام سابق میں پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے) لکن سے پہلے یا بعد میں نفی کا ہونا ضروری ہے حرف نفی جب پہلے ہو۔ جیسے ما جاءني زيد لكن عمرو اور حرف نفی بعد میں ہو۔ جیسے قام بكر لكن خالد لم يقم۔

حروف التنبيه

فصل: حروف التنبيه ثلاثة ألا وأما وها وضعت لتنبيه المخاطب لئلا يفوته شيء من الكلام فألا وأما لا

لَدخلانِ إلا علی الجملۃ اسمیۃً کانت نحو قولہ تعالی أَلا إنہم ہم المفسدون وقول الشاعر شعر أما والذی أبکی وأضحک والذی أمات وأحیا والذی أمرہ الأمر أو فعلیۃً نحو أما لا تفعل وألا لا تضرب

والثالث ھا تدخل علی الجملۃ الاسمیۃ نحو ھا زید قائم والمفرد نحو ھذا وھؤلاء

حروف تنبیہ اور ان کا استعمال: مصنف علیہ الرحمہ حروف عاطفہ سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے حروف تنبیہ کو بیان فرما رہے ہیں۔ حروف تنبیہ تین ہیں ( ) ألا (۲) أما (۳) ھا۔ یہ تینوں حروف مخاطب کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں تاکہ متکلم کے کلام میں سے کوئی فوت نہ ہو جائے۔

ألا، أما: یہ دونوں حروف صرف جملہ پر داخل ہوتے ہیں جملہ خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو۔

جملہ اسمیہ کی مثال: ألا إنہم ہم المفسدون (خبردار وہی فساد کرنے والے ہیں) اس میں ألا جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔ اور جیسے شاعر کا قول

شعر

أما والذی أبکی وأضحک والذی ‌ ‌ أمات وأحیا والذی أمرہ الأمر

ترجمہ: خبردار قسم ہے اس ذات کی جو رلاتی ہے اور ہنساتی ہے اور قسم ہے اس ذات کی جو مارتی ہے اور زندہ کرتی ہے اور قسم اس ذات کی جس کا حکم حکم ہے (یعنی قیامت کے دن حکم اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہوگا)

محل استشہاد: أما اس میں حرف تنبیہ ہے جو جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔

ترکیب: أما حرف تنبیہ، واؤ قسمیہ حرف جار، الذی اسم موصول، أبکی فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف علیہ ہوا، واؤ حرف عطف، أضحک فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل ہو کر معطوف ہوا۔ اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا أقسم فعل محذوف کے، واؤ قسمیہ، الذی اسم موصول، أمات فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ ہوا، واؤ حرف عطف، أحیا فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف ہوا، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل محذوف کے، پھر أقسم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم ثانی ہوا، واؤ قسمیہ حرف جار، الذی اسم موصول، أمرہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا ہوا، الأمر خبر ہوا، اب مبتدا اپنی خبر سے مل کر صلہ ہوا، اب اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر مجرور ہوا، اب حرف جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا أقسم فعل محذوف کے، پھر أقسم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر قسم ثالث ہوا۔

جملہ فعلیہ کی مثال: أما لا تفعل (خبردار تو مت کر) اور ألا لا تضرب (خبردار تو مت مار) ان میں پہلی مثال میں أما اور دوسری مثال میں ألا جملہ فعلیہ پر داخل ہے۔

ھا: تنبیہ میں سے تیسرا حرف ھا ہے یہ جملہ اسمیہ اور مفرد پر داخل ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: ھا زید قائم (خبردار زید کھڑا ہے)

مفرد پر داخل ہونے کی مثال: ھذا و ھؤلاء اس میں ذا اور ھؤلاء مفرد ہیں۔

فصل: حروف النداء خمسة يا وأيا وهيا وأي والهمزة المفتوحة فأي والهمزة المفتوحة للقريب وأيا وهيا للبعيد ويا لهما وللمتوسط وقد مر أحكام المنادى

حروف نداء اور ان کا استعمال: مصنف ؒ حروف تنبیہ کو بیان کرنے کے بعد یہاں سے حروف نداء بیان فرماتے ہیں اور حروف نداء پانچ حروف ہیں۔ (۱) یا (۲) أیا (۳) ھیا (۴) أي (۵) الھمزۃ المفتوحۃ

أي اور الھمزۃ المفتوحۃ: یہ دونوں حروف نداء قریب کے لیے آتے ہیں۔

أیا اور ھیا: یہ دونوں حروف نداء بعید کے لیے آتے ہیں۔

یا: یہ حرف نداء قریب، نداء بعید، نداء متوسط اور استغاثہ اور ندبہ کے لیے آتا ہے۔

فصل: حروف الإيجاب ستة نعم وبلى وأجل وجير وإنّ وأي أما نعم فلتقرير كلام سابق مثبتاً كان أو منفياً نحو جاء زيد؟ قلت نعم وما جاء زيد؟ قلت نعم وبلى تختص بإيجاب النفي استفهاماً كقوله تعالى ألست بربكم قالوا بلى أو خبراً كما يقال لم يقم زيد قلت بلى أي قد قام وأي للإثبات بعد الاستفهام ويلزمها القسم كما إذا قيل هل كان كذا؟ قلت أي والله وأجل وجير وإن أي أصدقك في هذا الخبر

حروف ایجاب اور ان کا استعمال: مصنف ؒ یہاں سے حروف ایجاب کو ذکر فرما رہے ہیں۔

حروف ایجاب چھ ہیں: (۱) نعم (۲) بلی (۳) أجل (۴) جیر (۵) إن (۶) أي

نعم: یہ حرف کلام سابق کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے خواہ وہ کلام سابق مثبت ہو یا منفی خواہ استفہام ہو خواہ خبر۔

کلام مثبت کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے أجاء زید؟ تو آپ جواب میں کہیں گے نعم

کلام منفی کی مثال: جیسے کوئی آپ سے کہے ما جاء زید؟ تو آپ جواب دیں گے نعم

بلی: کلمہ بلی اس کلام کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جو پہلے منفی ہو خواہ وہ منفی بصورت استفہام ہو یا بصورت خبر۔

نفی استفہام کی مثال: جیسے اللہ کا فرمان ہے کہ ألست بربکم؟ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟)

تمام ارواح نے جواب دیا بلی

نفی خبر کی مثال: جیسے کوئی کہے لم یقم زید (زید کھڑا نہ ہوا) تو آپ جواب دیں بلی أي قد قام

أي: کلمہ أي استفہام کے بعد اثبات کے لیے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے

کہا جائے هل کان کذا تو اس کے جواب میں اِي واللہ کہو۔

أجل، جَیر، إنّ: یہ تینوں کلمات خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں خبر خواہ مثبت ہو یا منفی۔

مثال: جاء زید" کہا جائے تو اس کے جواب میں آپ أجل کہتے ہیں یا جیر کہتے ہیں یا إنّ کہتے ہیں یعنی میں تیری اس خبر کی تصدیق کرتا ہوں۔

فصل: حروف الزیادۃ سبعۃ إن وأن وما ولا ومِن والباء واللام فإن تزاد مع ما النافیۃ نحو ما إن زید قائم ومع ما المصدریۃ نحو انتظر ما إن یجلس الأمیر ومع لمّا نحو لمّا إن جلست جلست وأن تزاد مع لمّا نحو قولہ تعالی: فلمّا أن جاء البشیر وبین واو القسم ولو نحو واللہ أن لو قمت قمت وما تزاد مع إذا ومتی وأيّ وأین وإن الشرطیۃ کما تقول: إذا ما صمت صمت وکذا البواقي وبعد بعض حروف الجر نحو قولہ تعالی: فبما رحمۃ من اللہ وعمّا قلیل لیصبحنّ نادمین وممّا خطیئاتھم أغرقوا فأدخلوا نارا وزید صدیقي کما أن عمرو أخي ولا تزاد مع الواو بعد النفي نحو ما جاءني زید ولا عمرو وبعد أن المصدریۃ نحو قولہ تعالی: ما منعك ألا تسجد إذ أمرتك وقبل القسم نحو قولہ تعالی: لا أقسم بھذا البلد بمعنی أقسم وأمّا من والباء واللام فقد مرّ ذکرھا في حروف الجر فلا نعیدھا

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ حروف ایجاب کو ذکر کرنے کے بعد اب یہاں سے حروف زیادت کا بیان فرما رہے ہیں۔

حروف زیادت سات ہیں وہ یہ ہیں: (۱) إن (۲) أن (۳) ما (۴) لا (۵) مِن (۶) باء (۷) لام

حروف زیادت سے مراد وہ حروف ہیں جو کلام میں زائد ہوتے ہیں جن کے نہ ہونے سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کلام میں ان حروف کو لانے کے بعض دیگر فوائد ہوتے ہیں۔ مثلاً کلام کی زینت کے لیے، برابری وزن کے لیے، تاکید کے لیے۔

إن: یہ حرف کبھی ما نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے کبھی ما مصدریہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور کبھی لمّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے۔

إن کا ما نافیہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: ما إن زید قائم أي ما زید قائم

إن کا ما مصدریہ کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: انتظر ما إن یجلس الأمیر أي انتظر مدۃ جلوس الأمیر

إن کا لمّا کے ساتھ زائد ہونے کی مثال: لمّا إن جلست جلست أي لمّا جلست جلست

أن: حروف زائدہ میں سے دوسرا حرف أن ہے یہ لمّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے فلمّا أن جاء البشیر (جب کہ خوشخبری دینے والا آیا) اس میں أن زائد ہے اور أن اس وقت بھی زائد ہوتا ہے جب وہ لو اور واو قسم کے درمیان واقع ہو جو اس پر مقدم ہے جیسے واللہ أن لو قمت قمت

ما: تیسرا حرف زائد ما ہے یہ حروف شرطیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے یعنی جب یہ إذا، متی، أيّ، أين اور إن کے ساتھ استعمال ہو لیکن یہ کلمات شرطیہ نہ ہوں تو لفظ ما زائد نہیں ہوگا جیسے إذا ما صمت صمت، متی ما تذهب أذهب، أيًّا ما تدعو فله الأسماء الحسنى، أينما تجلس أجلس، فإما ترين من البشر أحدا

کلمہ ما بعض حروف جر کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فبما رحمة من الله لنت لهم کی طرح عما قليل ليصبحن نادمين اس مثال میں عما اصل میں عن ما تھا اسی طرح مما خطيئاتهم أغرقوا فأدخلوا نارا اس مثال میں مما اصل میں من ما تھا اسی طرح زيد صديقي كما أن عمروا أخي

لا: یہ کلمہ نفی واو کے ساتھ زائد ہوگا جو نفی کے بعد واقع ہے۔ جیسے ما جاءني زيد ولا عمرو اسی طرح أن مصدریہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ما منعك ألا تسجد إذ أمرتك اس میں لا زائد ہے اور یہ أن تسجد کے معنی میں ہے۔ اسی طرح قسم سے پہلے بھی زائد ہوتا ہے جیسے لا أقسم بهذا البلد بمعنی أقسم ہے۔

مِنْ، باء، لام: ان تینوں کا ذکر حروف جارہ کی بحث میں گزر چکا ہے۔ دوبارہ اعادہ ضروری نہیں ہے۔

حروف تفسیر اوران کا استعمال

فصل: حرفا التفسير أي وأن فأي كقوله تعالى: واسأل القرية أي أهل القرية كأنك تفسره أهل القرية وأن إنما يفسر بها فعل بمعنى القول كقوله تعالى: وناديناه أن يا إبراهيم فلا يقال قلت له أن اكتب لأنه لفظ القول لا معناه

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ حروف زائدہ کے بعد اب یہاں سے حروف تفسیر کو بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیر کے دو حرف ہیں: (۱) أي (۲) أن

أي: کلمہ أي مبہم چیز کی تفسیر کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: واسأل القرية أي أهل القرية (آپ بستی والوں سے سوال کریں) یہاں أهل القرية تفسیر ہے۔

أن: اور کلمہ أن سے اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو بمعنی قول ہو جیسے امر، ندا اور کتابت وغیرہ۔

امر کی مثال: أمرته أن قم **کتابت کی مثال** كتبت إليه أن أكرم

ندا کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وناديناه أن يا إبراهيم اس میں ندا بمعنی قول ہے۔

احترازی مثال قلت له أن اكتب کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس فعل کی تفسیر آتا ہے جو قول کے معنی میں ہو جب کہ اس مثال میں صراحۃً لفظ قول کے بعد واقع ہے۔

حروف مصدر اور ان کا استعمال

فصل حروف المصدر ثلاثة: ما وأنْ وأنّ فالاوليان للجملة الفعلية كقوله تعالى: وضاقت عليكم الأرض بما رحبت أي برحبها وقول الشاعر: يسر المرء ما ذهب الليالي وكان ذهابهن له ذهابا وأنْ نحو قوله تعالى: فما كان جواب قومه إلا أن قالوا أي قولهم وأنّ للجملة الاسمية نحو علمت أنك قائم أي علمت قيامك

حروف مصدر تین ہیں۔ (۱) مَا (۲) أَنْ (۳) أَنَّ

حروف مصدر سے مراد وہ حروف ہیں جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ ان تینوں میں سے پہلے دو یعنی ما اور أنْ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

ما کی مثال: وضاقت علیکم الارض بما رحبت، ما نے رحبت کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

قول الشاعر

يسر المرء ما ذهب الليالي   وكان ذهابهن له ذهابا

ترجمہ مع وضاحت: آدمی کو راتوں کا گزرنا خوش کرتا ہے حالانکہ راتوں کا گزرنا اس کا گزرنا ہے یعنی آدمی رات عیش و سرور میں گزارتا ہے اور وہ اس سے غافل ہے کہ ان راتوں کا گزرنا بعینہ اس کی زندگی کا گزرنا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں یسر فعل مضارع معروف بمعنی خوش کرتا ہے اور المرء اس کا مفعول ہے اور ما مصدریہ جملہ یسر کا فاعل ہے ای یسر المرء ذهاب اللیالی اس میں ما نے ذهب کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

ترکیب: یسر فعل، المرء مفعول بہ، ما مصدریہ، ذهب فعل، اللیالی ذوالحال، واو حالیہ، کان فعل ناقص، ذهاب مصدر مضاف، هن ضمیر مضاف الیہ، یہ سے مل کر فعل ناقص کا اسم، له ذهابا خبر ہوا، اب کان فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر حال ہوا، اب اللیالی ذوالحال مع حال مل کر فاعل ہوا ذهب فعل کے لیے، اب ذهب فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر فاعل ہوا یسر کا، اب یسر فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

أَنْ: یہ کلمہ بھی فعل پر داخل ہوتا ہے اور مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فما کان جواب قومه الا ان قالوا ای قولهم (پس نہیں تھا قوم کا جواب مگر ان کا یہ کہنا)

أَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے علمت أنک قائم ای علمت قیامک اس میں أنّ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیا۔

حروف تحضیض

فصل: حروف التحضیض أربعة وهي: هلّا وألّا ولولا ولوما ولها صدر الکلام ومعناها حضّ علی الفعل إن دخلت علی المضارع نحو هلّا تأکل ولوم إن دخلت علی الماضي نحو هلّا ضربت زیدا وحینئذ لا تکون تحضیضا إلّا باعتبار ما فات

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اب یہاں سے حروف تحضیض کو بیان فرما رہے ہیں۔

تحضیض سے مراد ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہے، یعنی ایسے حروف جن سے دوسرے کو ابھارا جائے۔

حروف تحضیض چار ہیں: (۱) ہلا (۲) الا (۳) لولا (۴) لوما

حروف تحضیض کا استعمال: یہ حروف کلام کے شروع میں آتے ہیں اب اگر یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو ان حروف کا معنی فعل پر ابھارنا ہوگا جیسے هلّا تأکل (تو کیوں نہیں کھاتا ہے)

اور اگر یہ حروف ماضی پر داخل ہوں تو یہ مذمت اور ملامت کے لیے آتے ہیں جیسے هلّا ضربت زیدا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا) جب یہ حروف ماضی پر آئیں تو اس وقت تحضیض باعتبار ما فات سے یعنی فوت شدہ چیز پر ابھارنا

ولا تدخل إلّا علی الفعل کما مرّ

یہ حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں اس لیے کہ ترغیب یا ملامت فعل پر ہوتی ہے خواہ لفظا موجود ہو یا تقدیرا موجود ہو۔

وإن وقع بعدها اسم فبإضمار فعل کما تقول لمن ضرب قوما هلّا زیدا أي هلّا ضربت زیدا وجمیعها مرکبة جزؤها الثاني حرف النفي والأوّل حرف الشرط أو الاستفهام أو حرف المصدر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس عبارت سے اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ حروف تحضیض تو فعل پر داخل ہوتے ہیں لیکن اگر ان حروف کے بعد اسم واقع ہو تو وہ فعل مقدر کا معمول ہوگا۔ جیسے آپ کا قول اس شخص کے متعلق جس نے پوری قوم کو مارا ہو سوائے زید کے هلّا زیدا أي هلّا ضربت زیدا اس میں زیدا اسم ہے جو یہاں فعل کا مفعول ہے جو هلّا کے بعد مقدر ہے۔

وجمیعها مرکبة: یہ سب مرکب ہوتے ہیں۔ ان کا جزء ثانی حرف نفی ہوگا اور پہلا جزء کبھی شرط، کبھی استفہام اور کبھی مصدر ہوگا۔

ولولا معنی آخر وهو امتناع الجملة الثانیة لوجود الجملة الأولی نحو لولا علي لهلک عمر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ لولا کے تحضیض کے علاوہ ایک معنی اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ

جملہ ثانیہ کا منتفی ہونا، سبب وجود جملہ اولیٰ۔

مثال: لولا علي لهلك عمر (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے) چونکہ علی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ ہلاک نہیں ہوئے۔

وحينئذ يحتاج إلى الجملتين أولاهما اسمية أبدًا

اور جب لولا کے دوسرے معنی لیے جائیں اس وقت وہ دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا اور دوسرا خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ۔ اور اس کو لولا امتناعیہ کہتے ہیں اور پہلے کو لولا تحضیضیہ کہتے ہیں۔

حرف التوقع

حرف التوقع قد: حروف تحضیض کے بعد یہاں سے حرف توقع کو بیان فرما رہے ہیں اور حرف توقع قد ہے۔

حرف توقع کا استعمال

وهي في الماضي لتقريب الماضي إلى الحال نحو قد ركب الأمير أي قبيل هذا

اور قد جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے مثلاً آپ اس شخص کو خبر دیں جو امیر کے سوار ہونے کا منتظر ہو قد ركب الأمير یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے امیر سوار ہو چکا ہے۔ یعنی قبیل هذا بمعنی اس سے ذرا پیشتر۔

ولأجل ذلك سميت حرف التقريب أيضا

اور اسی وجہ سے کہ قد ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اس کو حرف تقریب کہتے ہیں۔

ولهذا تلزم الماضي ليصلح أن يقع حالا

چونکہ قد ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اس لیے ماضی کے لیے بھی لازم ہے کہ اس میں حال کے قریب ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔ اس لیے قد مات الشيخ وقد ولد النبي يوم كذا کہنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ حال اور اس کے عامل کے زمانہ میں قرب نہیں ہے۔

وقد يجيء للتأكيد إذا كان جوابا لمن يسأل هل قام زيد؟ تقول قد قام زيد

اور قد کبھی تاکید بھی آتا ہے جب کہ ماضی جس پر داخل ہے کسی سوال کے جواب میں واقع ہو رہی ہو، مثلاً کوئی شخص سوال کرے هل قام زيد؟ تو آپ اس کے جواب میں کہیں گے قد قام زيد (تحقیق زید کھڑا ہے)

وفي المضارع للتقليل نحو إن الكذوب قد يصدق وإن الجواد قد يبخل

اور قد کبھی جب مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کا فائدہ دیتا ہے جیسے إن الكذوب قد يصدق (تحقیق جھوٹ بولنے والا بھی

تقریب بھی ہوتا ہے) اور قد یجیء (تحقیق کے معنی بھی دیتا ہے)

وقد يجيء للتحقيق كقوله تعالى: قد يعلم الله المعوقين

اور قد کبھی فعل مضارع تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قد یعلم اللہ المعوقین
(تحقیق اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو جانتا ہے)

ويجوز الفصل بينه وبين الفعل بالقسم نحو قد والله أحسنت

اور قد اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فصل کرنا بھی جائز ہے جیسے قد واللہ احسنت (اللہ کی قسم تحقیق تو نے اچھا کیا)

ويحذف الفعل بعده عند القرينة نحو قول الشاعر شعر: أفد الترحل غير أن ركابنا لما تزل برحالنا

وكأن قدن أي وكأن قد زالت

اور قد کے بعد کبھی کبھی فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ موجود ہو، جیسے شاعر کا قول

شعر

أَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ أَنَّ رِكَابَنَا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَكَأَنْ قَدِنْ

لغات: أفد بمعنی قریب ہے، نزدیک ہوا، الترحل بمعنی کوچ کرنا، غیر بمعنی لا ہے، رکاب بمعنی وہ اونٹ جن پر سفر کرتے ہیں، لما حرف نفی ہے، رحال جمع رحل بمعنی کجاوہ، قدن میں تنوین ترنم ہے۔

ترجمہ: قریب ہو گیا کوچ کرنا سوائے اس کے کہ ہماری سواریوں نے ہمارے کجاووں کے ساتھ ابھی تک کوچ نہیں کیا ورنہ کوچ کرنا تو قریب ہو چکا، گویا کہ وہ کوچ کر چکیں۔ اس لیے کہ کوچ کرنے کا عزم پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔

محل استشہاد: اس شعر میں قد کا فعل محذوف ہے وہ زالت ہے

ترکیب: أفد فعل ماضی، الترحل بمعنی مستثنیٰ منہ، غیر حرف استثناء، أن حرف مشبہ بالفعل، رکاب مضاف مضاف الیہ سے مل کر أن کا اسم ہوا، لما تزل فعل، ھی ضمیر مستتر، واو، ب جار، رحالنا مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا لما تزل فعل کے لیے، واو حالیہ کأنْ مخففہ من المثقلہ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہوا، ھی ضمیر محذوف اسم ہوا کأن کے لیے، قدن دراصل قد زالت تھا، اب قد کے بعد فعل حذف ہے اب ترکیب میں قد زالت فعل، ھی ضمیر مستتر فاعل ہوا، پھر فعل مع فاعل مل کر خبر کی، اب کأن دونوں اپنے اسم و خبر سے مل کر حال ہوا ھی ضمیر ذوالحال سے، اب ھی ضمیر ذوالحال حال سے مل کر فاعل ہوا لما تزل فعل کے لیے، پھر لما تزل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا أن کے لیے، پھر أن اپنے اسم و خبر سے مل کر مستثنیٰ ہوا، پھر مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا أفد فعل ماضی کے لیے، أفد فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

حروف استفہام

حرفا الاستفہام الھمزۃ وھل ولھما صدر الکلام وتدخلان علی الجملۃ اسمیۃ کانت نحو أزید قائم؟ أو فعلیۃ نحو ھل قام زید؟ ودخولھما علی الفعلیۃ أکثر إذ الاستفہام بالفعل أولی

مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے حروف استفہام کو بیان فرما رہے ہیں۔ استفہام کے دو حروف ہیں (۱) ہمزہ (۲) ھل اور یہ دونوں حروف ابتداء کلام میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کو معلوم ہو سکے کہ آگے کلام کس قسم کا ہے۔

حروف استفہام کا استعمال: یہ دونوں حروف جملے پر داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ ہو خواہ جملہ فعلیہ ہو البتہ جملہ فعلیہ پر داخل ہونا اکثر ہے کیونکہ فعل سے استفہام بنسبت اسم کے بہتر و اولیٰ ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال: أزید قائم؟ جملہ فعلیہ کی مثال: ھل قام زید؟

وقد تدخل الھمزۃ فی مواضع لا یجوز ھل فیھا نحو أزیدا ضربت؟ وأتضرب زیدا وھو أخوک؟ وأزید عندک أم عمرو؟ أومن کان وأفمن کان وثم إذا ما وقع ولا یستعمل ھل فی ھذہ المواضع

ہمزہ اور ھل میں فرق: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ہمزہ اور ھل میں فرق کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمزہ کا استعمال بنسبت کے زیادہ ہے یعنی ہمزہ ایسی جگہوں پر داخل ہوتا ہے جہاں ھل کا داخل ہونا ناجائز ہے، اور وہ چار جگہیں ہیں۔

۱) فعل کے ہوتے ہوئے ہمزہ اسم پر داخل ہو جیسے أزیدا ضربت؟ جائز ہے جب کہ ھل زیدا ضربت ناجائز ہے۔

۲) یہ ہے کہ ہمزہ انکار فعل کے لیے لانا جائز ہے جب کہ ھل کا لانا جائز نہیں جیسے أتضرب زیدا وھو اخوک؟ (کیا تو زید کو مارتا ہے جب کہ وہ تیرا بھائی ہے) کہنا جائز ہے اور ھل تضرب زیدا وھو اخوک؟ کہنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ استفہام انکار کے لیے صرف ہمزہ آتا ہے نہ کہ ھل۔

۳) یہ ہے کہ ہمزہ کا أم متصلہ کے ساتھ لانا جائز ہے جب کہ ھل کا أم متصلہ کے ساتھ لانا ناجائز ہے جیسے أزید عندک أم عمرو؟ کہنا جائز ہے اور ھل زید عندک أم عمرو؟ کہنا ناجائز ہے۔

۴) یہ ہے کہ ہمزہ حروف عطف پر داخل ہو سکتا ہے جیسے أومن کان، أفمن کان، أثم إذا ما وقع اور حروف عطف پر ھل نہیں آ سکتا ہے۔

فھم بحث: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ایک بحث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں لیکن اس کو ذکر نہیں کیا۔

بحث: یہ ہے کہ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں ھل آتا ہے اور ہمزہ کا اس جگہ آنا ناجائز ہے۔

پہلی جگہ: یہ ہے کہ ھل پر حرف عطف داخل ہوتا ہے جب کہ ہمزہ پر حرف عطف داخل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے

فهل أنتم مسلمون

دوسری جگہ: یہ ہے کہ أم کے بعد هل آسکتا ہے جب کہ ہمزہ نہیں آسکتا۔

تیسری جگہ: یہ ہے کہ هل اثبات میں نفی کے لیے آتا ہے نہ کہ ہمزہ جیسے هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون

چوتھی جگہ: یہ ہے کہ هل نفی کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ إلّا اس کے بعد اثبات کے لیے لانا جائز ہے نہ کہ ہمزہ جیسے هل جزاء الإحسان إلّا الإحسان

حروف شرط

حروف الشرط ثلاثة: إن ولو وأمّا ولها صدر الكلام ويدخل كل واحد منها على جملتين اسميتين كانتا أو فعليتين أو مختلفتين فإن للاستقبال وإن دخلت على الماضي نحو إن زرتني أكرمتك ولو للماضي وإن دخلت على المضارع نحو لو تزورني أكرمتك

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں حروف شرط کو بیان فرما رہے ہیں۔

حروف شرط تین ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) إن (۲) لو (۳) أمّا

حروف شرط کا استعمال: یہ تینوں ابتداء کلام میں آتے ہیں تاکہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ آگے کس قسم کا کلام آرہا ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا خواہ دونوں جملے فعلیہ ہوں خواہ ان میں سے ایک جملہ اسمیہ ہو دوسرا فعلیہ۔ ان میں سے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

إن: کلمہ إن زمانہ استقبال کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے إن زرتني فأكرمك (اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا)

لو: کلمہ لو زمانہ ماضی کے لیے آتا ہے، اگرچہ مضارع پر داخل ہوگا۔ جیسے لو تزورني أكرمتك (اگر تو میری زیارت کرتا تو میں تیرا اکرام کرتا)

ويلزمهما الفعل لفظا كما مر أو تقديرا نحو إن أنت زرتني فأنا أكرمك

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ إن اور لو دونوں کے لیے فعل کا ہونا لازمی ہے۔ یہ ہمیشہ فعل پر ہی داخل ہوتے ہیں۔ فعل خواہ لفظی ہو، جیسے مثالوں سے واضح ہے یا تقدیری۔ جیسے إن أنت زرتني فأنا أكرمك۔ اس میں إن کے بعد فعل مقدر ہے۔ اسی طرح إن كنت زرتني ہے جب فعل حذف کر دیا گیا تو ضمیر متصل منفصل سے بدل گئی اور أنت ہو گئی

واعلم أن إن لا تستعمل إلا في الأمور المشكوكة فلا يقال آتيك إن طلعت الشمس ولو تدل على نفي

الجملة الثانية بسبب انتفاء الجملة الأولى كقوله تعالى لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا

مصنف رحمہ اللہ یہاں سے یہ بتا رہے ہیں کہ إنْ کا استعمال امور مشکوکہ میں ہوتا ہے یعنی ایسے کاموں میں جن کے ہونے نہ ہونے میں شک ہو لہٰذا اِن کا استعمال ہوتا ہے پس آپ کا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ آتيك إن طلعت الشمس کیونکہ سورج کا طلوع ہونا یقینی ہے بلکہ یوں کہا جائے گا کہ آتيك إذا طلعت الشمس

لو: یہ حرف شرط اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جملہ ثانیہ منتفی ہے بسبب جملہ اولیٰ کے منتفی ہونے کے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا (اگر زمین اور آسمان میں کئی الٰہ ہوتے اللہ کے علاوہ تو فساد برپا ہو جاتا) اس میں جملہ ثانیہ منتفی ہے بسبب جملہ اول کے منتفی ہونے کے یعنی زمین و آسمان میں فساد برپا نہیں ہوا اس لیے کہ اس میں کئی خدا نہیں ہیں۔

وإذا وقع القسم في أول الكلام وتقدم على الشرط يجب أن يكون الفعل الذي تدخل عليه حرف الشرط ماضيا لفظا نحو والله إن أتيتني لأكرمتك أو معنى نحو والله إن لم تأتني لأهجرنك

اور جب قسم اول کلام میں واقع ہو اور حرف شرط پر مقدم ہو تو پھر اس فعل کا ماضی ہونا ضروری ہے جس پر حروف شرط داخل ہے چاہے لفظاً ماضی ہو جیسے والله إن أتيتني لأكرمتك یا معناً ماضی ہو جیسے والله إن لم تأتني لأهجرنك اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا تو میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا) اس میں لم تأتني معناً ماضی ہے اس لیے کہ نفی جحد بلم مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے۔

وحينئذ تكون الجملة الثانية في اللفظ جوابا للقسم لا جزاء للشرط فلذلك وجب فيها ما وجب في جواب القسم من اللام ونحوها كما رأيت في المثالين

اور اس وقت جملہ ثانیہ حقیقتاً لفظاً قسم کا جواب ہوگا نہ کہ شرط کا

فلذلك وجب فيها ما وجب في جواب القسم: یہی وجہ ہے کہ ان چیزوں کا آنا ضروری اور واجب ہے جن کا جواب قسم پر داخل ہونا ضروری ہے مثلاً لام کا داخل ہونا جملہ موجبہ میں اِن کا داخل ہونا جملہ منفیہ میں ما اور لا کا داخل ہونا وغیرہ۔

وإذا وقع القسم في وسط الكلام جاز أن يعتبر القسم بأن يكون الجواب له نحو إن أتيتني والله لآتينك وجاز أن يلغى نحو إن تأتني والله أتك وأما للتفصيل ما ذكر مجملا نحو الناس شقي وسعيد أما الذين سعدوا ففي الجنة وأما الذين شقوا ففي النار

جب حرف شرط یا اس کے غیر کے قسم پر مقدم ہونے کی وجہ سے قسم درمیان کلام میں آجائے پھر شرط کا ماضی اور

مضارع دونوں جائز ہے کیونکہ یہ بھی جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے تو وہاں اس کا ماضی ہونا ضروری ہے۔ جیسے إن أتيتني واللّٰه لأتيتك اور یہ بھی جائز ہے کہ قسم کو ملغی قرار دیا جائے اور جواب کو جزا قرار دیا جائے تب اس جزا کا ماضی ہونا ضروری نہیں بلکہ مضارع بھی ہو سکتا ہے جیسے إن تأتني واللّٰه آتك

أمّا: أمّا شرطیہ اس چیز کی تفصیل کے لیے آتا ہے جس کا متکلم نے اجمالاً ذکر کیا ہو۔ جیسے فأمّا الذين سعدوا ففي الجنة وأمّا الذين شقوا ففي النار اس میں سعید اور شقی مجمل ہیں اور أمّا الذين سعدوا سے سعید کی تفصیل ہے اور أمّا الذين شقوا سے شقی کی تفصیل ہے۔

ويجب في جوابها الفاء وأن يكون الأول سببا للثاني

جب تفصیل کے لیے آتا ہے تو اس کے جواب میں فاء لانا واجب ہے اور اس میں جملہ اولیٰ کا جملہ ثانیہ کے لیے سبب بننا واجب ہے تاکہ فاء اور سببیت کے متحد ہونے پر دلالت کریں۔ جیسے آیت مذکورہ میں ففي الجنة اور ففي النار پر فاء آئی ہے اور جملہ اولیٰ یعنی سعادت جملہ ثانی دخول جنت کا سبب ہے، اسی طرح شقاوت دخول نار کا سبب ہے۔

وأن يحذف فعلها مع أن الشرط لا بد له من فعل

اور کلمہ أمّا کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے باوجود اس کے کہ أمّا شرطیہ کے لیے فعل کا ہونا ضروری ہے جس پر وہ داخل ہے

وذلك ليكون تنبيها على أن المقصود بها حكم الاسم الواقع بعدها نحو أمّا زيد فمنطلق تقديره مهما يكن من شيء فزيد منطلق فحذف الفعل والجار والمجرور حتى بقي أمّا فزيد منطلق ولما لم يناسب دخول الشرط على فاء الجزاء نقلوا الفاء إلى الجزء الثاني ووضعوا الجزء الأول بين أمّا والفاء عوضا عن الفعل المحذوف

وضاحت: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ أمّا کے فعل کے حذف کی وجہ ذکر فرما رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حذف فعل سے اس امر پر تنبیہ ہو جائے کہ أمّا سے جو تفصیل ہوتی ہے اس سے مقصود اسم ہے جو أمّا کے بعد واقع ہے نہ کہ فعل جیسے أمّا زيد فمنطلق اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی مهما يكن من شيء فزيد منطلق (جو کچھ بھی ہو زید چلنے والا ہے) اس سے فعل يكن جو شرط ہے اور جار مجرور جو من شيء ہے حذف کر دیے گئے اور مهما کی جگہ أمّا کو قائم مقام کر دیا گیا پس أمّا فزيد منطلق رہ گیا۔ اب صرف شرط کو جزا پر داخل ہونا مناسب نہیں تھا تو ہم نے اس فاء جو جزء اول زيد سے نقل کر کے جزء ثانی منطلق کو دے دیا اور جزء اول کو أمّا اور فاء کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھ دیا تو اب بن گیا أمّا زيد فمنطلق

ثم ذلك الجزء إن كان صالحا للابتداء فهو مبتدأ كما مر وإلا فعامله ما يكون بعد الفاء كأمّا يوم الجمعة فزيد منطلق فمنطلق عامل في يوم الجمعة على الظرفية

اس کے بعد اگر یہ جزء اول یعنی وہ اسم جو اَمّا کے بعد واقع ہے مبتداء بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اسے مبتداء بنادیا جائے گا جیسے اما زید فمنطلق میں زید مبتداء ہے اور اگر اس میں مبتداء بننے کی صلاحیت نہ ہو اس طور پر کہ یہ ظرف ہو تو پھر اس میں جزء اول کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہے جیسے اما یوم الجمعة فزید منطلق اس میں جزء اول یوم الجمعة ظرف بننے کی وجہ سے مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے لہذا اس میں عامل منطلق ہے اور وہ یوم الجمعة کو بنا بر ظرفیت نصب دے رہا ہے۔

حرف الردع

فصل حرف الردع كلا وضعت لزجر المتكلم وردعه عما تكلم به كقوله تعالى وأما إذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه فيقول ربي أهانن كلا أي لا تتكلم بهذا فإنه ليس كذلك وهذا بعد الخبر وقد تجيء بعد الأمر أيضا كما إذا قيل لك اضرب زيدا فقلت كلا أي لا أفعل هذا قط وقد تجيء بمعنى حقا كقوله تعالى كلا سوف تعلمون

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ اس فصل میں حرف ردع کو بیان فرما رہے ہیں ردع کے معنی ہیں جھڑکنا اور باز رکھنا۔

حرف ردع کا استعمال: حرف ردع کلا ہے اگر یہ خبر کے بعد واقع ہو تو متکلم کو اس چیز سے جھڑکنے اور روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہے جس کا وہ تکلم کر رہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا ای لا تتکلم بھذا فانہ لیس کذلک یہ کلا کے معنی کی تفسیر ہے یعنی وہ ہرگز ایسا نہ کہے تحقیق امر ایسا نہیں ہے۔

کبھی کلا امر کے بعد آتا ہے اس وقت وہ نفی جواب کے لیے آتا ہے یعنی جس کا متکلم حکم کرتا ہے مخاطب اس بات سے انکار کرتا ہے جیسے تم سے کوئی کہے اضرب زیدا اور تم اس کے جواب میں کہو کہ کلا ہرگز نہیں یعنی لا افعل ھذا قط (میں اس کو ہرگز نہیں کروں گا) یعنی ہرگز میں زید کو نہیں ماروں گا۔

اور کلا بمعنی حقا بھی آتا ہے یعنی جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کلا سوف تعلمون (یہ بات ثابت ہے کہ تم عنقریب جان لو گے)

وحينئذ تكون اسما مبنيا لكونه مشابهة لكلا

اور اس وقت جب کلا بمعنی حقا آتا ہے تو کلا اسم ہوتا ہے نہ کہ حرف اور وہ اس وقت کلا حرفی کے ساتھ لفظا اور معنا مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوتا ہے۔ لفظی مشابہت تو ظاہر ہے۔ معنوی مشابہت یہ ہے کہ جیسے کلا حرفی زجر کے لیے آتا ہے اسی طرح کلا اسمی بھی زجر کے لیے آتا ہے۔

وقيل تكون حرف إيجاب بمعنى إنّ لتحقيق الجملة نحو كلا إن الإنسان ليطغى بمعنى إنّ

مصنف رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ بعض نحات کے نزدیک کلا حرف بمعنی حقا ہوتا ہے تو اس وقت حرف ہوتا ہے نہ کہ اسم بمعنی إن جو تحقیق جملہ کے لیے آتا ہے، جیسے كلا إن الإنسان ليطغى بمعنى إن (تحقیق انسان سرکشی کرتا ہے) لیکن یہ مذہب ضعیف ہے، اس لیے اس کو قیل سے ذکر فرما رہے ہیں۔

تائے تانیث ساکنہ اور اس کا استعمال

فصل: تاء التأنيث الساكنة تلحق الماضي ليدل على تأنيث ما أسند إليه الفعل نحو ضربت هند

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے تاء تانیث ساکنہ کو بیان فرما رہے ہیں اور وہ ماضی کے آخر میں آتی ہے تاکہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ فعل کا مسند الیہ مونث ہے خواہ مسند الیہ فاعل ہو یا نائب فاعل۔

فاعل کی مثال: ضَرَبَتْ هِندٌ **نائب فاعل کی مثال:** ضُرِبَتْ هِندٌ

اور یہ تاء ماضی کے ساتھ خاص ہے غیر ماضی کے ساتھ لاحق نہیں ہوتی ہے۔

وعرفت مواضع وجوب إلحاقها

تاء تانیث ساکنہ کہاں لانا واجب ہے اور کہاں جائز؟ اس کی بحث فاعل کی فصل میں تفصیل سے گزر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وإذا لقيها ساكن بعدها وجب تحريكها بالكسر لأن الساكن إذا حرك حرك بالكسر نحو قد قامت الصلاة

اور جب تاء تانیث ساکنہ کے بعد حرف ساکن ملا ہو تو اس وقت تاء تانیث ساکنہ کو حرف کسرہ دینا واجب ہے تاکہ التقاء ساکنین لازم نہ آئے اور تاء کو کسرہ اس لیے دیا گیا کہ قاعدہ ہے الساكن إذا حرك حرك بالكسر (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کے ذریعے حرکت دی جاتی ہے) جیسے قد قامت الصلاة

وحركتها لا توجب رد ما حذف لأجل سكونها فلا يقال رمات المرأة لأن حركتها عارضة واقعة لدفع التقاء الساكنين

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے

سوال: یہ ہے کہ جب التقاء ساکنین کی وجہ سے دو ساکنوں میں سے ایک ساکن حذف ہو جاتا ہے تو تاء ساکنہ کے متحرک ہونے کی صورت میں محذوف ساکن کو لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حذف کی علت التقاء ساکنین تھی جو زائل ہو گئی پس رمت المرأة میں تاء کے متحرک ہونے کی وجہ سے الف لوٹ آنا چاہیے جب کہ دو ساکن الف اور تاء کے پائے جانے کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا، حالانکہ وہ الف واپس نہیں لوٹ رہا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ تاء تانیث ساکنہ کی حرکت کی وجہ سے وہ حرف علت تاء کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے وہ واپس نہیں آئے گا بلکہ یہ اس تاء کی حرکت عارضی ہے جو کہ التقاء ساکنین سے بچانے کے لیے دی گئی ہے نہ کہ اصلی اور حرکت عارضی بمنزلہ سکون کے ہوتی ہے پس رمت المرأۃ اور رمات المرأۃ نہیں کہیں گے۔

وقولهم المرأتان رماتا ضعيف

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرب کا قول المرأتان رماتا کہ جس میں الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا لوٹ آیا ہے، یہ ضعیف ہے۔

وأما إلحاق علامة التثنية وجمع المذكر وجمع المؤنث فضعيف فلا يقال قاما الزيدان وقاموا الزيدون وقمن النساء

یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: یہ ہے کہ جب علامت تثنیہ اور علامت جمع بھی علامت تانیث کی طرح ہیں تو جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کے ساتھ علامت تانیث اور علامت جمع بھی لاحق کرنی چاہیے تاکہ علامت تثنیہ اور علامت جمع فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کرے حالانکہ ایسا نہیں کیا جاتا ہے جب کہ علامت تانیث فعل کے ساتھ لاحق کی جاتی ہے۔

جواب: مصنف رحمہ اللہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ فعل کا فاعل جب اسم ظاہر ہو تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع کا لاحق کرنا ضعیف ہے پس قاما الزیدان اور قاموا الزیدون اور قمن النساء فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

فاعل جب اسم ظاہر ہو اور فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور جمع لاحق کی جائے تو اس صورت میں تین خرابیاں لازم آئیں گی۔

خرابیاں

۱) جب فاعل تثنیہ اور جمع پر دلالت کر رہا ہو تو فعل کے ساتھ علامت تثنیہ اور علامت جمع لاحق کرنا بے سود ہوگا۔

۲) اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

۳) تعدد فاعل لازم آئے گا اسم ظاہر اور ضمیر کی صورت میں۔

وبتقدير الإلحاق لا تكون الضمائر لئلا يلزم الإضمار قبل الذكر بل علامات دالة على أحوال الفاعل كتاء التأنيث

وضاحت: مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے فعل کا فاعل اسم ظاہر ہونے کے باوجود علامت ضمائر کو ذکر کرنے کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علامت تثنیہ اور جمع فعل کے ساتھ لاحق ہونے کی صورت میں جب کہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہو تو اس صورت میں یہ ضمائر اس کا فاعل نہیں ہوں گی کیونکہ اس صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ضمائر علامات ہوں گی جو احوال فاعل پر دلالت کریں گی کہ فاعل مثنیٰ ہے یا جمع۔ جیسے کہ تاء تانیث ساکنہ مسند الیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ تاء تانیث ضمیر ہوتی تو فاعل کے اسم ظاہر ہونے کی صورت میں اس کا حذف کرنا ضروری تھا۔

تنوین اور اس کی اقسام اور ان کا استعمال

> التنوين نون ساكنة تتبع حركة آخر الكلمة ولا لتاكيد الفعل وهي أربعة أقسام الأول للتمكين وهو ما يدل على أن الاسم متمكن في مقتضى الاسمية أي أنه منصرف نحو زيد ورجل والثاني للتنكير وهو ما يدل على أن الاسم نكرة نحو صهٍ أي اسكت سكوتا ما في وقت ما وأما صهْ بالسكون فمعناه اسكت السكوت الآن والثالث للعوض وهو ما يكون عوضا عن المضاف إليه نحو حينئذ وساعتئذ ويومئذ أي حين إذ كان كذا والرابع للمقابلة وهو التنوين الذي يلحق جمع المؤنث السالم نحو مسلمات وهذه الأربعة تختص بالاسم والخامس للترنم وهو الذي يلحق آخر الأبيات والمصاريع كقول الشاعر: أقلي اللوم عاذل والعتابن ... وقولي إن أصبت لقد أصابن وكقوله: يا أبتا علك أو عساكن وقد يحذف من العلم إذا كان موصوفا بابن مضافا إلى علم آخر نحو جاءني زيد بن عمرو وهند ابنة بكر

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے تنوین کو بیان فرماتے ہیں۔

نون تنوین کی تعریف: نون تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہو اور وہ فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔

تنوین کی اقسام: تنوین کی پانچ اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) تنوین تمکن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنم

تنوین تمکن: وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے تقاضے میں مضبوط ہے یعنی اس کے منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے زیدٌ، رجلٌ اس تنوین کو تنوین صرف بھی کہتے ہیں اس لیے کہ یہ منصرف اور غیر منصرف کے درمیان فصل کر دیتی ہے۔

تنوین تنکیر: وہ ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے پس یہ تنوین معرفہ و نکرہ میں فرق کر دیتی ہے، جیسے

صہ اس کا معنی ہے اسکت سکوتا ما فی وقت ما (تو چپ رہ چپ رہنا کچھ وقت) اور اس کو اگر بغیر تنوین کے پڑھیں یعنی صہ تو معنی ہوگا اسکت السکوت الآن (تو چپ رہ خاص چپ رہنا اس وقت)

تنوین عوض: تنوین عوض وہ ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں ہو جیسے حینئذ یہ اصل میں حین إذ کان کذا تھا۔ اب جملہ کو تخفیف کی خاطر حذف کر کے ذ پر تنوین لائے جو کہ مضاف الیہ کے عوض ہے اسی طرح ساعتئذ اصل میں ساعة إذ کان کذا تھا اور یومئذ اصل میں یوم إذ کان کذا تھا یہاں بھی مضاف الیہ کے عوض میں تنوین لے آئے۔

تنوین مقابلہ: وہ ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں آئے۔ جیسے مسلمات کیونکہ اس کے مقابلے میں اور کوئی چیز نہیں تھی۔

اور تنوین کی یہ چاروں اقسام اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

تنوین ترنم: وہ ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں تحسین صوت کے لیے آئے۔ جیسے شاعر کا قول

شعر

اقلي اللوم عاذل والعتابن وقولي ان اصبت لقد اصابن

ترجمہ: اے عاذلہ تو ملامت اور عتاب کو کم کر اگر میں کوئی صحیح کام کروں تو کہہ کہ تحقیق تو نے صحیح کام کیا ہے۔

محل استشہاد: اس شعر میں تنوین ترنم العتابن اور اصابن ہے جو اصل میں العتاب اور اصاب تھے۔

ترکیب: اقلي فعل امر انت ضمیر فاعل ہوا، اللوم معطوف علیہ، واو عاطفہ العتابن معطوف، اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ہوا اقلي کا، اب اقلي فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ معطوف علیہ ہوا، واو عاطفہ قولي فعل، انت ضمیر مستتر فاعل ہوا، اب فعل اپنے فاعل سے مل کر قول ہوا، لقد اصابن مقولہ ہوا قول کے لیے، اب قول اپنے مقولہ سے مل کر جزاء مقدم، ان حرف شرط اصبت فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط مؤخر، اب جزاء مقدم یعنی شرط مؤخر کے ساتھ مل کر معطوف ہوا اب معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ یہ عاذل اصل میں ادعو عاذلة، ادعو فعل انا ضمیر مستتر فاعل ہوا، عاذلة مفعول بہ ہوا، یہ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسرا شعر: یا ابتا علک او عساکا اس میں یا حرف ندا ہے ابتا اصل میں ابی تھا اور علک اصل میں لعلک تھا عسا کی اصل میں عساک تھا تنوین ترنم الف عسا کی کر دیا۔ لعل اور عسی کی خبر محذوف ہے۔ اصل میں تھا لعلک تجد رزقا او عساک تجده

ترجمہ: اے میرے باپ قریب ہے کہ تو رزق کو پالے گا۔

اور کبھی کبھی علم سے تنوین کو وجوباً حذف کیا جاتا ہے جب کہ علم موصوف ہو ایسے ابن کی طرف جو آگے کسی علم کی

طرف مضاف ہو۔ جیسے جاءنی زید بن عمرو ومحمد بن بکر

نون تاکید کی اقسام وران کا استعمال

فصل: نون التاكيد وهي وضعت لتاكيد الأمر والمضارع إذا كان فيه طلب بإزاء قد لتاكيد الماضي وهي على ضربين خفيفة أي ساكنة أبدا نحو اضربَنْ والثقيلة مفتوحة أبدا إن لم يكن قبلها ألف نحو اضربَنَّ ومكسورة إن كان قبلها ألف نحو اضربانِّ، اضربنانِّ

وضاحت: مصنف ؒ اس فصل میں نون تاکید کو بیان فرما رہے ہیں۔

نون تاکید: وہ ہے جو امر اور مضارع کی تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے جب کہ اس میں طلب کے معنی ہوں اس لیے کہ نون تاکید سے اس چیز کی تاکید ہوتی ہے جس میں طلب ہو۔

بازاء قد اور نون تاکید لفظ کے مقابلہ میں ہے جو ماضی کی تاکید کے لیے ہے اسی طرح نون تاکید مضارع کی تاکید کے لیے ہے بشرطیکہ اس میں طلب کے معنی ہوں۔

نون تاکید کی اقسام: نون تاکید کی دو قسمیں ہیں: ( ) خفیفہ (۲) ثقیلہ

نون تاکید خفیفہ: یعنی جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے اضربن

نون تاکید ثقیلہ: یعنی جو ہمیشہ مشدد ہوتا ہے اور یہ نون مفتوح ہوتا ہے جب کہ اس سے پہلے الف نہ ہو جیسے اضربنّ اور اگر اس سے پہلے الف ہو تو مکسور ہوگا جیسے اضربانّ، اضربنانّ

وتدخل في الأمر والنهي والاستفهام والتمني والعرض جوازا لأن في كل منها طلبا نحو اضربن ولا تضربن وهل تضربن وليتك تضربن وألا تنزلن بنا فتصيب خيرا

دونوں تاکید خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض پر جوازاً داخل ہوتا ہے کیونکہ ان سب میں طلب کا معنی موجود ہوتا ہے۔

نون خفیفہ کی مثال: امر جیسے اضربن، نہی جیسے لا تضربن، استفہام جیسے ھل تضربن، تمنی جیسے لیتک تضربن، عرض جیسے الا تنزلن بنا فتصیب خیرا

وقد تدخل في القسم وجوبا لوقوعه على ما يكون مطلوبا للمتكلم غالبا فأرادوا أن لا يكون آخر القسم عن معنى التاكيد كما لا يخلو أوله منه نحو والله لأفعلن كذا

دونوں تاکید جواب قسم پر داخل ہوتا ہے۔ سبب یہ کہ جواب قسم متکلم کو اکثر مطلوب ہو۔ یہاں قسم سے مراد جواب قسم ہے، ورنہ قسم پر تاکید داخل نہیں ہوتی ہے، پس جواب قسم میں نون تاکید لانے کی وجہ یہ ہے کہ قسم اکثر اس چیز پر

داخل ہوتی ہے جس کا وجود متکلم کو مقصود اور مطلوب ہوتا ہے، گویا کہ قسم میں تاکید ہوتی ہے تو نحویوں نے ارادہ کیا کہ جواب قسم میں بھی تاکید ہو تاکہ قسم کا آخر بھی تاکید سے خالی نہ ہو، جس طرح اس کا اول تاکید سے خالی نہیں ہے جیسے واللہ لافعلن کذا

واعلم يجب ضم ما قبلها في الجمع المذكر نحو اضربُنّ ليدل على واو المحذوفة وكسر ما قبلها في المخاطبة نحو اضربِنّ ليدل على الياء المحذوفة

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ یہاں سے نون تاکید کے ماقبل کا حال بیان فرما رہے ہیں۔

تفصیل: جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر میں نون تاکید ثقیلہ ہو یا خفیفہ ہو اس سے پہلے والے حرف پر ہمیشہ ضمہ ہوگا تاکہ یہ ضمہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے جیسے اضربُنّ اور واجب ہے مؤنث مخاطب کے صیغے میں نون تاکید کے ماقبل کا مکسور ہونا تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ یا التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو چکی ہے۔ جیسے اضربِنّ

وفتح ما قبلها فيما عداهما

مصنف رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ جمع غائب اور حاضر اور واحد مؤنث حاضر کے علاوہ صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو ہمیشہ فتحہ دیا جائے گا اور وہ گیارہ صیغے ہیں (۱) واحد مذکر غائب (۲) واحد مؤنث غائب (۳) واحد مذکر حاضر (۴) واحد متکلم (۵) جمع متکلم (۶) تثنیہ مذکر غائب (۷) تثنیہ مذکر حاضر (۸) تثنیہ مؤنث غائب (۹) تثنیہ مؤنث حاضر (۱۰) جمع مؤنث غائب (۱۱) جمع مؤنث حاضر

أما في المفرد فلأنه لو ضم لالتبس بالجمع المذكر ولو كسر لالتبس بالمخاطبة

واحد کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو فتحہ دینا اس لیے واجب ہے کہ اگر ضمہ دیں گے تو جمع مذکر کے صیغے کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اگر کسرہ دیں گے تو واحد مؤنث حاضر کے صیغے کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اگر ساکن کیا جائے تو التقاء ساکنین لازم آئے گا پس فتحہ دینا لازم ہوا۔

وأما في المثنى والجمع المؤنث فلأن ما قبلها ألف نحو اضربانّ واضربنانّ

اور چاروں تثنیہ کے صیغوں میں اور جمع مؤنث غائب و حاضر کے دونوں صیغوں میں نون تاکید سے پہلے والے حرف کو فتحہ دینا اس لیے ضروری ہے کہ ان صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف ہوتا ہے اور الف قائم مقام فتحہ کے ہوتا ہے۔ جیسے اضربانّ اور اضربنانّ

وزيدت الألف قبل النون في الجمع المؤنث لكراهة اجتماع ثلاث نونات نون الضمير ونونا التاكيد

اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون تاکید سے پہلے الف زیادہ کیا گیا ہے۔ مصنف ؒ یہاں سے اس کی وجہ کو ذکر فرما رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تین نونوں کا اجتماع لازم نہ آئے جو کہ مکروہ ہے۔ ان تین نونوں میں سے پہلا نون ضمیر کا ہے اور دوسرے دونوں نون تاکید ثقیلہ کے ہیں، کیونکہ نون تاکید ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور وہ دو نونوں کے حکم میں ہوتا ہے اور الف کو اس لیے لایا گیا کہ وہ حروف میں سب سے ہلکا حرف ہے جیسے اضربنانّ

ونون الخفيفة لا تدخل في التثنية ولا في الجمع المؤنث لأنه لو حرك النون لم يبق على الخفيفة فلم يكن على الأصل وإن أبقيتها ساكنة يلزم التقاء الساكنين على غير حده وهو غير حسن

اور نون تاکید خفیفہ تثنیہ کے صیغوں میں بالکل نہیں آتا ہے خواہ وہ مذکر کے ہوں یا مؤنث کے اور نہ جمع مؤنث کے صیغوں میں آتا ہے اس لیے کہ اگر نون خفیفہ کو حرکت دی جائے تو وہ خفیفہ نہیں رہے گا اور وہ اصل پر باقی نہیں رہے گا کیونکہ خفیفہ کی وضع سکون کے لیے ہے۔

اور اس کو ساکن رکھیں جو کہ اس کی اصل ہے تو اس صورت میں الف اور نون میں التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا جو کہ غیر مستحسن ہے اور ناجائز ہے۔

تمارین

سوال نمبر ۱: حروف جارہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ لکھیں۔

سوال نمبر ۲: باء کے معانی مع امثلہ لکھیں؟ اور باء صلہ کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ باء زائدہ کب ہوتی ہے؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۳: لام کے معانی مع امثلہ لکھیں؟

سوال نمبر ۴: رب کا معنی اور مثال لکھیں؟ اور بتائیں کہ رب جملہ پر کب داخل ہوتا ہے؟ اور اس کی شرط کیا ہے؟ مثال سے واضح کریں؟

سوال نمبر ۵: وبلدة ليس بها أنيس   إلا اليعافير وإلا العيس واو رب کسے کہتے ہیں؟ مذکورہ شعر کس غرض کے لیے ذکر کیا ہے؟ اس شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجیے اور یہ بھی بتائیں کہ واو قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال نمبر ۶: تاء قسم کس کے ساتھ خاص ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۷: باء قسم کس پر داخل ہوتی ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۸: للہ یبقی علی الایام ذو حید   بمشمخر بہ الظیان والآس شعر کا با محاورہ ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس بات کو ثابت کرنے کے لیے دیا گیا ہے؟

سوال نمبر ۹: عن کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۰: علیٰ کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۱: عن اور علیٰ اسم کے معنی میں کب استعمال ہوتے ہیں؟ مثالیں بھی ذکر کریں؟

سوال نمبر ۱۲: کاف کا معنی اور مثال لکھیں؟

سوال نمبر ۱۳: مذ اور منذ کا معنی اور مثالیں لکھیں؟

سوال نمبر ۱۴: حاشا اور عدا کس کے لیے استعمال ہوتے ہیں؟ دونوں کی مثالیں بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۵: حروف مشبہ بالفعل کو ذکر کرنے کے بعد ان کا عمل ذکر کیجیے اور ان کی فعل کے ساتھ مشابہت کو بھی لکھیں؟

سوال نمبر ۱۶: حروف عطف کتنے اور کون سے ہیں؟ واو، فاء، ثم اور حتی کن معانی کے لیے استعمال ہوتے اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر ۱۷: حروف تنبیہ کون سے ہیں؟ یہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر؟ تفصیل سے لکھیں۔

سوال نمبر ۱۸: حروف ایجاب کتنے ہیں اور کون سے ہیں؟ ہر ایک کا محل، استعمال اور مثالیں تحریر کریں؟

سوال نمبر ۱۹: حروف زیادت کون سے ہیں؟ زائد ہونے کا مطلب واضح کریں حروف زیادت مع مثال ذکر کریں؟

سوال نمبر ۲۰: حروف مصدر کتنے ہیں اور ان کا آپس میں فرق کیا ہے؟

سوال نمبر ۲۱: حروف تحضیض کتنے ہیں اور ان کو حروف تحضیض کیوں کہتے ہیں؟ اور ان کی ایک ایک مثال بھی دیجیے؟

سوال نمبر ۲۲: حرف توقع کا دوسرا نام کیا ہے؟ اور کتنے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

سوال نمبر ۲۳: تنوین کی تعریف کرنے کے بعد اس کی اقسام خمسہ بیان کریں اور مثالیں بھی تحریر کریں؟

تَسْهِيلُ الْاِصْطِلَاحَاتِ وَالْأَمْثِلَةِ

تعريفُ النحوِ	علمٌ بأصولٍ تُعرفُ بها أحوالُ أواخرِ الكلمِ الثلاثِ من حيثُ الإعرابُ والبناءُ وكيفيةُ تركيبِ بعضِها مع بعضٍ
غرضُ النحوِ	صيانةُ اللسانِ عن الخطإِ اللفظيِّ في كلامِ العربِ
موضوعُ النحوِ	الكلمةُ والكلامُ
تعريفُ الكلمةِ	لفظٌ وُضِعَ لمعنًى مُفردٍ
تعريفُ الاسمِ	كلمةٌ تدلُّ على معنًى في نفسِها غيرُ مُقترنٍ بأحدِ الأزمنةِ الثلاثةِ أعني الماضيَ والحالَ والاستقبالَ كرجُلٍ وعِلْمٍ
تعريفُ الفعلِ	كلمةٌ تدلُّ على معنًى في نفسِها دلالةً مُقترنةً بزمانِ ذلك **المعنى** كضربَ
تعريفُ الحرفِ	كلمةٌ لا تدلُّ على معنًى في نفسِها بل تدلُّ على معنًى في غيرِها نحوُ مِنْ
تعريفُ الكلامِ	لفظٌ تضمَّنَ كلمتينِ بالإسنادِ والإسنادُ نسبةُ إحدى الكلمتينِ إلى الأخرى بحيثُ تُفيدُ **المخاطبَ** فائدةً تامّةً يصحُّ السكوتُ عليها نحوُ زيدٌ قائمٌ وقامَ زيدٌ
تعريفُ المعربِ	وهو كلُّ اسمٍ رُكِّبَ مع غيرِه ولا يُشبهُ مبنيَّ الأصلِ أعني الحروفَ والأمرَ الحاضرَ والماضيَ نحوُ زيدٌ مُعربٌ في قامَ زيدٌ
حُكمُ المعربِ	أنْ يختلفَ آخرُه باختلافِ العواملِ اختلافًا لفظًا نحوُ جاءني زيدٌ ورأيتُ زيدًا ومررتُ بزيدٍ أو تقديرًا نحوُ جاءني موسى ورأيتُ موسى ومررتُ بموسى
تعريفُ الإعرابِ	ما به يختلفُ آخرُ **المعربِ** كالضمّةِ والفتحةِ والكسرةِ والواوِ والياءِ والألفِ
تعريفُ العاملِ	ما به رفعٌ ونصبٌ وجرٌّ كقامَ عاملٌ في قامَ زيدٌ
محلُّ الإعرابِ	هو الحرفُ الأخيرُ كالدالِ محلُّ الإعرابِ في قامَ زيدٌ
تعريفُ المنصرفِ	هو ما ليسَ فيه سببانِ أو واحدٌ منها يقومُ مقامَهما من أسبابِ منعِ الصرفِ كزيدٍ ويُسمّى الاسمَ المتمكّنَ

حُكْمُ الْمُنْصَرِفِ	أَنْ يَدْخُلَهُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ مَعَ التَّنْوِينِ تَقُولُ: جَاءَنِي زَيْدٌ، وَرَأَيْتُ زَيْدًا، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ
تَعْرِيفُ غَيْرِ الْمُنْصَرِفِ	هُوَ مَا فِيهِ سَبَبَانِ أَوْ وَاحِدٌ مِنْهَا يَقُومُ مَقَامَهُمَا مِنْ تِسْعَةِ أَسْبَابِ مَنْعِ الصَّرْفِ
أَسْبَابُ مَنْعِ الصَّرْفِ	اَلْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّأْنِيثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيبُ وَالْأَلِفُ وَالنُّونُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ
حُكْمُ غَيْرِ الْمُنْصَرِفِ	أَنْ لَا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِينُ، وَيَكُونُ فِي مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوحًا أَبَدًا تَقُولُ: جَاءَنِي أَحْمَدُ، وَرَأَيْتُ أَحْمَدَ، وَمَرَرْتُ بِأَحْمَدَ
تَعْرِيفُ الْعَدْلِ	هُوَ تَغْيِيرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيغَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ إِلَى صِيغَةٍ أُخْرَى تَحْقِيقًا أَوْ تَقْدِيرًا كَعُمَرَ وَزُفَرَ
تَعْرِيفُ الْوَصْفِ	كَوْنُ الِاسْمِ دَالًّا عَلَى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأْخُوذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا كَأَحْمَرَ
تَعْرِيفُ الْعُجْمَةِ	هِيَ أَنْ تَكُونَ الْكَلِمَةُ مِنْ وَضْعِ الْعَجَمِيَّةِ كَإِبْرَاهِيمَ
تَعْرِيفُ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ	هُوَ كُلُّ جَمْعٍ كَانَ بَعْدَ أَلِفِ تَكْسِيرِهِ حَرْفَانِ أَوْ ثَلَاثَةُ أَحْرُفٍ وَسْطُهَا سَاكِنٌ كَدَرَاهِمَ وَمَسَاجِدَ
تَعْرِيفُ الْمُرَكَّبِ	كُلُّ اسْمَيْنِ ضُمَّ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخَرِ عَلَى غَيْرِ جِهَةِ الْإِضَافَةِ كَبَعْلَبَكَّ
تَعْرِيفُ الْفَاعِلِ	كُلُّ اسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ أَوْ صِفَةٌ أُسْنِدَ إِلَيْهِ عَلَى مَعْنَى أَنَّهُ قَامَ بِهِ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ
تَعْرِيفُ مَفْعُولِ مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ	هُوَ كُلُّ مَفْعُولٍ حُذِفَ فَاعِلُهُ وَأُقِيمَ الْمَفْعُولُ مُقَامَهُ نَحْوُ ضُرِبَ زَيْدٌ
تَعْرِيفُ الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ	هُمَا اسْمَانِ مُجَرَّدَانِ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ أَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَيُسَمَّى الْمُبْتَدَأَ وَالثَّانِي مُسْنَدٌ بِهِ وَيُسَمَّى الْخَبَرَ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ
تَعْرِيفُ الْقِسْمِ الثَّانِي مِنَ الْمُبْتَدَإِ	الثَّانِي مُسْنَدٌ إِلَيْهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ
تَعْرِيفُ خَبَرِ إِنَّ	هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ
حُكْمُ خَبَرِ إِنَّ	فِي كَوْنِهِ مُفْرَدًا أَوْ جُمْلَةً أَوْ مَعْرِفَةً أَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَإِ
تَعْرِيفُ اسْمِ كَانَ	هُوَ الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُولِهَا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا

تعريف اسم ما ولا المشبهتين بليس	هو المسند إليه بعد دخولها نحو ما زيدٌ قائماً
تعريف خبر لا التي لنفي الجنس	هو المسند بعد دخولها نحو لا رجلَ قائمٌ
تعريف المفعول المطلق	هو مصدر بمعنى فعل مذكور قبله ويذكر للتأكيد كضربت ضرباً أو لبيان النوع نحو جلست جلسة القاري ولبيان العدد نحو جلست جلسة
تعريف المفعول به	هو اسم ما وقع عليه فعل الفاعل كضرب زيدٌ عمراً
تعريف التحذير	هو معمول بتقدير اتق تحذيراً مما بعده نحو إياك والأسد
تعريف ما أضمر عامله على شريطة التفسير	هو كل اسم بعده فعل أو شبهه مشتغل ذلك الفعل عنه بضميره أو متعلقه لو سلط عليه هو أو مناسبه لنصبه نحو زيداً ضربته
تعريف المنادى	هو اسم مدعو بحرف النداء لفظاً نحو يا عبد الله
تعريف المنادى المرخم	هو حذف في آخره للتخفيف كما تقول في مالك يا مال
تعريف المنادى المندوب	هو المتفجع عليه بيا أو وا كما تقول يا زيداه ووا زيداه
حكم المنادى المندوب	في الإعراب والبناء مثل حكم المنادى
تعريف المفعول فيه	هو اسم ما وقع فعل الفاعل فيه من الزمان نحو صمت دهراً أو المكان نحو جلست خلفك
تعريف المفعول له	وهو اسم ما لأجله يقع الفعل المذكور قبله وينصب بتقدير اللام نحو ضربته تأديباً
تعريف المفعول معه	هو ما يذكر بعد الواو بمعنى مع لمصاحبة معمول فعل نحو جاء البرد والجبات
تعريف الحال	لفظ تدل على بيان هيئة الفاعل أو المفعول به أو كليهما نحو جاءني زيد راكباً وضربت زيداً مشدوداً ولقيت عمراً راكبين

تعريف التمييز	هو نكرة تُذكر بعد مقدارٍ من عددٍ أو كيلٍ أو وزنٍ أو مساحةٍ أو غير ذلك مما فيه إبهامٌ ترفع ذلك الإبهام نحو عندي عشرون درهمًا
تعريف المستثنى	لفظ يُذكر بعد إلّا وأخواتها ليُعلم أنّه لا يُنسب إليه ما نُسب إلى ما قبلها
تعريف المستثنى المتصل	هو ما أُخرج عن متعدّدٍ بإلّا وأخواتها نحو جاءني القومُ إلّا زيدًا
تعريف المستثنى المنقطع	هو المذكور بعد إلّا وأخواتها غير مُخرَجٍ عن متعدّدٍ لعدم دخوله في المستثنى منه نحو جاءني القومُ إلّا حمارًا
تعريف كلام موجب	هو كلّ كلام يكون فيه نفيٌ أو نهيٌ أو استفهامٌ
تعريف كلام غير موجب	هو كلّ كلام لا يكون فيه نفيٌ ولا نهيٌ ولا استفهامٌ
تعريف المستثنى المفرّغ	هو كلّ كلام يكون فيه المستثنى منه غير مذكورٍ
تعريف خبر كان وأخواتها	هو المسند بعد دخولها نحو كان زيدٌ قائمًا
حكم خبر كان وأخواتها	كحكم خبر المبتدأ إلّا أنّه يجوز تقديمه على اسمها مع كونه معرفةً بخلاف خبر المبتدأ نحو كان القائمَ زيدٌ
تعريف اسم إنّ وأخواتها	هو المسند بعد دخولها نحو إنّ زيدًا قائمٌ
تعريف اسم لا التي لنفي الجنس	هو المسند إليه بعد دخولها ويليها نكرةً مضافةً نحو لا غلامَ رجلٍ في الدار
تعريف خبر ما ولا المشبّهتين بليس	هو المسند بعد دخولهما نحو ما زيدٌ قائمًا
تعريف المضاف إليه	هو كلّ اسمٍ نُسب إليه شيءٌ بواسطة حرف الجرّ لفظًا نحو مررتُ بزيدٍ و تقديرًا نحو غلامُ زيدٍ
تعريف التابع	هو كلّ ثانٍ معربٍ بإعراب سابقه من جهةٍ واحدةٍ
تعريف النعت	هو تابعٌ يدلّ على معنًى في متبوعه نحو جاءني رجلٌ عالمٌ أو في متعلّق متبوعه نحو جاءني رجلٌ عالمٌ أبوه

تعريف المعطوف بالحروف	هو تابع ينسب إليه ما نسب إلى متبوعه وكلاهما مقصودان بتلك النسبة
تعريف التأكيد	هو تابع يدل على تقرير المتبوع في ما نسب أو يدل على شمول الحكم لكل أفراد المتبوع
تعريف البدل	هو تابع ينسب إليه ما نسب إلى متبوعه وهو المقصود بالنسبة دون متبوعه
تعريف عطف البيان	هو تابع غير صفة يوضح متبوعه وهو أشهر اسمي شيء نحو قام أبو حفص عمر
تعريف الاسم المبني	هو اسم وقع غير مركب مع غيره
تعريف المضمر	اسم وضع ليدل على متكلم أو مخاطب أو غائب تقدم ذكره لفظا أو معنى أو حكما
تعريف أسماء الإشارة	ما وضع ليدل على مشار إليه
تعريف الموصول	اسم لا يصلح أن يكون جزءا تاما من جملة إلا بصلة بعده
تعريف أسماء الأفعال	هو كل اسم بمعنى الأمر والماضي نحو رويد زيدا
تعريف أسماء الأصوات	كل اسم حكي به صوت كغاق لصوت الغراب أو صوت به للبهائم كنخ لإناخة البعير
تعريف المركب	كل اسم ركب من كلمتين ليست بينهما نسبة
تعريف الكنايات	هي أسماء تدل على عدد مبهم وهي كم وكذا أو حديث مبهم وهو كيت وذيت
تعريف المعرفة	اسم وضع لشيء معين كزيد
تعريف النكرة	ما وضع لشيء غير معين كرجل وفرس
تعريف العلم	ما وضع لشيء معين لا يتناول غيره بوضع واحد كزيد
تعريف أسماء العدد	ما وضع ليدل على كمية آحاد الأشياء
تعريف المذكر	ما لا يكون فيه علامة التأنيث كرجل
تعريف المؤنث	ما فيه علامة التأنيث لفظا أو تقديرا

تعريف المثنى	اسمٌ أُلحِقَ بآخره ألفٌ أو ياءٌ مفتوحٌ ما قبلها ونونٌ مكسورةٌ ليدلّ على أنّ معه آخر مثله نحو رجلانِ ورجلينِ
تعريف المجموع	اسمٌ يدلّ على آحادٍ مقصودةٍ بحروفِ مفردِه بتغييرٍ ما لفظيٍّ كرجالٍ في رجلٍ أو تقديريٍّ كفُلْكٍ
تعريف الجمع المصحح	هو ما لا يتغيّر بناءُ واحدِه
تعريف الجمع المكسر	هو ما تغيّر بناءُ واحدِه
تعريف الجمع المذكر السالم	هو ما أُلحِقَ بآخره واوٌ مضمومٌ ما قبلها ونونٌ مفتوحةٌ كمسلمون أو ياءٌ مكسورٌ ما قبلها ونونٌ مفتوحةٌ نحو مسلمين
تعريف الجمع المؤنث السالم	هو ما أُلحِقَ بآخره ألفٌ وتاءٌ نحو مسلمات
تعريف المصدر	اسمٌ يدلّ على الحدث فقط ويُشتقّ منه الأفعالُ كضَرْبٍ
تعريف اسم الفاعل	اسمٌ يُشتقّ من فعلٍ ليدلّ على من قام به الفعلُ بمعنى الحُدُوث كضاربٍ ومُدْخِلٍ
تعريف اسم المفعول	اسمٌ مشتقٌّ من فعلٍ متعدٍّ ليدلّ على من وقع عليه الفعلُ كمضروبٍ ومُدْخَلٍ
تعريف الصفة المشبهة	اسمٌ مشتقٌّ من فعلٍ لازمٍ ليدلّ على من قام به الفعلُ بمعنى الثُّبُوت كحسنٍ وصعبٍ وظريفٍ
تعريف اسم التفضيل	اسمٌ مشتقٌّ من فعلٍ ليدلّ على الموصوف بزيادةٍ على غيره نحو زيدٌ أفضلُ الناسِ
تعريف الماضي	هو فعلٌ دلّ على زمانٍ قبل زمانك كضَرَبَ
تعريف المضارع	هو فعلٌ يُشبه الاسمَ بإحدى حروفِ أتين في أوّله لفظًا في اتّفاق الحركات والسكنات نحو يَضْرِبُ
تعريف الأمر	هو صيغةٌ يُطلَب بها الفعلُ من الفاعل **المخاطب** نحو اُنْصُرْ
تعريف فعل ما لم يُسمّ فاعله	هو فعلٌ حُذِفَ فاعله وأُقيم المفعولُ به مقامه نحو ضُرِبَ

تعريف الفعل المتعدي	هو ما يتوقف فهم معناه على غير الفاعل كضرب زيد عمرًا
تعريف الفعل اللازم	هو ما لا يتوقف فهم معناه على غير الفاعل كقعد زيد
تعريف الأفعال الناقصة	هي أفعال وضعت لتقرير الفاعل على صفة غير صفة مصدرها نحو كان زيد قائمًا
تعريف أفعال المقاربة	هي أفعال وضعت للدلالة على دنو الخبر لفاعلها نحو عسى زيد أن يقوم
تعريف فعل التعجب	ما وضع لإنشاء التعجب نحو ما أحسن زيدًا
تعريف أفعال المدح والذم	ما وضع لإنشاء مدح أو ذم نحو نعم الرجل زيد وبئس الرجل زيد
تعريف حروف الجر	حروف وضعت لإفضاء الفعل وشبهه أو معنى الفعل إلى ما يليه نحو مررت بزيد وأنا مار بزيد وهذا في الدار أبوك
من	هي لابتداء الغاية نحو سرت من البصرة إلى الكوفة
إلى	هي لانتهاء الغاية نحو سرت من البصرة إلى الكوفة
حتى	هي مثل إلى نحو نمت البارحة حتى الصباح
في	هي للظرفية نحو زيد في الدار
الباء	هي للإلصاق نحو مررت بزيد
اللام	هي للاختصاص نحو الجل للفرس
رب	هي للتقليل نحو رب رجل كريم لقيته
واو رب	هي الواو التي يبتدأ بها في أول الكلام كقول الشاعر وبلدة ليس بها أنيس إلا اليعافير وإلا العيس
واو القسم	هي تختص بالظاهر نحو والله والرحمن لأضربن فلا يقال وك
تاء القسم	هي تختص بالله وحده فلا يقال بالرحمن وقولهم ترب الكعبة شاذ
باء القسم	هي تدخل على الظاهر والمضمر نحو بالله وبالرحمن وبك
على	هي للاستعلاء نحو زيد على السطح

الكاف	هي للتشبيه نحو: زيدٌ كعمرٍو
مذ ومنذ	للزمان ما الابتداء في الماضي كما تقول في شعبان: ما رأيته مذ رجب وللظرفية في الحاضر نحو: ما رأيته مذ شهرنا ومذ يومنا أي في شهرنا وفي يومنا
خلا وعدا وحاشا	للاستثناء نحو: جاءني القومُ خلا زيدٍ وحاشا عمرٍو وعدا بكرٍ
الحروف المشبهة بالفعل	ستة: إنَّ وأنَّ وكأنَّ وليتَ ولكنَّ ولعلَّ وهذه الحروف تدخل على الجملة الاسمية تنصب الاسم وترفع الخبر نحو: إنَّ زيدًا قائمٌ
حروف العطف	عشرة: الواو والفاء وثمَّ وحتّى وأوْ وإمّا وأمْ ولا وبلْ ولكنْ
الواو	هي للجمع مطلقًا نحو: جاء زيدٌ وعمرٌو سواء كان زيدٌ متقدمًا في المجيء أم عمرٌو
الفاء	هي للترتيب بلا مهلة نحو: قام زيدٌ فعمرٌو
ثمّ	هي للترتيب بمهلة نحو: دخل زيدٌ ثمّ عمرٌو
حتّى	هي كثمَّ في الترتيب والمهلة إلا أنّ مهلتها أقلُّ من مهلة ثمّ نحو: مات الناسُ حتّى الأنبياءُ
أو وإمّا	ثلاثتها لثبوت الحكم لأحد الأمرين مبهمًا لا بعينه نحو: مررتُ برجلٍ أو امرأةٍ وإمّا إنّما تكون حرف العطف إذا تقدّم عليها إمّا أخرى نحو: العددُ إمّا زوجٌ وإمّا فردٌ
أم المتصلة	هي ما يُسأل بها عن تعيين أحد الأمرين والسائل بها يعلم ثبوت أحدهما مبهمًا نحو: أزيدٌ عندك أم عمرٌو؟
أم المنقطعة	هي ما تكون بمعنى بل مع الهمزة كما إذا رأيتَ شبحًا من بعيد وقلتَ إنّها لإبلٌ على سبيل القطع ثمّ حصل لك الشكُّ أنّها شاةٌ فقلتَ أمْ هي شاةٌ تقصد الإعراض عن الإخبار الأوّل واستئناف سؤالٍ آخر معناه بل أهي شاةٌ؟
لا وبل ولكن	لثبوت الحكم لأحد الأمرين معيّنًا نحو: جاءني زيدٌ لا عمرٌو

بل	للإضراب عن الأول والإثبات للثاني نحو جاء زيد بل عمرو
لكن	هي للاستدراك ويتوسطها النفي قبله نحو ما جاء زيد لكن عمرو و بعده نحو قام بكر لكن خالد لم يقم
حروف التنبيه	ثلاثة ألا وأما وها وُضِعت لتنبيه المخاطب لئلا يفوته شيء من الكلام نحو قوله تعالى ﴿ألا إنهم هم المفسدون﴾
حروف النداء	خمسة يا وأيا وهيا وأي و الهمزة المفتوحة فأي والهمزة المفتوحة للقريب وأيا وهيا للبعيد ويا لهما وللمتوسط
حروف الإيجاب	ستة نعم وبلى وأجل وجير وإنّ وإي
نعم	هي لتقرير كلام سابق مثبتًا كان أو منفيًا نحو أجاء زيد؟ فقلت نعم وأما جاء؟ فقلت نعم
بلى	تختص بإيجاب ما نفي استفهامًا كقوله تعالى ﴿ألست بربكم قالوا بلى﴾ أو خبرًا كما تقول لم يقم زيد فقلت بلى أي قد قام
إي	هي للإثبات بعد الاستفهام وشرطها القسم كما إذا قيل هل كان كذا؟ قلت إي والله
أجل وجير وإنّ	لتصديق الخبر كما إذا قيل جاء زيد فقلت أجل وجير وإنّ أي أصدقك في هذا الخبر
حروف الزيادة	سبعة إنْ وأنْ وما ولا ومِنْ والباء واللام
إنْ	تزاد مع ما النافية نحو ما إن زيد قائم ومع ما **المصدرية** نحو انتظر ما إن يجلس الأمير ومع لمّا نحو لمّا إن جلست جلستُ
أنْ	تزاد مع لمّا نحو قوله تعالى ﴿فلمّا أن جاء البشير﴾ وبين واو القسم و لو نحو والله أن لو قمت قمتُ
ما	تزاد مع إذا ومتى وأي وأين وإن الشرطية كما تقول إذا ما صمت صمتُ وكذا البواقي وبعد بعض حروف الجر نحو قوله تعالى ﴿فبما رحمة من الله﴾ و﴿عمّا قليل ليصبحن نادمين﴾ و﴿مما خطيئاتهم أغرقوا فأدخلوا نارًا﴾ و زيد صديقي كما أن عمرو أخي

لَا	تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْيِ نَحْوُ مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَ لَا عَمْرٌو وَبَعْدَ أَنْ الْمَصْدَرِيَّةِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى: قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ وَ قَبْلَ الْقَسَمِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى :لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنَى أُقْسِمُ
مِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ	فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا فِيْ حُرُوْفِ الْجَرِّ فَلَا نُعِيْدُهُ
حُرُوْفُ التَّفْسِيْرِ	اِثْنَانِ أَيْ وَأَنْ
أَيْ	كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ أَيْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ
أَنْ	إِنَّمَا يُفَسَّرُ بِهَا بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى : وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ
حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ	ثَلَاثَةٌ مَا وَأَنْ وَأَنَّ
مَا وَأَنْ	لِلْجُمْلَةِ الْفِعْلِيَّةِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ أَيْ بِرَحْبِهَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ: يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ =وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا وَأَنْ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَيْ قَوْلَهُمْ
أَنَّ	لِلْجُمْلَةِ الْإِسْمِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ أَنَّكَ قَائِمٌ أَيْ عَلِمْتُ قِيَامَكَ
حُرُوْفُ التَّحْضِيْضِ	هِيَ أَرْبَعَةٌ هَلَّا وَأَلَا وَلَوْلَا وَلَوْمَا وَلَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَأْكُلُ وَلَوْمٌ إِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا وَحِيْنَئِذٍ لَا تَكُوْنُ تَحْضِيْضًا إِلَّا بِاعْتِبَارِ مَا فَاتَ
لَوْلَا	لِمَعْنًى آخَرَ وَهُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْأُوْلَى نَحْوُ لَوْلَا عَلِيٌّ هَلَكَ عُمَرُ وَحِيْنَئِذٍ يَحْتَاجُ إِلَى الْجُمْلَتَيْنِ أُوْلَاهُمَا اِسْمِيَّةٌ أَبَدًا
حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ	هِيَ فِي الْمَاضِيْ لِتَقْرِيْبِ الْمَاضِيْ إِلَى الْحَالِ نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ أَيْ قُبَيْلَ هٰذَا وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّأْكِيْدِ إِذَا كَانَ جَوَابًا لِمَنْ يَسْأَلُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ؟ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَفِي الْمُضَارِعِ لِلتَّقْلِيْلِ نَحْوُ إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ وَإِنَّ الْجَوَادَ قَدْ يَبْخَلُ وَقَدْ يَجِيْءُ لِلتَّحْقِيْقِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ
حَرْفَا الْإِسْتِفْهَامِ	اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ وَلَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ إِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ؟ أَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟

حُرُوْفُ الشَّرْطِ	ثَلَاثَةٌ: إِنْ وَلَوْ وَأَمَّا وَ لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلَى جُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا أَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ أَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ
إِنْ	لِلْاِسْتِقْبَالِ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ إِنْ زُرْتَنِيْ فَأُكْرِمُکَ
لَوْ	لِلْمَاضِيْ وَإِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ أَكْرَمْتُکَ
أَمَّا	لِتَفْصِيْلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلًا نَحْوُ اَلنَّاسُ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ أَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ
حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا	وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَكَلِّمِ وَرَدْعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ أَهَانَنِ كَلَّا أَيْ لَا تَتَكَلَّمْ بِهٰذَا فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِکَ
تَاءُ التَّأْنِيْثِ السَّاكِنَةُ	تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِيَدُلَّ عَلَى تَأْنِيْثِ مَا أُسْنِدَ إِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ
اَلتَّنْوِيْنُ	نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ آخِرِ الْكَلِمَةِ وَلَا لِتَأْكِيْدِ الْفِعْلِ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّمَكُّنِ	هُوَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضَى الْاِسْمِيَّةِ أَيْ أَنَّهُ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّنْكِيْرِ	هُوَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْاِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ أَيْ أُسْكُتْ سُكُوْتًا مَا فِيْ وَقْتٍ مَا وَأَمَّا صَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ أُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْآنَ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلْعِوَضِ	هُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ نَحْوُ حِيْنَئِذٍ وَسَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ أَيْ حِيْنَ إِذْ كَانَ كَذَا
اَلتَّنْوِيْنُ لِلْمُقَابَلَةِ	هُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِيْ يَلْحَقُ جَمْعَ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ
اَلتَّنْوِيْنُ لِلتَّرَنُّمِ	هُوَ الَّذِيْ يَلْحَقُ بِآخِرِ الْأَبْيَاتِ وَ الْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ: أَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ = وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ وَكَقَوْلِهِ يَا أَبَتَا عَلَّکَ أَوْ عَسَاکَنْ
نُوْنُ التَّأْكِيْدِ	وُضِعَتْ لِتَأْكِيْدِ الْأَمْرِ وَالْمُضَارِعِ إِذَا كَانَ فِيْهِ طَلَبٌ بِأَزَاءِ قَدْ لِتَأْكِيْدِ الْمَاضِيْ وَهِيَ عَلَى ضَرْبَيْنِ خَفِيْفَةٌ أَيْ سَاكِنَةٌ أَبَدًا نَحْوُ اِضْرِبَنْ وَالثَّقِيْلَةُ مَفْتُوْحَةٌ أَبَدًا إِنْ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَكْسُوْرَةٌ إِنْ كَانَ قَبْلَهَا أَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ

وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ فِى الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ

……«تَمَّتْ بِالْخَيْرِ»……

آج بروز جمعرات 2 جمادی الاول 1434 ہجری بمطابق 14 مارچ 2013ء بمقام جامع مسجد فاطمہ (غازی ٹاؤن نمبر 1 ملیر) **ہدایۃ النحو** کی شرح مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ محض اللہ ہی کا احسان اور اس کا فضل ہے۔ اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والوں سے گزارش ہے کہ بندہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہم سب کا حامی اور مددگار ہے۔

معارف النحو

اردو شرح

ہدایۃ النحو

مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345